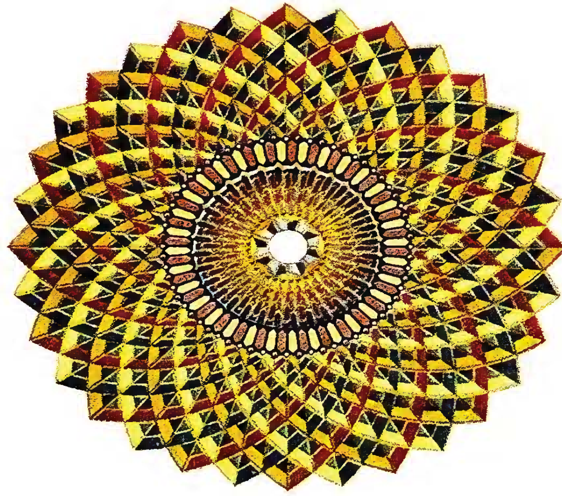
هدایۃ الممتری عن غوایۃ المفتری

یعنی

اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ



مصنف

مناظر اسلام

حضرت مولانا عبدالغنی پٹیالوی رحمۃ اللہ علیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان - فون : 061-4783486

ہدایۃ الممتری عن غوایۃ المفتری

یعنی

اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ

مصنف

مناظر اسلام

حضرت مولانا عبدالغنی پٹیالوی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان۔ 061-4783486

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب : هداية الممترى عن غواية المفترى
یعنی اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ

مصنف : مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ

صفحات : ۳۶۴

قیمت : ۱۵۰ روپے

طبع اوّل : ۱۹۲۷ء

طبع دوم : دسمبر ۱۹۷۸ء (ملتان)

طبع سوم : ۱۹۸۶ء (دارالعلوم دیوبند، انڈیا)

طبع چہارم : جنوری ۱۹۸۸ء (ملتان)

طبع پنجم : نومبر ۲۰۰۶ء (احتساب قادیانیت جلد ۱۷)

طبع ششم : جولائی ۲۰۱۷ء

مطبع : طیب شمشاد پرنٹرز، لاہور

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

مقدمۂ ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ !علمائے امت نے قادیانی فتنہ کے کسی پہلو کو تشنۂ بحث نہیں چھوڑا، بلکہ اس کے جلی وخفی تمام گوشوں کو بالکل واضح کردیا ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی حجت اس کے بندوں پر قائم ہوجائے اور کوئی شخص کل میدان محشر میں یہ نہ کہہ سکے کہ اہل علم کے ذمہ ہماری راہنمائی کا جو فریضہ عائد تھا وہ انہوں نے ادا نہیں کیا۔

قادیانیت پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں سے یہ کتاب، جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس میں اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ پیش کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ قادیانیت نے کن کن امور میں اسلام سے خروج وانحراف کا راستہ اختیار کیا ہے اور اسلامی عقائد بالخصوص عقیدۂ ختم نبوت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام کو ایسے قطعی دلائل وبراہین سے آراستہ کیا ہے کہ ایک سلیم الفطرت آدمی کو اسلامی عقائد کی حقانیت میں ذرا بھی شبہ نہیں رہ جاتا۔

''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کی جانب سے ''رئیس قادیان'' مؤلفہ ابوالقاسم رفیق دلاوری مرحوم، ''خاتم النبیین'' (فارسی، اردو) مؤلفہ امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ، ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' از حضرت کشمیریؒ، ''مغالطات مرزا'' از مولانا نور محمد خان، ''مجموعہ رسائل'' از مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری اور دیگر بہت سے رسائل شائع ہو چکے ہیں۔ الحمدللہ کہ احباب کی فرمائش پر آج ہم مولانا عبدالغنی صاحب پٹیالویؒ کی اس کتاب کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

مقام مسرت ہے کہ حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوری نوراللہ مرقدہ، کے مدرسہ ''جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر۵'' میں یہ کتاب شامل نصاب کرلی گئی ہے۔ ہم دیگر اکابر سے بھی یہ توقع رکھیں گے کہ وہ اس طرف بطور خاص توجہ فرمائیں۔

والحمدللہ اولاً وآخراً!

محمد یوسف لدھیانوی
مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، پاکستان
۱۲؍محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

تعارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ، امابعد!

۱...... مدرسہ عین العلم شاہجہان پور۔ یو۔ پی کے صدر مدرس حضرت مولانا عبدالغنی پٹیالوی نے ۱۹۲۷ء میں ھدایۃ الممتری عن غوایۃ المفتری کے نام سے یہ کتاب تالیف کی۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کتاب میں اسلام اور قادیانیت کا تقابل کر کے قادیانی کفر کو واشگاف الفاظ میں مدلل ومبرہن طور پر ثابت کیا ہے۔ دسمبر ۱۹۷۸ء اور جنوری ۱۹۸۸ء میں اس کے دو ایڈیشن اشاعت اوّل کا عکس لے کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے ''اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ'' کے نام پر شائع کیے گئے۔ ۱۹۸۶ء میں کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت نے بھی انڈیا سے اس کو شائع کیا۔

مصنف مرحوم بہت بڑے عالم دین اور بزرگ رہنما تھے۔ مدرسہ عین العلم شاہجہان پور کے صدر مدرس اور مدرسہ امینیہ دہلی میں مدرس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ کے تبحر علمی پر یہ کتاب ''شاہد عدل'' ہے۔ آج تک اس کتاب کے تمام ایڈیشن اس طرح شائع ہوتے رہے کہ ایک صفحہ کے دو کالم بنا کر پہلا دایاں کالم اسلامی عقیدہ اور دوسرا بایاں کالم قادیانی عقیدہ کے لئے مختص کر کے تقابل پر شائع کیا گیا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اس کتاب کے نہ صرف معترف ومداح بلکہ قدردان تھے۔ ہر وہ شخص جس نے اس کتاب کے بالاستیعاب مطالعہ کا شرف حاصل کیا وہی اس کتاب کا گرویدہ ہو گیا اور واقعہ بھی یہی ہے کہ اس کی ہر بحث فیصلہ کن اور لاجواب وبے مثال ہے۔ جامعہ خیر المدارس ملتان کے

استاذ التفسیر حضرت مولانا محمد عابد صاحب مدظلہ کا عرصہ سے اصرار تھا کہ اسے کمپیوٹر پر شائع کیا جائے اور بجائے دو کالموں کے عام مروجہ کتابوں کی طرح پہلے ایک بحث (عقیدہ اسلامی نمبر ا) مکمل ہو جائے اور پھر قادیانی عقیدہ نمبر ا کو درج کیا جائے۔ ہمارے مخدوم حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری مرحوم امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی نے بھی اس تجویز کی تائید وتصویب فرمائی۔ ہر چند کہ یہ کام خاصہ مشکل اور عرق ریزی کا طالب تھا۔ اشاعت اوّل جولائی ۱۹۲۷ء سے آج ۲۰۰۶ء تک مکمل اسّی (۸۰) سال بعد کے حوالجات کو جدید قادیانی کتب ورسائل سے تخریج کر کے کمپوز کرانے کا مرحلہ، کے۔ٹو کی چوٹی سر کرنے کے مترادف تھا۔ لیکن محض اللہ تعالیٰ کی عنایت، فضل وکرم، احسان وتوفیق سے کمر باندھ لی اور اس عمل سے فارغ ہوئے۔ پروف پڑھنے میں یقیناً کمی وکوتاہی ہوئی ہوگی۔ لیکن اپنی طرف سے تصحیح وتخریج میں امکانی حد تک جان کھپائی ہے۔ بااین ہمہ اس میں جو غلطی نظر آئے اس سے قارئین مطلع فرمائیں تو یہ کار خیر میں تعاون ہوگا۔ بالکل کتاب کی یہ نئی ترتیب ان شاء اللہ مفید ہوگی اور اس سے استفادہ پہلے کی نسبت بہت آسان ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسا ہی فرمادیں۔ وما ذالك علیٰ اللّٰه بعزیز!

ضروری نوٹ

اب شوال ۱۴۳۸ھ سے یہ کتاب مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے درجہ تخصص فی الفقہ اور درجہ تخصص ختم نبوت کے نصاب میں شامل کی گئی ہے۔ لہٰذا اسے دوبارہ احتساب قادیانیت جلد ۱۷ سے لے کر علیحدہ شائع کر رہے ہیں۔ والسلام!

(فقیر) اللہ وسایا

۱۷؍جولائی ۲۰۱۷ء، ملتان

تفصیلی فہرست کتاب اسلام اور قادیانیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

دیباچہ

الحمدللّٰہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفے ۰ اما بعد فقد قال رسول اللہ ﷺ انہ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی! (جامع ترمذی ج۲ص۴۵باب لاتقوم الساعۃ حتیٰ یخرج کذابون)

ختم نبوت کا عقیدہ اسلام میں ایک ایسا معروف ومشہور اور مسلم عقیدہ ہے کہ اس میں کسی شخص کو چون وچرا کی گنجائش نہیں۔ قرآن کریم وحدیث اور اجماع امت ناطق ہے کہ سید الاولین والآخرین جناب محمد رسول اللہ ﷺ خدا کے آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ حدیث مذکورہ بالا میں اس کا بھی بیان ہے کہ امت محمدیہ میں تیس کاذب شخص ایسے ہوں گے جن میں سے ہر ایک اپنے آپ کو غلط طور پر نبی کہے گا۔ حالانکہ (بنص قطعی) حضور خاتم النّبیین ﷺ ہیں اور آپ کے بعد کوئی بھی منصب نبوت پر فائز نہیں ہوسکتا۔ اس قسم کی صاف وصریح نصوص کے ہوتے ہوئے چاہئے تو یہ تھا کہ ہر شخص حضور ﷺ ہی کی اتباع میں اپنی سعادت یقین کرتا اور دین حنیف کامل سے اعراض کر کے اپنے واسطے کوئی دوسرا راستہ نہ تلاش کرتا۔ مگر تاریخ بتاتی ہے کہ دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہی ہوئے۔ جنہوں نے باوجود ادّعائے اسلام حضور ﷺ کے بعد نہایت بلند آہنگی کے ساتھ اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور کمال دلیری اور جرأت کے ساتھ اس کا اعلان کیا کہ بدون ہم پر ایمان لائے کسی کی نجات نہیں ہوسکتی۔ ہندوستان میں جن لوگوں نے اس قسم کے دعوے کئے۔ ان میں سے مرزاغلام احمد قادیانی خاص طور پر قابل تذکرہ ہیں۔

مرزاقادیانی کے مختصر حالات

مرزاقادیانی کا وطن مالوف قصبہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب ہندوستان ہے۔ ان کے والد حکیم غلام مرتضیٰ قصبہ کے رئیس تھے۔ اردو، فارسی، عربی کے علاوہ انگریزی وغیرہ سے مرزاقادیانی کو واقفیت نہ تھی۔ ابتداءً سیالکوٹ کی کچہری میں محرر ہونے کی حیثیت سے پندرہ روپیہ ماہوار کے ملازم تھے۔ اس کے بعد ترقی کرنے کے شوق میں جب مختار کاری کا امتحان دیا تو اس میں فیل ہوگئے۔ ردوقدح اور بحث ومناظرہ سے ان کو خاص دلچسپی تھی۔ آریوں اور عیسائیوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے رہتے تھے۔ حریف کے بمقابل پیشین گوئیاں کرنے میں مرزاقادیانی نہایت جری اور دلیر تھے۔ بڑے سے بڑا دعویٰ کر لینے میں بھی ان کو کچھ تأمل نہ ہوتا تھا۔

بد دعا: کرنے سے مرزا قادیانی کو خاص ذوق تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ اسوہ حسنہ کو ملحوظ کر اپنے مخالفین کے لئے رشد وہدایت کی دعا کرتے، زلزلے اور طوفان آنے طاعون اور وبائی امراض میں مبتلاء ہونے کی بددعا کرتے رہتے تھے۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم، مولوی ثناء اللہ امرتسری، منکوحہ آسمانی محمدی بیگم وغیرہ کے متعلق جو مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں ہیں وہ سب اسی قسم کی ہیں۔ زلزلوں اور وباؤں کے پھیلنے اور مری پڑنے کی خبر سے بے حد مسرور ہوتے تھے۔ خواہ کسی وجہ سے بھی کسی ملک میں طوفان آئیں، مرزا قادیانی یہی ظاہر کرتے کہ میری تکذیب یا عدم تصدیق سے ایسا ہوا۔

فحش گوئی اور بدزبانی: کرنے سے مرزا قادیانی کو کچھ عار نہ تھی۔ علمائے اسلام وغیرہ پر انہوں نے جو سخت کلامی اور سب وشتم کیا تھا۔ اس کو بعض لوگوں نے چھوٹے چھوٹے رسالوں میں جمع کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو عصائے موسیٰ وغیرہ)

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴، ۱۵، خزائن ج۲۲ ص۴۴۵، ۴۴۶) پر مرزا قادیانی نے ایک شخص کے متعلق کچھ عربی اشعار مع ترجمہ شائع کئے ہیں۔ ان میں سے تین شعر مندرجہ ذیل ہیں ملاحظہ ہوں۔

ومن اللئام اریٰ رجیلا فاسقا — غولا لعینا نطفة السفهاء

شکس خبیث مفسد ومزور — نحس یسمّی السعد فی الجهلاء

اذیتنی خبثا فلست بصادق — ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء

اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں
کہ ایک شیطان ملعون ہے۔ سفیہوں کا نطفہ
بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھانے والا
منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے
تو نے اپنی خباثت سے مجھے بہت دکھ دیا ہے پس میں سچا نہیں ہوں گا
اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو (اے حرامی)

عجب نہیں کہ مرزا قادیانی بھی محسوس کرتے ہوں کہ یہ اشعار تہذیب وشائستگی اور ان کے منصب نبوت کے منافی ہیں۔ شاید اسی وجہ سے انہوں نے تیسرے شعر کے آخر میں جو لفظ ابن بغاء ہے۔ اس کے ترجمہ کو چھوڑ دیا۔ عربی لغت میں ابن لڑکے کو کہتے ہیں اور بغاء کے معنی زنا ہیں۔ اس لحاظ سے ابن بغاء کے جو معنی ہوئے ان کو ہم نے بغرض آگاہی ترجمہ میں بین القوسین اضافہ کر دیا ہے۔ مکرر دیکھ لیا جائے۔ (نجم الہدیٰ ص۱۰، خزائن ج۱۴ ص۵۳) میں لکھتے ہیں کہ:

ان العدا صار وخنازیر الفلا
ونساؤھم من دونھن الاکلب

دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اوران کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں

راست گوئی اور ایفاء وعدہ: کا یہ حال تھا کہ براہین احمدیہ وسراج منیر وغیرہ کی طباعت واشاعت کے واسطے متعدد مرتبہ ہزار ہا روپیہ وصول کئے۔ مگر جس غرض کے لئے روپیہ لیا تھا۔ وہ مرزاقادیانی نے پوری نہ کی۔

غلط حوالہ جات اور کذب بیانی: بھی مرزاقادیانی کے کلام میں بکثرت ہے۔ صحائف رحمانیہ مونگیر اور آئندہ کتاب میں اس موضوع پر کافی مواد موجود ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں نمونہ کے طور پر دو ایک باتیں یہاں بھی درج کی جاتی ہیں۔

(اربعین نمبر۳ ص۱۷، خزائن ج۱۷ ص۴۰۴) پر لکھتے ہیں کہ: ’’لیکن ضرور تھا کہ قرآن واحادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو علمائے اسلامی کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا اور وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتوے دئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا‘‘ اور (حقیقت الوحی ص۳۹۰، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶) میں ہے ’’احادیث نبویہ میں یہ پیش گوئی کی گئی ہے کہ آنحضرتﷺ کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔‘‘ (تنبیہ) قرآن کریم اور احادیث نبویہﷺ میں یہ دونوں مضمون کسی جگہ نہیں ہیں۔ محض کذب بیانی ہے۔

دینداری: کی یہ کیفیت تھی کہ باوجود رئیس اعظم ہونے کے تمام عمر زیارت نبویﷺ اور حج فرض ادا کرنے کی نوبت نہ آئی۔ شریعت محمدیہﷺ میں تصویر کشی پر سخت سے سخت وعیدیں آئی ہیں۔ مگر مرزاقادیانی ہمیشہ اپنی تصویر کھچواتے اور شائع کرتے رہے۔

دیانت داری اور معاملات: کے متعلق مرزاقادیانی کی قلبی حالت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ وہ خود اپنی بابت (حقیقت الوحی ص۲۴۳، خزائن ج۲۲ ص۲۵۴) میں لکھتے ہیں کہ: ’’بعض غیر قابض جدی شرکاء نے جو قادیان کی ملکیت میں ہمارے (مرزاقادیانی) شریک تھے۔ جب دخلیابی کا دعویٰ عدالت گورداسپور میں کیا تب میں نے (مرزاقادیانی) دعا کی کہ وہ اپنے مقدمہ میں ناکام رہیں۔ اس کے جواب میں خداتعالیٰ نے فرمایا کہ اجیب کل دعائك الا فی شرکائك یعنی میں تیری ساری دعائیں قبول کروں گا۔ مگر شرکاء کے بارہ میں نہیں‘‘ کسی شخص

کو اس کے جائز حق سے محروم کرنے کے واسطے دعا کرنا کہاں تک قرین انصاف اور شان نبوت کے مناسب ہے؟۔ اس کا فیصلہ خود ناظرین کرلیں۔

ولادت ووفات: مرزا قادیانی کی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی اور ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں فوت ہوکر قادیان دفن کئے گئے۔ بتدریج مرزا قادیانی نے متعدد دعوے کئے۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے دعویٰ کرنے میں اس قدر دجل وفریب اور چالاکی سے کام لیا ہے کہ ان کی دو چار کتابوں کو دیکھ کر یہ معلوم کر لینا کہ وہ کون اور کیا تھے؟۔ ہر شخص کا کام نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کی تالیفات تلبیس اور متضاد باتوں سے پر ہیں۔ جب تک کہ اسلامی تعلیم سے کماحقہ واقفیت نہ ہو اور تیقظ وتدبر کے ساتھ ان کی کافی کتابوں کا مطالعہ نہ کیا جائے۔ ان کے دعوؤں اور دلائل کی حقیقت منکشف نہیں ہوسکتی۔ چونکہ مرزا قادیانی نے ملک کے سامنے اپنے آپ کو باکمال لوگوں کی صورت میں پیش کیا تھا۔ اس وجہ سے تمام چیزیں کراماتی رنگ میں ظاہر کرتے تھے۔ حامی سنت ماحی بدعت جامع منقول ومعقول حاوی فروع واصول حضرت مولانا مولوی عبدالغنیؒ خان صاحب پٹیالوی صدر مدرس مدرسہ عین العلم شاہ جہاں پور کی اس جدید تالیف کو جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پڑھ لینے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ہر فہیم پر روز روشن کی طرح واضح ہوجائے گا کہ شرعی نقطۂ نظر سے مرزا قادیانی کی حیثیت کیا ہے؟۔ مولانا موصوف نے اس کتاب میں مرزا قادیانی کے دعوؤں اور ان کے اصولی عقائد سے محققانہ بحث کی ہے۔ ۱۹۲۷ء میں محلہ تارین تکلی شاہ جہان پور کی مسجد پر مرزائیوں اور مسلمانوں میں جو مقدمہ درپیش تھا۔ جس میں کہ اہل اسلام ہائیکورٹ الہ آباد تک کامیاب رہے۔ اس میں آپ گواہ تھے اس سلسلہ میں آپ کو مرزا قادیانی کی تصنیفات اور دیگر موافق ومخالف کتابوں کے مطالعہ کا اتفاق ہوا۔ تمام چھان بین کے بعد آخر میں جس نتیجہ پر پہنچے اس کو مولانا موصوف نے بغرض افادہ عام اس کتاب [1] میں حوالہ قلم فرمایا ہے۔ مسلمانوں اور مرزائیوں کے عقائد علیحدہ علیحدہ درج ہیں۔ اسلامی عقائد کے ثبوت میں قرآن وحدیث اور اکابر امت کی تصریحات پیش کی گئی ہیں اور مرزائی عقائد کے بیان میں مرزا قادیانی اور ان کے خلیفہ وغیرہ کی عبارات منقول ہیں۔ اس طریق سے ناظرین کو ہر دو فریق کے عقائد بیک وقت معلوم

---

[1] کتاب کے نام میں ہدایت کے صلہ میں عن تضمین معنی ابعاد کی وجہ سے ہے۔
’’کمافی قوله تعالیٰ وما انت بهادی العمی عن ضلالتهم (النمل:۸۱)‘‘

کرنے میں بے حد سہولت ہوگی۔ کتاب اس قدر جامع ہے کہ اس کو پڑھ لینے کے بعد ناظرین بیسیوں کتابوں کے مطالعہ سے مستغنی ہو جائیں گے۔

مرزائی مذہب کی تنقیح اور جانچ پڑتال میں کوئی بحث ایسی نہ ہوگی جس پر اس میں کافی روشنی نہ ڈالی گئی ہو۔ ختم نبوت اور حیات مسیح کی بحث خاص طور پر قابل دید ہے۔ ممکن ہے کہ بعض صاحبان کو کتاب ضخیم نظر آئے لیکن جن حضرات نے مرزائی رسائل اور ان کے قیل وقال کا مطالعہ کیا ہے وہ یقیناً اس کو مختصر قرار دیں گے۔ حضرت مولانا نے عموماً مرزائیوں کے دلائل کا چھوٹے چھوٹے جملوں سے ابطال کیا ہے۔ بعض جگہ محض اشارات پر بھی اکتفاء کیا گیا ہے۔ ناظرین کو چاہئے کہ کتاب کا بغور مطالعہ فرمائیں۔ مرزائی صاحبان بھی نیک نیتی اور انصاف کے ساتھ اس کو پڑھیں اور حق واضح ہو جانے پر سچائی کو قبول کر لیں۔ خدا اور رسول ﷺ کے مقابلہ میں ضد اور نفسانیت پر قائم رہنا مدد دینے کی بات ہے۔ واللہ الموفق والمعین!

کتبہ الاحقر محمد کفایت اللہ غفر لہ ولوالدیہ

مدرس مدرسہ سعیدیہ جامع مسجد شاہ جہانپور

مسلمانوں کا عقیدہ نمبر۱... ختم نبوت

۱...... اسلام کے عقیدے میں حضور سرور کائنات ﷺ تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کے ختم کرنے والے اور آخر الانبیاء ہیں۔ حضور ﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت ورسالت عطاء نہیں کیا جاسکتا۔ باب نبوت ورسالت مطلقاً مسدود ہے۔ مدعی نبوت ورسالت کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

قرآن کریم سے ثبوت

۱...... ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین (احزاب:٤٠)'' ﴿محمد ﷺ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کو ختم کرنے والے آخری نبی ہیں۔﴾

نوٹ! یہ صریح نص ہے اس بات پر کہ آنحضرت ﷺ تمام نبیوں سے آخر اور تمام نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ اب آپؐ کے بعد کسی کو منصب نبوت پر فائز نہ کیا جائے گا۔ یہ منصب منقطع ہو چکا۔

ختم نبوت کی تائید میں اس آیت کی دوسری قرأت

ا...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت میں ولکن نبیا ختم النّبیین!
ہے جس میں صاف اعلان ہے کہ آپ ایسے نبی ﷺ ہیں جن نے تمام نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔
نوٹ! جاہلیت میں عرب کی قبیح رسموں میں سے ایک رسم متبنیٰ یعنی لے پالک بیٹے کی بھی تھی اور لے پالک کو حقیقی نسبی بیٹا سمجھتے تھے۔ اسی کا بیٹا کہہ کر پکارتے تھے۔ وراثت، رشتہ ناتا، حلت وحرمت کے تمام احکام میں حقیقی بیٹا قرار دیتے تھے۔ جس میں اختلاط نسب غیر وارث کو اپنی طرف سے وارث بنانا۔ ایک حلال کو اپنی طرف سے حرام قرار دینا اور دیگر مفاسد کو مشتمل تھا۔ اسی رسم کی بناء پر نزول حکم سے پہلے حضور علیہ السلام نے بھی زید بن الحارثؓ کو متبنیٰ بنایا تھا۔ رسم عرب کے مطابق زید بن محمد کہہ کر پکارے جاتے تھے۔ جب اس رسم کو توڑا گیا تو حکم ہوا۔ ''ادعوهم لاباۤئهم (احزاب:۵)'' لے پالکوں کو انہی کے باپوں کی نسبت سے پکارا جائے اور ممانعت کی گئی کہ زید بن محمدؐ مت کہو۔ بلکہ زید بن حارثؓ کہو۔ کیونکہ محمد ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔ چونکہ اس میں بظاہر یہ شبہ ہوسکتا تھا کہ اس سے پہلے نازل ہو چکا ہے۔ ''ازواجه امهاتهم (احزاب:٦)'' کہ حضور ﷺ کی ازواج امت کی مائیں ہیں۔ جس سے حضور ﷺ کا باپ ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ تو پھر یہ ابوت کی کیسے نفی کی جارہی ہے اور جب آپؐ امت کے باپ نہیں تو امت پر شفیق بھی نہیں ہوسکتے اور نیز جب ہر نبی اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے تو یہاں ابوت کی نفی سے نبوت کی نفی کا ایہام پیدا ہوتا تھا۔ جس کا ازالہ ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین! سے بطور استدراک کیا گیا کہ آپؐ کسی مرد کے نسبی باپ نہیں ہیں۔ ہاں اللہ کے رسول ہیں اور رسول امت کا روحانی باپ ہوتا ہے اور اپنی اولاد پر نسبی باپ سے بھی زیادہ شفیق ہوتا ہے۔ اس کے بعد اسی کمال شفقت کو بیان کرنے کے لئے فرمایا وخاتم النّبیین! یعنی اوّل تو ہر نبی اپنی امت کا باپ اور امت پر شفقت کرنے والا ہوتا ہے۔ لیکن یہ رسول ﷺ تو خاتم النّبیین ہیں۔ جن کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ ایسی حالت میں ان کی شفقت کی کیا انتہا ہوگی؟۔ امت کی ہدایت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے۔ کیونکہ وہ رسل جن کے بعد دوسرے انبیاء آنے والے ہیں۔ اگر ان سے کوئی چیز رہ جائے تو بعد میں آنے والے اس کی تکمیل کر سکتے ہیں۔ لیکن جس کی اولاد کا قیامت تک اور کوئی سہارا نہ ہو تو باپ کی شفقت میں کس قدر رجحان ہوگا؟۔ اور نیز یہ لفظ عام ہے۔ جیسے ختم زمانی پر دلالت کرتا ہے ختم مرتبی پر بھی دلالت کرتا ہے۔ یعنی حضور ﷺ باعتبار زمانہ وباعتبار مرتبہ ہر طرح خاتم النّبیین ہیں۔ جیسے آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ایسے ہی تمام مدارج ومراتب نبوت

کے سلسلے بھی آپؐ پر ختم ہو گئے۔ لہٰذا آپؐ سے بڑھ کر کوئی نبی امت پر شفیق نہیں ہو سکتا اور نہ آپؐ کے بعد کسی نبی کی گنجائش باقی۔

ختم نبوت کی تائید میں قرآن مجید کی دیگر آیات

۱...... ''هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله (صف:۹)'' ﴿اللہ وہ ذات ہے کہ جس نے اپنے رسول محمد ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے تا کہ تمام ادیان پر بلند اور غالب کرے۔﴾

نوٹ! غلبہ اور بلند کرنے کی یہ صورت ہے کہ حضور ﷺ ہی کی نبوت اور وحی پر مستقل طور پر ایمان لانے اور اس پر عمل کرنے کو فرض کیا ہے اور تمام انبیاء کی نبوتوں اور وحیوں پر ایمان لانے کو اس کے تابع کر دیا ہے اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ آپ کی بعثت سب انبیاء سے آخر ہو اور آپ کی نبوت پر ایمان لانا سب نبیوں پر ایمان لانے کو مشتمل ہو۔ بالفرض اگر آپؐ کے بعد کوئی نبی باعتبار نبوت مبعوث ہو تو اس کی نبوت پر اور اس کی وحی پر ایمان لانا فرض ہوگا۔ جو دین کا اعلیٰ رکن ہوگا۔ تو اس صورت میں تمام ادیان پر غلبہ متصور نہیں ہو سکتا بلکہ حضور ﷺ کی نبوت پر ایمان لانا اور آپ کی وحی پر ایمان لانا مغلوب ہوگا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ پر اور آپ کی وحی پر ایمان رکھتے ہوئے بھی اگر اس نبی اور اس کی وحی پر ایمان نہ لایا تو نجات نہ ہوگی۔ کافروں میں شمار ہوگا۔ کیونکہ صاحب الزمان رسول یہی ہوگا۔ حضور ﷺ صاحب الزماں رسول نہ رہیں گے۔

۲...... ''واذ اخذ الله میثاق النّبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه (آل عمران:۸۱)'' ﴿یعنی جب اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا کہ جب کبھی میں تم کو کتاب اور نبوت دوں پھر تمہارے پاس ایک وہ رسول آجائے جو تمہاری کتابوں اور وحیوں کی تصدیق کرنے والا ہوگا یعنی اگر تم اس کا زمانہ پاؤ تو تم سب ضرور ضرور اس رسول پر ایمان لانا اور ان کی مدد فرض سمجھنا۔﴾

اس سے بکمال وضاحت ظاہر ہے کہ اس رسول مصدق کی بعثت سب نبیوں سے آخر میں ہوگی اور وہ آنحضرت ﷺ ہیں۔

۳...... ''وما ارسلناك الا کافة للناس بشیرا ونذیرا (سبا:۲۸)''
﴿ہم نے تم کو تمام دنیا کے انسانوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا۔﴾

۴...... ''قل یایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعاً (اعراف:۱۵۸)'' ﴿فرما دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ ہوں۔﴾

نوٹ! یہ دونوں آیتیں صاف اعلان کر رہی ہیں کہ حضور ﷺ بغیر استثناء تمام انسانوں کی طرف رسول ﷺ ہو کر تشریف لائے ہیں۔ جیسا کہ خود حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ انا رسول من ادرکت حیا ومن یولد بعدی!

(کنزل العمال ج۱۱ص ۴۰۴، حدیث نمبر ۳۱۸۸۵، وخصائص کبریٰ ج۲ص ۱۸۸)

پس ان آیتوں سے واضح ہے کہ آپ ؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ قیامت تک آپ ؐ ہی صاحب الزمان رسول ہیں۔ بالفرض اگر آپ ؐ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہو تو حضور ﷺ کافۂ ناس کی طرف اللہ تعالیٰ کے صاحب الزمان رسول نہیں ہوسکتے۔ بلکہ براہ راست مستقل طور پر اسی نبی پر اور اس کی وحی پر ایمان لانا اور اس کو اپنی طرف اللہ کا بھیجا ہوا اعتقاد کرنا فرض ہوگا۔ ورنہ نجات ممکن نہیں اور حضور ﷺ کی نبوت اور وحی پر ایمان لانا اس کے ضمن میں داخل ہوگا۔

۵...... ’’وما ارسلنک الا رحمة للعالمین (انبیاء:۱۰۷)‘‘ ﴿میں نے تم کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔﴾

نوٹ! یعنی حضور ﷺ پر ایمان لانا تمام جہان والوں کی نجات کے لئے کافی ہے۔ پس اگر بالفرض آپ ؐ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہو تو آپ ؐ کی امت کو اس پر اور اس کی وحی پر ایمان فرض ہوگا اور اگر آنحضرت ﷺ پر ایمان کامل رکھتے ہوئے بھی اس کی نبوت اور اس کی وحی پر ایمان نہ لائے تو نجات نہ ہوگی اور یہ رحمۃ للعالمین کے منافی ہے کہ اب آپ ؐ پر مستقلاً ایمان لانا کافی نہیں۔ آپ ؐ صاحب الزمان رسول نہیں رہے۔

۶...... ’’الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (مائدہ:۳)‘‘ ﴿آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام ہی پسند کیا۔﴾

نوٹ! گو ہر نبی کا دین اپنے اپنے زمانہ کے اعتبار سے کافی تھا۔ مگر ہر نبی بعد کو مبعوث ہونے والے اپنی نبوت اور اپنی وحیوں پر ایمان لانے کو دین میں اضافہ کر کے دین کی تکمیل کرتے چلے آئے ہیں۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ مبعوث ہوئے اور آپ ؐ کی بعثت سے آپ ؐ کی وحیوں کے نزول کے اختتام پر دین کا اکمال کر دیا کہ آپ ؐ کی نبوت اور وحیوں پر ایمان لانا تمام نبیوں کی نبوتوں اور ان کی وحیوں پر ایمان لانے کو مشتمل ہے۔ اسی لئے اس کے بعد ’’واتممت علیکم نعمتی‘‘ فرمایا نہ ’’فیکم‘‘ یعنی نعمت نبوت کو میں نے تم پر تمام کر دیا۔ لہٰذا دین کے

اکمال اور نعمت نبوت کے اتمام کے بعد کسی کو منصب نبوت نہیں مل سکتا کہ جس کی نبوت اور وحی پر ایمان لایا جائے۔ ورنہ دین کامل نہ ہوگا اور نہ نعمت نبوت کا اتمام ہوگا۔ کیونکہ اس کے بعد ایک نبی کی نبوت اور وحی پر ایمان لانے کا اور اضافہ ہوگا۔ جو دین کا اعلیٰ رکن ہوگا۔ اسی وجہ سے ایک یہودی نے حضرت عمرؓ سے کہا تھا کہ اے امیر المومنین قرآن کی یہ آیت اگر ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید مناتے (رواہ البخاری ج۲ص۶۶۲، باب الیوم اکملت لکم دینکم) اور حضورﷺ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ۸۱ دن زندہ رہے اور اس کے نزول کے بعد کوئی حکم حلال وحرام نازل نہیں ہوا۔

۷...... ’’تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا (فرقان:۱)‘‘ ﴿مبارک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ محمدﷺ پر قرآن کریم نازل فرمایا تاکہ تمام ہی عالم والوں کے لئے نذیر بنے۔﴾

۸...... ’’وماھو الاذکر للعالمین (ص:۸۷)‘‘ ﴿نہیں یہ قرآن مگر تمام جہان والوں کے لئے تذکیر ہے۔﴾

۹...... ’’اوحی الیّ ھذا القرآن لا نذرکم بہ ومن بلغ (انعام:۱۹)‘‘ ﴿میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ میں تم کو اور جن کو بھی یہ قرآن کریم پہنچے ڈراؤں۔﴾

نوٹ! یہ تینوں آیتیں صاف ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔ کیونکہ حضورﷺ ہی تمام جہان کے انسانوں کے لئے جن کو قرآن کے نزول کی خبر پہنچے نذیر ہیں اور سب کے لئے یہی قرآن حجت ہے۔ اب حضورﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔ قیامت تک تمام انسانوں کے لئے حضورﷺ ہی نبی ہیں اور حضورﷺ ہی کی شریعت ہے۔

۱۰...... ’’وان تطیعوہ تھتدوا (نور:۵۴)‘‘ ﴿اگر محمدﷺ کی اطاعت کرو گے تو بس نجات اور ہدایت پا جاؤ گے۔﴾

نوٹ! یہ آیت ختم نبوت پر صاف دلیل ہے کیونکہ اس آیت میں صرف حضورﷺ کی اطاعت کو مدار نجات فرمایا ہے۔ اگر حضورﷺ کے بعد کوئی نبی مقرر ہو کر آئے تو اس وقت حضورﷺ کی اطاعت مدار نجات نہ ہوگی۔ بلکہ نبی جدید صاحب الزمان کی اطاعت میں نجات ہوگی۔ یعنی جب تک اس نبی اور اس کی وحی پر ایمان نہ لائے گا۔ باوجود کمال اتباع حضورﷺ کے بھی نجات نہ ہوگی۔

۱۱...... ''یایها الذین امنوا امنو باللّٰه ورسوله والکتاب الذی نزل علی رسوله والکتاب انزل من قبل (نساء:۱۳۶)'' ﴿اے ایمان لانے والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول محمد ﷺ پر اور اس کتاب پر جس کو اپنے رسول پر نازل کیا ہے اور ان کتابوں پر جو ان سے پہلے نازل کی گئیں۔﴾

نوٹ! یہ آیت بڑی وضاحت سے ثابت کر رہی ہے کہ ہم کو صرف حضور ﷺ کے نبوت اور آپ ﷺ کی وحی اور آپ ﷺ سے پہلے انبیاء علیہم السلام اور ان کی وحیوں پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ اگر بالفرض حضور ﷺ کی بعد کوئی بعہدہ نبوت مشرف کیا جاتا تو ضرور تھا کہ قرآن کریم اس کی نبوت اور وحی پر ایمان لانے کی بھی تاکید فرماتا۔ معلوم ہوا کہ آپ ؐ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔

۱۲...... ''والذین یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك وبالآخرة هم یوقنون ۰ اولئك علیٰ هدی من ربهم واولئك هم المفلحون (بقره:۴،۵)'' ﴿جو ایمان لاتے ہیں اس وحی پر جو آپ ؐ پر نازل کی گئی اور اس وحی پر جو آپ ؐ سے پہلے نازل کی گئی اور دن آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ خدا کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔﴾

۱۳...... ''لکن الراسخون فی العلم منهم والمؤمنون یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك (نساء:۱۶۲)'' ﴿لیکن ان میں سے راسخ فی العلم اور ایمان لانے والے لوگ ایمان لاتے ہیں۔ اس وحی پر جو آپ ﷺ پر نازل ہوئی اور جو آپ ؐ سے پہلے انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی۔﴾

نوٹ! یہ دونوں آیتیں ختم نبوت پر صاف طور سے اعلان کر رہی ہیں بلکہ قرآن کریم میں سینکڑوں جگہ اس قسم کی آیتیں ہیں۔ جن میں ماقبل کے نبیوں کی نبوت اور ان کی وحی پر ایمان رکھنے کے لئے حکم فرمایا گیا۔ لیکن مابعد کے نبیوں کا ذکر بھی نہیں آیا۔ ان دو آیتوں میں صرف حضور ﷺ کی وحی اور حضور ﷺ سے پہلے نبیوں کی وحی پر ایمان لانے کو کافی اور مدار نجات فرمایا گیا ہے۔ اگر حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی بنایا جائے اس کی وحی پر بھی ایمان لانا مدار نجات ہوگا۔ حالانکہ قرآن کریم کے یہ احکام اور دعدے کبھی منسوخ نہیں ہوسکتے۔

۱۴...... ''اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتّبعوا من دونه اولیاء

(اعـــراف:۳) ''﴿اتباع کرو اس وحی کا جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور نہ اتباع کرو اس کے سوا کسی اور رفیقوں کا۔﴾

نوٹ! یہ آیت کریمہ صاف طور سے اعلان کر رہی ہے کہ صرف حضور ﷺ ہی کی وحی کا اتباع اہل عالم کے لئے فرض ہے اور اس وحی کے علاوہ اور کسی وحی کا اتباع جائز نہیں۔ پس اگر آپ کے بعد بھی کوئی وحی نبوت خدا کی طرف سے آنے والی تھی تو اس کی اتباع سے کیوں روکا جاتا ہے اور پھر اس وحی کے نازل کرنے اور نبی کے دنیا میں بھیجنے سے کیا فائدہ ہے۔

۱۵...... ''ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم ۰ وساءت مصیراً (النساء:۱۱۵) ''﴿ہدایت کے ظاہر ہونے کے بعد جو کوئی رسول اللہ ﷺ کے خلاف کرے اور مسلمانوں کے رستہ کے علاوہ غیر کی پیروی کرے ہم اس کو متوجہ کریں گے جدھر متوجہ ہو اور دوزخ میں اس کو ڈالیں گے اور دوزخ برا ٹھکانا ہے۔﴾

نوٹ! اس آیت میں خداوند عالم تمام اہل عالم کو سبیل مؤمنین پر چلنے کی ہدایت فرماتے ہیں اور سبیل مؤمنین سے ہٹنے پر عذاب جہنم کی سخت وعید فرماتے ہیں۔ اگر حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہو تو وہ بھی اپنی اطاعت نہیں کرا سکتا بلکہ سبیل مؤمنین کا اتباع کرنا اس پر فرض ہوگا اور یہ نبوت کے خلاف ہے۔ ''ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن الله (نساء:٦٤) ''اور اس کی بعثت محض بے کار۔

۱۶...... ''انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون (حجر:۹) ''﴿تحقیق ہم نے قرآن کریم کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔﴾

نوٹ! خداوند عالم نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ ہم خود قرآن کریم کی حفاظت فرمائیں گے۔ یعنی محرفین کی تحریف اور متغیرین کے تغیر سے اس کو بچائے رکھیں گے۔ قیامت تک کوئی شخص اس میں ایک حرف اور ایک نقطہ کی بھی کمی زیادتی نہیں کر سکتا اور نیز اس کے احکام کو بھی قائم اور برقرار رکھیں گے۔ اس کے بعد کوئی شریعت نہیں جو اس کو منسوخ کر دے۔ غرض قرآن کریم کے الفاظ اور معانی دونوں کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہو سکتا۔ نہ صاحب شریعت جدیدہ اور نہ ایسا نبی جو کتاب سابق کے متغیر اور محرف اور اصل تعلیم مٹ جانے کے بعد شریعت سابقہ کی وحی کر کے اسی شریعت و کتاب سابق کی اقامت کے لئے مبعوث کیا جاتا ہے۔

تنبیہ! یہ سولہ آیتیں بطور اختصار کے ختم نبوت کے ثبوت اور تائید میں پیش کردی گئیں ورنہ قرآن کریم میں سو(۱۰۰) سے زیادہ آیتیں ختم نبوت پر واضح طور پر دلالت کرنے والی موجود ہیں۔

لفظ خاتم النّبیین کی لغوی تحقیق کتب لغت سے

(مفردات القرآن امام راغب اصفہانیؒ کے ص۱۴۲) میں ہے۔ ''وخاتم النّبیین لا نه ختم النبوة ای تممها بمجیئه'' ﴿حضور ﷺ کو خاتم النّبیین اس لئے کہا ہے کہ آپؐ نے نبوت کو ختم کردیا ہے۔ یعنی آپؐ نے تشریف لاکر نبوت کو تمام فرمایا۔﴾

۲...... صحاح جوہری میں ہے کہ والخاتم والخاتم بکسر التأ وفتحها والخیتام والخاتام کله بمعنیً والجمع الخواتیم وخاتمة الشئی آخره ومحمد ﷺ خاتم الانبیاء علیهم السلام'' ﴿خاتم تِ کی زیر کے ساتھ اور خاتم ت کی زبر کے ساتھ اور ختام اور خاتام سب کے ایک ہی معنی ہیں اور خواتیم جمع آتی ہے اور خاتمہ کے معنی آخر کے ہیں اور اسی معنی سے محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔﴾

۳...... (کلیات ابی البقاص۳۱۹) میں ہے۔ ''وتسمیة نبینا خاتم الانبیاء لان الخاتم اخر القوم قال الله تعالیٰ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النّبیین'' ﴿ہمارے نبی ﷺ کا نام خاتم الانبیاء اس لئے رکھا ہے کہ خاتم آخر قوم کو کہتے ہیں۔ قول الله تعالیٰ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النّبیین! کے یہی معنی ہیں۔﴾

۴...... المحکم لابن السیده میں ہے۔ ''وخاتم کل شئی وخاتمته عاقبته واخره'' ﴿خاتم اور خاتمۃ ہر شے کے انجام اور آخر کو کہتے ہیں۔﴾

(منقول از لسان العرب ج۴ ص۲۵)

۵...... تہذیب الازہری میں ہے۔ ''والخاتم والخاتم من اسماء النبی ﷺ وفی التنزیل العزیز ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النّبیین...... ازلسان العرب ج٤ ص٢٥'' ﴿خاتم اور خاتم نبی کریم ﷺ کے ناموں میں سے ہیں اور قرآن میں آیت خاتم النّبیین کے معنی آخر النّبیین یعنی سب نبیوں میں آخری نبی کے ہیں۔﴾

۶...... (لسان العرب ج۴ ص۲۵) میں ہے۔ ''خاتمهم وخاتمهم أخرهم عن اللحیانی ومحمد ﷺ خاتم الانبیاء علیه وعلیهم الصلوٰة والسلام''

﴿خاتِم القوم اور خاتَم القوم ت کے زیر اور زبر دونوں کے ساتھ آخر قوم کے ہیں یہ معنی لحیانی سے نقل کئے ہیں اور محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔﴾

۷...... (تاج العروس شرح قاموس ج۱۶ ص۱۹۱) میں ہے۔''عن اللحیانی ومن اسمائه علیه السلام الخاتم والخاتِم وهو الذی ختم النبوة بمجیئه''

﴿حضور ﷺ کے اسماء میں سے الخاتم اور الخاتم بھی ہے اور خاتم وہ شخص ہے جس نے اپنے تشریف لانے سے نبوت کو ختم کردیا ہو۔﴾

۸...... (قاموس المحیط ج۴ ص۱۰۴) میں ہے''الخاتم من کل شئی عاقبته واخرته کخاتمته واخر القوم کالخاتم'' ﴿خاتم بالکسر کے معنی انجام وآخرت ہر شئے مثل خاتمہ کے اور آخر قوم کے ہیں۔ مثل خاتم بالفتح کے۔﴾

اور اس کی شرح (تاج العروس ج۱۶ ص۱۹۰) میں ہے۔''الخاتم اخر القوم کالخاتم ومنه قوله تعالیٰ وخاتم النّبیین ای اخرهم'' ﴿یعنی خاتِم اور خاتَم کے معنی آخر قوم کے ہیں اور اسی سے خاتم النّبیین ہے یعنی آخر نبیوں کے۔﴾

۹...... (مجمع البحار الانوار ج۲ ص۱۵) میں ہے''الخاتم والخاتم من اسمائه ﷺ بالفتح اسم ای آخرهم وبالکسر اسم فاعل'' ﴿خاتم اور خاتم حضور ﷺ کے ناموں میں سے ہیں۔ زبر کے ساتھ اسم ہے۔ آخر کے معنی ہیں اور زیر کے ساتھ اسم فاعل ہے۔ یعنی ختم کرنے والا۔﴾

اور (ج۲ ص۱۵) میں ہے''خاتم النبوة بکسرة التاء ای فاعل الختم وهو الا تمام وبفتحها بمعنی الطابع ای شئی یدل علی انه لا نبی بعده'' ﴿خاتم النبوة ت کی زیر کے ساتھ ختم اور تمام کرنے والا اور زبر کے ساتھ یہ معنی ہیں کہ وہ شئے جو اس پر دلالت کرے کہ اس کے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾

۱۰...... ''خاتمة الشئ اٰخره ومحمد خاتم الانبیاء بالفتح صلوات الله علیه وعلیهم اجمعین (صراح:٤٦٧)'' ﴿خاتمة الشئ کے معنی آخر شئے کے ہیں اور محمد ﷺ خاتم الانبیاء بالفتح کے بھی یہی معنی ہیں۔ تلك عشرة کاملة!﴾

تنبیہ! خلاصہ یہ ہے کہ معتبر کتب لغات سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ لفظ خاتم کے زبر اور زیر دونوں کے ساتھ ایک ہی معنی ہیں اور جب کبھی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو تو لغت عرب میں اس کے معنی آخر کے ہی ہوتے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی معنی نہیں آتے اور لغت

عرب میں لفظ خاتم اور خاتم کا زبر اور زیر دونوں کے ساتھ اکثر اور زیادہ تر پانچ معنے میں استعمال ہے تین معنی مشترک ہیں۔

۱...... آخر قوم یہ ہمیشہ جماعت کی طرف مضاف ہوگا۔

۲...... انگشتری جیسے خاتم ذهب، خاتم ذهبا اس کا مضاف الیہ ہمیشہ ہمیشہ تمیز ہوگا۔ اگر اضافت نہ ہو تو من سے استعمال ہوگا۔ ولو خاتماً من حديد اور اضافت لامیہ میں مفرد مفرد کی طرف اور جمع جمع کی طرف مضاف ہوگا۔ کخاتم زيد وخواتيم قوم ورنہ لام کا اظہار ضروری ہوگا رفعاً للالتباس انه كالخاتم للقوم لا خاتم قوم وخاتم الخلفاء!

۳...... اسم آله ما يختم به وہ جس سے مہر لگائی جائے یعنی لوہے یا پیتل یا پتھر وغیرہ کی چیز جس پر نام وغیرہ کندہ کیے جاتے ہیں یعنی مہر۔

(لسان العرب ج ۴ ص ۲۴، تاج العروس ج ۱۶ ص ۱۸۹، منتہی الارب ج ۱ ص ۳۵۹)

۴...... اور خاتم زیر کے ساتھ اسم فاعل کا صیغہ کسی چیز کو ختم کرنے والا۔

۵...... خاتم زبر کے ساتھ مہر کا نقش جو کاغذ وغیرہ پر اتر آتا ہے۔ (لسان العرب ج ۴ ص ۲۴ وغیرہ) پس آیت خاتم النبیین میں دوسرے اور پانچویں معنی تو کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتے اور پہلے معنی ہر دو قرأت پر صحیح اور درست ہیں اور چوتھے معنی صرف خاتم بالکسر کے ساتھ مخصوص ہیں اور تیسرے معنی حقیقت کے اعتبار سے تو مراد ہو ہی نہیں سکتے اور باجماع علمائے لغت جب تک حقیقی معنی درست ہو سکیں اس وقت تک مجاز کو اختیار کرنا باطل ہے۔ اگر مجازی معنی ہی لیے جائیں تو یہ معنی ہوں گے کہ حضور ﷺ انبیاء علیہم السلام پر مہر ہیں۔ جس کا مطلب پہلے معنی کے علاوہ کچھ نہیں۔ کیونکہ عرب میں الختم یعنی مہر لگانے کے معنی کسی چیز کو بند کر دینا اور روک دینے کے ہیں۔

عام محاورہ میں کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں چیز پر مہر کر دی قرآن کریم میں ہے۔ ”ختم الله على قلوبهم (بقره:۷)“ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی۔ یعنی اب قلوب میں ایمان نہ داخل ہوگا اور متنبی کہتا ہے۔

اروح وقد ختمت على فؤادى

بحبك ان الا يحل به سواك

﴾میں تیرے یہاں سے اس طرح جارہا ہوں کہ تونے میرے قلب پر اپنی محبت سے مہر لگادی ہے تاکہ اس میں تیرے سوا کوئی داخل نہ ہو سکے۔﴿ پس خاتم النبیین ﷺ کے وہ نئے معنے جو مرزا قادیانی نے (حقیقت الوحی ص ۹۷، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰) کے حاشیہ میں اور (ص ۲۷، خزائن ج ۲۲ ص ۲۹) میں بیان کئے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: ''آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت مل سکتی ہے۔ آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔'' محاورات عرب کے بالکل خلاف ہیں۔ ورنہ لازم آئے گا کہ خاتم القوم کے بھی یہ معنی ہوں کہ اس کی مہر سے قوم بنتی ہے اور خاتم الاولاد کے معنی یہ ہوں کہ اس کی مہر سے اولاد بنتی ہے اور ختم اللہ علی قلوبھم کے معنی بالکل مہمل ہوں۔ غرض جو معنی مرزا قادیانی نے اختراع کئے عرب[1] میں ہرگز ہرگز مستعمل نہیں خود مرزا قادیانی کا وسوسہ ہے اور بس اور نیز خود مرزا قادیانی (تریاق القلوب ص ۱۵۷، خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹) میں لکھتے ہیں کہ: ''میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔'' (براہین حصہ۵ ص ۸۶، خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۳، مضمون واحد) ٹھیک اسی طرح خاتم النبیین ﷺ کے معنی ہیں کہ حضور ﷺ آخر الانبیاء ہیں آپ ﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت نہ دیا جائے گا اور (ازالہ اوہام ص ۶۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۱) میں ہے: ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔''

آئمہ تفسیر کی تفاسیر سے ختم نبوت کی تحقیق

۱...... تفسیر (ابن جریر ج ۲۲ ص ۱۶) زیر آیت ما کان محمد میں ہے: ''ولکنہ رسول اللّٰہ وخاتم النبیین الذی ختم النبوۃ فطبع علیہا فلا تفتح لاحد بعدہ الی قیام الساعۃ'' ﴾لیکن آپ اللہ کے رسول ﷺ اور خاتم النبیین ہیں۔ یعنی وہ شخص جس نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگادی پس وہ قیامت تک آپ کے بعد کسی کے لئے نہ کھولی جائے گی۔﴿

---

[1] خبردار کوئی قادیانی عجمیوں کے دستور سے دھوکا نہ دے دے کہ حضور ﷺ نے جب عجمیوں کی طرف تبلیغی خطوط روانہ فرمانے کا ارادہ فرمایا تو بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ اعاجم جس خط پر مہر نہ لگی ہو اس کو نہیں پڑھتے ...... الخ! یہ عجمیوں کا دستور تھا۔ عربیت میں قابل حجت نہیں۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۸۷۳ باب اتخاذ الخاتم لیختم بہ)

۲...... تفسیر (ابن کثیر ج۶ ص۳۸۱) زیر آیت ایضاً میں ہے۔ ''فهذه الاية نص فی انه لانبی بعده واذاکان لا نبی بعده فلا رسول بالطریق الاولیٰ والاخریٰ لان مقام الرسالة اخص من مقام النبوة فان کل رسول نبی ولا ینعکس وبذلك وردت الاحادیث المتواترة عن رسول الله من حدیث جماعة من الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم '' ﴿یہ آیت اس بات میں نص صریح ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا اور جب کوئی نبی نہ ہوگا تو رسول بدرجہ اولیٰ نہ ہوگا۔ کیونکہ رسالت کا مرتبہ نبوت کے مرتبہ سے خاص ہے ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے اور ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں اور ختم نبوت پر آنحضرت ﷺ کی احادیث متواترہ صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت سے منقول ہوکر وارد ہوئے ہیں۔﴾

۳...... تفسیر (کشاف ج۳ ص۵۴۴، ۵۴۵) زیر آیت ایضاً میں ہے۔ ''خاتم بفتح التاء بمعنی الطابع وبکسرها بمعنی الطابع وفاعل الختم وتقویه قرأة عبدالله بن مسعودؓ ولکن نبیاً ختم النّبیین فان قلت کیف کان آخرا لانبیأ وعیسیٰ علیه السلام ینزل فی آخرالزمان قلت معنی کونه آخرالانبیأ انه لا ینبئا احد بعده وعیسیٰ ممن نبی قبله '' ﴿خاتم کے زبر کے ساتھ بمعنی آلہ مہر اور زیر کے ساتھ بمعنی مہر کرنے والا اور ختم کرنے والا اور اس معنی کی تقویت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت ولکن نبیا ختم النّبیین کرتی ہے۔ پس اگر تم یہ کہو کہ حضور ﷺ آخرالانبیاء کس طرح ہوسکتے ہیں۔ حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں نازل ہوں گے تو میں کہوں گا کہ آخرالانبیاء کے یہ معنی ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام ان نبیوں میں سے ہیں جو حضور ﷺ سے پہلے نبی بنا کر بھیجے گئے۔﴾

۴...... تفسیر (کبیر ج۲۵ ص۲۱۴) زیر آیت ایضاً میں بھی اس مضمون کی تائید ہے۔

۵...... تفسیر (ابوالسعود ج۷ ص۱۰۶) زیر آیت ایضاً میں بھی یہی مضمون ہے۔

''ولا یقدح فیه نزول عیسیٰ بعده علیه السلام لان معنی کونه خاتم النّبیین انه لا ینباء احد بعده وعیسیٰ ممن نبی قبله '' ﴿حضور ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حضور ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کے خلاف نہیں۔ کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام ان نبیوں میں سے ہیں جو حضور ﷺ سے پہلے نبی بنا کر بھیجے گئے۔﴾

۶...... (تفسیر مدارک التنزیل ج۳ص۲۳۴) زیر آیت ماکان محمد......الخ! میں ہے۔"خاتم النّبیین بفتح التاء عاصم بمعنی الطابع ای اخرهم یعنی لا ینبأ احد بعده وعیسیٰ علیه السلام ممن نبی قبله...... وغیره بکسر التاء بمعنی الطابع وفاعل الختم و تقویه قرأة عبدالله بن مسعودؓ" ﴿خاتم النّبیین عاصم کی قرأۃ میں ت کے زبر کے ساتھ بمعنی آلہ مہر جس سے مراد آخر ہے یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے گئے۔اس لئے ان کے نزول سے کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا اور عاصم کے علاوہ سب قاریوں کے نزدیک ت کے زبر کے ساتھ یعنی مہر کرنے والا اور ختم کرنے والا اور اس کی تائید حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت بھی کرتی ہے۔﴾

۷...... (تفسیر خازن ج۵ص۲۱۸) زیر آیت ایضاً میں ہے۔"خاتم النّبیین ختم الله به النبوة فلا نبوة بعده ای ولا معه" ﴿خاتم النّبیین یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ساتھ نبوت کو ختم کردیا۔پس نہ آپ ﷺ کے بعد نبوت ہے اور نہ آپ ﷺ کے ساتھ کسی کو حاصل۔﴾

۸...... (زرقانی شرح مواہب لدنیہ ج۵ص۲۶۷) میں ہے۔"ومنها انه خاتم الانبیاء والمرسلین کماقال تعالیٰ ولکن رسول الله وخاتم النّبیین ای اٰخرهم الذی ختمهم اوختموابه علیٰ قرأة عاصم بالفتح...... قیل من لا نبی بعده یکون اشفق علیٰ امته وهو کوالد لو لدلیس له غیره ولا یقدح نزول عیسیٰ علیه السلام بعده لا نه یکون علی دینه مع ان المرادانه اٰخر من نبی" ﴿اور آنحضرت ﷺ کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ سب انبیاء اور رسل کے ختم کرنے والے ہیں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ولکن رسول الله وخاتم النّبیین یعنی آخر النّبیین جس نے انبیاء کو ختم کیا یا عاصم کی قراۃ کی رو سے جو زبر کے ساتھ ہے یہ معنی ہیں کہ جس پر سب انبیاء ختم کئے گئے...... کہا جاتا ہے کہ جس نبی کے بعد اور کوئی نبی نہ ہو وہ اپنی امت پر بہت زیادہ شفیق ہوگا اور وہ اس باپ کے مثل ہے کہ جس کی اولاد کی اس کے بعد کوئی نگرانی کرنے والا اور تربیت کرنے والا نہ ہو اور حضور ﷺ کے بعد نزول عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول کے آپ ﷺ کے دین پر ہوں گے۔علاوہ اس کے ختم نبوت کے یہ معنی ہیں کہ آپ ﷺ سب سے آخر میں نبی بنا کر بھیجے گئے۔﴾

۹...... تفسیر (روح المعانی ج۲۲ص۳۲) زیر آیت ایضاً میں ہے۔"الخاتم اسم اله...مآله آخر النّبیین...... وخاتم بکسر التاء علی انه اسم فاعل ای الذی

ختم النّبيين والمراد به آخرهم ايضاً...... والمراد بالنبي ماهوا عم من الرسول فيلزم من كونه ﷺ خاتم النّبيين كونه خاتم المرسلين...... والمراد بكونه عليه الصلوٰة والسلام خاتمهم انقطاع حدوث وصف النبوة فى احد من الثقلين بعد تحليه عليه الصلوٰة والسلام بها فى هذه النشأة ولا يقدح فى ذلك ما اجمعت الامة عليه واشتهرت فيه الاخبار ولعلهابلغت مبلغ التواتر المعنوى ونطق به الكتاب على قول ووجب الايمان به واكفر منكره كالفلا سفة من نزول عيسىٰ عليه السلام أخر الزمان لانه كان نبياً قبل تحلى نبيناﷺ بالنبوة فى هذه النشاءة“ ﴿خاتم ت کے زبر کے ساتھ اسم آلہ ہے...... جس کا مآل آخرالنّبیین ﷺ ہے اور خاتم ت کی زیر کے ساتھ اسم فاعل کا صیغہ یعنی وہ نبی جس نے نبیوں کو ختم کر دیا اور اس سے مراد بھی آخرالنّبیین ہے اور نبی رسول سے عام ہے۔ لہٰذا حضورﷺ کا خاتم النّبیین ہونا خاتم المرسلین ہونے کو لازم ہے اور حضورﷺ کے خاتم النّبیین ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپؐ کے اس عالم میں وصف نبوت کے ساتھ متصف ہونے کے بعد وصف نبوت کا پیدا ہونا بالکل منقطع ہو گیا۔ جن وانس میں سے کسی کو اب یہ وصف نبوت عطا نہ کیا جائے گا اور یہ مسئلہ ختم نبوت اس عقیدے کے ہرگز خلاف نہیں جس پر امت نے اجماع کیا ہے اور جس میں احادیث شہرت کو پہنچی ہوئی ہیں۔ شاید درجہ تواتر معنوی کو پہنچ جائیں اور جس پر قرآن نے ایک قول کی بناء پر تصریح کی ہے اور جس پر ایمان لانا واجب ہے اور اسکے منکر مثلاً فلاسفہ کو کافر سمجھا گیا ہے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا آخر زمانہ میں نازل ہونا کیونکہ وہ آنحضرتﷺ کے اس عالم میں نبوت ملنے سے پہلے وصف نبوت کے ساتھ متصف ہو چکے تھے۔﴾

۱۰...... اور تفسیر (درمنثور ج۵ ص۲۰۴) زیر آیت ایضاً میں صحابہؓ اور تابعینؒ اور ائمہ مفسرین کے اقوال کو جمع کر کے آیت مذکور کی تفسیر وہی قرار دی ہے۔ جو مذکور ہو چکی کہ آنحضرتﷺ آخرالنّبیین ہیں۔ حضورﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت نہ دیا جائے گا۔ تلك عشرة كاملة!

نوٹ! یہ اختصاراً دس تفسیروں کے حوالے پیش کئے گئے اور صرف چند مشہور اور مستند مفسرین کے اقوال ہدیہ ناظرین کئے گئے ہیں۔ ورنہ متقدمین اور متاخرین علماء کی جس کی تفسیر کو دیکھو گے یہی مضمون پاؤ گے اور سب نے اسی مضمون کو واضح بیان فرمایا ہے۔

غرض آخرالانبیاء اور خاتم النّبیین کے یہ معنی ہیں کہ آپؐ کے بعد کسی کو منصب نبوت نہ دیا جائے گا۔ جیسے خود رسول اکرم ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا: ’’اطمئن یاعم فانك خاتم المهاجرين فی الهجرة كما انا خاتم النّبيين فی النبوة (كنز العمال ج ۱۱ ص ۶۹۹ حديث نمبر ۳۳۳۸۷ وفی رواية عن سهل بن الساعدیؓ قدختم بك الهجرة كما ختم بی النبيون رواه الطبرانی ، ج ٦ ص ١٥٤ حديث ٥٨٢٨ وابونعيم وابو يعلی وابن عساكر وابن النجار) ‘‘یعنی اطمینان رکھا اے چچا آپ خاتم المہاجرین ہو ہجرت میں، جیسے میں نبوت میں خاتم النّبیین ہوں ہجرت آپ پر ختم ہوگئی۔ جیسے نبوت مجھ پر ختم ہوگئی۔ کیا کوئی ذی عقل اس کے یہ معنی سمجھ سکتا ہے کہ تمام مہاجرین اس وقت تک مر چکے تھے کوئی باقی نہ رہا تھا بلکہ یہ معنی ہیں کہ آپ آخر المهاجرين ہیں۔ آپ کے بعد مکہ سے کوئی ہجرت نہ کرے گا اور وصف ہجرت مکہ سے کوئی موصوف نہ ہوگا کہ لا هجرة بعد الفتح یعنی فتح مکہ کے بعد ہجرت مکہ سے نہ ہوگی یا مثلاً کوئی شخص کہے فلاں خاتم الاولاد کیا کوئی عقلمند اس کے یہ معنی سمجھے گا کہ اس کی سب اولادیں مرگئیں۔ صرف یہ ایک باقی رہ گیا بلکہ باتفاق اہل عربیت اور باجماع عقلاء دنیا اس کے یہی معنی سمجھے جاتے ہیں کہ یہ سب سے آخر میں پیدا ہوا اس کے بعد کسی بچہ کی ولادت نہیں ہوئی۔ ’’مثل ذلك آخر الفاتحين ، آخر المجالسين ، آخر الخلفاء ، آخر القضاة ‘‘وغیرہ وغیرہ غرض ان سب میں انقطاع وصف ہوتا ہے نہ انقطاع ذات خواہ حقیقتاً جیسے کلام الٰہی میں خواہ مبالغۃً جیسے کلام شعراء میں خواہ ادّعاءً جیسے مواقعہ حسن ظن میں اور اس طرح آخر باعتبار مرتبہ بھی حقیقتاً یا مبالغۃً یا ادّعاء اور نیز خود مرزا قادیانی نے (تریاق القلوب ص ۱۵۷، خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹، براہین حصہ پنجم ص ۸۶، خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۳) میں اس معنی کی تصریح کی ہے جو پہلے عرض کر چکا۔ چنانچہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آدم علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا من محمد! محمد کون ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا آخر ولدك من الانبياء (كنز العمال ج ۱۱ ص ٤٥٥ حديث ۳۲۱۳۹) اور حضور ﷺ نے فرمایا آخرهم فی البعث (كنز العمال ج ۱۱ ص ٤٥٢ حديث ۳۲۱۲٦) یعنی میں بعثت میں سب نبیوں سے آخر ہوں۔ تفسیر (ابن کثیر ج ۶ ص ۳۴۲) اسی وجہ سے کشاف ابوالسعو و مدارک شرح مواہب زرقانی روح المعانی وغیرہ وغیرہ تفاسیر میں ہے معنی كونه آخر الانبياء انه لا ينبأ احد بعده وعيسیٰ ممن نبی قبله ! یعنی آخرالانبیاء ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حضور ﷺ

کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام ان نبیوں میں سے ہیں جن کو منصب نبوت پہلے عطا کیا جا چکا ہے بے شک حضورﷺ آخر الانبیاء ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی شخص منصب نبوت پر نہیں آ سکتا۔ نیا ہو یا پرانا اور نہ آپؐ کے بعد وحی نبوت ہو سکتی ہے خواہ نئے احکام نازل ہوں خواہ شریعت اسلام ہی کے مطابق دوبارہ شریعت نازل ہو اور قیامت تک حضورﷺ ہی صاحب الزمان رسول ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے کے نبی ہیں جو اپنے زمانہ میں منصب نبوت کی ڈیوٹی پر قائم تھے اور ان کی بعثت اپنے زمانہ میں بھی صرف بنی اسرائیل کی طرف تھی نہ تمام عالم کی طرف جیسا کہ آیہ کریمہ ”رسولا الیٰ بنی اسرائیل (آل عمران:۴۹)“ سے ظاہر ہے۔ لیکن حضورﷺ کی بعثت کافہ عامہ سے ان کی یہ ڈیوٹی بھی ختم ہو گئی۔ اب آخر زمانہ میں ان کا نزول فرمانا بحیثیت نبوت یعنی نبی ہونے کی حیثیت سے نہ ہو گا یعنی امت محمدیﷺ کی طرف رسول بن کر تشریف نہ لائیں گے گو وہ عنداللہ بعد نزول بھی ویسے ہی اولوالعزم نبی ہوں گے۔ جیسے قبل رفع اور قبل نزول تھے۔ بلکہ بحیثیت امامت اور خلافت تشریف لائیں گے اور اسی شریعت کے پابند ہوں گے۔ ”ینزل فیکم ابن مریم حکما مقسطا (بخاری ج۱ ص۴۹۰ باب نزول عیسیٰ بن مریم، مسلم ج۱ ص۸۷ باب نزول عیسیٰ بن مریم)“

”فی حدیث ابن عساکر الا ان ابن مریم لیس بینی وبینه نبی ولا رسول الا انه خلیفتی فی امتی من بعدی (فتاوی ابن حجر مکی ص۱۵۴)“ یعنی ابن عساکر کی حدیث میں ہے کہ ابن مریم اور میرے درمیان کوئی نبی اور رسول نہیں ہوا۔ لیکن وہ میری امت میں میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔ لیکن یہ بات اچھی طرح یاد رہے کہ اس کے یہ معنی نہیں کہ اس وقت نبوت سے معزول ہو جائیں گے۔ بلکہ آپ کا اس وقت اس امت میں تشریف لانا بالکل ایسا ہو گا جیسے ایک صوبہ کا گورنر دوسرے صوبہ میں جہاں اس کا وطن ہے۔ بغرض زیارت والدین اور خبر گیری اہل وعیال جائے تو اگرچہ بحیثیت گورنری وہ اس وقت نہیں ہوتا اور اس کا اس صوبہ میں درود بحیثیت گورنر ہونے اس کے صوبہ کے نہ ہو گا۔ بلکہ وہاں کے قانون کی پابندی کرے گا۔ لیکن یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ وہ گورنری سے معزول ہو گیا۔ اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ کے نبی بعد نزول بھی ہوں گے یہ نہیں کہ وہ نبوت سے معزول ہو گئے۔ بلکہ اس وقت حضورﷺ نبی صاحب الزمان کے زمانہ میں حضورﷺ ہی کا اتباع کرنا ہو گا اور وحی شریعت گو لازم نبوت ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہر وقت اور ہر آن اس

پر وحی شریعت نازل ہوتی ہے۔ اگر نازل نہ ہو تو وہ نبوت سے بھی علیحدہ ہو جائیں۔ ورنہ نبی پر جب وحی نازل ہو تو نبی ہوا اور جب وحی نہ ہو تو نبوت سے معزول۔ گویا بحالی اور معزولی کا سلسلہ برابر قائم رہے گا۔ اس ایجاد بندہ سے تو حضور ﷺ بھی کبھی عہدہ نبوت پر بحال اور کبھی اس سے معزول ہوتے ہوں گے۔ کیونکہ کتنی کتنی مدت تک جیسے قصہ افک میں ایک ماہ برابر، ابتداء وحی میں تین سال وحی کا آنا موقوف رہا تھا تو کیا حضور ﷺ بھی نبوت کے عہدہ سے معزول ہو جاتے ہوں گے؟۔ معاذ اللہ! بے شک عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو وحی نبوت نہ لائیں گے۔ کیونکہ بحکم قرآنی ''اکملت لکم دینکم (مائدہ:۳)'' دین کامل ہے اور وحی نبوت کی حاجت نہیں بلا ضرورت کام کرنا شان خداوندی کے خلاف ہے۔ اس سے قبل ان پر وحی نبوت نازل ہو چکی۔ نزول کے بعد ان پر وحی الہام ہوگی۔ نہ وحی نبوت۔ الغرض حضور ﷺ کی بعثت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام قوم بنی اسرائیل کی طرف صاحب الزمان رسول تھے اور حضور ﷺ کی بعثت کافہ عامہ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحب الزمان رسول نہیں رہے۔ قیامت تک حضور ﷺ ہی صاحب الزمان رسول ہیں۔ پس ہر قسم کا نبی جو منصب نبوت کی ڈیوٹی پر فائز اور صاحب الزمان ہو حضور ﷺ کے بعد ہرگز نہیں ہو سکتا۔ باقی رہا مسیح بن مریم علیہ السلام کے آنے کا عقیدہ سو خود مرزا قادیانی موافق عقیدے مسلمانوں کے اس کو تواتر کا اوّل درجہ مان چکے ہیں۔ چنانچہ (ازالہ اوہام ص۵۵۷، خزائن ج۳ ص۴۰۰) میں لکھتے ہیں۔ ''مسیح بن مریم کے آنے کی پیشین گوئی ایک اوّل درجہ کی پیشین گوئی ہے۔ جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں۔ کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے۔'' انشاء اللہ اس کا ثبوت عقیدہ نمبر۱۹ میں لکھوں گا۔

رسول اکرم ﷺ کی احادیث متواترہ سے ختم نبوت کا ثبوت کہ حضور ﷺ کے منصب نبوت کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا نہ ہوگا

۱..... بخاری اور مسلم میں حدیث ہے۔ ''عن ابی هریرةؓ یحدث عن النبی ﷺ کانت بنواسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون (بخاری ج۱ ص۴۹۱ باب ماذکر عن بنی اسرائیل، مسلم ج۲ ص۱۲٦ باب وجوب الوفاء ببیعة الخلیفة الاوّل فالاوّل)''

﴿ابو ہریرہؓ رسول کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو ان کے بعد دوسرا نبی آتا تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں یعنی حضور ﷺ کے منصب کے بعد کسی کو منصب نبوت نہ دیا جائے گا۔ نہ آپؐ کے زمانہ حیات میں اور نہ بعد ممات، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔﴾

نوٹ! یہ حدیث بڑے زور سے اعلان کر رہی ہے کہ آپؐ کے بعد آپؐ کی امت کے لئے کسی قسم کا بھی نبی نہ ہوگا اور آپؐ کے بعد کسی کو منصب نبوت عطاء نہ ہوگا۔ تشریعی یا غیر تشریعی ظلی بروزی بھی، اگر بقول مرزائیوں کے کوئی نبی کی قسم ہے تو وہ یقیناً لا نبی بعدی کی نفی کے تحت میں داخل ہے اور اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ اس امت میں ایسے انبیاء علیہم السلام بھی نہیں آسکتے جیسے انبیاء بنی اسرائیل جو شریعت مستقلہ لے کر نہ آتے تھے۔ بلکہ بنی اسرائیل کی سیاست یعنی توریت کے صحیح احکام کی پابندی کرانے کے لئے آتے تھے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج۶ ص۳۶۰) میں لکھتے ہیں۔ ”تسوسهم الانبياء اى انهم كانوا اذا ظهر فيهم فساد بعث الله لهم نبياً يقيم لهم امر هم ويزيل ما غيروا من احكام التوراة“ ﴿یعنی بنی اسرائیل میں جب فساد ظاہر ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی نبی بھیج دیتا تھا۔ جو ان کے امور کو درست کرے اور ان تحریفات کو دور کرے جو انہوں نے توریت میں کی ہیں۔﴾

۲...... (بخاری ج۱ ص۵۰۱ باب خاتم النبیین، مسلم ج۲ ص۲۴۸ باب ذکر کونہ ﷺ خاتم النبیین) میں ہے۔ ”عن ابى هريرةؓ ان رسول الله ﷺ قال ان مثلى ومثل الانبياء من قبلى كمثل رجل بنى بيتاً فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة . قال فانا اللبنة وانا خاتم النّبيين . وفى راوية أخر لمسلم فانا موضع اللبنة جئت فختمت الا نبياء عليهم السلام وفى رواية فختم بى الانبياء وفى رواية مثلى ومثل الانبياء كمثل قصر احسن بنيانه وترك منه موضع لبنة فطاف به النظار يتعجبون من حسن بنيانه الا موضع تلك اللبنة لا يعيبون غيرها فكنت انا سددت موضع تلك اللبنة . فتم بى البنيان وختم بى الرسل (كنز العمال ج۱۱ ص۴۵۳ حديث نمبر۳۲۱۲۷)“

﴿ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اور انبیاء سابقین کی ایسی مثال

ہے۔ جیسے ایک شخص نے ایک مکان بنایا اور بہت خوبصورت اور عمدہ بنایا۔ مگر اس میں کسی زاویہ میں صرف ایک اینٹ کی کسر باقی تھی۔ لوگ اس میں گھومتے اور دیکھ دیکھ کر تعجب کرتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پس وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں اب قصر نبوت تمام ہوگیا اور مسلم کی ایک اور روایت میں یوں ہے پس وہ خالی اینٹ کی جگہ میں ہوں۔ میں آیا اور انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ میں نے پورا اور ختم کردیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ مجھ پر ختم کردیا گیا۔ ﴾

نوٹ! حدیث کی اس تمثیل میں مکان سے مراد ایوان رسالت ونبوت ہے اور آنحضرت ﷺ سے پہلے جتنے انبیاء ہو چکے ہیں۔ ان سب کو اس ایوان کی اینٹوں سے تشبیہ دی گئی ہے اور آنحضرت ﷺ کے اس عالم میں تشریف لانے سے پہلے ایوان نبوت ورسالت میں صرف ایک اینٹ کی کمی تھی جو آنحضرت ﷺ کی بابرکت بعثت سے پوری ہوگئی۔ اب ایوان نبوت میں کسی اینٹ کی گنجائش نہیں اور اب اس میں کسی دعویٰ کرنے والے کی جگہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا یہ دعویٰ ہی اس کے کذب کی بیّن دلیل ہے۔

اسی لئے (صحیح مسلم ج۱ ص۱۹۹ کتاب المساجد) میں ایک دوسری روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو تمام انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے منجملہ ان چھ کے یہ ہیں۔ وارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبییون! یعنی مجھ سے پہلے نبی ایک ایک قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے۔ لیکن مجھ کو تمام ہی خلق کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا گیا ہے۔ مگر افسوس آج کی کوشش ہے کہ اس فضیلت کو حضور ﷺ سے چھین کر کسی کاذب کے حوالہ کردیں۔

۳...... (ابوداؤد ج۲ ص۱۲۷ باب ذکر الفتن ودلائلها، ترمذی ج۲ ص۴۵ باب ماجاء لاتقوم الساعة حتی یخرج کذابون) میں ہے۔ ’’عن ثوبانؓ قال قال رسول الله ﷺ انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النّبیین لانبی بعدی (وبمعناه فی البخاری ج۱ ص۵۰۹ باب علامات النبوة فی الاسلام، ج۲ ص۱۰۵۴ باب، وفی المسلم ج۲ ص۳۹۷ فصل فی قوله ﷺ ان بین یدی الساعة کذابین قریباً من ثلاثین، وابی داؤد ج۲ ص۱۳۶ باب فی خبر ابن صیاد، عن ابی هریرةؓ)‘‘ ﴿حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔

میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں ہوسکتا اوراس حدیث کے معنی میں بخاری نے بھی مسلم اور ابوداؤد نے ابوہریرہؓ سے حدیث روایت کی ہے کہ حضور ﷺ کے بعد قریب تیس کے جھوٹے دجال مدعی نبوت پیدا ہوں گے۔﴾

نوٹ! اس حدیث میں آپؐ کے بعد مدعی نبوت کو دجال وکذاب فرمایا ہے۔ کیا ایسی صاف صاف احادیث وارشادات نبویہ کے بعد بھی مسئلہ ختم نبوت کا کوئی پہلو خفا میں رہتا ہے؟۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج٦ ص٤٥٥ باب علامات النبوۃ فی الاسلام) میں لکھتے ہیں۔ ''ولیس المراد بالحدیث من ادعی النبوۃ مطلقاً فانهم لایحصون کثرۃ لکون غالبهم ینشأ لهم ذالك عن جنون وسوداء انما المراد من قامت له الشوکة (وکذافی عمدۃ القاری ج٧ ص٥٥٥ مصری) ''یعنی اس حدیث میں مطلقاً مدعی نبوت مراد نہیں اس لئے کہ ایسے بے شمار ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ یہ بے بنیاد دعویٰ عموماً جنون [۱] اور سودائیت سے بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ اس حدیث میں جن تیس دجالوں کا ذکر ہے وہ وہی ہیں۔ جن کی شوکت قائم ہو جائے۔ متبع زیادہ ہوں ان کا مذہب چلے اور فی امتی فرما کر یہ بھی بتلا دیا کہ وہ مدعی نبوت مراد ہیں۔ جو امتی بن کر اور امتی کہہ کر دعویٰ نبوت کریں گے۔

۴...... (بخاری ج٢ ص٦٣٣ باب غزوۃ تبوک وھی غزوۃ العسرۃ، مسلم ج٢ ص٢٧٨ باب من فضائل علی بن ابی طالبؓ) میں ہے۔ ''عن سعدؓ بن ابی وقاصؓ قال قال رسول الله ﷺ لعلیؓ انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی ۰ وفی روایة المسلم انه لا نبوۃ بعدی ''﴿حضور ﷺ نے علیؓ سے فرمایا کہ تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارونؑ کو موسیٰ علیہ السلام سے نسبت تھی۔ مگر میری نبوت کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے۔ مگر میری نبوت کے بعد نبوت نہیں ہے۔﴾ لہٰذا ہارون کی طرح منصب نبوت میں شریک نہیں ہوسکتے۔

---

[۱] چنانچہ (تاریخ الخلفاء ص٤٠٩ طبع مکۃ المکرمہ) معتضد باللہ ابوالفتح کے ذکر میں ہے کہ مصر میں ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں آسمان پر بلایا جاتا ہوں۔ خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور مجھ کو خدا کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ عوام کی ایک کثیر جماعت نے اس کو مانا اور اس کے معتقد ہوگئے۔ مجلس قاضی میں اس سے توبہ لی گئی اس نے توبہ کرنے سے انکار کیا۔ قاضی نے بشرط صحت عقل قتل کا حکم دیا۔ لیکن اطباء کی ایک جماعت نے مختل العقل بتایا۔ لہٰذا اس کو بیمارستان میں بھیج دیا گیا۔

نوٹ! یہ حدیث بہت صفائی سے اعلان کررہی ہے کہ آپ ؐ کے منصب کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا نہ کیا جائے گا۔ ماھیت نبوۃ منقطع ہو چکی آپ ؐ کے بعد کسی میں حقیقت نبوت نہیں پائی جاسکتی۔

۵...... ’’عن عقبة بن عامرؓ قال قال رسول اللهﷺ لوكان بعدی نبی لكان عمرؓ بن الخطاب (ترمذی ج۲ ص۲۰۹ باب مناقب ابی حفص عمر بن خطابؓ)‘‘ ﴿حضورﷺ نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ بن الخطاب ہوتے۔﴾

نوٹ! لفظ لو عربی زبان میں اس لئے آتا ہے کہ شرط کے موجود نہ ہونے سے مشروط بھی موجود نہ ہو۔ یعنی چونکہ خداوند عالم نے مجھ کو خاتم النّبیین کیا ہے۔ اب کسی کو میرے منصب کے بعد منصب نبوت نہیں مل سکتا۔ اسلئے عمرؓ نبی نہیں ہوسکتے۔ ورنہ عمرؓ اس منصب کے قابل ہیں۔ امت محمدیہﷺ کمالات نبوت سے اس قدر مالا مال ہے کہ تمام پہلی امتوں سے بہت آگے ہے۔ چنانچہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن امم سابقہ ہمارا احترام کریں گی اور کہیں گی۔ ’’تقول الامم كادت هذه الامة ان تكونوا انبياء كلها (مسند ابوداود طیالسی ج٤ ص٤٣٢ حدیث نمبر٢٨٣٤)‘‘ ﴿یعنی یہ امت تو سب کے سب باعتبار کمالات نبوت انبیاء ہونے کے قریب ہیں۔﴾

لیکن چونکہ منصب نبوت منقطع ہو چکا تھا۔ لہٰذا کسی کو عہدہ نبوت نہیں ملا اور حضورﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت کا نہ ملنا حضورﷺ کی شان کو بڑھاتا ہے کہ قیامت تک حضورﷺ ہی صاحب الزمان رسولﷺ ہیں اور امت کے لئے فخر ہے کہ آپ ؐ کی کمال اتباع میں سواء منصب نبوت وہبی کے سب ہی کمالات کسبیہ کو حاصل کر لیتا ہے جو اور کسی کی اتباع میں حاصل نہیں کرسکتا۔

٦...... ’’عن جبير بن مطعمؓ ان النبیﷺ قال...... انا العاقب الذی ليس بعدی نبی (ترمذی ج۲ ص۱۱۱ باب ماجاء تغير الاسماء، وفی البخاری ج۱ ص۵۰۱ باب ماجاء فی اسماء رسول اللهﷺ، انا العاقب وفی المسلم ج۲ ص۲٦۱ باب فی اسمائهﷺ ليس بعده نبی)‘‘ ﴿حضورﷺ نے فرمایا میں عاقب ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور بخاری میں ہے کہ میں عاقب ہوں اور مسلم کی روایت یوں ہے کہ میں عاقب ہوں اور عاقب وہ نبی ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾

۷...... ”عن ابی امامةؓ الباهلی عن النبیﷺ ...... انا اٰخر الانبیاء وانتم اٰخر الامم (ابن ماجه ص۲۹۷ باب فتنة الدجال فی حدیث طویل)“ ﴿حضورﷺ نے فرمایا میں آخر الانبیاء ہوں اور تم آخر الامم ہو۔﴾

نوٹ! اس حدیث میں کس وضاحت سے حضورﷺ نے اعلان فرمایا ہے کہ میں سب سے آخری نبی ہوں میرے بعد کسی کو منصب نبوت نہیں ملے گا اور تم آخری امت ہو تمہارے بعد کوئی اور امت نہ ہوگی۔ پس سلسلہ منصب نبوت ختم ہوگیا۔

۸...... ”عن ابی هریرةؓ عن النبیﷺ فی قول الله عزوجل واذ اخذنا من النّبیین میثاقهم ومنك ومن نوح الایة قال کنت اوّل النّبیین فی الخلق واخرهم فی البعث (رواه ابن ابی حاتم وابن مردویه وابو نعیم فی الدلائل ص۴۲ حدیث نمبر۳، والدیلمی وابن عساکر وابن ابی شیبه وابن جریر وابن سعد، تفسیر ابن کثیر ج۶ ص۳۴۲، ودرمنثور ج۵ ص۱۸۴، کنزالعمال ج۱۱ ص۴۵۲ حدیث ۳۲۱۲۶)“ ﴿ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے آیت اذاخذنا من النّبیین میثاقهم کی تفسیر میں فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں باعتبار اصل خلقت کے تو پہلا نبی ہوں اور بعثت میں سب سے آخر میں ہوں۔﴾

۹...... ”عن ابی ذرؓ قال قال رسول اللهﷺ یااباذرؓ اوّل الانبیاء اٰدم واٰخرهم محمد (رواه ابن حبان فی صحیحه وتاریخه سنه ۱۰ه وابونعیم فی الحلیة وابن العساکر والحکیم الترمذی از کنز العمال ج۱۱ ص۴۸۰ حدیث نمبر۳۲۲۶۹)“ ﴿ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللهﷺ نے فرمایا اے ابوذرؓ نبیوں میں سب سے پہلا نبی آدم علیہ السلام ہے اور سب سے آخری نبی محمدؐ ہے۔﴾

۱۰...... ”عن انسؓ رفعه ان الرسالة والنبوة قد انقطعت ولا نبی ولا رسول بعدی ولکن بقیت المبشرات قالو اما المبشرات قال رؤیا المسلمین جزء من اجزاء النبوة (اخرجه ابو یعلی فتح الباری شرح صحیح بخاری ج۱۲ ص۳۳۲ باب المبشرات)“ ﴿انسؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی میرے بعد نہ کوئی نبی ہوسکتا ہے نہ رسول لیکن مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا مبشرات کیا ہیں۔ حضورﷺ نے فرمایا مسلمانوں کو خواب جو کہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ہیں۔﴾

نوٹ! اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبوت اور رسالت کی حقیقت منقطع ہوگئی اور نبوت کی حقیقت کے اجزاء میں سے ایک جز باقی ہے اس میں الہام وکشف تام وتعریفات مادون وحی نبوت سب داخل ہیں۔ کیونکہ وحی نبوت کے مقابلے میں یہ سب بمنزلہ خواب کے ہیں اور نیز الہام وغیرہ اکثر غنودگی کی حالت میں ہوتے ہیں اور باتفاق عقلاء تاوقت یہ کہ کسی شئے کی حقیقت کے تمام اجزاء موجود نہ ہوں وہ حقیقت موجود نہیں ہوسکتی۔ صرف کسی ایک جز کے پائے جانے سے کل نہیں پایا جاسکتا۔ تلك عشرة كاملة!

تنبیہ! بوجہ اختصار میں نے دس حدیثیں پیش کی ہیں اور ایک حدیث صحیح مسلم نمبر۲ کے ضمن میں آگئے ورنہ ختم نبوت میں چونسٹھ صحابہؓ سے تقریباً ۲۱۰ احادیث مروی ہیں۔

عقیدہ ختم نبوت جزو ایمان اور کلمہ شہادت کا جزو ہے

۱..... حاکم نے (مستدرک ج۴ ص۲۲۴، ۲۲۵ حدیث نمبر۴۹۹۹ باب تبنی رسول اللہ ﷺ زید بن حارثہ) میں زید بن حارثہؓ سے روایت کیا ہے۔ ’’عن زید بن حارثةؓ فی قصة طویلة له حین جاءت عشیرته یطلبونه من عندرسول اللہ ﷺ بعد ما اسلم فقالو اله امض معنا یازید فقال ماارید برسول اللہ ﷺ بدلا ولا غیره احد فقالوا یامحمد انا معطوك بهذا الغلام دیاتٍ فسئل ماشئت فانا حاملوه الیك فقال اسا لكم ان تشهدوا ان له اله الا اللّٰه وانی خاتم انبیائه ورسله وارسله معكم ‘‘ ﴿حضرت زید بن حارثہؓ اپنے اسلام لانے کا ایک طویل اور دلچسپ قصہ بیان فرما کر آخر میں فرماتے ہیں کہ جب میں حضور ﷺ کی خدمت میں آ کر مسلمان ہوگیا تو میرا قبیلہ مجھے تلاش کرتا ہوا حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ مجھے کہا اے زید ہمارے ساتھ چلو۔ میں نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے بدلہ میں کسی چیز کا ارادہ نہیں رکھتا ہوں۔ پھر انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ اے محمد ﷺ! ہم آپ کو اس لڑکے کے بدلہ میں بہت سی دیتیں یعنی اموال دینے کو تیار ہیں۔ جو چاہیں فرمادیجئے ہم ادا کریں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سے صرف ایک چیز مانگتا ہوں وہ یہ ہے شہادت دو اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی پوجا عبادت کے لائق نہیں اور میں سب نبیوں اور رسولوں کا ختم کرنے والا ہوں۔ اس کے بعد میں اس لڑکے کو تمہارے ساتھ کردوں گا۔﴾

نوٹ! دیکھئے آنحضرت ﷺ نے عقیدہ ختم نبوت کو کلمہ شہادت میں داخل فرما کر ایمان کا جزو قرار دیا ہے۔

۲...... ''عن تميم الداريؓ فی حديث طويل فی سوال القبر فيقول الميت الاسلام دينی ومحمد نبيي وهو خاتم النّبيين فيقولان له صدقت (رواه ابن ابیٰ الدنيا وابويعلی تفسير درمنثور ج٦ ص١٦٥)'' ﴿حضرت تمیم داریؓ ایک طویل حدیث کے ذیل میں سوال قبر کے بارے میں روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ منکرنکیر کے جواب میں مسلمان کہے گا کہ میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں اور وہ خاتم النّبیین ہیں۔ منکرنکیر یہ سن کو یہ کہیں گے کہ تو نے سچ کہا۔﴾

نوٹ! اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ عقیدہ ختم نبوت ایمان کا اس قدر اہم جزو ہے کہ قبر کے مختصر سے جواب میں بھی اس کی شہادت دی جاتی ہے۔ خود مرزا محمود قادیانی نے (فہرست حقیقت النبوۃ ص۲۵۲) میں لکھا ہے کہ ''ہم آنحضرت ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کو جزو ایمان قرار دیتے ہیں۔''

مرزا قادیانی کا قبل دعویٰ نبوت کے خود بروئے قرآن وحدیث یہی عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ آخرالانبیاء ہیں۔ آپؐ کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آسکتا۔

۱...... ''ماكان محمد ابا احدٍ من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النّبيين یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔'' (ازالہ اوہام ص۶۱۴، خزائن ج۳ ص۴۳۱)

''قرآن کریم کے بعد خاتم النّبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔'' (ازالہ اوہام ص۷۶۱، خزائن ج۳ ص۵۱۱)

''میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت ﷺ آدم صفی اللہ علیہ السلام سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوگئی۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۱)

۲...... ''اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا ہو۔'' (نشان آسمانی ص۳۰، خزائن ج۴ ص۳۹۰)

۳...... ''ماكان الله ان يرسل نبياً بعد نبينا خاتم النّبيين وماكان ان يحدث سلسلة النبوة بعد انقطاعها'' ہمارے نبی خاتم النّبیین کے بعد اللہ تعالیٰ ہرگز کوئی نبی نہیں بھیجے گا اور بعد انقطاع نبوت کے پھر سلسلہ نبوت کو جاری نہ کرے گا۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۷۷، خزائن ج۵ ص ایضاً)

۴...... ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النّبیین ۔ الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبیناﷺ خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسر نبینا فی قوله لا نبی بعدی ببیان واضح للطالبین ولو جوز ناظهور نبی بعد نبیناﷺ لجوزنا انفتاح باب النبوۃ بعد تغلیقها وهذا خلف کما لایخفیٰ علی المسلمین وکیف یجیٔ نبی بعد رسولناﷺ وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم الله به النّبیین“

(حمامۃ البشریٰ ص ۲۰، خزائن ج ۷ ص ۲۰۰)

ہم نے محمدﷺ کو کسی مرد کا باپ نہیں بنایا۔ ہاں وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اس محسن رب نے ہمارے نبی کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے اور کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا اور آنحضرتﷺ نے طالبوں کے لئے بیان واضح سے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور اگر ہم آنحضرتﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز رکھیں تو لازم آتا ہے کہ وحیِ نبوت کے دروازے کا انفتاح بھی بند ہونے کے بعد جائز خیال کریں اور یہ باطل ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر پوشیدہ نہیں اور آنحضرتﷺ کے بعد کوئی نبی کیوں کر آئے۔ حالانکہ آپ کی وفات کے بعد وحیِ نبوت منقطع ہوگئی ہے اور آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔“

۵...... ”آپ کے بعد اگر کوئی دوسرا نبی آجائے تو آپ خاتم الانبیاء نہیں ٹھہر سکتے اور نہ سلسلہ وحیِ نبوت کا منقطع متصور ہو سکتا ہے اور اس میں آنحضرتﷺ کی شان کا استخفاف اور نص صریح قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے۔ قرآن کریم میں مسیح بن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں لیکن ختم نبوت کا بکمال بتصریح ذکر ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کریم کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحیِ نبوت منقطع ہو چکی تھی۔ پھر سلسلہ وحیِ نبوت کا جاری کر دیا جائے۔“

(ایام الصلح ص ۱۴۶، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۲، ۳۹۳)

نوٹ! مرزا قادیانی کے ۱۹۰۰ء سے پہلے کے اقوال آئندہ صفحات میں ملاحظہ ہوں۔ اگرچہ قرآن کریم کی آیت اور احادیث متواترہ نبیﷺ اور کتب لغت اور عام محاورہ عرب اور آئمہ تفسیر کی تفسیروں اور خود مرزا قادیانی کی تحریروں سے مسئلہ ختم نبوت ایسا روشن اور واضح ہے کہ کسی سلیم الطبع انسان کو وہم اور شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی مرزا قادیانی نے

دعویٰ نبوت کے بعد اپنی نبوت سیدھی کرنے کے لئے آیات قرآنی واحادیث نبوی میں قواعد لغت کے خلاف تحریف پر زور مار کر عوام کے قلوب میں وسوسے ڈالنے چاہے اور مرزائیوں نے اس پر اور حاشیے چڑھائے۔

وسوسہ اوّل

مرزا قادیانی نے (حقیقت الوحی ص ۲۸، خزائن ج ۲۲ ص ۳۰ حاشیہ، حقیقت الوحی ص ۹۷، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰) وغیرہ میں خاتم النّبیین کے یہ معنی قرار دئے ہیں کہ آپ کی مہر وتصدیق سے انبیاء بنیں گے۔

جواب: آزادی کا زمانہ ہے ہر بددین کے ہاتھ میں قلم ہے۔ ایک شخص اٹھتا ہے۔ قرآن کریم کی آیت کے معنی قواعد لغت کے خلاف خود تصریحات قرآن کے خلاف ڈیڑھ سو احادیث کے خلاف صحابہؓ وتابعین وآئمہ تفسیر کے خلاف علی الاعلان بیان کرتا ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں کہ قرآن کی یہ مہمل تحریف کون سی لغت کے مطابق ہے۔ کس حدیث سے ثابت ہے۔ کس صحابیؓ کا قول ہے؟۔ اگر مرزا قادیانی اوران کی امت کو کچھ غیرت ہے تو لغت عرب اور قواعد عربیت سے ثابت کریں کہ خاتم النّبیین ﷺ کے یہ معنی ہیں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں۔ کلام عرب میں صرف ایک ہی نظیر پیش کر دیں یا کسی ایک لغوی اہل عربیت کے قول میں یہ معنی دکھلا دیں اور یقیناً اس کی ایک نظیر کلام عرب یا اقوال لغویین میں نہ دکھلا سکیں گے۔ لفظ خاتم النّبیین کے معنی کی تحقیق گذر چکی وہاں ملاحظہ ہو۔ پس خاتم النّبیین کے وہ نئے معنی جو مرزا قادیانی نے خود وضع کئے ہیں۔ محاورات عرب کے بالکل خلاف ہیں۔ ورنہ لازم آئے گا کہ خاتم القوم کے بھی یہ معنی ہوں کہ اس کی مہر سے قوم بنتی ہے اور خاتم الاولاد کے یہ معنی ہوں گے کہ اس کی مہر سے اولاد بنتی ہے اور ختم اللّٰہ علی قلوبھم کے معنی بالکل مہمل ہوں گے۔ غرض جو معنی مرزا قادیانی نے اپنی نبوت کے سیدھا کرنے کی دھن میں بیان کئے عرب میں ہرگز ہرگز مستعمل نہیں۔ خود مرزا قادیانی کا وسوسہ ہے اور بس تفسیر (ابن جریر ج ۲۲ ص ۱۶) زیر آیت ماکان محمد ...... الخ! میں حضرت قتادہؓ سے خاتم النّبیین کی تفسیر یہ منقول ہے۔ ''عن قتادۃؓ ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین ای آخرھم'' اور ۱۵۰ احادیث میں اس لفظ کی یہی تفسیر فرمائی گئی ہے۔ بعض مرزائی لکھتے ہیں کہ:

''خاتم النّبیین بمعنی مصدق النّبیین یعنی تمام انبیاء کی نبوتیں حضور ﷺ کی تصدیق پر موقوف ہیں۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۸۷۳ باب اتخاذ الخاتم لیختم بہ) میں ہے کہ جب حضور ﷺ نے عجمیوں کی طرف تبلیغی خطوط روانہ فرمانے کا ارادہ فرمایا تو بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ

جو کتاب مختوم نہ ہو اعاجم اس کو نہیں پڑھتے تو آپؐ نے ایک انگوٹھی پر مہر کندہ کروائی۔''

جواب: خاتم القوم کے معنی مصدّق القوم کسی لغت عربی میں نہیں ہیں اور نہ کسی صحابیؓ کی تفسیر کما مر فیما سبق اور حدیث مذکورہ سے استشہاد بھی عجیب اور مضحکہ ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں یہ عجمیوں کا دستور بتلایا گیا ہے نہ اہل عرب کا۔ لہٰذا عربیت میں کیسے حجت ہوسکتا ہے؟۔ اور نیز ہر نبی اپنے سے پہلے کا مصدّق ہوتا ہے اور آنے والے کے لئے مبشر۔ جیسے کہ قرآن کریم کی آیات سے ظاہر وباہر ہے کہ چونکہ حضورﷺ بلا استثناء جمیع انبیاء کے مصدق ہیں اور کسی آنے والے نبی کے لئے مبشر نہیں ہیں۔ لہٰذا آپ کا آخرالانبیاء ہونا اس معنی سے بھی اظہر من الشمس ہے۔ لغت کے خلاف اعاجم کا دستور لے کر معنی بھی کئے تو وہ بھی خلاف مدعا۔

وسوسہ دوم

خاتم النّبیین کے معنی تو آخرالنّبیین ہی کے ہیں۔ لیکن اس کے معنی یہ ہیں کہ اپنے سے پہلے نبیوں کے ختم کرنے والے۔

جواب: اگر یہ صورت اختیار کی جائے کہ اپنے سے پہلے نبیوں کے خاتم، تو ہر نبی آدم علیہ السلام کے علاوہ اپنے سے پہلے انبیاء کا خاتم اور آخر ہے۔ تو خاتم النّبیین حضورﷺ کا وصف مخصوص نہ رہا حالانکہ حضورﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ ان میں سے دو یہ ہیں۔ ''وارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون (مسلم ج ۱ ص ۱۹۹ کتاب المساجد)'' یعنی میں تمام خلق کی طرف رسول کر کے بھیجا گیا ہوں اور نبیوں کا سلسلہ مجھ پر ختم کر دیا گیا۔ غرض یہ تحریف بھی نصوص صریحہ قرآن اور احادیث اور تفاسیر سلف کے خلاف ہے۔

وسوسہ سوم

خاتم النّبیین کے معنی تو آخرالنّبیین ہی کے ہیں۔ لیکن النّبیین میں الف لام عہد کا ہے نہ استغراق کا، معنی یہ ہوں گے کہ آپؐ انبیاء صاحب شریعت جدیدہ کے آخر ہیں نہ کل نبیوں کے آخر۔

جواب: اگر الف لام عہد کا ہے تو معہود کلام سابق میں مذکور ہونا چاہئے اور کلام سابق میں خاص انبیاء تشریعی کا کہیں ذکر نہیں بلکہ اگر ذکر آیا ہے تو مطلق انبیاء کا ذکر ہے۔ ہاں نئے قرآن میں جس کی ایک آیت ''انا انزلناه قريباً من القاديان'' اس میں ہو تو ہو۔ ورنہ نبی عربیﷺ نے جو قرآن امت کو دیا ہے اس میں اس معہود کا کہیں پتہ نہیں۔ (تذکرہ ص ۷۵ طبع ۳)

وسوسہ چہارم

خاتم النّبیین میں الف لام استغراق عرفی کے لئے ہے۔ استغراق حقیقی کے لئے نہیں معنی یہ ہیں کہ آپ جمیع انبیاء تشریعی کو ختم کرنے والے ہیں۔ جیسا کہ آیت ویقتلون النّبیین میں استغراق عرفی ہے نہ حقیقی۔

جواب: باتفاق علماء عربیت واصول استغراق عرفی اس وقت مراد ہوتا ہے کہ جب کہ استغراق حقیقی نہ بن سکتا ہو۔ یا عرفاً اس کے تمام افراد مراد نہ ہوسکتے ہوں اور یہاں استغراق حقیقی بلاتکلف صحیح ہے کہ آپ تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ لہٰذا استغراق حقیقی متعین ہے اور آیت یقتلون النّبیین میں کھلی ہوئی بات ہے کہ استغراق حقیقی کے لئے کسی طرح نہیں ہوسکتا۔ بالکل کذب محض اور غلط خلاف واقع ہوگا کہ بنی اسرائیل نے تمام انبیاء کو جوان سے پہلے گذر گئے تھے اور جوان کے زمانہ میں موجود تھے اور جوان کے بعد آئیں گے۔ یہاں تک کہ حضورﷺ کو بھی انہوں نے قتل کیا بلکہ یہ بھی ثابت نہیں کہ بنی اسرائیل نے اپنے زمانہ کے تمام انبیاء موجودین کو بلا استثناء قتل ہی کر ڈالا ہو۔ قرآن عزیز ناطق ہے۔ ’’ففریقاً کذبتم وفریقاً تقتلون (بقرہ:۸۷)‘‘ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے تمام انبیاء موجودین کو بھی قتل نہیں کیا۔ غرض اس آیت میں استغراق حقیقی کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا اور آیت خاتم النّبیین میں بلاتکلف صحیح ہے۔

وسوسہ پنجم

ابھی آپ نے (حقیقت الوحی ص۲۸ و ۹۷، خزائن ج۲۲ ص۳۰ و ۱۰۰) کے حوالہ سے مرزا قادیانی کے آیت خاتم النّبیین کے متعلق یہ معنی معلوم کر چکے کہ آپ کی مہر اور تصدیق سے انبیاء بنتے ہیں۔ آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت مل سکتی ہے۔

جواب: اب ہم مرزا قادیانی کا اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جس میں وہ خاتم النّبیین کے معنی انبیاء اور نبوت پر مہر کرنے والا تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ’’میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد کے ہونے کے ہے نہ میرے نفس کی رو سے اور یہ تمام بحیثیت فنافی الرسول مجھے ملا۔ لہٰذا خاتم النّبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا..... لیکن اگر کوئی شخص اس خاتم النّبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا انعکاس ہوگیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا۔ کیونکہ وہ محمد

ہے۔ گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے۔ پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا۔ کیونکہ محمد ثانی اسی محمد ﷺ کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔‘‘

(اشتہار ۱، ایک غلطی کا ازالہ ص ۴، ۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۸، ۲۰۹، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۳۳، ۴۳۴)

’’جب کہ بروزی طور پر میں آنحضرت ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔ تو پھر کون سا الگ انسان ہوں جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا...... کیونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں۔ پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیوں کہ محمد ﷺ کی نبوت محمد ﷺ تک ہی محدود رہی...... اس کے یہ معنی ہیں کہ محمد ﷺ کی نبوت آخر محمد ﷺ ہی کو ملی۔ گو بروزی طور پر...... تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی...... میں بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے...... میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے...... اب تمام دنیا بے دست و پا ہے کیوں کہ نبوت پر مہر ہے۔‘‘

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۸ تا ۱۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲ تا ۲۱۶، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۳۷ تا ۴۴۲)

نوٹ! اگر خاتم النبیین کے یہ معنی تھے کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے تھے تو کسی نبی کے آنے سے مہر ٹوٹنے کا خطرہ کیوں ہے؟۔ بلکہ پھر تو جتنے زیادہ انبیاء پیدا ہوں اس مہر کا کمال ظاہر ہونا چاہئے نہ یہ کہ مہر ٹوٹنے کا خطرہ کی وجہ سے آنے والے نبی کو وہ بھی صرف ایک مرزا قادیانی ہی کو ظلی محمد ہونا ہی ضروری ہو۔ مگر افسوس احادیث کے دفتر میں سے ایک ضعیف سے ضعیف حدیث بھی نہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ امت میں کوئی ظلی بروزی نبی ہوگا اور اس پر ایمان لانے کی تاکید فرمائی ہو۔ بلکہ اس امت میں مدعیان نبوت کو دجالین میں شمار فرمایا ہے۔ مرزا قادیانی (فتح الاسلام ص ۳۶، خزائن ج ۳ ص ۲۱) میں لکھتے ہیں۔ ’’آنحضرت ﷺ کی جماعت عضو واحد کی طرح ہو گئے تھے...... ان کے روزانہ برتاؤ اور زندگی اور ظاہر اور باطن میں انوار نبوت ایسے رچ گئے تھے کہ گویا

۱؎ ’’خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں آپ کا نام نبی اور رسول ﷺ رکھا ہے اور کہیں ظلی اور بروزی نبی کہا۔ پس ہم خدا کے حکم کو مقدم کریں گے اور آپ کی تحریریں جن میں انکساری اور فروتنی کا غلبہ ہے اور جو نبیوں کی شان ہے۔ اس کو ان الہامات کے ماتحت کریں گے۔‘‘

(اخبار الحکم قادیان ۲۱؍اپریل ۱۹۱۴ء منقول از مسیح احمدی مشنری الیسوسی ایشن لاہور ہینڈ بل نمبر ۲ ص ۳)

وہ آنحضرت ﷺ کی عکسی تصویریں تھے۔'' اور (ایام الصلح ص۳۵، خزائن ج۱۴ص۲۶۵) میں لکھتے ہیں۔ ''کیوں کہ حضرت عمرؓ کا وجود ظلی طور پر گویا آنحضرت ﷺ کا ہی وجود تھا'' اور مرزا قادیانی نے (ازالہ ص۲۶۲، خزائن ج۳ص۲۳۲) میں ''ابن حزم کو فنافی الرسول متحد محض کہ حضور ﷺ کے وجود میں غائب ہوگئے تھے بتلایا ہے۔'' جب باقرار مرزا قادیانی بعض صحابہ کرامؓ فنافی الرسول اور عکسی تصویریں اور ظلی محمد تھے تو پھر کیا وجہ تھی کہ وہ آپؐ کے فیضان سے نبی نہیں بنے۔ دراصل مرزا قادیانی کی یہ اختراع شدہ ظلی نبوت کوئی معمولی اور گھٹیا نبوت نہیں بلکہ مرزا قادیانی نے نبوت کی ایک ایسی قسم ایجاد کی ہے کہ نبوت میں مرزا قادیانی سب انبیاء سابقین سے علاوہ حضور ﷺ کے بڑھ کر اور افضل ہیں۔ دیکھو (الحکم ۲۴؍اپریل ۱۹۰۲ء ص۷، ملفوظات ج۳ص۲۷۰) پر۔

مسیح موعود کہتے ہیں۔ ''کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب حضرت رسول کریم ﷺ میں ان سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم ﷺ سے ظلی طور پر ہم کو عطاء کئے گئے۔ اس لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے...... پہلے تمام انبیاء ظل تھے۔ نبی کریم کی خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں۔'' (منقول از قول فیصل ص۶)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ تمام انبیاء بھی حضور ﷺ کے خاص خاص صفات میں ظل تھے۔ مگر مرزا قادیانی ان سب سے بڑھ کر اور افضل ہیں کہ حضور ﷺ کے تمام ہی صفات میں ظل کامل اور وجود اور نبوت میں متحد محض ہیں۔ جیسا کہ وہ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں لکھ چکے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ تو سینکڑوں وحیوں میں مرزا قادیانی کو مطلق نبی اور رسول کہہ کر پکارے۔ کہیں بروزی ظلی کی قید نہیں۔ لیکن مرزا قادیانی ایچ پیچ لگا کر کام نکالتے ہیں۔

(حقیقت الوحی ص۱۵، خزائن ج۲۲ص۱۷) میں لکھتے ہیں۔ ''اسی طرح جس کو شعلہ محبت الٰہی سر سے پیر تک اپنے اندر لیتا ہے۔ وہ مظہر تجلیات الٰہیہ ہوجاتا ہے۔ مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا ہے بلکہ ایک بندہ ہے۔ پس اسی طرح اگر کوئی فنافی الرسول مظہر تجلیات نبوت کا مدعی ہو۔ وہ اپنے فرضی اصطلاح پر نہیں کہا جاسکتا کہ وہ نبی ہے۔ بلکہ محض ایک امتی ہے۔''

پھر (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ص۴۰۶) میں لکھتے ہیں۔ ''اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں...... نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا دوسرے تمام (اولیاءؒ ابدالؒ واقطابؒ جو پہلے گذر چکے) اس نام کے مستحق نہیں۔'' کثرت کی تعداد معلوم ہونی چاہئے۔ ایسا دعویٰ مجہول پھر قرآن وحدیث سے ثبوت کہ

اتنی تعداد حاصل ہو جانے پر نبی بنتا ہے۔ مگر افسوس حضورﷺ کے بعد مدعی نبوت کو حضورﷺ نے دجال فرمایا ہے۔ علاوہ اس کے مرزا قادیانی (براہین احمدیہ حاشیہ نمبر۱۱ ص۵۴۱، خزائن ج۱ ص۶۴۷) میں لکھ چکے ہیں۔ ''حضرت خاتم الانبیاء کے ادنیٰ خادموں اور کمترین چاکروں سے ہزارہا پیش گوئیاں ظہور میں آتی ہیں اور خوارق عجیبہ ظاہر ہوتے ہیں۔'' پھر کیا وجہ ہوئی کہ حضورﷺ کے بڑے بڑے خادم جن سے نہ معلوم کس قدر پیش گوئیاں اور خوارق عجیبہ ظاہر ہوئے ہوں گے۔ نبی نہ بنائے گئے۔

(حقیقت الوحی ص۹۷ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۱۰۰) میں لکھتے ہیں۔ ''بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر ان کی نبوت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا۔ اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہ راست ان کو منصب نبوت ملا۔'' اور (شہادت القرآن ص۴۶، خزائن ج۶ ص۳۴۲) میں لکھتے ہیں۔ ''بہت [1] ایسے نبی گذرے ہیں۔ جو کوئی نئی شریعت نہیں لائے بلکہ توریت کے مطابق ہی وہ فیصلہ کیا کرتے تھے اور ان کا کام توریت کو منسوخ کرنا نہ تھا۔ بلکہ اس کی نگرانی اور حفاظت تھا۔'' (ملخصاً از حقیقت النبوت ص۵۹، ۸۰)

جب صحابہ کرام خصوصاً حضرت عمرؓ فنافی الرسول اور عکسی تصویریں اور ظلی محمدﷺ تھے اور ادنیٰ خادموں سے ہزارہا پیشین گوئیاں اور خوارق عجیبہ ظاہر ہوتے تھے تو پھر ان کو اللہ تعالیٰ نے رسالت کے ساتھ بطور نتیجہ کیوں مبعوث نہیں کیا؟۔ اگر صرف یہ جواب ہے کہ اللہ جس کو چاہے اپنی رسالت کے لئے انتخاب کرے تو یہ تو براہ راست نبوت حاصل ہونے کے معنی ہیں کہ جس کو چاہے اپنا نبی اور رسول بنائے۔ اعطائے رسالت کے لئے ظل ہونا علت موجبہ نہیں رہا اور نہ رسالت کامل پیروی کا نتیجہ ہے اور نہ اس کو کچھ دخل اور نیز یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ انبیاء بنی اسرائیل کی نبوت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا اور نہ کیا وہ قبل اعطاء نبوت مشرک تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر اور ان کی شریعت پر ایمان نہ کر رکھتے تھے۔ اس پر عمل نہ کرتے تھے؟۔ خصوصاً ہارون علیہ السلام کی نبوت جو موسیٰ علیہ السلام کی پیروی واطاعت اور ان کی دعا سے خداوند عالم نے عطاء

---

[1] علامہ ابن تیمیہ نے (شرح اصفہانیہ ص۱۰۷) میں لکھا ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل توریت میں تعیم وتخصیص وترمیم یعنی نسخ جزئی کیا کرتے تھے۔

فرمائی تھی۔ ’’واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی (طہ:۲۹،۳۰)‘‘ ’’واشرکہ فی امری (طہ:۳۲)‘‘ جبکہ بہت سے انبیاء بنی اسرائیل غیر تشریعی پہلے نبی تشریعی کی شریعت پر عمل کرتے تھے تو ان کو نبی امتی کیوں نہ کہا جائے۔ امتی کے تو معنی یہی ہیں کہ کسی نبی کی شریعت پر عمل کرتا ہو۔ خصوصاً ہارون علیہ السلام جو موسیٰ علیہ السلام کے واسطہ اور دعا سے نبی بنائے گئے۔ اگر اس کے خلاف کچھ اور معنی ہیں تو قرآن وحدیث سے پتہ ملنا چاہئے۔ مگر افسوس حدیث ’’یاعلیؓ! انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (مسلم ج۲ ص۲۷۸، باب من فضائل علی ابن ابی طالبؓ)‘‘ سے یہ توقع بھی جاتی رہی۔ دوسرے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نے ایسی نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے کسی نبی میں ایسی نبوت نہیں پائی جاتی۔ اب سنئے مرزا قادیانی ہی کا یہ ایک قاعدہ مسلّمہ ہے۔ (تحفہ گولڑویہ ص۶، خزائن ج۱۷ص۹۵) میں ہے۔ ’’سچ کی یہ نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر بھی ہوتی ہے اور جھوٹ کی یہ نشانی ہے کہ اس کی نظیر کوئی نہیں ہوتی۔‘‘ اور اسی صفحہ میں ہے۔ ’’یہ مسلم مسئلہ ہے کہ بجز خداتعالیٰ کے تمام انبیاء کے افعال اور صفات نظیر رکھتے ہیں تا کسی نبی کی کوئی خصوصیت منجر بشرک نہ ہو جائے۔‘‘ تیسرے جب یہ منصب نبوت حضورﷺ کی اتباع کامل پیروی اور فنافی الرسول ہونے کا نتیجہ ہے تو یہ منصب نبوت کسبی ہوگا نہ موہبی۔ حالانکہ ادھر مرزا قادیانی کو اپنے اس منصب نبوت کے موہبی ہونے کا دعویٰ ہے۔ چنانچہ (ایک غلطی کا ازالہ ص۶، خزائن ج۱۸ص۲۱۰، حقیقت النبوت ص۲۶۴) میں لکھتے ہیں۔ ’’نبوت صرف موہبت ہے۔‘‘ اور (حقیقت الوحی ص۶۷، خزائن ج۲۲ص۷۰) میں ہے۔ ’’خداتعالیٰ نے مجھے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر ہی میں مجھے عطاء کی گئی ہے۔‘‘ اور (ص۶۲، خزائن ج۲۲ص۶۴) میں ہے۔ ’’سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کثیر حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔‘‘ پس جب محض خداتعالیٰ کے فضل سے شکم مادر میں ہی یہ نعمت نبوت ملی ہے تو بے شک مرزا قادیانی نے اپنے لئے ایسی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جو براہ راست منصب نبوت خدا کی موہبت ہے۔

(ضمیمہ براہین حصہ پنجم ۱۳۸،۱۳۹، خزائن ج۲۱ص۳۰۶) میں لکھتے ہیں۔ ’’وہ دین دین نہیں اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خداتعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہوسکتا کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہوسکے۔ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے۔۔۔۔۔۔ سو ایک امتی کو اس طرح

کا نبی بنانا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے۔'' پس مرزا قادیانی کے نزدیک یا تو سارے ادیان سماویہ معاذ اللہ لعنتی ٹھہرے یا جمیع انبیاء کو صاحب خاتم مانا جائے۔ (اشتہار ۵ رمارچ ۱۹۰۸ء بدرج ۷ نمبر ۹ ص ۲، ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷) میں لکھتے ہیں۔ ''جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶، ۴۰۷) میں ہے۔ ''اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں یعنی نبوت پانے کے لئے۔'' اور اسی صفحہ میں ہے۔ ''تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا وہ پیش گوئی پوری ہو جائے۔'' تو کیا ایک ہی فرد سے سلسلہ قائم ہو گیا۔ بدیں اعتبار تو اس دین سے پہلے ادیان اچھے اور یہی دین مردہ ہے پہلے ادیان کے متبع ہزاروں نبی ہوئے۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳) میں ہے۔ ''صرف میری مراد نبوت سے کثرت مکالمہ ومخاطبت الٰہیہ ہے۔ جو آنحضرت ﷺ کے اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ ومخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس صرف یہ لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی جس امر کا نام آپ لوگ مکالمہ ومخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ''ولکل ان یصطلح'' اور (بدر ۵ رمارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷) میں ہے۔ ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدائے تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ ومخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیت اور کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیش گوئیاں بہت کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔'' اور (الاستفتاء ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۱۶، خزائن ج ۲۲ ص ۶۳۷) میں لکھتے ہیں۔ ''مانعنی من النبوة ما یعنی فی الصحف الاولی'' ''یعنی نبوت سے مراد وہ نبوت نہیں لیتا جو پہلی کتابوں قرآن وحدیث وغیرہ میں مراد لیا جاتا ہے۔'' (کمافی تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

ان اقوال میں مرزا قادیانی نے طوعاً وکرہاً تسلیم کر لیا کہ میری نبوت کا ثبوت محض میری اصطلاح ہے۔ قرآن وحدیث وکتب سابقہ میں اس کا کچھ پتہ نہیں۔ قرآن وحدیث سے جو ثبوت پیش کر دیا جاتا ہے وہ جاہلوں کو دام تزویر میں پھانسنے کے لئے محض ڈھکوسلا ہے۔ جب آپ کی یہ نبوت محض آپ کی ایک اصطلاح اور نزاع لفظی ہے اور وہ نبوت مراد نہیں جو قرآن وحدیث اور دیگر کتب سماویہ میں مذکور ہے تو پھر اپنی نبوت کیوں منوائی جاتی ہے۔ آپ کے نبی نہ ماننے والوں کو

کافر کیوں بنایا جاتا ہے مکفر ومکذب متردد کے پیچھے نماز کیوں ناجائز وحرام بتلائی جاتی ہے اور اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں نبوت سے انکار کرنے والے کو کیوں ڈانٹ ڈپٹ کی جاتی ہے۔ نبوت کے اس قدر زور وشور سے کیوں دعوے کئے جاتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام پر کیوں اپنی فضیلت ظاہر کی جاتی ہے۔ بلکہ دعویٰ منصب نبوت سے آپ پر کفر لازم آتا ہے اور نیز پھر کیوں آیت خاتم النّبیین کے معنی اسقدر موڑ توڑ کر بیان کئے جاتے ہیں؟۔ حالانکہ آپ نے (حقیقت الوحی ص۱۴۲، خزائن ج۲۲ ص۱۴۶) میں تصریح کی ہے کہ: ''ہم اس بات کے مجاز نہیں کہ اپنی طرف سے کوئی ایسے معنی ایجاد کریں کہ جو قرآن کریم کے بیان کردہ معنوں سے مغائر اور مخالف ہوں۔'' (ملخصاً) اور آپ نے خود (ازالہ اوہام ص۴۶۷، خزائن ج۳ ص۳۵۰) میں تصریح کی ہے۔ ''جو شخص الحاد کا ارادہ نہیں رکھتا اس کے لئے سیدھی راہ یہی ہے کہ قرآن کریم کے معنی اس کے مروجہ اور مصطلحہ الفاظ کے لحاظ سے کرے ورنہ تفسیر بالرائے ہوگی۔'' اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے ''من فسر القرآن برائه فمقعده فی النار اوکماقال (ترمذی بمعناه ج۲ ص۱۲۳ باب ماجاء فی الذی یفسر القرآن برأیه) ''یعنی جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے بیان کی اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اب ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ آیا یہ معنے سلف سے خلف تک کسی نے اب تک بیان بھی کئے ہیں یا نہیں یقیناً نہیں کئے اور نہ اب تک اس قسم کی نبوت کا کوئی اس امت سے مدعی ہوا تو یقیناً آپ کی یہ تفسیر تفسیر بالرائے ہوئی اور آپ کا یہ دعویٰ نبوت کا ذب محض اصطلاحی فرق اور لفظی نزاع کہہ دینے سے بری نہیں ہوسکتے اور بموجب حکم الٰہی نبوت کا دعویٰ کرنا یہی تو مستقل نبوت کا دعویٰ ہے۔ نزاع لفظی کیسے ہوگا اور (الوصیت ص۱۱، خزائن ج۲۰ ص۳۱۱) میں ذکر کرتے ہیں۔ ''اور وہی (کثرت مکالمہ ومخاطبہ) دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔'' غرض مرزا قادیانی نے اپنی نبوت سیدھی کرنے کے لئے موقع اور محل دیکھ کر طرح طرح کے حیلے تراشے۔ مگر نبوت سے انکار نہیں کرسکتے۔ نبوت کو ہر طرح سے جس طرح ہوسکے ثابت کریں گے اور قرآن کریم میں یہ تحریفات رکیکہ بھی صرف اس وجہ سے کی جاتی ہیں کہ بھولے بھالے نادان مسلمانوں پر ظاہر ہو کہ مرزا قادیانی قرآن کو کلام اللہ اور محمد ﷺ کو رسول اللہ برحق جانتے ہیں۔ ورنہ ان کی یہ غرض کسی طرح بھی پوری نہیں ہوسکتی تھی۔

الغرض جیسے کہ بموجب تخلقوا باخلاق اللّٰه ! اخلاق اللہ کو حاصل کر کے خدا نہیں

بن جاتا اور ظل اللہ فی الارض ہو کر اللہ نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح کمالات نبوت وراثتاً وظلاً حاصل کر کے نبی نہیں بن جاتا۔ کمالات نبوت کا ظلاً حاصل کرنا ہو سکتا ہے۔ مگر نبوت ظلاً حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ ایک بڑا مغالطہ ہے جو دیا جاتا ہے۔ کیونکہ نبوت کا ظل ہی نہیں۔ حضرت مجدد صاحبؒ (مکتوبات ج۱ ص۴۳۶ مکتوب نمبر۳۰۱) میں فرماتے ہیں: ''نبوت عبارت از قرب الٰہی است کہ شائبہ ظلیت ندارد۔'' ورنہ اس امت میں بڑے بڑے محدث، مجدد، اولیاء اللہ، قطب الاقطاب، فنافی الرسل، بروز وظل کامل ہو چکے ہیں اور ہوں گے۔ مگر کسی نے دعویٰ منصب نبوت نہیں کیا اپنے منکر کو کافر نہیں بتلایا آیہ خاتم النبیین کے معنی کس نے اسقدر موڑ توڑ کر نہیں بیان کئے۔

وسوسہ ششم

بعض مرزائی یہ آیت پیش کیا کرتے ہیں: ''یابنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقیٰ واصلح فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون (اعراف:۳۰)'' اور اس میں مخاطب امت محمدی ﷺ کو بتاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس امت میں بھی رسول آئیں گے۔ چنانچہ آیت ''الله یصطفیٰ من الملئکته رسلا ومن الناس (الحج:۷۵)'' میں مضارع یعنی مستقبل ہے۔

جواب: اس آیت میں آدم علیہ السلام کی زبان سے تمام بنی آدم کو خطاب ہوا ہے اور حضور ﷺ کو ارشاد ہوا ہے کہ اس مضمون کو بیان کر و اور اپنی امت کے معلوم کرنے کے لئے سناؤ۔ خود رسول اکرم ﷺ کی امت مخاطب نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام قرآن کریم میں اس امت محمدی ﷺ کو ''یایها الذین امنوا (نساء:۱۳۶)'' یا قبل ہجرت ''یا یها الناس (بقره:۲۱)'' سے مخاطب فرماتا ہے۔ لفظ یا بنی ادم سے کبھی ہرگز خاص طور پر امت محمدی ﷺ کو مخاطب نہیں فرمایا۔ چنانچہ سورہ اعراف میں حضرت شاہ ولی اللہؒ صاحب نے لکھا ہے۔ ''اے فرزندان آدم علیہ السلام......الخ! اس کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ ''برزبان آدم چنانچہ در سورہ بقرہ اشارت رفت۔'' چنانچہ یہی مضمون (سورہ بقرہ ۳۷،۳۸) میں ہے۔ ''فتلقیٰ آدم من ربه کلمات فتاب علیه انه هو التواب الرحیم قلنا اهبطوا منها جمیعا فاما یا تینکم منی هدی فمن تبع هدای فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون'' اور اسی طرح سورہ طٰہٰ ۱۲۳ میں ہے۔ ''قال اهبطا منها جمیعا بعضکم لبعض عدوا فاما یاتینکم

منی هدی فمن تبع هدایٰ فلا یضل ولا یشقی '' تفسیر (درمنثور ج۳ ص۸۲) میں ہے۔ ''اخرج ابن جریر عن ابی یسار السلمیؓ قال ان اللّٰہ تبارك وتعالیٰ جعل اٰدم وذریته فی کفه فقال یابنی اٰدم امایا یتینّکم رسل منکم یقصمون علیکم ایتی فمن اتقیٰ......الخ!'' ﴿یعنی ابو یسار سلمی سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم اوران کی ذریۃ کو اپنے دست قدرت میں لیااوراس آیۃ کا مضمون اور فرمان سنایا۔﴾

نبوت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی پھر نوح علیہ السلام کے بعد نوح علیہ السلام کی اولاد میں رکھی گئی۔ پھر ابراہیم علیہ السلام کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پر رکھی گئی اور ان کی اولاد میں نبوت کو حصر کر دیا۔ مثل مظروف کے ظرف میں وجعلنا فی ذریته النبوة والکتاب! پھر اس کے دو شعبے ہوئے۔ بنی اسرائیل جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بہت سے رسول آئے اور بنی اسماعیل اس میں صرف ہمارے رسول خاتم الانبیاء علیٰ دعوۃ ابراہیم پیدا ہوئے اور خاتم النّبیین پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا۔ اب کوئی مغل بچہ نبی نہیں ہوسکتا۔

وسوسہ ہفتم

اور''اللّٰہ یصطفی من الملئکة رسلا ومن الناس (الحج:۷۵)'' ﴿یعنی اللہ تعالیٰ اپنی نبوت اور رسالت کے لئے فرشتوں اور انسانوں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔﴾ یعنی کسی کا اس میں استحقاق نہیں ہے۔ یہ نعمت محض وہبی ہے۔ کسی کے کسب پر موقوف نہیں ہے۔ یہ آیت صرف اسی مطلب کے لئے ہے۔ چونکہ کفار مکہ نے حضورﷺ سے یہ کہا تھا کہ ہم آپؐ سے رسالت کے لئے زیادہ مستحق ہیں۔ ہم آپؐ سے عمر میں بڑے ہیں اور مال و دولت میں زیادہ ہیں۔ طاقت میں زیادہ ہیں تو کیا وجہ ہم کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ آپ کو رسول بنائے تو حضورﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ مطلب ہرگز نہیں ہوسکتا کہ ہمیشہ قیامت تک رسول بنا کریں گے۔ یہ مضارع مطلق ہے۔ نبوت کو محض موہبۃ ظاہر کرنے کے لئے استقبال کے معنے ہرگز نہیں۔ نہ مضارع دوامی ہے۔ جبکہ نبوت کا انقطاع قطعاً ثابت ہو چکا۔ دیگر آیات قرآنیہ سے۔

وسوسہ ہشتم

مسلمان پنجگانہ نمازوں میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں۔ ''اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم (فاتحہ:۶،۷)'' یعنی اے اللہ! ہمیں سیدھے راستے پر چلا جو ان لوگوں کا راستہ ہے۔ جن پر تو نے انعام فرمایا ہے اور جن پر انعام فرمایا ہے۔

ان کا بیان اس دوسری آیت میں یہ ہے۔''ومن یطع اللّٰہ والرسول فاؤلئك مع الذین انعم اللّٰہ علیهم من النّبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولٓئك رفیقا (النساء:٦٩) ''یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد ﷺ کی اطاعت کرے وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔ یعنی نبیین اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کے ساتھ اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان نبیین اور صدیقین اور شہداء ہوتے ہیں۔

جواب: اہل علم بلکہ عوام بھی اس نرالی منطق پر ہنسیں گے۔ مگر یہ لوگ ایسے استدلال پیش کرتے ہوئے شرماتے نہیں۔ اس استدلال کا حاصل تو یہ ہوا کہ جو شخص جس کے راستہ پر چلتا ہے وہ وہی بن جاتا ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے۔''صراط اللّٰہ (الشوریٰ:۵۳) ''تو اب مرزا قادیانی کے تجویز کردہ قانون کے مطابق جو شخص اللہ کے راستے پر چلے گا وہ معاذ اللہ خدا بن جائے گا۔ آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ مجھ کو بہت قلق اور رنج لاحق ہوگیا ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کی صحبت صرف دنیا میں معدودے چند دن ہے۔ پھر فرقت ہی فرقت ہے۔ حضور ﷺ کا دیدار نصیب نہ ہوگا۔ آپ اعلیٰ مقام میں ہوں گے۔ ہماری معمولی مسلمانوں کی وہاں کیسے گذر ہو سکتی ہے۔ اس کی تسلی کے لئے خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی کہ مطیع مسلمان جنت میں نبیوں اور صدیقوں اور شہداء کے رفیق ہوں گے فرقت نہ ہوگی۔ اس کو اثبات نبوت سے کیا تعلق ہے؟۔ بلکہ اس آیت سے ختم نبوت ثابت ہے کہ حضور ﷺ ہی کی اطاعت موجب نجات ہے۔ اگر حضور ﷺ کے بعد کوئی اور نبی پیدا ہوتو اس وقت اس کی نبوت پر ایمان لانا اور اس کی وحی اور اس کی تعلیم اور اس کی اطاعت موجب نجات ہوتی اور باوجود کمال اتباع حضور ﷺ کے بھی اگر اس نبی پر اور اس کی وحی پر ایمان نہ لایا تو نجات نہیں اور یہ قرآنی حکم منسوخ ہو جائے گا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے (حاشیہ اربعین نمبر۴ ص۷، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵) میں لکھا ہے کہ: ''خدا نے میری وحی اور میری تعلیم میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔''

وسوسہ نہم

''هوالذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم

ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۰ واخرین منهم لما یلحقوابهم وھو العزیز الحکیم (جمعه:۲)‘‘ ’’یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیش گوئی ہے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۷، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۲)

جواب: آخرین کا عطف امیّین پر ہے۔ یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے امیّین میں ان ہی میں کا ایک رسول مبعوث کیا۔ جو ان کو ہماری آیتیں سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور کتاب اور حکمت کی تعلیم کرتا ہے اور بے شک وہ پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے اور ان کے سوا اور لوگوں میں بھی جو اب تک ان سے لاحق نہیں ہوئے۔ یعنی یہ رسول ان لوگوں کا بھی رسول ہے جو بعد میں آنے والے ہیں۔ جو آنحضرت ﷺ کے بعد فوجا فوجا دین اسلام میں داخل ہوئے۔ مقصود یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت ایک عامہ اور کافہ نبوت ہے۔ قیامت تک آپؐ ہی معلم اور مزکی ہیں۔ ’’قال المفسرون هم الاعاجم یعنون به غیر العرب ای طائفة کانت قاله ابن عباسؓ وجماعة وقال مقاتل یعني التابعین هذه الامة الذین یلحقون باوائلهم وفی الجملة معنی جمیع الاقوال فیه کل من دخل فی الاسلام بعد النبی ﷺ الی یوم القیامة فالمراد بالامیین العرب وبالاخرین سواهم من الامم (تفسیر کبیر ج ۳۰ ص ٤ وهم الذین جاؤا بعد الصحابة الیٰ یوم الدین، تفسیر ابو السعود ج۸ ص۲٤۷ قیل هم الذین یأتون من بعدهم الیٰ یوم القیامة، کشاف ج٤ ص ۵۳۰)‘‘ ’’سب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ اور ایک جماعت مفسرین کہتے ہیں کہ آخرین سے مراد عجمی ہیں۔ خواہ کوئی ہوں اور مقاتل کہتے ہیں کہ تابعین مراد ہیں۔ سب اقوال کا حاصل یہ ہے کہ امیّین سے عرب مراد ہیں اور آخرین سے سواء عرب کے سب قومیں جو حضور ﷺ کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے۔ مراد ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں ایک حدیث ہے جو (بخاری ج ۲ ص ۷۲۷، باب قوله واخرین منهم لمایلحقوابهم، مسلم ج ۲ ص ۳۱۲، باب فضل فارس، ترمذی ج ۲ ص ۱۶۷ ابواب التفسیر، مشکوٰۃ ص ۵۷۶، باب جامع المناقب) میں ان لفظوں سے بیان کی گئی ہے اور سلمان فارسیؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ’’لوکان الایمان بالثریا لناله رجال من هؤلاء (مسلم ج ۲ ص ۳۱۲ باب فضل فارس)‘‘ ﴿اگر ایمان ثریا پر ہوتا جب بھی ان کے ہاں کے بہت سے آدمی ایمان کو حاصل کرتے۔﴾ یعنی جمع کے صیغہ سے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک جماعت

سے تعلق رکھتی ہے اور جن روایتوں میں کہ رجل اور رجال آیا ہے۔ وہ راوی کا شک ہے۔ لیکن بخاری، مسلم، ترمذی، کی یہ روایت بلفظ جمع بغیر شک کے ہے۔ معلوم ہوا کہ محفوظ جمع کا صیغہ ہے اور صحیح بھی یہی ہے۔ کیونکہ جس کی یہ تفسیر ہے وہ بھی جمع کا صیغہ ہے۔ یعنی واخرین منھم یعنی عجم یا فارس میں ایک جماعت کثیرہ ایسی ہوگی جو ایمان کو تقویت دے گی اور امور ایمانیہ میں اعلیٰ مرتبہ پر ہوگی اور یہ واقع ہو گیا کہ عجم اور فارس میں بڑے بڑے محدثین وفقہاء ومفسرین ومقتداء عالم ومجددین وصوفیاء کرام اسلام کے لئے باعث قوۃ وشوکت گذرے۔ ہاں اگر مرزا قادیانی جمع کے صیغہ رجال کے مصداق ہوں اپنے اوپر اس کو چسپاں کر لیں تو کچھ بعید بھی نہیں۔ غرض اس آیت اور حدیث کو مسیح ومہدی وظلی بروزی نبی کے لئے پیش گوئی خیال کرنا ایک باطل اور بے دلیل دعویٰ ہے۔ اس کو مہدی ومسیح وظلی بروزی نبی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

وسوسہ دہم

لا نبی بعدی جو احادیث متواترہ میں بیان کیا جاتا ہے۔ اس میں نفی کمال کی ہے۔ یعنی کامل نبی صاحب شریعت جدیدہ نہ ہوں گے۔

جواب: اگر یہی اجتہاد اور قیاس ہے تو اگر کوئی بت پرست یہ کہے کہ لا الٰہ الا اللہ میں بھی نفی کمال کی ہے۔ یعنی کامل اور بالذات معبود اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ ہاں غیر مستقل اور غیر شارع معبود ہو سکتے ہیں۔ جیسے کہ ہمارا عقیدہ ہے تو اس کو کیا جواب دوگے؟۔ اسی طرح اگر کوئی لاریب فیہ میں نفی کمال مراد لے۔ یعنی کامل ریب قرآن میں نہیں ہو سکتا۔ ہاں بعض اقسام ریب کے قرآن میں موجود ہیں۔ تو کیا مرزائی جماعت اس کو بھی تسلیم کر لے گی؟۔ پس اگر آپ کے پاس کوئی ایسی دلیل موجود ہے کہ جس کے ذریعہ سے لا الٰہ الا اللہ میں نفی کمال مراد لینے سے منع کیا جا سکتا ہے تو وہی دلیل ہماری جانب سے لا نبی بعدی میں نفی کمال مراد ہونے پر تصور فرمالیں اور نیز خود مرزا قادیانی نے (ایام الصلح ص۱۴۶، خزائن ج۱۴ ص۳۹۳) میں لکھا ہے ''اور احادیث لا نبی بعدی میں بھی نبی عام ہے۔''

وسوسہ یازدہم

نبوت کا چھیالیسواں حصہ جو امت محمدی میں باقی ہے اسی جزو کے اعتبار سے نبوت باقی ہے اور ایسے نبی بھی آ سکتے ہیں۔

جواب: اگر ایک اینٹ کو مکان اور نمک کو پلاؤ اور ایک تاگے کو کپڑا اور ایک رسی کو

چار پائی نہیں کہہ سکتے تو نبوت کے ۴۶/۱ جز کو بھی نبوت نہیں کہہ سکتے اور یہ بدیہی ہے کہ جب تک کسی حقیقت کے جمیع اجزاء موجود نہ ہوں وہ حقیقت موجود نہیں ہو سکتی۔ یہ صرف مرزائیت کی عقل ہے کہ وہ لوگ اس بدیہی چیز کو بھی نہیں سمجھتے۔

وسوسہ دوازدہم

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا یہ قول مروی ہے کہ: ''قولوا خاتم النّبيين ولا تقولو الانبي بعده (تکملہ مجمع البحار ج۵ ص۵۰۲، درمنثور ج۵ ص۲۰٤)'' یعنی خاتم النّبیین تو کہو اور لا نبی بعدہ مت کہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حدیث لا نبی بعدہ صحیح نہیں ہے۔ ورنہ انکار کی کون سی وجہ ہے۔

جواب: یہ اثر عائشہؓ منقطع الاسناد ہے۔ بخاری و مسلم کی احادیث مرفوعہ متواترہ کے مقابلہ میں حجت نہیں اور حدیث لا نبی بعدی اس قدر صحیح ہے کہ (کتاب البریہ حاشیہ ص۱۹۹، خزائن ج۱۳ ص۲۱۷) میں خود مرزا قادیانی مقر ہیں کہ: ''حدیث لا نبي بعدي ایسی مشہور ہے کہ اس کی صحت میں کسی کو کلام نہیں۔'' بناء بر تسلیم جواب یہ ہے کہ یہ باعتبار نزول عیسیٰ علیہ السلام کے فرمایا ہے۔ تا کہ کوئی شخص اپنی سطحی نظر اور کم فہمی سے اجماعی عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا انکار نہ کر بیٹھے کیونکہ عوام کے عقائد کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ اسی (تکملہ مجمع البحار ج۵ ص۵۰۲) میں اس کی تصریح موجود ہے اور مرزا محمود قادیانی نے بھی (حقیقت النبوۃ ص۱۹۰) میں حدیث لا نبی بعدی کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے یہی جواب دیا ہے اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس پر ایک باب مستقل باندھا ہے اور (کتاب العلم ج۱ ص۲٤، باب من خص بالعلم قوماً دون قوم) میں کئی حدیثیں روایت کی ہیں کہ جب اس بات کا اندیشہ ہو کہ قاصر الفہم خرابی میں مبتلا ہو جائیں گے تو امر مختار کے اظہار کو ترک کر دے۔ ''حدثو الناس بما يعرفون اتحبون ان يكذب الله ورسوله'' ﴿یعنی حضور ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو ان کے فہم میں آنے والی حدیثیں بیان کرو کیا تم پسند کرتے ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب کریں۔﴾ اس کی شاہد دوسری روایت یہ ہے کہ کسی شخص نے حضرت مغیرہؓ ابن شعبہ کے سامنے کہا تھا۔ ''خاتم الانبياء لا نبي بعده تو مغیرہ نے فرمایا حسبك اذا قلت خاتم الانبياء فانا كنا نحدث ان عيسىٰ عليه السلام خارج فان هو خرج فقد كان قبله وبعده (درمنثور ج۵ ص۲۰٤)'' ﴿یعنی جب تم کہو تو تمہارے لئے خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی ہے۔ لا نبی بعدہ کہنے کی ضرورت

نہیں کیوں کہ ہم سے حدیث بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ تو وہ آپؐ سے پہلے بھی ہوئے اور بعد میں بھی ہوں گے۔﴾ مطلب صاف اور ظاہر ہے کہ کلمہ لا نبی بعدہ سے چونکہ بظاہر یہ ایہام بھی پیدا ہوسکتا ہے کہ پہلے کا کوئی نبی جو پہلے مبعوث ہو چکے ہیں۔ حضورﷺ کے بعد موجود نہیں رہ سکتے اور خاتم النّبیین میں یہ ایہام نہیں۔ جیسا کہ مفصل معلوم ہو چکا لہٰذا بوقت اندیشہ ایہام خلاف سے بچنے کے لئے خاتم النّبیین پر اکتفاء کرنا مقصود کے ادا کرنے کے لئے کافی ہے کہ آپ آخر الانبیاء ہیں۔ آپؐ کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا نہ ہوگا اس میں ایہام خلاف کا اندیشہ نہیں۔ ورنہ ختم نبوت کے متعلق حضرت عائشہؓ کی صریح اور صحیح حدیث موجود ہے۔ ''عن عائشةؓ عن النبیﷺ انه قال لا یبقی بعدی من النبوة شئی الا المبشرات قالوا یا رسول الله وماالمبشرات قال الرؤیة الصالحة یراها المسلم اوتری له (کنز العمال ج۱۵ ص۳۷۱ حدیث ۴۱۴۲۳، بروایت احمد ج۶ ص۱۲۹ والخطیب)''

﴿حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت میں سے کوئی جز باقی نہ رہے گا، سواء مبشرات کے، صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مبشرات کیا چیز ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اچھی خواب جو کوئی مسلمان خود دیکھے یا اس کے لئے دوسرا دیکھے۔﴾

اور نیز (کنز العمال ج۱۲ ص۲۷۰ حدیث ۳۴۹۹۹) میں بحوالہ (ویلمی وابن النجار والبزار) اور حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً روایت ہے۔ ''عن عائشةؓ قالت قال رسول اللهانا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء'' ﴿یعنی حضورﷺ نے فرمایا کہ میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد انبیاء کے مسجدوں کی خاتم ہے۔﴾ اس حدیث سے یہ شبہ بھی جاتا رہا جو ابوہریرہؓ کی روایت (مسلم ج۱ ص۴۴۶، باب فضل الصلوة بمسجدی مكة والمدینه) میں صرف ''انا آخر الانبیا ومسجدی آخر المساجد'' کیونکہ اس میں بھی انبیاء علیہم السلام ہی کی مساجد مراد ہے۔

وسوسہ سیزدہم

جیسے حدیث ''اذا هلك كسری فلا كسری بعده واذ هلك قیصر فلا قیصر بعده (بخاری ج۲ ص۹۸۱، باب كیف كان یمین النبیﷺ، مسلم ج۲ ص۳۹۶ فضل فی هلاك كسری وقیصر)'' سے یہ مراد ہے کہ اگرچہ قیصر و کسریٰ باقی ہوں گے مگر اسلام

کے زیر نگیں ہو کر رہیں گے۔ خودمختار سلطنتیں باقی نہ رہیں گی۔ اسی طرح لانبی بعدی کو سمجھو کہ حضورﷺ کے بعد مستقل صاحب شریعت جدیدہ نبی نہ ہوں گے۔ بلکہ آپ کی شریعت کے تابع نبی ہو سکتے ہیں۔

جواب: جب قریش مسلمان ہو گئے تو ان کو اپنی تجارتوں کا خوف ہوا کہ اب ہمارا یمن اور شام میں داخلہ بند کر دیا جائے گا۔ کیونکہ قریش سردی کے زمانہ یمن اور گرمی کے زمانہ میں شام کا سفر کرتے تھے۔ ''کما قال اللّٰہ تعالیٰ رحلۃ الشتاء والصیف (قریش:۲)'' اس پر ان کی تسلی کے لئے حضورﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ تمہاری تجارت گاہیں ان کے وجود ہی سے پاک کر دی جائیں گی۔ قیصر وکسریٰ کسی خاص آدمی کا نام نہیں ہے۔ بلکہ جاہلیت میں فارس اور روم کے کافر بادشاہ کے لقب تھے۔ اگر مملکت فارس قبضہ اسلام میں آجائے تو کسریٰ کا لقب بھی جاتا رہے گا اور مملکت روم کے آجانے سے لقب قیصر بھی جاتا رہے گا۔ اگرچہ وہ بعض دوسرے ممالک کے بادشاہ رہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کسریٰ وکسرویت کا تو بالکل خاتمہ ہو گیا اور قیصر نے ملک شام چھوڑ کر اور وہاں سے بھاگ کر کسی اور جگہ پناہ لی۔ نووی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ امام شافعیؒ اور تمام علماءؒ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ کسریٰ عراق میں اور قیصر شام میں باقی نہ رہے گا۔ جیسا کہ حضورﷺ کے زمانہ میں تھا۔ پس حضورﷺ نے ان کی سلطنت کے انقطاع کی خبر دی کہ ان دونوں اقلیموں میں ان کی سلطنت نہ رہے گی۔ ''قال الشافعیؒ وسائر العلماء معناہ لایکون کسریٰ بالعراق ولا قیصر بالشام کما کان فی زمنہ ﷺ فاعلمنا بانقطاع ملکھما فی ھذین الاقلیمین ...... الخ! (مسلم ج۲ ص۳۹۶ حاشیہ)'' لہٰذا یہ حدیث بالکل اپنے ظاہری معنی پر ہی مستعمل ہے۔ اس میں مرزائی دھوکہ کا شائبہ بھی نہیں۔

وسوسہ چہاردہم

(ابن ماجہ ص۱۰۸، باب ماجاء فی الصلوٰۃ علیٰ ابن رسول اللّٰہ ﷺ ذکر وفاتہ) میں حدیث ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کے انتقال پر فرمایا تھا۔ ''لو عاش ابراھیم لکان نبیاً'' یعنی ابراہیم اگر زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضورﷺ کے بعد نبی ہو سکتا ہے اور چونکہ آیۃ خاتم النّبیین بہت برس پہلے نازل ہو چکی تھی۔ معلوم ہوا کہ آپؐ کے بعد آپؐ کے تابع نبی کا ہونا خاتم النّبیین کے منافی نہیں۔

جواب: علامہ نووی نے تہذیب الاسماء میں اس حدیث کو باطل اور جسارت کہا ہے اور ابن عبدالبر نے اس کا انکار کیا۔ (انجاح الحاجۃ علی ابن ماجہ ص۱۰۸)

اور علامہ قسطلانی نے اس کو ضعیف بتایا اور اس کا راوی ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان بالکل متروک الحدیث ہے۔ (تقریب التهذیب ج ۱ ص ۳۲، روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۱ زیر آیت ولکن رسول الله وخاتم النّبیین، ابن ماجه ص ۱۰۸) کے حاشیہ میں اسی حدیث کے اوپر شاہ عبدالغنی محدث دہلویؒ نے بھی لکھا ہے۔ ''فی سنده ابوشیبه ابراهیم بن عثمان العبسی هو متروك الحدیث'' دوسرے اس حدیث میں اگر آپؐ کے بعد نبوت کے ملنے کا امکان نکلتا ہے تو ''لوکان فیهما الهة الا الله لفسدتا (الانبیاء:۲۲)'' میں بھی دو خدا ہونے کا امکان لازم آتا ہے اور ''ان کان للرحمن ولد فانا اوّل العابدین (زخرف:۸۱)'' میں خدا کے بیٹا ہونے کا امکان بھی لازم آئے گا۔ کیونکہ بعد تقدیر موت کے حیاۃ محال ہے اور تعلیق علی المحال، محال ہوتا ہے۔ پس بعد تقدیر موت کے، حیات ابراہیم محال ہے۔ لہٰذا ان کا نبی ہونا محال ہوا اور اس پر جو بھی معلق کیا جائے گا خواہ فی نفسہ ممکن ہی ہو وہ بھی محال ہوگا۔ کیونکہ معلق علی المحال محال ہے۔ لہٰذا اس کے بعد دوسرا جملہ شرطیہ ''لوعاش لا عتقت اخواله من القبط وما استرق قبطی (ابن ماجه ص ۱۰۸ باب ایضاً)'' میں بھی جزاء ممتنع الوقوع ہوگئی۔ یعنی ابراہیم کا نبی ہونا اور قبطیوں کا بھی غلامی میں نہ آنا۔ سب کا وقوع ممتنع ہوگیا کیونکہ لو عربی میں فرض محال کے لئے آتا ہے اور نیز آیت ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین (احزاب:۴۰)'' میں چونکہ لاکن کا ماقبل ما بعد کے مخالف اور ان میں نفیاً و ثباتاً تغائر ضروری ہے۔ یعنی جبکہ آپؐ خاتم النّبیین ہیں تو آپؐ کسی بالغ ادمی کے نسبی باپ بھی نہیں ہو سکتے اور اگر بالفرض کسی بالغ کے نسبی باپ ہوں تو آپ ﷺ خاتم النّبیین نہیں رہ سکتے۔ لہٰذا اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ اگر ابراہیم بالغرض زندہ رہتے تو نبی ہوتے تو پھر آپؐ خاتم النّبیین نہ رہتے اور جب آپؐ خاتم النّبیین نہ رہے تو کلام الٰہی کاذب ٹھہرتا ہے۔ جو محال ہے۔ لہٰذا ابراہیم کا قبل مبلغ رجال موت ضروری تھی۔ تیسرے ابن ماجہ میں اس روایت سے پیشتر عبداللہ بن اوفیٰ کا اثر بیان کیا ہے۔ جس کو (بخاری نے اپنی صحیح ج ۲ ص ۹۱۴، باب من سمی باسماء الانبیاء) میں بھی لیا ہے۔ ''قال مات وهو صغیر لوقضیٰ ان یکون بعد محمد ﷺ نبی لعاش ابنه ولکن لانبی بعده'' یعنی ابراہیم بچپن میں ہی فوت ہوگئے۔ اگر حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی مقدر ہوتا تو وہ زندہ رہتے۔ لیکن حضور ﷺ کے بعد کوئی

نبی نہیں ہوسکتا۔ گو نبی کے بیٹے کو نبی ہونا کوئی ضروری نہیں۔ مگر جب کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں خداتعالیٰ نے نبوت کو منحصر کیا تھا اور ان کو یہ فضیلت عطا کی تھی۔ ''وجعلنا فی ذریته النبوة (العنکبوت:۲۷) ''یعنی ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت کو نبوت کے لئے ظرف بنادیا ہے تو اسی طرح خداوند عالم کو حضورﷺ کی زبان سے حضورﷺ کی بھی یہ فضیلت اور ابراہیم علیہ السلام کا صرف قابلیت مرتبہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔ یعنی یہ کلام بطور فرض وقوع کے ہے۔ صرف مرتبہ قابلیت ابراہیم ظاہر کرنا منظور ہے۔ لیکن چونکہ اس صفت کا وقوع حضورﷺ کی ایک صفت اعلیٰ کے منافی تھا۔ یعنی وصف ختم نبوت کے لہٰذا حضورﷺ کی یہ فضیلت اور ابراہیم کا یہ مرتبہ وقوع میں نہیں لایا گیا اور موت مقدر کی گئی۔ اس میں آپ کا وصف اعلیٰ خاتم النّبیین بھی محفوظ رہا اور ابراہیم کی فضیلت ظاہر ہوگئی۔ ہاں حضورﷺ کے بعد اگر کسی کو منصب نبوت کا ملنا مقدر ہوتا تو حضورﷺ کی یہ فضیلت بھی وقوع میں آتی اور صاحبزادے کو نبی بنایا جاتا اور حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں۔ بوقت وفات ابراہیم ''قد کان ملا مهده ولو بقی کان نبیاً ولکن لم یبقی لان نبیکم اخر الانبیاءﷺ (انجاح الحاجه برابن ماجه ص۱۰۸) ''یا ابوشیبہ متروک الحدیث کی روایت میں الفاظ ٹھیک محفوظ نہیں رہے بلکہ یوں ہوگا۔ ''لوکان بعدی نبی لعاش ابراهیم ''ورنہ ایک متروک الحدیث کی روایت احادیث متواترہ اور نصوص قطعیہ کے کیسے معارض ہوسکتی ہے اور ایسے معنی جو ختم زمانی کو منفی ہوں۔ بلاشبہ قطعاً اجماعاً کفر ہیں۔ اس لئے ملا علی قاری نے اپنی (موضوعات ص۱۰۰، طبع نور محمد کراچی) میں لکھا ہے۔ ''وانما الکلام علی فرض الوقوع ''یعنی یہ کلام بطور فرض وقوع کے ہے اور ص۹۹ میں یہ بھی لکھا ''ولو عاش وبلغ اربعین وصار نبیاً لزم ان لایکون نبیناً خاتم النّبیین ''یعنی اگر وہ زندہ رہتے اور چالیس برس کو پہنچتے اور نبی ہوتے تو آخر الانبیاء حضورﷺ کا خاتم النّبیین نہ ہونا لازم آجاتا۔ لیکن اس کے بعد جو ملا علی قاری صاحب نے اپنا ایک قیاس ظاہر کیا کہ بعض انبیاء عیسیٰ وخضر والیاس علیہم السلام حضورﷺ کے بعد زندہ ہیں اور حضورﷺ کی امت میں داخل ہیں تو صاحبزادے کا بھی فرضاً ایسا ہی نبی ہونا خاتم النّبیین کے مناقض نہ ہوگا۔ مگر یہ قیاس ہرگز صحیح نہیں اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ کی بعثت بنی اسرائیل کی طرف حضورﷺ سے پہلے ہوچکی اب حضورﷺ کی بعثت عامہ سے ان کی نبوت کی ڈیوٹی ختم ہوگئی۔ اب وہ اس وقت نبوت کی ڈیوٹی پر نہیں ہیں۔ بلکہ حضورﷺ خاتم

النبیین ﷺ کی امت میں داخل ہیں اوراسی کو شیخ اکبر محی الدین ابن العربی نبی غیرتشریعی کہتے ہیں یعنی وہ نبی جن کی بعثت اور نبوت کی ڈیوٹی حضور ﷺ کی بعثت سے ختم ہوگئی اور وہ حضور ﷺ کے بعد زندہ اور حضور ﷺ کی امت میں داخل ہیں۔اب ان پر شریعت نازل نہیں ہوتی ورنہ شریعت تو لازمہ نبوت ہے۔بغیر شریعت کے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوسکتا۔چنانچہ اس کی بحث نبوت کی حقیقت کے بیان میں آئے گی۔لیکن صاحبزادے کی بعثت نبوت حضور ﷺ کے بعد فرض کی جاتی ہے۔جو خاتم النبیین کے صریح مخالف ہے۔لہٰذا ملا صاحب کا عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ پر قیاس کرنا بالکل غلط ہے۔چنانچہ ان کی یہ عبارت ہے۔''لو عاش ابراهيم وصار نبياً وكذا لو صار عمرؓ نبياً لكان من اتباعه عليه السلام كعيسى والخضر والياس عليهم السلام فلا يناقض قوله تعالىٰ خاتم النّبيين اذ المعنى انه لا يأتى نبى بعده ينسخ ملته ولم يكن من امته ويقوى حديث لوكان موسىٰ عليه السلام حيا لما وسعه الا اتباعى (موضوعات ص۱۰۰) ''اگر لو عاش سے نبی غیرتشریعی کا امکان نکلتا ہے تو دوسری صحیح حدیث لوكان موسىٰ سے نبی تشریعی کا بھی احتمال ہوگا۔ عیسیٰ والياس عليهم السلام وغيرهما مستقل نبوت وبعثت پر فائز ہو چکے ہیں۔اس لئے ان کو حضور ﷺ کے بعد بھی اپنے اپنے زمانہ کے یا غیرتشریعی نبی کہا جاسکتا ہے لیکن حضور ﷺ کے بعد جب آپ کا ہی اتباع لازم ہے اور آپ ﷺ ہی کی قیامت تک ڈیوٹی ہے۔تو حضور ﷺ کے بعد پیدا ہونے والا نبی ہو ہی نہیں سکتا۔یعنی اس کو منصب نبوت مل ہی نہیں سکتا۔لہٰذا ملا کے کلام میں لكان من اتباعه وينسخ ملته وغیرہ بھی تعليق على المحال ہے۔کیونکہ نبی کو اپنی ہی وحی کا اتباع فرض ہے۔خواہ پہلی شریعت کے موافق ہو یا مخالف، دوسرے نبی کی وحی کا اتباع نہیں کرسکتا۔ہاں جس امر میں وحی نہ ہوئی ہو یا اس کی وحی کے خلاف نہ ہو تو اتباع کرسکتا ہے۔جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام سے فرمایا:''افعصيت امرى (طه:۹۳)''اور حضور ﷺ کو ارشاد ہوا''فبهدا هم اقتده (انعام:۹۰)''''ثم اوحينا اليك ان اتبع ملة ابراهيم حنيفاً (النحل:۱۲۳)''اگر بعد کے نبی کی شریعت پہلے نبی کی شریعت کے ہر حکم میں موافق ہے تو بعد کا نبی پہلے رسول کی شریعت کا قائم کرنے والا مشرع لہ کہلائے گا۔ورنہ مشرع جدید ہوگا۔لہٰذا ایک وقت میں جو نبی ہوگا وہ امتی نہیں جو امتی ہوگا وہ نبی نہیں۔''الضدان لا يجتمعان فى زمان

واحد کما جاء فی“ (ازالہ اوہام ص ۵۷۵، خزائن ج ۳ ص ۴۱۰)

لیکن باوجود اس بات کے ملا علی قاری ضروریات دین اور متواترات کے خلاف کا ارادہ نہیں رکھتے۔ حضور ﷺ کے بعد منصب نبوت کے دعویٰ کرنے والے کو اجماعاً قطعاً کافر کہتے ہیں۔ یہ تو محض فرض وقوع میں بحث آپڑی تھی۔ اس میں بھی غلطی کھا گئے۔ یا ملا کی مراد صارعیاً سے مقام نبوت ہے۔ نہ منصب نبوت پر فائز ہونا۔ ورنہ ملا صاحب نے اپنی معتبر کتاب جو خاص عقائد اسلامیہ میں لکھی ہے۔ یعنی (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲) میں لکھتے ہیں۔ ”ودعوی النبوة بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع“ اور شفاء قاضی عیاض کی شرح میں ملا نے بڑے زور سے لکھا ہے۔ فلیطالع من شاء اس کے متن یعنی شفاء کی عبارت عنقریب نمبر ۳ میں ذکر کرتا ہوں۔ جس سے مرزائی تحریفات کا راستہ بالکل بند ہو جائے گا۔

ختم نبوت پر اجماع امت اور ختم نبوت کے منکر کا شرعی حکم اور آئمہ متکلمین کی تصریحیں کہ آیت خاتم النّبیین میں تاویل تخصیص کرنے والا اور حضور ﷺ کے بعد مدعی نبوت کافر ہے، ہر گز مسلمان نہیں کیونکہ یہ عقیدہ ضروریات اسلام میں سے ہے

۱...... علامہ ابن حزم اپنی (کتاب الفصل فی الملل والنحل ج ۱ ص ۹۵ طبع بیروت) میں لکھتے ہیں۔ ”قد صح عن رسول الله ﷺ واصحابه بنقل الکوائف التی نقلت نبوته واعلامه وکتابه انه اخبرانه لانبی بعده...... فوجب الاقرار هذا الجملة وصح ان وجود النبوة بعده علیه السلام باطل لایکون البتة“ ﴿جس کثیر التعداد جماعت اور جم غفیر نے آنحضرت ﷺ کی نبوت اور معجزات قرآن کریم کو نقل کیا ہے۔ اسی کثیر التعداد جماعت اور جم غفیر کی نقل سے حضور ﷺ کا یہ فرمان بھی ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔ پس اس جملہ کے ساتھ اقرار واجب ہے اور حضور ﷺ کے بعد نبوت کا وجود باطل ہے۔ ہر گز نہیں ہو سکتا۔﴾

اور (الملل والنحل ج ۳ ص ۱۱۳، ۱۱۴) میں ہے۔ ”هذا مع سماعهم قول الله تعالیٰ ولکن رسول الله وخاتم النّبیین ۰ وقول رسول الله ﷺ لا نبی بعدی فکیف یستجیز مسلم ان یثبت بعده علیه السلام نبیاً فی الارض حاشا ما استثناه

رسول اللہ ﷺ فی الاثار المسند الثابتة فی نزول عیسیٰ بن مریم علیه السلام آخر الزمان'' ﴿اللہ تعالیٰ کا فرمان رسول الله وخاتم النّبیین اور حضور ﷺ کا ارشاد لا نبی بعدی سن کر مسلمان کیسے جائز سمجھ سکتا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد زمین میں کسی نبی کی بعثت ثابت کی جائے سوائے نزول عیسیٰ علیہ السلام کے آخر زمانہ میں جو رسول کریم ﷺ کی صحیح احادیث مسندہ سے ثابت ہے۔﴾

اور (الملل والنحل ج۲ ص۲۷۵) میں ہے۔ ''من قال یبنی بعد النبی علیه الصلوٰة والسلام وجحد شیئا صح عنده بان النبی ﷺ فهو کافر'' ﴿جس شخص نے حضور ﷺ کے بعد کسی کی نبوت کا اقرار کیا یا ایسی شے کا انکار کیا۔ جو اس کے نزدیک ثابت ہو چکا ہو کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے، کافر ہے۔﴾

اس سے کچھ پہلے لکھا ہے۔ ''صح الاجماع علی ان کل من جحد شیئا صح عنده بالا جماع ان رسول الله ﷺ اتیٰ به فقد کفر''

(ج۲ ص۲۶۹) میں ہے۔ ''واما من قال ان الله عزوجل هو فلان الانسان بعینه وان الله یحل فی جسم من اجسام خلقه اوان بعد محمد ﷺ نبیاً غیر عیسیٰ بن مریم فانه لا یختلف اثنان فی تکفیره لصحة قیام الحجة بکل هذا علی کل احدٍ'' ﴿جس شخص نے کسی انسان معین کو کہا کہ یہ اللہ ہے یا کہا کہ اللہ اپنی خلقت کے اجسام میں سے کسی جسم میں حلول کرتا ہے یا کہا کہ محمد ﷺ کے بعد بھی نبی ہے۔ سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے۔ پس ایسے شخص کی تکفیر میں دو آدمیوں کا اختلاف نہیں کیوں کہ ہر ہر بات کے ساتھ ایسے شخص پر حجت قائم ہو چکی ہے۔﴾

۲...... امام غزالی (کتاب الاقتصاد ص۱۲۳) میں فرماتے ہیں۔ ''ان الامة فهمت من هذا اللفظ انه افهم عدم نبی بعده ابدا...... وانه لیس فیه تاویل ولا تخصیص ومن اوله بتخصیص فکلامه من انواع الهذیانات لا یمنع الحکم بتکفیره لانه مکذب لهذا النص الذی اجمعت الامة علی انه غیر مؤول ولا مخصوص'' ﴿امت نے اس لفظ سے یہی سمجھا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کبھی کسی قسم کا نبی نہیں ہو سکتا۔ نہ اس میں تاویل ہے اور نہ کوئی تخصیص اور جس شخص نے کوئی تاویل یا تخصیص کی اس کا کلام بیہودہ اور بکواس ہے۔ یہ تاویل اس کو تکفیر کے حکم سے نہیں بچا سکتی۔ کیونکہ یہ شخص اس نص کا مکذب ہے۔ جس پر تمام امت کا اجماع ہے کہ یہ آیت غیر مؤول اور غیر مخصص ہے۔﴾

۳...... قاضی عیاض (شفاء ج۲ ص۲۴۶، ۲۴۷، مکتبہ مصطفی البابی مصر) میں لکھتے ہیں۔ ’’وکذلك ای نکفر من اعترف من الاصول الصحیحة بما تقدم ونبوة نبینا ﷺ من ادعی احد مع نبینا ﷺ اوبعده...... وادعی النبوة لنفسه اوجوزاکتسابها اوالبلوغ بصفاء القلب الی مرتبتها...... وکذلك من ادعی منهم انه یوحی الیه وان لم یدع النبوة...... فهؤلاء کلهم کفار مکذبون النبی ﷺ لا نه اخبر ﷺ انه خاتم النّبیین، لا نبی بعده واخبر عن الله تعالیٰ انه خاتم النّبیین وانه ارسل کافة للناس واجمعت الامة علی حمل هذا الکلام علی ظاهره وان مفهومه المراد به دون تاویل ولا تخصیص فلا شك فی کفر هؤلاء الطوائف کلها قطعاً اجماعاً وسمعاً وکذلك وقع الاجماع علی تکفیر کل من دافع نص الکتاب اوخص حدیثاً مجمعا علی نقله مقطوعا به مجمعا علی حمله علی ظاهره‘‘ ﴿باوجود تمام اصول صحیحہ اور حضور ﷺ کی نبوت کے اعتراف کرنے کے بھی جو شخص حضور ﷺ کے ساتھ کسی کی نبوت کا یا حضور ﷺ کے بعد دعویٰ کرے...... یا اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کرے یا صفائی قلب کے ذریعہ سے نبوت کے مرتبہ تک پہنچے اور کسب سے اس کے حاصل کرنے کو جائز سمجھے...... اور ایسے ہی وہ شخص جو یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی نبوت آتی ہے۔ اگرچہ صراحتاً نبوت کا دعویٰ نہ کرے...... پس یہ سب کے سب کفار ہیں اور حضور ﷺ کی تکذیب کرنے والے ہیں۔ اس لئے کہ آپ نے خبر دی ہے کہ آپ خاتم النّبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور خدا کی طرف سے قران میں یہ خبر دی کہ آپ خاتم النّبیین ﷺ ہیں اور یہ کہ آپ تمام عالم کے انسانوں کی طرف رسول ﷺ ہیں اور امت نے اجماع کیا ہے کہ اس کلام کو اپنے ظاہر پر حمل کیا جائے اور اس پر کہ اس آیت کا نفس مفہوم ہی مراد ہے۔ بغیر کسی تاویل و تخصیص کے پس ان تمام جماعتوں کے کفر میں کوئی شک نہیں۔ قطعی طور سے اجماعاً اور نقلاً ثابت ہے اور ایسے ہی اس شخص کی تکفیر پر اجماع واقع ہو چکا ہے۔ جو نص قران کی مدافعت کرے یا ایسی حدیث کی تخصیص کرے جس کے نقل پر اجماع ہو اور قطعی ہو اور اس کے ظاہر پر حمل کرنے پر اجماع ہو۔﴾

اور اسی طرح شفاء کی شرح خفاجی اور شرح ملا علی قاری میں بہت تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔

۴...... (تمہید ابوشکور سلمیؒ ص۱۰۵) میں ہے۔ ’’اعلم ان الواجب علی کل عاقل ان یعتقد ان محمداً کان رسول الله والان هو رسول الله...... وکان خاتم الانبیاء علیهم السلام فلا یجوز بعده ان یکون احد نبیاً غیر نزول عیسیٰ علیه السلام وکانت هذا عیسیٰ علیه السلام قبله بالرسالة والشریعة ووفاته تکون بعد...... ومن ادعی النبوة فی زماننا فانه یصیر کافر اومن طلب منه المعجزات فانه یصیر کافر الانه شك فی النص‘‘ ﴿جان لو کہ ہر مسلمان عاقل پر یہ اعتقاد واجب ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول تھے اور اب بھی وہی رسول ہیں۔ (یعنی صاحب الزمان رسول ﷺ قیامت تک حضور ﷺ ہی ہیں) ...... اور حضور ﷺ خاتم الانبیاء تھے۔ پس حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ سوائے نزول عیسیٰ علیہ السلام کے جو حضور ﷺ سے پہلے رسالت اور شریعت کی ڈیوٹی پر تھے۔ وفات ان کی بعد کو ہوگی...... جو شخص فی زماننا نبوت کا دعویٰ کرے کافر ہو جائے گا اور جو شخص اس سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہوگا۔ کیوں کہ اس نے نص قرآن میں شک کیا۔﴾

۵...... شیخ اکبر محی الدین ابن العربیؒ (فتوحات مکیہ ج۳ ص۳۹ باب ۳۱۰ ج۳ ص۵۱) میں اور شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ (الیواقیت والجواہر ج۲ ص۳۸ مطبوعہ مصر) میں فرماتے ہیں۔ ’’فما بقی الاولیاء الیوم بعد ارتفاع النبوة الا التعریفات وانسدت ابواب الاوامر الالهیة والنواحی فمن ادعاها بعد محمد ﷺ فهو مدع شریعة اوحی بها الیه سواء وافق بها شرعنا اوخالف فان کان مکلفا ضربنا عنقه والا ضربنا عنه صفحاً‘‘ ﴿اب ارتفاع نبوت کے بعد اولیاء اللہ کے لئے سوائے تعریفات کے کچھ باقی نہیں رہا اور اوامر و نواہی الٰہی کے دروازے سب بند ہوگئے۔ پس جو شخص محمد ﷺ کے بعد اس کا دعویٰ کرے وہ شریعت کا مدعی ہے۔ جو اس کی طرف وحی کی گئی ہے۔ برابر ہے۔ ہماری شریعت کے موافق ہو یا مخالف ہو۔ پس اگر وہ مکلّف یعنی عاقل بالغ ہے۔ تو ہم اس کی گردن ماریں گے اور اگر وہ پاگل ہے تو ہم اس سے کنارہ کشی کریں گے۔﴾

’’قال الشیخ اعلم ان الله تعالیٰ قد سد باب الرسالة عن کل مخلوق بعد محمد ﷺ الیٰ یوم القیامة (الیواقیت والجواهر ج۲ ص۷۲)‘‘ ﴿شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ جان تو کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق سے محمد ﷺ کے بعد رسالت کا دروازہ قیامت تک بند کر دیا ہے۔﴾

نوٹ! شیخ اکبر کی عبارت کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵) کی عبارت بھی دیکھ لی جائے جس میں مرزا قادیانی اقرار فرماتے ہیں کہ ''میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی...... اور اب دیکھو خدا تعالیٰ میری وحی میری تعلیم اور میری بیعت کو...... مدار نجات ٹھہرایا ہے۔'' اب مرزائی امت کو اختیار ہے کہ مرزا قادیانی کو ضربنا عنقه کے ماتحت داخل کریں۔ یا ضربنا عنه صفحاً کے تحت میں۔

۶...... (الاشباہ والنظائر ص۱۰۲) میں ہے۔ ''اذالم یعرف ان محمد ﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم لا نه من الضروریات'' ﴿جب محمد ﷺ کو آخر الانبیاء نہ جانتا ہو مسلمان نہیں رہتا۔ کیونکہ یہ عقیدہ ضروریات اسلام میں سے ہے۔﴾

ملا علی قاری صاحب (شرح فقہ اکبر ص۲۰۲) میں لکھتے ہیں۔ ''ودعوی النبوة بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع'' ﴿ہمارے حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔﴾

۷...... (فتاویٰ عالمگیری ج۲ ص۲۶۳) میں ہے۔ ''اذالم یعرف الرجل ان محمد ﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم...... ولو قال انارسول الله یکفر'' ﴿جب کوئی شخص محمد ﷺ کو آخر الانبیاء نہ جانے تو وہ مسلمان نہیں...... اور اگر کسی نے یہ کہا کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں کافر ہو جائے گا۔﴾

۸...... (تفسیر ابن کثیر ج۶ ص۳۸۴ زیر آیت ولکن رسول الله وخاتم النّبیین) میں ہے۔ ''قد اخبر الله تبارك وتعالیٰ فی کتابه ورسوله ﷺ فی السنة المتواترة عنه انه لا نبی بعده لیعلموا ان کل من ادعی هذاالمقام بعده فهو کذاب افاك دجال ضال مضل ولو تخرق وشعبذ واتیٰ بانواع السحر والطلاسم والنیرنجیات فکلها محال وضلال عند اولی الالباب لما اجری الله سبحانه وتعالیٰ علی ید الاسود العنسی بالیمن ومسیلمة الکذاب بالیمامة من الاحوال الفاسدة والا قوال الباردة ماعلم کل ذی لب وفهم وحجی انهم کاذبان ضالان لعنهما الله تعالیٰ وکذلك کل مدع لذالك الیٰ یوم القیامة حتی یختموا بالمسیح الدجال...... یخلق الله تعالیٰ معه من الامور مایشهد العلماء والمؤمنون بکذب من جاء بها'' ﴿اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول نے احادیث میں جو متواتر نقل ہوتی آئی ہیں۔ خبر دی ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی

پیدا نہ ہوگا تا کہ امت جان لے کہ ہر وہ شخص جو آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ بڑا جھوٹا، افتراء، پرداز، دجال، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔ اگرچہ خرق عادت اور شعبدہ بازی اور قسم قسم کے جادو اور طلسم اور تیز نگیاں دکھلائے یہ سب عقلاء کے نزدیک باطل اور گمراہی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسود عنسی مدعی نبوت کے ہاتھ پر یمن میں اور مسیلمہ کذاب مدعی نبوت کے ہاتھ پر یمامہ میں احوال فاسدہ اور اقوال باردہ ظاہر کئے۔ جن کو دیکھ کر ہر عقل وفہم وتمیز والا سمجھ گیا کہ یہ دونوں جھوٹے اور گمراہ کرنے والے ہیں اور ایسے ہی قیامت تک ہر مدعی نبوت کا حال ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ مسیح دجال پر ختم کر دئے جائیں گے۔ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ایسے امور پیدا فرمادے گا کہ علماء اور مسلمان اس کے جھوٹے ہونے کی شہادت دیں گے۔﴾

۹...... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (مسوی شرح مؤطا ج۲ ص۱۳۰) میں فرماتے ہیں۔ ”اوقال ان النبیﷺ خاتم النبوة ولکن معنی هذا الکلام انه لا یجوز ان یسمّٰی بعده احد بالنبی واما معنی النبوة وهو کون الانسان مبعوثاً من اللّٰه تعالیٰ الی الخلق مفترض الطاعة معصوماً من الذنوب ومن البقاء علی الخطاء فیما یریٰ فهو موجود فی الائمة بعده فذالك هو الزندیق وقد اتفق جماهیر المتأخرین من الحنفیة والشافعیة علی قتل من یجری هذه المجری“ ﴿یا جو شخص یہ کہے کہ بے شک حضورﷺ نبوت کے ختم کرنے والے ہیں۔ لیکن اس کلام کے معنی یہ ہیں کہ حضورﷺ کے بعد کسی کو نبی کہنا اور نبی کا اسم اطلاق کرنا جائز نہیں لیکن نبوت کی حقیقت اور اس کے معنی یعنی کسی انسان کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے خلق کی طرف مبعوث ہونا اور مفرض الطاعۃ ہونا اور گناہوں اور خطا پر قائم رہنے سے معصوم ہونا یہ حضورﷺ کے بعد اماموں میں بھی موجود ہے۔ پس ایسا شخص زندیق ہے جو شخص ایسی چال چلے اس کے قتل پر جماہیر حنفیہؒ اور شافعیہؒ کا اتفاق ہے۔﴾

۱۰...... (تفسیر روح المعانی ج۲۲ ص۳۹ زیر آیت ولکن رسول اللّٰه وخاتم النّبیین) میں ہے۔ ”وکونهﷺ خاتم النّبیین مما نطق به الکتاب وصدعت به السنة واجمعت علیه الامة فیکفر مدعی خلافه ویقتل ان اصر“ ﴿آنحضرتﷺ کے آخری نبی ہونے پر کتاب اللہ ناطق ہے اور احادیث نے کھول کر سنادیا اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ پس اس کے خلاف جو دعویٰ کرے کافر ہو جائے گا اور اگر اصرار کرے قتل کیا جائے گا۔﴾

قرآن اور احادیث رسول اللہ ﷺ سے ثبوت کہ مدعی نبوت کافر اور دجال ہے

’’فمن اظلم ممن افتری علی اللّٰہ کذبا اوقال اوحی الیّ ولم یوح الیه شئی (انعام:۹۳)‘‘ ﴿جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے۔ حالانکہ کچھ بھی اس کی طرف وحی نبوت نہیں کی گئی اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے۔﴾ مرزا قادیانی (حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۷) کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ ’’ظالم سے مراد اس جگہ کافر ہے۔‘‘ پس مرزا قادیانی نبوت اور وحی نبوت اور اوامر ونواہی الٰہیہ کا دعویٰ کر کے مفتری علی اللہ ہوئے جو بلاشبہ کافر ہوئے۔

’’قال رسول اللّٰه ﷺ انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی (ابوداؤدج۲ ص۱۲۷ باب ذکر الفتن ودلائلها، ترمذی ج۲ ص۴۵ باب لاتقوم الساعة حتی یخرج کذابون وفی البخاری بمعناه ج۲ ص۱۰۵۴، وج۱ ص۵۰۹ باب علامات النبوة فی الاسلام، فی المسلم بمعناه ج۲ ص۳۹۷ باب فیقوله ﷺ ان بین یدی الساعة کذابین قریباً من ثلاثین، ابوداؤد ج۲ ص۲۳۶ باب فی خبر ابن صیاد، دجالون کذابون)‘‘ ﴿حضور ﷺ نے فرمایا کہ تیس (۳۰) دجال کاذب میری امت میں دعویٰ نبوت کا کریں گے۔ حالانکہ میں خاتم النّبیین ﷺ ہوں۔﴾ میرے بعد کوئی نہ بنایا جائے گا۔ اس کی تفصیل احادیث کے بیان میں ہوچکی ہے۔

اجماع امت

سے ثابت ہے کہ جب کسی اصل دین اور ضروریات دین کا انکار کیا جائے تو اہل قبلہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ بلکہ وہ اہل قبلہ ہی نہیں خواہ تاویل جہالت سے انکار کرے یا بالکل انکار کرے اور ضروریات اسلام کے غیر میں اختلاف ہوا ہے۔ نہ ضروریات اسلام میں، غیر ضروریات اسلام میں صحیح یہی ہے کہ محتمل تاویل فاسد کرنے والا کافر نہیں۔

’’قوله تعالیٰ فلاوربك لا یؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم

ثم لا یجدوا فی نفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما (نساء:٦٥)"

اس آیت میں صراحتاً بیان کیا گیا ہے کہ وہ شخص ہرگز مومن نہیں ہوسکتا جو آنحضرت ﷺ کو اپنے تمام معاملات میں حکم نہ بنائے اور آپ کے فیصلہ کو ٹھنڈے دل سے تسلیم نہ کرے۔ لہٰذا وہ احکام وعقائد جن کا ثبوت حضور ﷺ سے یقینی طور پر امت کو معلوم ہوگیا اور ان کو حضور ﷺ کا خدا کی طرف سے لانا قطعاً تواتراً ثابت ہوگیا اور خاص وعام میں شہرت پکڑ گیا۔ وہ ضروریات اسلام واصول دین کہلاتے ہیں ان میں سے کسی امر کا اس معنی سے انکار کرنے والا جس معنی سے حضور ﷺ نے خدا کی طرف سے بیان فرمایا ہے ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتا۔ "عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدو ان لا الہ الا اللہ ویؤمنوا بی وبما جئت فاذا فعلوا ذالك عصمو امنی دمائھم واموالھم الا بحقھا وحسابھم علی اللہ (مسلم ج۱ ص۳۷ باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ)" ﴿ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو امر کیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد کروں تاوقتیکہ اس بات کی شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی پوجا کے لائق نہیں اور مجھ پر اور احکام واوامر الٰہی کہ میں لایا ہوں ان سب پر ایمان لاویں۔ جب وہ توحید ورسالت اور سب احکام پر ایمان لے آئے تو ان کے خون اور اموال سب محفوظ ہوگئے۔ مگر حق اسلامی کے ساتھ جو قصاص وحدود کے ذریعہ سے ہو اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔﴾

"عن عبادۃ ابن الصامتؓ بایعنا رسول اللہ ﷺ علی ان لا نازع الامر اھلہ الا ان تروا کفرا بواحاً عندکم من اللہ فیہ برھان۰ (متفق علیہ مشکوۃ ص۳۱۹ کتاب الامارۃ والقضاء، مسلم ج۲ ص۱۲۵ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ وتحریمھا فی المعصیۃ، بخاری ج۲ ص۱۰۴۵ باب قول النبی ﷺ سترون بعدی اموراً تنکرونھا)" ﴿عبادہ بن الصامتؓ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات پر بیعت کی تھی کہ ہم اہل الامر کی کبھی مخالفت نہ کریں۔ لیکن جب کفر صریح دیکھو جس پر تمہارے پاس دلیل ہو۔﴾

منکر ضروریات دین کا حکم

نوٹ! ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جو احکام وعقائد آنحضرت ﷺ خدا کی طرف

سے لائے ہیں۔ ان سب کی تصدیق کرنا ایمان ہے اور ان امور میں کسی امر کا انکار کرنا کفر ہے۔ لہٰذا وہ احکام وعقائد جن کا ثبوت حضور ﷺ کی شریعت میں یقینی طور پر معلوم ہو گیا اور ان کو حضور ﷺ کا خدا کی طرف سے لانا قطعاً تواتراً و بالاجماع ثابت ہو گیا اور خاص وعام میں شہرت پکڑ گیا۔ وہ ضروریات اسلام اور اصول دین کہلاتے ہیں۔ پس اگر کوئی شخص ضروریات اسلام میں سے کسی امر کا انکار کرے بالاتفاق کافر ہو جاتا ہے۔ کلمہ شہادت محمد رسول اللہ میں بھی اجمالاً مختصراً انہی امور پر ایمان لانے کا اقرار ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے معنی یہی ہیں کہ محمد ﷺ کی ان سب امور میں تصدیق کرتا ہوں کہ جو وہ خدا کی طرف سے لائے ہیں۔ ہاں وہ امور جن کا ثبوت اور قطعی طور پر حضور ﷺ کا لانا معلوم نہیں ہوا ہے۔ ضروریات اسلام میں داخل نہیں ایسے امور کے انکار سے عند المحققین کافر نہیں ہوتا۔ اس لئے فقہاء و متکلمین نے ایمان وکفر کی یہ تعریف کی ہے۔ ”الایمان تصدیق سیدنا محمد ﷺ فی جمیع ماجاء به من الدین ضرورة. الکفر تکذیب محمد ﷺ فی شئی مما جاء به من الدین ضرورة (حموی شرح اشباہ نولکشور ص۲۶۳ وشفاء ج۲ ص۳ وغیرھا من کتب العقائد والفقه)“ الغرض ضروریات دین میں سے کسی امر ضروری کا کہ جس کا دین سے ہونا ہر خاص وعام مسلمان جانتا ہو انکار کرنا ہی باتفاق امت کفر وارتداد ہے۔ تسلی کے لئے (حقیقت الوحی ص۱۲۴، ۱۵۹، خزائن ج۲۲ ص۱۲۷، ۱۶۳) کے اوراق دیکھو مرزا قادیانی ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اور چراغ دین جموں والے کو برابر مرتد لکھتے ہیں۔ کیا وہ توحید ورسالت محمد ﷺ وقرآن کے قائل نہ تھے یا کلمے کے منکر تھے یا قبلہ کا انکار کر دیا تھا؟ مگر چونکہ مرزا قادیانی کے نزدیک ایک ضروری دین کا انکار کیا تھا۔ اس وجہ سے ان کو مرتد ہی کہا۔ دیکھو (تبلیغ المصلی مجموعہ فتاوی احمدیہ ج۱ ص۲۶۹) میں ہے۔ ”واعلم ان عملاً من الاعمال لا یفید لاحد من دون ان یعرفنی ویعرف دعوای ودلائلی“ ”یعنی کوئی عمل نماز روزہ وغیرہ بغیر میری اور میرے دعوے کی شناخت کے مفید نہیں۔“ کتب عقائد کا فیصلہ ملاحظہ ہو۔

۱...... ”من انکر شیئا من شرائع الاسلام فقد ابطل لا اله الا الله (السیر الکبیر الامام محمد ج۵ ص۳۶۸)“ ﴿امام محمدؒ سیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ جس نے شرائع اسلام سے کسی امر کا انکار کر دیا۔ اس نے کلمہ توحید لا اله الا اللہ کو توڑ دیا۔﴾

۲...... شرح تحریر میں ہے۔ ”لا خلاف فی کفر المخالف فی

ضروریات الاسلام..... وان کان من اهل القبلة (منقول ازردالمحتار، کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ٤١٤ باب مطلب البدعة)" ﴿ضروریات اسلام میں خلاف کرنے والے کی تکفیر میں کسی کو خلاف نہیں۔ اگرچہ وہ اہل قبلہ ہی ہو۔﴾

۳..... مسائرہ میں ہے۔"صرح فی کتاب المسائرة بالاتفاق علیٰ تکفیر المخالف فیما کان من اصول الدین وضروریاته کالقول بقدم العالم ونفی حشر الاجساد ونفی العلم بالجزئیات وان الخلاف فی غیره (منقول ازردالمحتار کتاب البغاة ج ۳ ص ۳۳۹)" ﴿ضروریات اسلام واصول دین میں خلاف کرنے والے کی تکفیر پر سب کا اتفاق ہے۔ مثلاً عالم کے قدم کا قائل ہونا۔ حشر اجساد کا انکار جزئیات کے علم کی نفی کرنا (اللہ تعالیٰ سے) اور اختلاف ضروریات اسلام کے غیر میں ہے نہ ضروریات اسلام میں۔﴾

۴..... علامہ ابن حزم (کتاب الفصل ج ۳ ص ۲۷۵) میں لکھتے ہیں۔"صح الاجماع علی ان کل من جحد شیئا صح عنده بالاجماع ان رسول الله ﷺ اتیٰ به فقد کفر" ﴿اجماع امت ہے کہ ہر وہ شخص جس نے ایسے امر کا انکار کیا جو اجماعاً ثابت ہو چکا ہو کہ اس امر کو حضور ﷺ خدا کی طرف سے لائے ہیں وہ کافر ہے۔﴾

۵..... (نبراس ص ۳۴۲) میں ہے۔"اویعتقدها قبلة فی اصطلاح المتکلمین من یصدق بضروریات الدین ای الامور التی علم ثبوتها فی الشرع واشتهر فمن انکر شیئاً من الضروریات کحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم الله سبحانه بالجزئیات وفرضیة الصلوٰة والصوم لم یکن من اهل القبلة ولو کان مجاهدا بالطاعات" ﴿متکلمین کی اصطلاح میں اہل قبلہ اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو ضروریات دین کی تصدیق کرے اور ضروریات دین وہ امور ہیں جن کا ثبوت حضور ﷺ کی شریعت میں معلوم ہو گیا اور ان کا دین محمدی سے ہونا ہر عام وخاص مسلمان جانتا ہو۔ پس جس نے ضروریات میں سے کسی امر کا انکار کر دیا۔ مثلاً حدوث عالم، حشر اجساد، اللہ سبحانه کا ہر جزئی کو جاننا، فرضیة الصلوٰة، وصوم وغیرہ وہ اہل قبلہ نہیں اگرچہ عبادتوں میں خوب کوشش کرنے والا ہو۔﴾

۶...... (ایثار الحق ص ۲۴۱) میں ہے۔''ان الکفر ھو جحد الضروریات من الدین او تاویلھا'' ﴿کفر کیا ہے ضروریات دین کا انکار کرنا یا ان کی کوئی تاویل کرنا۔﴾

۷...... (حاشیہ عبدالحکیم علی الخیالی ص ۱۴۸) میں ہے۔''والتاویل فی ضروریات الدین لا یدفع الکفر'' ﴿ضروریات دین میں تاویل کرنا کفر کو نہیں روک سکتی۔﴾

۸...... (شفاء قاضی عیاض ج ۲ ص ۲۵۱) میں ہے۔''وکذلك من انکر الجنة والنار او البعث اوالحساب اوالقیامة فھو کافر باجماع للنص علیه واجماع الامة علی صحة نقله متواترا وکذلك من اعترف بذالك ولکنه قال ان المراد بالجنة والنار والحشرو النشر والثواب والعقاب معنی غیر ظاھر'' ﴿اور ایسے ہی جو شخص جنت یا دوزخ یا بعث یا حساب یا قیامت کا انکار کرے بالاجماع کافر ہے۔ کیونکہ یہ نص سے ثابت اور اس کے نقل کے تواتر پر اجماع امت ہے اور ایسا ہی وہ شخص بھی کافر ہے جو ان امور کا اعتراف تو کرتا ہے۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ جنت اور دوزخ اور حشر ونشر وثواب وعقاب سے مراد ظاہر معنی کے غیر ہے۔﴾

۹...... شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (مسوی شرح مؤطا ج ۲ ص ۱۳۰) میں لکھتے ہیں۔

''ان اعترف به ظاھراً لکنه یفسر بعض ماثبت من الدین ضرورة بخلاف مافسره الصحابةؓ التابعونؒ واجمعت علیه الامة فھو الزندیق کما اذا اعترف بان القرآن حق ومافیه من ذکر الجنة والنار حق لکن المراد بالجنة الابتھاج الذی یحصل بسبب الملکات المحمودة والمراد بالنار ھی الندامة التی تحصل بسبب الملکات المذموما ولیس فی الخارج جنة ولا نار فھو زندیق''

﴿اگر کوئی شخص ضروریات دین کا اعتراف تو کرتا ہے۔ لیکن بعض ضروریات کی تفسیر صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کی تفسیر کے خلاف کرتا ہے۔ جس پر امت نے اجماع کیا ہے۔ وہ زندیق ہے۔ مثلاً اعتراف کرتا ہے کہ قرآن حق ہے اور اس میں جو جنت اور نار کا ذکر آیا ہے حق ہے۔ لیکن جنت سے مراد صرف ابتہاج ہے۔ جو ملکات محمودہ کے سبب سے حاصل ہوگا اور نار سے مراد صرف ندامت ہے جو ملکات مذمومہ کے سبب سے حاصل ہوگی اور خارج میں جنت اور نار کا کوئی وجود نہیں۔ پس یہ شخص زندیق ہے۔﴾

۱۰...... (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ا ص ۲۱۲) میں ہے۔ ’’قال ابوحنیفۃ اقتلو الزندیق سراً فان توبتہ لاتعرف ‘‘ ﴿حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ زندیق کو سراً قتل کرو کیونکہ اس کی توبہ نہیں معلوم ہوسکتی۔﴾

نوٹ! بے شک اہل قبلہ کی تکفیر نا جائز ہے۔ جب تک اصول دین اور ضروریات دین کا انکار نہ کرے اور جب کسی اصل وضروری دین کا انکار کیا تو پھر اہل قبلہ بھی مسلمان نہیں رہ سکتا۔ بلکہ اہل قبلہ ہی نہیں خواہ کسی تاویل جہالت سے انکار کرے یا بالکل انکار کرے۔ مثلاً صلوٰۃ مفروضہ کا انکار کرے اور یہ تاویل کرے کہ صلوا میں صلوٰۃ کے معنی صرف دعا کرنے کے ہیں۔ ہم کو دعا کرنے کا حکم ہے نہ ارکان مخصوصہ ادا کرنے کا، اور روزہ کا اس تاویل سے انکار کرے کہ صوموا کے معنی یہ ہیں کہ اپنے نفس کو بری باتوں سے روکو، اور حج کے معنی صرف ارادہ زیارت بیت اللہ کا رکھے نہ سفر مخصوص اور آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین اور آخرالانبیاء ہونے کا اس تاویل سے انکار کرے کہ بے شک یہ عقیدہ کلمہ شہادت کا جز اور جز و ایمان ہے۔ جیسا کہ رسول اکرم فخر عالم ﷺ کی احادیث اور اجماع امت سے ثابت ہو چکا اور ایک سو پچاس احادیث متواترہ سے بھی یہ عقیدہ ثابت لیکن اس کے معنی یہ ہیں کہ نئی شریعت لانے والے نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ غیر تشریعی نبی حضور ﷺ کے بعد آسکتے ہیں۔ یا خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنیں گے۔ قس علی ھذا! غرض ایسی تاویلیں ضروریات دین میں کفر سے نہیں بچا سکتیں۔ (شرح معانی الاثار ج ۲ ص ۸۷ کتاب الحدود باب حد الخمر) اور (فتح الباری ج ۸ ص ۲۰۹ باب لیس علی الدین امنو وعملو الصلحت جناح) میں ہے کہ اہل شام کی ایک جماعت نے آیت ’’لیس علی الذین امنو وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا‘‘ کی تحریف کر کے شراب کو حلال قرار دیا۔ حاکم شام یزید بن سفیان نے گرفتار کر کے حضرت فاروق اعظمؓ کے پاس بھجوا دیے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت علیؓ اور دیگر صحابہؓ وتابعینؒ سے مشورہ کیا بالاتفاق یہ رائے ہوئی کہ پہلے ان سے توبہ لی جائے اگر توبہ کرلیں تو اسّی اسّی درے لگائے جائیں ورنہ ان زندیقوں کو قتل کیا جائے۔ اس مسئلہ کو نہایت شرح وبسط کے ساتھ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا مولوی محمد انور شاہ صاحب صدر المدرسین مدرسہ عالیہ دیو بند نے اپنے رسالہ اکفار الملحدین میں بیان فرمایا ہے۔

قبل صریح دعویٰ نبوت شریعت کے یعنی ۱۹۰۰ء سے پہلے مرزا قادیانی بھی آنحضرت ﷺ کے بعد مطلقاً مدعی نبوت کو کافر کہتے تھے

۱...... ’’سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب و کافر جانتا ہوں۔‘‘ (حقیقت النبوۃ ص۸۹، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۰)

۲...... ’’ماکان لی ان ادعی النبوة واخرج عن الاسلام والحق بقوم کافرین (حمامة البشریٰ ۱۸۹۴ء ص۷۹، خزائن ج۷ ص۲۹۷)‘‘ ﴿مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے نکل جاؤں اور کافروں کی جماعت میں جاملوں۔﴾

۳...... ’’اگر راقم صاحب کی پہلی رائے صحیح ہے کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن کریم پر ایمان رکھتا ہوں تو پھر یہ دوسری رائے غلط ہے جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ میں خود نبوت کا مدعی اور اگر دوسری رائے صحیح ہے تو پھر وہ پہلی رائے غلط ہے۔ جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن کریم کو مانتا ہوں۔ کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن کریم پر ایمان رکھ سکتا ہے۔ کیا ایسا وہ شخص جو قرآن کریم پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ’’ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین‘‘ کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں۔ صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں۔ مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکا لگ جانے کا احتمال ہے۔‘‘

(حاشیہ انجام آتھم ص۲۶، خزائن ج۱۱ ص ایضاً ۱۸۹۶ء)

’’آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے۔ انہی مجازی معنوں کے رو سے جو صوفیا کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔‘‘

(حاشیہ انجام آتھم ص۲۸، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۴...... ’’آپ کے بعد اگر کوئی دوسرا نبی آجائے تو آپ خاتم الانبیاء نہیں ٹھہر سکتے اور نہ سلسلہ وحی نبوت کا منقطع متصور ہوسکتا ہے...... اور اس میں آنحضرت ﷺ کی شان کا استخفاف اور نص صریح قرآن کریم کی تکذیب لازم آتی ہے۔ قرآن کریم میں مسیح بن مریم کے دوبارہ آنے

کا تو کہیں بھی ذکر نہیں لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے...... اور حدیث لا نبی بعدی بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی۔ پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔"

(ایام الصلح ص ۱۴۶، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۲، ۱۸۹۹ء)

نوٹ! مرزائیوں کے چاہئے کہ ان اقوال کو غور سے پڑھیں کہ حضور ﷺ کے بعد مدعی نبوت و رسالت کافر ہے۔ مسلمان ہر گز نہیں۔ قرآن کریم پر ہر گز اس کا ایمان نہیں اس میں حضور ﷺ کی شان کا استخفاف اور نص صریح قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے۔ قرآن کریم میں ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے اور صوفیاء کے لغوی اور مجازی اصطلاح پر دھوکہ نہ کھائیں۔ لغوی طور پر استعمال کرنا بھی پسندیدہ نہیں۔ عام مسلمانوں کو دھوکہ لگتا ہے۔ مگر افسوس مرزائی بے چارے کیا کریں خود مرزا قادیانی ہی بدل گئے۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی صاحب فتوحات مکیہ و حضرت مجدد الف ثانی و حضرت مولانا شاہ اسماعیل دہلوی و حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی و حضرت مولانا محمد عبدالحی صاحب لکھنوی سب متفق ہیں کہ حضور ﷺ پر منصب نبوت ختم ہو چکا ہے۔ آپ کے بعد کسی کو منصب نبوت عطاء نہ کیا جائے گا۔ غرض تمام صوفیاء اہل کشف کا بھی اس عقیدہ پر اجماع ہے۔ مگر چونکہ مرزائی امت ان پانچوں حضرات کی عبارتیں قطع و برید کر کے عوام مسلمانوں کے سامنے پیش کر کے اغوا کیا کرتے ہیں۔ لہٰذا انہی کی عبارتیں اس عقیدہ میں پیش کرتا ہوں

عقیدہ حضرت مجدد الف ثانی

۱...... "باید دانست کہ منصب نبوت ختم برخاتم الرسل

شدہ است علیہ وعلی الہ الصلوۃ والتسلیمات (مکتوبات ج۱ ص۴۴۸، مکتوب ۲۶۰)'' ﴿جان لینا چاہئے کہ منصب نبوت حضرت خاتم الرسل محمد مصطفی ﷺ پر ختم ہو گیا ہے۔﴾

۲...... ''نبوت عبارت از قرب الٰہی است جل سلطانہ کہ شائبہ ظلیت ندارد وعروجش روبحق دارد نزولش رو بخلق ایں قرب بالاصالۃ نصیب انبیاء است وایں منصب مخصوص بایں بزرگوراں وخاتم ایں منصب سید البشر است حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد از نزول متابع شریعت خاتم الرسل خواہد بود (مکتوب ۳۰۱ ج۱ ص۶۳۶)'' ﴿نبوت قرب الٰہی جل شانہ کا نام ہے۔ جس میں ظلیت کا شائبہ تک نہیں ہوتا ہے۔ اس کے عروج کا منہ خدا کی طرف ہے اور اس کے نزول کا منہ خلق کی طرف ہوتا ہے۔ یہ قرب بالاصالۃ انبیاء کا حصہ ہے اور یہ منصب انہی بزرگوں کے ساتھ مخصوص ہے اور اس منصب کے ختم کرنے والے حضور سید البشر ﷺ ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد حضور خاتم الرسل ﷺ کی شریعت پر چلیں گے۔﴾

۳...... ''در شان حضرت فاروقؓ فرمودہ است ﷺ لوکان بعدی نبی لکان عمرؓ۔ یعنی لوازم وکمالاتیکہ درنبوۃ درکاراست ہمہ را عمرؓ دارد اماچوں منصب نبوۃ بخاتم الرسل ﷺ ختم شدہ است بدولت منصب نبوۃ مشرف نگشت (مکتوب ۲۴ ج۳ ص۳۲۷، ۳۲۸)'' نیز اسی مکتوب میں ہے۔ ''مقرراست ہیچ ولی امتے بمرتبہ صحابی آں امت نرسد فکیف بہ نبی آں امت'' ﴿حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ کی شان میں فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے۔ یعنی نبوت کے تمام کمالات عمرؓ میں موجود ہیں۔ لیکن چونکہ منصب نبوت حضور خاتم الرسل ﷺ پر ختم ہو گیا ہے۔ منصب نبوت کے ساتھ مشرف نہیں ہو سکتے۔﴾

اور (ج۳ ص۳۲۸) میں ہے۔ ﴿یہ امر محقق ہے کہ کسی امت کا کوئی ولی اس امت کے صحابیؓ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ چہ جائیکہ اس امت کے نبی ﷺ کے مرتبہ کو۔﴾

۴...... ''حصول کمالات نبوت مربعضے افرا دامت رابطریق تبعیت ووراثت لازم نمے آید کہ آں بعض نبی باشد یامساوات بانبی پیدا

کنندچه حصول کمالات نبوة دیگر است وحصول منصب نبوة دیگر چنانچه تحقیق این معنی به تفصیل درمکتوبات قدسی آیات حضرت ایشان (حضرت مجدد الف ثانیؒ) مسطوراست (مکتوبات خواجه محمد معصومؒ ص۲۷۶)'' ﴿بعض افرادامت کووراثتاً کمالات نبوت حاصل ہوجانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ بعض نبی ہوجائے یا نبی کے درجہ کے برابر پہنچ جائے۔کیونکہ کمالات نبوت کا حاصل ہونااور ہےاور منصب نبوت کا حاصل ہونااور ہے۔چنانچہ اس کی تحقیق بہ تفصیل حضرت مجددالف ثانیؒ کے مکتوبات میں مسطور ہے۔﴾

عقیدہ حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ

۱...... ''فالا تصاف بکمالات النبوة لا یستلزم الاتصاف بالنبوة (عبقات ج۱ ص۱۵۹)'' ﴿کمالات نبوت کے حاصل ہوجانے سے منصب نبوت سے متصف ہونالازم نہیں آتا۔﴾

۲...... ''پس لابد درمیان ایں امام اکمل ودرمیان انبیاء اللہ امتیازے ظاهر نخواهد شد الابه نفس مرتبه نبوة پس درحق مثل این شخص تواں گفت که اگر بعد خاتم الانبیاء کسے بمرتبه نبوة فائز میشدے هر آئینه همیں اکمل الکاملین فایز میگردید چنانکه درحدیث شریف واردشده لوکان بعدی نبی لکان عمرؓ (منصب امامة ص۵۴،۵۵)'' ﴿پس اس امام اکمل اور انبیاء اللہ میں بظاہر کچھ امتیاز معلوم نہیں ہوتا۔مگر صرف منصب نبوة کا۔پس ایسے شک کے حق میں کہہ سکتے ہیں کہ اگر کوئی حضور خاتم الانبیاءﷺ کے بعد منصب نبوت کے ساتھ فائز کیا جاتا تو بے شک یہی اکمال الکاملین فائز ہوتا۔جیسا کہ حدیث شریف میں عمر فاروقؓ کی شان میں وارد ہے۔کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے۔﴾

نوٹ! اور یہ بھی یادرہے کہ کمالات نبوت سے مراد مشابہ کمالات نبوت ہیں۔کیونکہ نبوت کے معنی تو یہ ہیں کہ جو کمالات منصب نبوت کے ساتھ مخصوص ہیں۔اب ظاہر ہے کہ یہ نبی کے سوادوسرے کو حاصل نہیں ہوسکتے۔حضرت مجدد صاحبؒ فرماتے ہیں۔''کمالات حضرات شیخین شبیه بکمالات انبیاء است علیهم الصلوٰت والتسلیمات (مکتوب ۲۵۱

ج ۱ ص ٤۱۱) ''اور یہ بھی یاد رہے کہ کمالات نبوت متعدد اور انواع مختلفہ سے ہیں اس لئے نبوت کو جامع ولایت بھی کہا گیا ہے۔ پس وہ کمالات نبوت جو من وجہ کمالات ولایت بھی ہیں۔ قیامت تک وراثتاً جاری ہیں۔ مگر وہ وہی کمالات نبوت جو مختصات بمنصب نبوت ہیں بکلی مسدود ہیں۔ پس وہ جمیع کمالات نبوت جو کمالات ولایت بھی ہیں۔ اولیاء اللہ علی حسب مراتب وہ بھی وراثتاً حاصل فرماتے ہیں۔ نہ وہ وہی کمالات نبوت جو مختصات بمنصب نبوت ہیں۔ اسی لئے مجددؒ صاحب نے فرمایا ہے۔ ''نبوت عبارت از قرب الٰهی است جل شانه که شائبه ظلیت ندارد (مکتوب ۳۰۱ ج ۱ ص ٦۳٦) ''یعنی نبوت میں ظلیت کا شائبہ نہیں۔ پس جب نبوت وراثتاً وظلاً حاصل نہیں ہوسکتی تو وہ وہی کمالات نبوت جو منصب نبوت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ کیوں کر وراثتاً وظلاً وکسباً حاصل ہوسکتے ہیں۔

تنبیہ! کمالات نبوت کا مع نبوت کے باسرہا تسلیم کرنا اصل وفروع میں امتیاز اٹھا دینا ہے اور در حقیقت یہ ایک زہر ہے۔ جو ظل کا بہانہ کر کے مرزا قادیانی نے ایک غلطی کا ازالہ میں مسلمانوں کو پلانا چاہا ہے۔ ورنہ ایسا شخص دعویٰ نبوت کے علاوہ اصل میں نبی کریم ﷺ سے مساوات کا مدعی ہے۔

نبوت کسبی نہیں

(الیواقیت والجواہر ج ۱ ص ۱٦٤، ۱٦۵) میں ہے۔ ''لیست النبوة مکتسبة حتی یتوصل الیها بالنسك والریاضات کماظنه جماعة من الحمقیٰ...... وقد افتی المالکیة وغیرهم بکفر من قال ان النبوة مکتسبة''

(شفاء قاضی عیاض ج ۲ ص ۲٤۷) میں بھی اس قسم کا مضمون ہے۔ ﴿یعنی نبوت کسبی نہیں تا کہ عبادت اور ریاضتیں کر کے اس تک پہنچ سکے۔ جیسا کہ احمقوں کی ایک جماعت نے کہہ دیا مالکی مذہب اور غیرہم نے ایسے شخص پر جو نبوت کو کسبی بتائے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔﴾

عقیدہ جناب مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ

''سو اگر اطلاق اور عموم ہے تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے۔ ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی مثل ''انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی اوکما قال ''جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے۔ اس باب میں کافی۔ کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد

ہو گیا۔ گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا۔ جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجود یہ کہ الفاظ مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں۔ جیسا کہ اس کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔" (تحذیر الناس ص ۱۲، ۱۳) "بعد رسول اللہ ﷺ کسی اور نبی ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تأمل کرے کافر سمجھتا ہوں۔"

(مناظرہ عجیبہ ص ۱۰۳)

تنبیہ! مولانا مرحوم خاتم النبیین ﷺ کے اوّل تو وہ عام معنی فرماتے ہیں جو ختم ذاتی اور ختم رتبی اور ختم زمانی و مکانی سب کو شامل ہوں ورنہ اس آیت کو ختم ذاتی اور رتبی میں بالمعنی المطابقی لے کر ختم زمانی کو اس آیت سے التزاماً اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت فرماتے ہیں۔ اس صورت میں صرف مفہوم ختم رتبی کا بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "اگر بالفرض (بالفرض بتلا رہا ہے کہ ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ ثابت کر چکے کہ ختم زمانی بھی نص قطعی اور تواتر اور اجماع سے ثابت ہے اور اس کا منکر کافر ہے) بعد زمانہ نبی ﷺ کے بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت رتبی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" کیونکہ ختم مرتبی کے یہ معنی ہیں کہ تمام مدارج و مراتب نبوت کے سلسلے آپ ﷺ پر ختم ہو گئے اور خاتمیت زمانی اس کے معنے مطابقی میں داخل نہیں ہے۔ لیکن مولانا مرحوم نے ختم مرتبی کے ساتھ ختم زمانی کو اسی آیت سے التزاماً مدلل ثابت فرمایا ہے کہ:

قولہ! "اور ایسے ہی ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہے۔" (تحذیر ص ۱۱)

"بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے۔ جس سے تأخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آ جاتا ہے اور فضیلت نبی ﷺ دوبالا ہو جاتی ہے۔" (تحذیر ص ۵)

جیسے حضور ﷺ کے ختم زمانی پر تمام امت کا اجماع ہے۔ ایسے حضور ﷺ کے اشرف الانبیاء علیہم السلام ہونے اور ختم ذاتی اور مرتبی پر اجماع ہے۔ اسی لئے (تحذیر ص ۵) میں لکھتے ہیں کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ محققین کے نزدیک تو آپ ﷺ جیسے خاتم زمانی ہیں۔ ویسے ہی خاتم ذاتی اور خاتم مرتبی بھی ہیں اور آپ ﷺ کو فقط خاتم زمانی کا اعتقاد کرنا یہ تو عوام کا خیال ہے۔ کیونکہ صرف نفس خاتمیت زمانی میں کچھ فضیلت نہیں۔

الغرض مولانا مرحوم ختم زمانی کو واجب الایمان اور آیت خاتم النبیین کا بدلالت مطابقی یا بدلالت التزامی منطوق مانتے ہوئے ایک دوسرے معنی بھی ظاہر فرماتے ہیں۔ جس پر علیحدہ طور پر تمام امت کا اجماع بھی ہے۔ افسوس مرزائیوں کا اس میں کیا نفع ہے۔ جو مولانا کی عبارت پیش کر

دیتے ہیں۔ یہ تو الشان کی جڑ کاٹ رہے ہیں اور حضورﷺ کے بعد اگر کسی نبی کے ہونے کا تأمل کرے اس کو بھی کافر فرما رہے ہیں۔

عقیدہ مولانا عبدالحی صاحب لکھنویؒ

مولانا زجر الناس میں لکھتے ہیں کہ: ''لکن ختم نبیناﷺ الیٰ جمیع الانبیاء جمیع الطبقات بمعنی انه لم یعط النبوة لاحد فی طبقة...... لا شبهة فی بطلان الاحتمال الثانی وهو ان یکون وجود الخاتم فی تلك الطبقات بعده بما ورد انه لا نبی بعده وثبت فی مقره انه خاتم الانبیاء علی الاطلاق والاستغراق'' ﴿لیکن ہمارے نبیﷺ نے جمیع طبقات کے جمیع انبیاء علیہم السلام کو ختم کر دیا۔ یعنی آپﷺ کے بعد کسی طبقہ میں بھی کسی کو منصب نبوت نہ دیا جائے گا...... زمین کے طبقات تحتانیہ میں حضورﷺ کے بعد کسی نبی کا اپنے طبقہ کے انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہونے کا احتمال بھی باطل ہے۔ اس کے بطلان میں کچھ شبہ نہیں۔ کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور اپنی جگہ (یعنی آیۃ خاتم النّبیین میں) یہ بھی ثابت ہوگیا کہ آپﷺ علی الاطلاق والاستغراق یعنی بغیر استثناء تمام انبیاء علیہم السلام کے ختم کرنے والے ہیں۔﴾

تنبیہ! (رسالہ دافع الوسواس ص۴،۱۲) کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرتﷺ کے زمانہ میں طبقات تحتانیہ میں ایسے انبیاء علیہم السلام کا موجود ہونا محال نہیں جو حضورﷺ سے پہلے مبعوث ہو چکے ہوں اور حضورﷺ کے زمانہ میں بھی باقی رہے ہوں۔ لیکن حضورﷺ کی بعثت عامہ سے ان کی نبوت کی ڈیوٹی ختم ہوگئی ہو۔ وہ اس وقت نبوت کی ڈیوٹی پر نہ ہوں۔ بلکہ حضورﷺ خاتم النّبیین کی امت میں داخل ہوں اور ان پر شریعت نازل نہ ہوتی ہو۔ یعنی صاحب شرع جدید نہ ہوں۔ بلکہ حضورﷺ کی شریعت کے متبع ہوں۔ کیونکہ حضورﷺ کے زمانہ کے بعد کسی پہلے نبی کا موجود ہونا محال نہیں۔ ہاں حضورﷺ کے بعد کسی نئے نبی کا مبعوث ہونا یا پرانا نبی ہی اس امت میں نبی ہونے کی حیثیت سے دوبارہ مبعوث ہو محال ہے اور ص۴ میں اس احتمال کو باطل قرار دیا ہے کہ طبقات تحتانیہ کے انبیاء علیہم السلام حضورﷺ کے زمانہ کے بعد ہوں اس احتمال کے متعلق لکھا ہے کہ احتمال اوّل بنصوص متعددہ باطل ہے۔ اس میں کوئی تفریق نہیں کہ کسی قسم کے نبی حضورﷺ کے بعد نہیں ہو سکتے۔ مرزائی خوب جانتے ہیں کہ ان حضرات کی تحریروں سے ہمارا مطلب نہیں نکل سکتا۔ محض اغواء جاہلین مقصود ہوتا ہے۔

عقیدہ حضرت شیخ اکبر محی الدینؒ ابن العربی وشیخ عبدالوہاب شعرانیؒ

۱...... ’’فما بقی للاولیاء الیوم بعد ارتفاع النبوۃ الا التعریفات وانسدت ابواب اوامر الالٰهیة والنواهی فمن ادعاها بعد محمد ﷺ فهو مدع شریعة اوحی بها الیه سوآء وافق بها شرعنا اوخالف فان کان مکلفا ضربنا عنقه والا ضربنا عنه صفحاً (فتوحات باب ۳۱۰ ج۳ ص۳۹ وهکذا فی الیواقیت والجواهر للشیخ عبد الوهاب الشعرانی ج۲ ص۳۸ مبحث ۳۵ مطبوعه مصر)‘‘

﴿ارتفاع نبوت کے بعد آج سوائے معرفتوں کے اولیاء اللہؒ کے لئے کچھ باقی نہیں رہا اور امر الٰہیہ اور نواہی کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ پس، جو شخص محمد ﷺ کے بعد اس کا دعویٰ کرے، وہ شریعت کا مدعی ہے۔ جو اس کی طرف وحی کی گئی پھر برابر ہے کہ وہ ہماری شریعت کے موافق ہو یا مخالف۔ پس اگر وہ مکلف یعنی عاقل بالغ ہے تو اس کی گردن ماریں گے اور نہیں تو (اگر کوئی پاگل ہے تو) اس سے کنارہ کشی کریں گے۔﴾

۲...... ’’قال فی الباب العاشر وثلثمائة اعلم ان الوحی لاینزل به الملك علیٰ غیر قلب نبی اصلا ولایأمر غیر نبی بامر الٰهی جملة واحدةفان الشریعة قد استقرت تبین الفرض والواجب والمندوب والحرام والمکروه والمباح فانقطع الامر الالٰهی بانقطاع النبوۃ والرسالة (ازیواقیت مبحث۳۵ ج۲ ص۳۸)‘‘ ﴿شیخ اکبر نے فتوحات کے باب ۳۱۰ میں فرمایا ہے کہ: جان تو کہ ہرگز ہرگز غیر قلب نبی پر فرشتہ وحی لے کر نہیں نازل ہوتا اور غیر نبی کو امر الٰہی کا ایک جملہ بھی امر نہیں ہوتا اس لئے کہ شریعت مقرر ہو چکی اور فرض، واجب، مندوب، حرام، مکروہ، مباح سب واضح طور پر بیان ہو چکے۔ پس انقطاع نبوت اور رسالت کے ساتھ امر الٰہی کا بھی انقطاع ہو گیا۔﴾

۳...... ’’قال الشیخ ایضاً فی الباب الحادی والعشرین من الفتوحات من قال ان اللّٰه تعالیٰ امره بشئٍ فلیس ذلك بصحیح انما ذالك تلبیس لان الامر من قسم الکلام وصفة وذالك باب مسدوددون الناس...... وان کان صادقاً فیما قال انه سمعه فلیس ذالك عن اللّٰه وانما هومن ابلیس فظن انه عن اللّٰه لان ابلیس قد اعطاه اللّٰه تعالیٰ ان یصور عرشاً وکرسیاً

وسماء يخاطب الناس منه كما مرفی مبحث خلق الجن (ازیواقیت ج۲ ص۳۸ مبحث ۳۵)" ﴿شیخ اکبر نے فتوحات کے باب ۲۱ میں فرمایا ہے کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو فلاں شئے کا امر کیا ہے یہ ہرگز صحیح نہیں۔ یہ محض دھوکہ ہے۔ اس لئے کہ امر کلام کی قسم اور اس کی صفت ہے اور لوگوں پر اس کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور اگر وہ اپنے قول میں سچا ہی ہے کہ اس نے امر الٰہی کو سنا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ سے ہرگز نہیں بلکہ ضرور ابلیس لعین سے ہے۔ اس نے اس امر ابلیسی کو اللہ تعالیٰ کا امر سمجھا۔ کیونکہ شیطان عرش و کرسی و آسمان متخیل کراتا ہے اور پھر وہاں سے لوگوں کے ساتھ بات چیت کرتا ہے۔ جیسا کہ مبحث خلق الجن میں اس کی بحث گذر چکی۔﴾

۴...... "قال فی الباب العاشر وثلثمائة...... فان قال لم يجئنی بذلك ملك وانما امر فی الله تعالیٰ به من غيرو اسطه وقلنا له هذا أعظم من الاوّل فانك اذن ادعيت ان الله تعالیٰ كلمك كما كلم موسیٰ عليه الصلوٰة والسلام ولا قائل بذالك لا من علمأالنقل ولا من علماء الذوق (ازیواقیت ج۲ ص۳۸ مبحث ۳۵)" ﴿شیخ اکبر نے فتوحات کے باب ۳۱۰ میں یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر وہ شخص یہ دعویٰ کرے کہ میرے پاس امر الٰہی فرشتہ نہیں لایا۔ بلکہ اللہ نے بلا واسطہ امر کیا ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ تو پہلے دعویٰ سے بھی بڑھ کر دعویٰ ہے۔ کیونکہ اس وقت تو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ نے اس سے بات چیت کی جیسے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا اور اس کا ئنات کا کوئی قائل نہیں نہ علماء نقل اور علماء ذوق۔﴾

۵...... "اعلم ان وحی الانبیاء لا يكون الاعلی لسان جبرئيل عليه السلام يقظة ومشافهة واما وحی الاولياء فيكون علی لسان ملك الالهام (يواقيت ج۲ ص۸۳ مبحث ٤٦)"

"فان قلت هل ينزل ملك الالهام علی احد من الاولياء بامر اونهی فالجواب ان ذالك ممتنع كما قاله الشيخ فی الباب العاشر وثلثمائة فلا ينزل ملك الالهام علی غير نبی بامرونهی ابدا وانماللاولياء وحی المبشرات وهو الرؤياء الصالحة يراها الرجل اوتریٰ له وهی حق ووحی غالباالانها غير معصومة (يواقيت ج۲ ص۸۵ مبحث ٤٦)" ﴿شیخ عبدالوہاب شعرانی

فرماتے ہیں کہ انبیاء کی وحی بذریعہ جبرئیل علیہ السلام یقظۃً ومشافہۃً ہوتی ہے اور وحی اولیاءؒ ملک الالہام کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔(ص۸۳) پھر لکھتے ہیں کہ اگر تو کہے کہ کیا کسی ولی اللہ پر ملک الالہام امر ونہی لے کر بھی نازل ہوسکتا ہے۔تو جواب یہ ہے کہ یہ ممتنع ہے۔جیسا کہ شیخ نے فتوحات کے باب ۳۱۰ میں فرمایا ہے کہ ملک الہام غیر نبی پر امر ونہی لے کر کبھی نازل نہیں ہوسکتا۔اولیاء اللہ کو تو صرف وحی مبشرات ہوا کرتی ہے اور یہ اچھے خواب ہیں۔(کیونکہ الہام غنودگی کی حالت میں نازل ہوا کرتے ہیں)جو خود آدمی دیکھتا ہے یا اس کے لئے کوئی دوسرا دیکھتا ہے اور یہ وحی حق ہے غالباً کیونکہ یہ غیر معصوم ہے۔﴾

۶...... ’’فان قلت فان سلمنا للاولیاء ماجأوا به فما حکمه اذا خالف ماجاء ت به الرسل فالجواب حکمه الردفان الولی اذا اتٰی فی کشفه بما یخالفه ماکشف الرسل وجب علینا الرجوع الیٰ کشف الرسل وعلماًان ذالك الولی قد طرا علیه فی کشفه خلل (یواقیت ج۲ ص۹۱ مبحث ۴۷)‘‘ ﴿اگر تو کہے کہ اگر ہم اولیاء کے الہاموں کو تسلیم کر لیں تو کیا حکم ہوگا۔جب رسولوں کی وحیوں کے خلاف ہو تو جواب یہ ہے کہ ایسے الہاموں کا حکم یہ ہے کہ رسولوں کی وحیوں کے مقابلہ میں رد کر دیئے جائیں۔کیونکہ جب ولی کا کشف رسولوں کی کشف کے خلاف واقع ہو تو ہم پر رسولوں کے کشف کی طرف رجوع کرنا واجب ہے اور یقین ہے کہ ولی کے کشف میں خلل طاری ہوگیا ہے۔﴾

۷...... ’’ویمکن ان بعض الاولیاء یکشف اللّٰه عن قلبه الحجاب ویقم اللّٰه تعالیٰ له مظهراً محمدیاً فیسمع فیه امر الحق ونهیه لمحمد ﷺ فیظن ان الحق تعالیٰ کلمه هووانما کلم روح محمد ﷺ فیکون ذالك من باب التعریف بالاحکام الشرعیة لا شرعا جدیدا فان ذالك باب قد اغلق بموت رسول اللّٰه ﷺ (یواقیت ج۲ ص۸۵ مبحث ۴۶)‘‘ ﴿ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض اولیاء کے قلب سے پردہ کھول دے اور مظہر محمدی کو اس کے لئے قائم کرے اور امر ونہی الٰہی کو جو محمد ﷺ کی طرف نازل ہو رہے ہیں ان کو سنے اور یہ گمان کرے کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے کلام کیا۔حالانکہ روح محمد ﷺ سے کلام کیا ہے۔پس یہ باب تعریف سے ہے۔جس میں احکام شرعیہ کی معرفت ہوتی ہے نہ شرع جدید اس لئے کہ اس کا دروازہ حضور ﷺ کی موت کے بعد بند ہو چکا۔﴾

۸…… ’’قال فی الباب الرابع عشرمن الفتوحات اعلم ان حقیقة النبی الذی لیس برسول هو شخص یوحی الله الیه بامر یتضمن ذلك شریعة یتعبد بها فی نفسه فان بعث بها انی غیره کان رسولا ایضاً…… وهذا باب اغلق بعد موت محمد ﷺ فلا یفتح لاحد الیٰ یوم القیامة ولا کن بقی للاولیاء وحی الالهام الذی لا تشریع فیه…… قال ولو ان الوحی علی لسان جبریل علیه السلام کان باقیاً بعد محمد ﷺ لکان عیسیٰ علیه السلام اذانزل لا یحکم بشریعة محمد ﷺ انما یحکم بشرعه الذی یوحی الیه جبرئیل علیه السلام (ازیواقیت مبحث ۳۵ ج۲ ص۳۷، ۳۸)‘‘ ﴿شیخ اکبر نے فتوحات کے باب ۱۴ میں فرمایا ہے کہ: جان تو نبی کی حقیقت یہ ہے کہ نبی وہ شخص ہے۔ جس کی طرف اللہ تعالیٰ ایسے امر کی وحی کرے جو شریعت کو متضمن ہے۔ جس پر وہ عبادت کرے اور اگر غیر کی طرف مبعوث کیا جائے تو وہ رسول بھی ہوگا……اور یہ دروازہ محمد ﷺ کی موت کے بعد بند کردیا گیا ہے۔ قیامت تک کسی کے لئے نہیں کھولا جائے گا۔ لیکن اولیاء کے لئے وحی الہام باقی ہے۔ جس میں تشریع نہیں ہوتی……اور کہا کہ اگر محمد ﷺ کے بعد وحی بذریعہ جبرئیل باقی رہتی تو عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد شریعت محمد ﷺ کے ساتھ حکم نہ کرتے بلکہ اپنی شرع کے ساتھ حکم کرتے جو بذریعہ جبرائیل علیہ السلام ان کی طرف وحی کی جاتی۔﴾

یواقیت میں ہے کہ’’النبوة الشرعیة خاصة من کان قبل بعثت نبینا ﷺ وهم الذین یکونون کالتلا مذه بین یدی الملك فینزل علیهم الروح الامین بشرعیة من الله تعالیٰ فی حق نفوسهم یتعبدهم بها یحل لهم ما شاء ویحرم ماشاء ولا یلزمهم اتباع الرسل وهذاالمقام لم یبق له اثره بعد محمد ﷺ ۔ ص مذکور‘‘ ﴿نبوت شرعیہ ان نبیوں ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے جو کہ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے مبعوث ہوچکے اور یہ وہ لوگ ہیں جو فرشتے کے روبرو شاگردوں کی طرح ہوتے تھے اور ان پر جبرئیل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے حق میں شریعت لاتا تھا۔ اس شریعت کے ذریعہ سے وہ اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ان کے لئے حرام اور حلال کرتا ان پر رسولوں کی اتباع کرنی لازم نہیں ہوتی۔ یہ منصب حضور ﷺ کے بعد باقی نہیں رہا۔﴾

۹...... ’’قال فی الباب ۳۵۳ اعلم انه لم یجئی لنا خبر الٰهی ان بعد رسول اللہ ﷺ وحی تشریع ابدا انما لنا وحی الالهام قال تعالیٰ ولقد اوحی الیك والی الذین من قبلك ولم یذکر ان بعده وحیاً ابدً اوقد جاء الخبر الصحیح فی عیسیٰ علیه السلام وکان ممن اوحی الیه قبس رسول اللہ ﷺ انه اذا نزل اخر الزمان لا یؤمنا الابنا ای بشر یعتنا وسنتنا مع ان له الکشف التام اذا نزل زیادة علی الالهام الذی یکون له کما لخواص هذه الامة (یواقیت مبحث ٤٦ ج٢ ص٨٤)‘‘ ﴿شیخ اکبر نے فتوحات کے باب ۳۵۳ میں فرمایا ہے کہ جان تو اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہرگز خبر نہیں دی کہ حضور ﷺ کے بعد کبھی وحی تشریعی نازل ہوگی۔ صرف ہمارے لئے وحی الہام ہے اور بس، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔’’ولقد اوحی الیك والی الذین من قبلك‘‘ اور نہیں ذکر کیا کہ آپؐ کے بعد بھی کبھی وحی آئے گی اور حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب آخر زمانہ میں نازل ہوں گے تو ہماری شریعت اور سنت کے ساتھ ہماری خلافت اور امامت کریں گے۔ حالانکہ حضور ﷺ سے پہلے ان پر وحی کی جاتی تھی اور نزول کے بعد صرف ان کو الہام سے زیادہ کشف تام ہوگا۔ جیسا کہ اس امت کے خواص کو ہوتا ہے۔﴾

۱۰...... ’’وکذلك عیسیٰ علیه السلام اذا نزل الی الارض لا یحکم فینا الا بشریعة نبینا محمد ﷺ و اله واصحابه وسلم یعرفه الحق تعالیٰ بها علی طریق التعریف وان کان نبیا (یواقیت مبحث ۳٥ ج٢ ص٣٨)‘‘ ﴿ایسے ہی بعد نزول عیسیٰ علیہ السلام پر بھی وحی نہ کی جائے گی۔ جب زمین پر نازل ہوں گے تو ہمارے نبی ﷺ کی شریعت کے ساتھ حکم کریں گے۔ حق تعالیٰ بطریق تعریف احکام شریعت محمدیہ کی معرفت کرائے گا۔ اگرچہ وہ اپنے زمانہ کے نبی ہیں۔﴾

۱۱...... ’’فاخبر رسول اللہ ﷺ ان الرؤیا جزء من اجزاء النبوة فقد بقی للناس فی النبوة هذا وغیره ومع هذا لا یطلق اسم النبوة ولا النبی الا علی المبشر خاصة فحجر هذا الاسم لخصوص وصف معین فی النبوة (فتوحات مکیه ج٢ ص٣٧٦ باب ١٨٨)‘‘ ﴿رسول اکرم ﷺ نے خبر دی ہے کہ رویاء نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ہے۔ پس لوگوں کے لئے نبوت کے اجزاء میں سے صرف رؤیا وغیرہ باقی ہے۔ لیکن باوجود اس کے نبوت اور نبی کا اطلاق خاص صاحب شریعت پر ہی ہے۔ لہٰذا یہ نام روک دیئے گئے۔ نبوت کے خاص اس وصف معیّن کی وجہ سے۔﴾

۱۲...... ''لکن یوحی الیه فی المبشرات وهی جزء من اجزاء النبوة وان لم یکن صاحب المبشرة نبیاً فتیقن لعموم رحمة الله فما تطلق النبوة الا لمن اتصف بالمجموع فذالك النبی وتلك النبوة التی حجرت علینا وانقطعت فان من جملتها التشریح بالوحی الملکی فی التشریع وذالك لایکون الا لنبی خاصة (فتوحات مکیه ج۳ ص۵۹۸)'' ﴿مثل اس شخص کے جس کو مبشرات میں وحی کی جائے اور یہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ہے۔ اگرچہ صاحب المبشر ات نبی نہیں ہے۔ پس یہ جان لے کہ اللہ کی رحمت کس قدر عام ہے۔ پس نبوت کا اطلاق اسی شخص پر ہوگا جو مجموعہ اجزاء کے ساتھ متصف ہو اور یہ نبی اور یہ نبوت ہم سے روک دی گئی اور منقطع ہوچکی ہے۔ اس کے جملہ اجزاء میں سے ایک جز تشریع ہے جو بذریعہ فرشتہ کے شریعت کی وحی کی جاتی ہے اور یہ خاص کر نبی کے سوا اور کسی کو حاصل نہیں اور (فتوحات ج۲ ص۶۴) میں ہے کہ:اسم النبی زال بعد رسول اللہ ﷺ!﴾

۱۳...... ''هذا کله (یعنی اقسام الوحی) موجود فی رجال الله من الاولیاء والذی اختص به النبی من هذادون الوحی بالتشریع ولا یشرع الا النبی ولا یشرع الا الرسول (فتوحات مکیه ج۲ ص۴۱۷)'' ﴿وحی کی یہ سب قسمیں اولیاء اللہ میں بھی موجود ہیں۔ لیکن وہ وحی جو نبیوں کے ساتھ مخصوص ہے اور ولیوں میں نہیں پائی جاسکتی وہ وحی تشریع ہے۔ نبی اور رسول کے سوا اور کسی پر وحی تشریع نازل نہیں ہوتی۔﴾

(فتوحات باب۱۵۵ ج۲ ص۲۳۴) میں ہے کہ:''انما انقطع الوحی الخاص بالرسول والنبی من نزول الملك علی اذنه وقلبه وتحجر لفظ اسم النبی والرسول'' ﴿اس میں شبہ نہیں کہ جو وحی انبیاء اور رسولوں پر آتی تھی۔ وہ موقوف ہوگئی اور کسی کو نبی اور رسول کہنا بند ہوگیا۔﴾

۱۴...... ''فهم ورثة الانبیاء لا شتراکهم فی الخبر وانفراد الانبیاء بالتشریع قال تعالیٰ یلقی الروح من امره علی من یشاء من عباده فجاء بمن وهی نکرة لینذر یوم التلاق فجاء بما لیس بشرع ولا حکم بل بانذار فقد یکون الولی بشیرا ونذیراً ولا کن لا یکون مشرعاً (فتوحات مکیه ج۲ ص۳۷۶)'' ﴿علماء باللہ و اولیاء اللہ انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں کیونکہ خبر میں ان

کے شریک ہیں اور انبیاء اللہ علیہم السلام صرف وحی تشریع میں منفرد ہیں۔ ولی وعلماء بھی بشیر ونذیر ہوتے ہیں۔ لیکن مشرع نہیں ہوتے۔﴾

۱۵...... ''اعلم ان الحق تعالیٰ قصم ظهور الاولياء بانقطاع النبوة والرسالة بعد موت محمد ﷺ (فتوحات مکیه باب ٤١٠ ازیواقیت ج۲ ص۷۲ مبحث ٤٢)'' ﴿جان تو کہ حق تعالیٰ نے حضور ﷺ کی موت کے بعد نبوت اور رسالت کے انقطاع کر دینے سے اولیاء اللہ کی پیٹھ کو توڑ دیا۔﴾

۱۶...... ''اعلم ان الاجماع قد انعقد على انه ﷺ خاتم المرسلين كما انه خاتم النّبيين (يواقيت ج۲ ص۳۷ مبحث ۳۵)'' ﴿جان تو کہ جیسے حضور ﷺ کے خاتم المرسلین ہونے پر اجماع ہے ایسے ہی خاتم النّبیین ﷺ ہونے پر بھی اجماع ہے۔﴾

۱۷...... ''فلا تلحق نهاية الولاية بداية النبوة ابدًا ولو ان ولياً تقدم الى العين التى يأخذ منها الانبياء لا حترق...... وقال الشيخ اعلم ان الله تعالىٰ قد سد باب الرسالة عن كل مخلوق بعد محمد ﷺ الى يوم القيامة وانه لا مناسبة بيننا وبين محمد ﷺ لكونه فى مرتبة لا ينبغ ان تكون لنا وقال فى شرحه لترجمان الاشواق اعلم ان مقام النبى ممنوع لناد خوله وغاية معرفتنا به من طريق الارث النظر اليه كما ينظر من هو فى اسفل الجنة الى من هو فى اعلىٰ عليين وكما ينظر اهل الارض الى كواكب السماء وقد بلغنا عن الشيخ ابى يزيد انه فتح له من مقام النبوة قدر خرم ابرةٍ تجلياً لادخولا فكاوان يحترق (اليواقيت ج۲ ص۷۱، ۷۲ مبحث ٤٢)'' ﴿ولایت کی انتہا نبوت کی ابتداء کو کبھی نہیں پا سکتی۔ اگر کوئی ولی اس چشمہ کی طرف بڑھے۔ جس سے انبیاء علیہم السلام لیتے ہیں۔ تو جل کر خاکستر ہو جائے اور شیخ اکبر نے فرمایا ہے کہ جان تو کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے بعد قیامت تک تمام مخلوق پر رسالت کا دروازہ بند کر دیا ہے اور ہم کو محمد ﷺ سے کوئی مناسبت نہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ ایسے مرتبے میں ہیں کہ ہمارے لئے حاصل ہونا ممکن نہیں اور شیخ نے ترجمان الاشواق کی شرح میں کہا ہے کہ جان تو کہ مقام نبی میں داخل ہونا ہمارے لئے ممتنع ہے۔ انتہاء معرفت جو بطریق ارث ہم حاصل کر سکتے ہیں وہ صرف مقام نبی کی طرف نظر کرنا ہے۔ جیسے کوئی اسفل جنت سے اعلیٰ علیین والوں کی طرف یا زمین پر

رہنے والا آسمان کے تاروں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے اور شیخ ابو یزید کے متعلق یہ واقعہ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ ان کو سوئی کے ناکے کے برابر صرف تجلی مقام نبوت سے منکشف ہوئی تھی۔ وہ جلتے جلتے بچ گئے۔ مقام نبوت میں داخل ہونا تو ممکن ہی نہیں۔ ﴾

۱۸...... ''اعلم انه لاذوق لنا فی مقام النبوة لنتكلم علیه وانما نتكلم علی ذالك بقدر ما اعطینا من مقام الارث فقط فانه لا یصح منا دخول مقام النبوة (یواقیت ج ۲ ص ۷۲ مبحث ٤٢)'' ﴿جان تو کہ ہم کو مقام نبوت میں کچھ ذوق نہیں ہے کہ اس کے متعلق کچھ کلام کر سکیں ہم تو صرف اس پر اس قدر کلام کر سکتے ہیں۔ جس قدر ہم کو مقام ارث سے عطاء کیا گیا ہے۔ کیونکہ مقام نبوت میں ہمارا داخل ہونا ممکن نہیں۔ ﴾

نوٹ! شیخ اکبر محی الدین ابن العربی اور شیخ عبدالوہاب شعرانی کے ان اقوال سے اظہر من الشمس ہے کہ حضورﷺ کے بعد نبوت اور رسالت کا دروازہ بند ہے اور قیامت تک اوامر ونواہی الٰہیہ کے دروازے مسدود، اب فرشتہ امر الٰہی کا ایک فقرہ بھی لے کر نازل نہیں ہو سکتا اور نبی کی حقیقت میں وحی تشریع کا لانا داخل ہے۔ نبی اور نبوت کا اطلاق جب ہی ہوگا جب وحی تشریع اس پر نازل ہو۔ ولی اور نبی کی وحی میں یہی فرق ہے کہ نبی پر وحی تشریع ہوتی ہے اور وحی اولیاء میں تشریع نہیں۔ حضورﷺ کے بعد نبی کا نام زائل ہو چکا۔ جو حضورﷺ کے بعد امر و نہی، شریعت، نبوت کا دعویٰ کرے اس کی گردن مارنی چاہئے۔ محض دھوکہ باز ہے یا ابلیس لعین سے ہمکلام ہوتا ہے۔ شیطان اس کی طرف وحی کرتا ہے۔ ان الشیطین لیوحون الی اولیائه ! اب وحی الہام، وحی مبشرات، تعریفات، کشف تام کے سوا اور کچھ باقی نہیں رہا۔ جن میں امر و نہی کچھ نہیں ہوتا۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام پر بھی بعد نزول وحی الہام، کشف تام ہوگا اور بطریق تعریف معانی کلام اللہ حاصل کریں گے۔ باوجود یہ کہ وہ اپنے زمانہ کے نبی ہیں اور حضورﷺ سے پہلے وحی تشریع نازل ہوتی تھی۔ لیکن بعد نزول وحی تشریع نازل نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ نبوت کی ڈیوٹی پر نہ ہوں گے۔ حضورﷺ کی بعثت عامہ سے ان کی نبوت کی ڈیوٹی ختم ہوگئی۔ اب امت محمدی کی طرف رسول ہو کر تشریف نہ لائیں گے۔ بلکہ خلیفہ اور امام کی حیثیت سے ہوں گے۔ لہٰذا ہر دو اعتبار کا لحاظ کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعد نزول کے بلکہ حضورﷺ کی بعثت کے بعد سے نبی غیر تشریع بھی کہہ سکتے ہیں۔ یعنی وہ نبی جس کی نبوت کی ڈیوٹی ختم ہوگئی۔ اب اپنی نبوت کی ڈیوٹی پر نہ ہو اسی وجہ سے اس پر وحی تشریع نازل نہیں کی جاتی۔ بلکہ صاحب

الزمان رسول ﷺ کی شریعت کے تابع ہوں گے۔ وہ اپنے زمانہ کے نبی ہیں۔ صاحب الزمان رسول یعنی اس زمانہ میں نبوت کی ڈیوٹی پر نہیں ہوں گے۔ ورنہ منصب نبوت کے لئے شریعت لازمی ہے بلکہ منصب نبوت کی حقیقت میں داخل ہے۔ نبوت کی ڈیوٹی ختم ہوجانے سے اور اس وقت وحی شریعت نہ ہونے سے ان کا نبوت سے معزول ہوجانا لازم نہیں آتا۔ جیسا کہ ہم مفصل معلوم کر چکے۔ یہ تو مرزائیت کی عقل کا نتیجہ ہے اور بس، چونکہ شیخ اکبر محی الدین ابن العربی تین رسولوں کے حضور ﷺ کے بعد زندہ رہنے کے قائل ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام و ادریس علیہ السلام والیاس علیہ السلام فتوحات کے باب ۳۶۷ میں معراج کے بیان میں لکھتے ہیں کہ: ’’فلما دخل اذا بعسیٰ علیہ السلام بجسدہ عینہ فانہ لم یمت الی الان بل رفعہ اللّٰہ الی ھذہ السماء واسکنہ بھا (ازیواقیت ج۲ ص۳٤ مبحث ۳٤)‘‘

اور (فتوحات کے باب ۷۳) میں لکھتے ہیں کہ: ’’ابقی اللّٰہ بعد رسول اللّٰہ من الرسل الاحیاء باجسادھم فی ھذہ الدار الدنیا ثلثة ‘‘اس کے بعد تینوں نبیوں کا ذکر ہے۔ لہٰذا شیخ اکبر ان تینوں کو نبی غیر تشریع سے تعبیر فرماتے ہیں۔ مدت تک اپنے اپنے زمانہ میں نبوت کی ڈیوٹی پر قائم رہ چکے ہیں ان پر وحی شریعت نازل ہوتی تھی۔ مگر اب ان کی ڈیوٹی ختم ہوگئی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی (الحکم ۱۰/اپریل ۱۹۰۳ء) میں جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے قائل تھے۔ تصریح فرماتے ہیں کہ ’’محی الدین ابن العربیؒ نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی جائز نہیں دوسری جائز ہے۔ مگر میرا اپنا یہ مذہب ہے کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے۔‘‘ لیکن اس کے بعد مرزا اور مرزائیوں کی عقل پر تعجب ہے کہ انہوں نے اس سے الحاد کا رستہ نکالا کہ مرزا قادیانی نبی غیر تشریعی ہیں۔ کیونکہ محی الدین ابن العربی حضور ﷺ کے بعد نبی غیر تشریعی کو جائز مانتے ہیں۔ بھلا کیا مرزا قادیانی بھی حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے نبوت کی ڈیوٹی پر فائز ہو چکے ہیں اور پہلے کے نبی ہیں اور اب حضور ﷺ کی بعثت عامہ سے نبی غیر تشریعی رہ گئے؟۔ معاذ اللہ!

البتہ اہل کشف، نبوت اور رسالت کو اس کے لغوی معنی میں بھی جو تمام خلق میں علی قدر مراتب ساری ہے۔ اپنے خاص رنگ میں استعمال کرتے ہیں۔ لیکن ان میں سے کوئی اس کا قائل نہیں کہ نبی اور رسول کو غیر انبیاء پر اطلاق کرنا جائز ہو اور حضور ﷺ کے بعد کوئی شخص مدعی نبوت ہو اور اس کی تکفیر نہ کی جائے۔ شیخ اکبر فتوحات کے باب ۱۵۵ میں فرماتے ہیں کہ: ’’اعلم ان النبوة التی ھی الاخبار عن شئی ساریة فی کل موجود عند اھل الکشف والوجود لکنہ لا یطلق علی احدمنھم اسم نبی ولا رسول الا علی الملئکة

الذين هم رسل فقط (كبريت الاحمر على حاشية يواقيت ج ۱ ص ۱۱۸)" ﴿جان تو کہ نبوت جس کے معنی مطلق خبر دینے کے ہیں وہ اہل کشف کے نزدیک تمام موجودات میں ساری ہے۔ (کیونکہ ہر مخلوق کم از کم اپنے صانع واجب الوجود کی ہستی کی خبر دے رہا ہے) لیکن کسی پر نبی اور رسول کے اسم کا اطلاق نہیں کر سکتے۔ البتہ فرشتوں پر صرف رسل کا اطلاق آیا ہے۔﴾

اور (فتوحات ج۲ ص۱۰۰) میں ہے کہ: "فالنبوة سارية الى يوم القيامة فى الخلق وان كان التشريع قد انقطع فالتشريع جزء من اجزاء النبوة" ﴿یعنی لغوی نبوت تو قیامت تک تمام خلق میں ساری ہے۔ ہاں تشریع منقطع ہوگئی اور تشریع حقیقی نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ہے۔ یعنی حقیقت نبوت کا آخری جز تشریع ہے۔﴾

پھر ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ: "وهذه النبوة سارية فى الحيوان مثل قوله واوحى ربك الى النحل" "یعنی یہ نبوت حیوان میں بھی ساری ہے۔ جیسا کہ کلام مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی غرض لغوی معنی کے رو سے نبوت غیر تشریعی ہر مخلوق میں موجود ہے۔ اس میں مرزا قادیانی کی کون سی تخصیص ہے؟۔ اور تمام کمالات اور اوصاف نبوت صدق دیانت، امانت، تقویٰ، عبادت، زہد، توکل، رویا، صالحہ، الہام وغیرہ وغیرہ قیامت تک باقی رہیں گے۔ یہ سب لغوی نبوت کے اعلیٰ افراد ہیں۔ بلکہ حقیقی نبوت کے اجزاء میں سے ہیں۔ لیکن پھر بھی حقیقت نبوت شرعیہ ندارد ہے۔ کیونکہ حقیقت نبوت کا آخری جز تشریع ہے اور تشریع منقطع ہو چکی اور جب تک کسی شے کے جمیع اجزاء موجود نہ ہوں وہ شے موجود نہیں ہو سکتی۔

(فتوحات کے باب ۳۸) میں ہے کہ: "لما اغلق الله تعالىٰ باب الرسالة بعد رسول الله ﷺ كان ذالك من اشد ما تجرعت الاولياء مرارته...... فابقى عليهم اسم الولى...... ولما علم رسول الله ﷺ ان فى امته من تجرع كاس انقطاع الوحى والرسالة فجعل لخواص امته نصيبا من الرسالة فقال ليبلغ لشاهد الغائب فامرهم بالتبليغ ليصدق عليهم اسم الرسل (كبريت على حاشية يواقيت مبحث٤٦ ج٢ ص٨٦)" ﴿جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے بعد رسالت کے دروازے کو بند کر دیا تو اولیاءؒ پر اس کا مزہ سخت کڑوا گذرا...... پس ان پر اسم ولی کا قائم کیا اور جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ میری امت میں انقطاع وحی اور رسالت کا پیالہ پئے گے تو خواص امت کے لئے رسالت کا ایک شعبہ مقرر کیا۔ پس ان کو تبلیغ کا حکم دیا تا کہ اسم رسل کے مصداق بن جائیں۔ اگرچہ اس شعبہ کی بناء پر اطلاق ناجائز ہے۔﴾

شیخ اکبر فصوص (الحکم فص عزیری ص ۱۴۰) میں لکھتے ہیں کہ: ''فابقی لهم النبوة العامة التی لا تشریع فیها...... امانبوة التشریع والرسالة منقطعة فی نبینا ﷺ فلا نبی بعده مشرعا اومشرعاله ولا رسوله وهوالمشرع'' (نبوت عامہ کولوگوں کے لئے باقی رکھا ہے۔لیکن نبوت ورسالت تشریع ہمارے حضور ﷺ میں منقطع ہوچکی۔پس آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔خواہ مشرع ہو یا مشرع لہ اور نہ رسول ہوسکتا ہے اور یہ مشرع ہی ہوتا ہے۔)

نوٹ! شیخ اکبر کا (قول نمبر۸) میں معلوم کر چکے کہ نبی رسول سے عام ہے اور نبی اس کو کہتے ہیں۔جس پر امرونہی یعنی شریعت جدیدہ نازل ہوتا کہ وہ عبادت کرے۔اگر تبلیغ کا بھی امر کیا گیا تو مشرع یعنی رسول ہے۔یعنی شریعت کو غیر تک پہنچانے والا ورنہ مشرع لہ ہوگا۔یعنی صرف اسی کے لئے شریعت نازل کی گی۔جس پر وہ عبادت کرے تبلیغ کرنے کا حکم نہیں ہوا۔بہرحال یہ شریعت جدیدہ پہلی شریعت کی ناسخ ہوگی۔کیونکہ صرف اس نبی کو یا رسول ہونے کی حالت میں لوگوں کو بھی اسی نبی کی شریعت پر عمل واجب ہے۔پہلے نبی کی شریعت پر عمل نہیں کر سکتے۔خواہ یہ شریعت اس شرعیت کے موافق ہو یا مخالف جیسے نمبر۱ میں معلوم کر چکے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (تفہیمات الٰہیہ کے تفہیم نمبر۵۴ ج۲ ص۷۲،۷۳) میں لکھتے ہیں کہ: ''ختم به النبیون ای لا یوجد من یامره الله سبحانه بالتشریع علی الناس'' یعنی حضور ﷺ کے بعد ایسا کوئی شخص نہیں ہوسکتا جس کو تشریع کا اللہ تعالیٰ امر کرے یہی معنی خاتم النّبیین کے ہیں کیونکہ نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر وحی تشریع ہو۔نہ صاحب وحی الہام ومبشرات کو۔

الغرض بعض اہل کشف وجود نبوت لغویہ کی تقسیم کرتے ہیں نہ نبوت مصطلحه فی الادیان کی۔یعنی مطلق نبوت جو لا بشرط شے کے درجہ میں ہے۔اس کے دو فرد ہیں۔نبوت بشرط لا تشریع یعنی نبوت عامہ ومطلقہ یہ علی قدر مراتب تمام مخلوق میں موجود ہے۔دوسرا نبوت بشرط تشریع یعنی نبوت خاصہ شرعیہ۔یہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے اور یہی مرتفع ہوگئی ہے اور یہ اصطلاح شریعت کے کچھ بھی خلاف نہیں۔

شیخ اکبر (فتوحات مکیہ ج۲ ص۶۴) میں لکھتے ہیں کہ: ''اول مابدی به رسول الله ﷺ من الوحی الرؤیا فکان لایری رؤیا الاخرجت مثل فلق الصبح وهی التی ابقی الله علی المسلمین وهی من اجزاء النبوة فما ارتفعت النبوة

بـالـكلية ولهـذاء قلـنـا انما ارتفعت نبوة التشريع فهذا معنى لانبي بعده "
﴿ابتداء میں سب سے پہلے جو وحی حضورﷺ کی ہوئی ہے وہ رؤیا تھی جو خواب دیکھتے صبح روشن کی طرح ظاہر ہوتے تھے اور یہ نوع وحی، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں باقی رکھی ہے اور یہ نبوت حقیقت کے اجزاء میں سے ایک جز ہے۔ پس نبوت جمیع اجزاء مرتفع نہیں ہوئی۔ (یعنی تمام کملات واوصاف نبوت صدق، دیانت، امانت، تقویٰ، عبادت، زہد، توکل، رویاء، کشف، الہام وغیرہ دنیا سے نہیں اٹھ گئے) ہاں حقیقت نبوت کا آخری جز تشریع یعنی اعطاء منصب نبوت ووحی شریعت من اللہ مرتفع ہے۔ پس یہی معنی لا نبی بعدہ کے ہیں۔ کیونکہ جب تک حقیقت نبوت کے جمیع اجزاء موجود نہ ہوں نبوت موجود نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا حضورﷺ کے بعد جز تشریع مرتفع ہو جانے کی وجہ سے کوئی نبی بھی نہیں ہوسکتا۔﴾

انہی لیے شیخ نے اس کے بعد اسی (ص ج ۲ ص ۶۴) میں تصریحاً یہ بھی فرمادیا ہے کہ: ''اسم النبی زال بعد رسول اللہ ﷺ ''یعنی حضورﷺ کے بعد نبی کا اسم ہی زائل ہوگیا ہے۔ کیونکہ حقیقت میں حضورﷺ کے بعد نبی تو اسی شخص کو کہہ سکتے ہیں جو حضورﷺ کے بعد منصب نبوت کی ڈیوٹی پر فائز ہو۔ ہاں عیسیٰ علیہ السلام وادریس علیہ السلام والیاس علیہ السلام جو حضورﷺ سے پہلے اپنے اپنے زمانہ کے نبی، منصب نبوت کی ڈیوٹی پر فائز تھے اب وہ حضورﷺ کے بعد عندالشیخ زندہ موجود ہیں۔ ان کی نبوت کی ڈیوٹی ختم ہوگئی۔ لہٰذا ان کو نبی غیر تشریعی بھی کہہ سکتے ہیں۔ یعنی وہ نبی جن کی نبوت کی ڈیوٹی ختم ہوگئی کیونکہ اب صاحب الزمان نبی دوسرے ہیں۔ اسی وجہ سے شیخ نے (فتوحات مکیہ ج ۲ ص ۶۴) میں لکھا ہے کہ: ''فعلمنا انه قوله لانبي بعده اى لا مشرع خاصة لا انه لايكون بعده نبي ''یعنی ہم نے جان لیا کہ لانبی بعدہ کے یہ معنی ہیں کہ کوئی حضورﷺ کے بعد منصب نبوت کی ڈیوٹی پر صاحب شرع ہو کر نہیں آسکتا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی زندہ موجود ہی نہیں رہے گا اور اسی طرح (فتوحات مکیہ باب ۷۳ ج ۲ ص ۳) میں فرماتے ہیں کہ: ''ابقى الله بعد رسول الله ﷺ من الرسل الاحياء باجسادهم فى هذه الدار الدنيا ثلثة وهم ادريس عليه السلام بقى حياً بجسده واسكنه الله فى اسماء الرابعة...... وابقى فى الارض ايضاً الياس وعيسىٰ كلاهما من المرسلين'' اس کے بعد لکھتے ہیں کہ: ''النبوة التى انقطعت بوجود رسول الله ﷺ انما هى نبوة التشريع لا مقامها فلا شرع يكون ناسخاً لشرعه ﷺ ولا يزيد فى

شرعه حكما اخر وهذا معنى قوله ان الرسالة والنبوة قد انق‍ ـعت فلا رسول بعدي ولا نبي اے لا نبي بعدي يكون على شرع يخالف شر بل اذا كان يكون تحت حكم شريعتي '' ﴿وہ نبوت حقیقت جوحضور ﷺ کی بعثت سے منقطع ہو گئی ہے۔ وہ نبوت تشریعی ہے۔ جس میں امر و نہی الٰہی نازل ہوا کرتے ہیں نہ مقام نبوت، پس حضور ﷺ کے بعد شریعت نازل نہیں ہوسکتی۔ جو حضور ﷺ کی شریعت کے لئے ناسخ بنے اور نہ آپ کی شریعت میں کوئی حکم زیادہ ہوسکتا ہے۔ رسالت اور نبوت کے منقطع ہونے اور حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہ ہونے کے یہی معنی ہیں۔ یعنی میرے بعد کوئی ایسا نبی جس پر شریعت نازل ہو جو ہر حال میری شریعت کے خلاف ہوگی، نہ ہوگا۔ تو حضور ﷺ ہی کی شریعت کے تحت میں داخل ہوگا۔ جیسے الیاس وادریس وعیسیٰ علیہم السلام۔﴾

اور (فتوحات مکیہ ج۱ ص۵۶۹) میں لکھتے ہیں کہ: ''لا يكون بعد رسول الله ﷺ في امته نبي يشرع الله له خلاف شرع محمد ولارسول وما منع المرتبة ولا حجرها من حيث لاتشريع ولا سيماقال عليه السلام في من حفظ القرآن ان النبوة ادرجت بين كتفيه وقال في المبشرات انها جزء من اجزاء النبوة فوصف بعض امتي بانهم قدحصل لهم المقام وان لم يكونوا على شرع يخالف شرعه وقد علمنا بما قال ﷺ ان عيسىٰ عليه السلام ينزل فينا حكماً مقسطاً عدلاً فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ولا يشك قطعا انه رسول الله ونبيه وهو ينزل فله عليه السلام مرتبة النبوة بلاشك عندالله وما له مرتبة التشريع عند نزوله فعلمنا بقوله عليه السلام انه لانبي بعدي ولا رسول ان النبوة قد انقطعت والرسالة انما يريد بهما التشريع '' ﴿حضور ﷺ کے بعد حضور ﷺ کی امت میں کوئی نبی اور رسول نہیں ہوسکتا۔ جس پر شریعت محمدیہ کے خلاف شریعت نازل ہو ہاں مقام نبوت جس میں تشریع نہیں ہوتی۔ ممنوع اور مہجور نہیں۔ جبکہ حضور ﷺ نے قرآن کریم کے حافظ کے متعلق فرمادیا ہے کہ اس کے پہلو میں نبوت درج کر دی گئی اور مبشرات کے متعلق فرمایا کہ یہ بھی نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ہے۔ پس حضور ﷺ کی امت کو مقام نبوت حاصل ہے۔ اگرچہ شریعت محمدیہ کے خلاف شریعت نازل نہیں ہوسکتی اور پھر ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ امت محمدی میں عیسیٰ علیہ السلام حاکم اور خلیفہ ہوکر نزول فرمائیں گے۔ صلیب کو توڑنے اور خنزیر کے قتل کرنے کا حکم دیں گے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ

بے شک اللہ کے رسول اور نبی ہیں اور بلا شک عند اللہ ان کو مرتبہ نبوت حاصل ہے لیکن نزول کے وقت مرتبہ تشریع نہ ہوگا۔ یعنی نبوت کی ڈیوٹی پر نہ ہوں گے تا کہ امر و نہی نازل ہو۔ پس معلوم ہوگیا کہ حضور ﷺ کے ارشاد کے یہ معنی ہیں کہ منصب نبوت اور رسالت تشریعیہ منقطع ہوگئی نہ مقام نبوت لغویہ جو علی قدر مراتب سب میں موجود ہے۔ نبی غیر صاحب الزمان وصاحب تعریفات و مقام نبوت وقابل نبوت و حافظ قرآن وصاحب وحی الہام ورؤیا صالحہ بلکہ صاحب وحی مطلقہ شہد کی مکھی وغیرہ اور صاحب نبوت عامہ جو تمام مخلوقات میں ساری ہے۔ ﴾

شیخ نے ایک دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ: ''قال فی حدیث من حفظ القرآن فقد ادرجت النبوة بین جنبیه انما لم یقل فقد ادرجت النبوة فی صدره اوبین عینیه اوفی قلبه لان ذلك رتبة النبی لارتبة الولی (کبریت علی حاشیه یواقیت ج۲ ص۸)'' ﴿حضور ﷺ نے حدیث میں حافظ قرآن کے متعلق یہ فرمایا کہ اس کے پہلو میں نبوت داخل کر دی گئی۔ یہ نہیں فرمایا کہ اس کے سینہ میں یا اس کی آنکھوں کے سامنے یا اس کے قلب میں نبوت رکھ دی گئی۔ اس لئے کہ یہ مرتبہ نبی کا ہے نہ ولی کا۔ ﴾

شیخ اکبر نے (فتوحات مکیہ باب ۷۳ کے جواب ۲۵) میں لکھا ہے کہ: ''اعلم ان النبوة لم ترفع مطلقاً بعد محمد ﷺ انما ارتفع نبوة التشریع فقط وقد کان الشیخ عبدالقادر الجیلی یقول ادنیٰ الانبیاء اسم النبوة واوتینا اللقب ای حجر علینا اسم النبی مع ان الحق تعالیٰ یخبر نافی سرائرنا بمعانی کلامه وکلام رسوله ﷺ صاحب هذا المقام من انبیاء الاولیاء فغایة نبوتهم التعریف بالاحکام الشریعة حتیٰ لا یخطئوا فیها لا غیر (از یواقیت ج۲ ص۳۹)'' ﴿جان تو کہ حضور ﷺ کے بعد مطلق نبوت (جو بمعنی خبر دادن کے ہے) مرتفع نہیں صرف نبوت تشریعیہ مرتفع ہے۔ (جو ادیان میں مصطلحہ ہے) حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ انبیاء علیہم السلام کو اسم نبوت اور منصب نبوت دیا گیا اور ہم اولیاء امت کو صرف لقب دیا گیا۔ یعنی باوجود اللہ تعالیٰ ہم کو بطریق تعریف وبذریعہ وحی الہام کلام اللہ اور کلام رسول اللہ ﷺ کے معنی کی خبر دیتا ہے۔ مگر نبی کا اطلاق ہم پر ممنوع ہے۔ ایسے اولیاء جو اس مقام کے صاحب ہوں ان کو انبیاء الاولیاء کہا جاتا ہے۔ ﴾ یعنی یہ اولیاءٔ انبیاء کے مشابہ ہیں ان کی نبوت یہی ہے جو احکام شرعیہ قرآن وحدیث کو بطریق تعریف و وحی الہام حاصل کرتے ہیں۔ جس میں خطا واقع نہیں ہوتی۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ نہ یہ کہ ان پر

کلام مجید کی آیات اوراس کے اوامر ونواہی ودیگر اوامر جدیدہ بطریق وحی نبوت وخطاب من اللہ نازل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی اوراس کی امت قائل ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی (مکتوب ۲۴ ج ۳ ص ۳۲۷) میں فرماتے ہیں کہ: ''لوازم وکمالاتیکه در نبوة درکار است همه راعمرؓ دارد اماچوں منصب نُبوة بخاتم الرسل ختم شده است بدولت منصب نبوة مشرف نگشت''

اور (مکتوبات ۲۵۱ ج ۱ ص ۴۱۱) میں فرماتے ہیں کہ: ''کمالات حضرت شیخینؓ شبیه کمالات انبیاء علیهم السلام است'' اوراس کے بعد اسی مکتوب کے آخر میں لکھتے ہیں کہ: ''ایں هر دو بزرگوران درکلانی وبزرگی درانبیاء علیهم السلام معدودانند'' یعنی کمالات میں دونوں خلیفہ ابوبکرؓ وعمرؓ انبیاء علیہم السلام کے مشابہ ہیں۔

اور (فتوحات مکیہ ج ۲ ص ۴۹۵، ج ۳ ص ۵۶۸) سے پہلے پر نقل کر چکا ہوں کہ نبوت اور نبی کا اطلاق خاص صاحب وحی تشریع پر ہے اور تشریع نبوت کے اجزاء میں سے آخر جز ہے تاوقتیکہ مجموع اجزاء نبوت سے متصف نہ ہو، نبی کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا حضورﷺ کے بعد نبی کا اسم ہی زائل ہو چکا۔ نبی اور ولی میں یہی فرق ہے کہ نبی پر وحی تشریع ہوتی ہے اور ولی پر وحی تشریع نہیں ہوتی۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ صوفیاء کرام نبوت الغویہ کی تقسیم کرتے ہیں۔ نبوت عامہ غیر تشریعی ہے جو علی قدر مراتب تمام مخلوقات کو حاصل ہے اور دوسرے نبوت تشریعیہ یہی مخصوص بالانبیاء ہے۔ بتلایئے اس میں کس کو خلاف ہوسکتا ہے؟۔

(فتوحات مکیہ ج ۲ ص ۶۹) میں ہے کہ: ''وان كان سواله عن مقام الانبياء من الاولياء ای انبياء الاولياء وحی النبوة التی قلنا انها لم تنقطع'' یعنی اگر کوئی ان اولیاء اللہ کے مقام کو دریافت کرے جو مقام نبوت تک پہنچے ہیں۔ جن کو انبیاء الاولیاء کہا جاتا ہے اور یہی وہ نبوت ہے جسے ہم کہتے ہیں کہ وہ منقطع نہیں ہوئی۔ قیامت تک باقی رہے گی۔ خود مرزا قادیانی قبل صریح دعویٰ نبوت (حاشیہ انجام آتھم ص ۲۸، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً) میں لکھتا ہے کہ: ''آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے۔ وہ انہی مجازی معنوں کے رو سے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔''

اور (حاشیہ انجام آتھم ص ۲۷، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً) میں ہے کہ: ''غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں مگر میں

اسکو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے۔'' اور دعویٰ نبوت کے بعد لکھتے ہیں کہ: ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔''

(ملفوظات ج۱۰ص۱۲۷، بدر۵/ مارچ ۱۹۰۸ء)

اور (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج۲۲ص۴۰۶) میں صاف لکھ دیا ہے کہ: ''اس وقت تک اس امت میں کوئی اور شخص نبی کے نام پانے کا مستحق نہیں گذرا۔'' اور (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ص۱۱، خزائن ج۱۸ص۲۱۵) میں ہے کہ: ''اب تمام دنیا بے دست وپا ہے۔ کیونکہ نبوت پر مہر ہے۔'' نبوت صرف موہبت ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب حاصل کلام یہ ہے کہ منصب نبوت جو وہبی ہے۔ جس میں وحی تشریع کا نازل ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ وحی تشریع حقیقت نبوت میں داخل ہے۔ وہ حضورﷺ کی بعثت عامہ کے بعد منقطع ہے۔ لیکن مقام نبوت لغویہ اور کمالات نبوت جو کسبی ہیں اور حقیقت نبوت شرعیہ کے بعض اجزاء ہیں۔ وہ باقی ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جب تک کسی حقیقت کے جمیع اجزاء موجود نہ ہوں وہ حقیقت موجود نہیں ہوسکتی۔ البتہ نبوت لغویہ عامہ یہ تمام مخلوقات میں علی قدر مراتب ساری ہے۔ لیکن باوجود اس کے نبی کے اطلاق کرنا۔ اس معنی پر ممنوع ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کو بعد نزول کے جو نبی کہا گیا ہے۔ وہ بے شک حقیقتاً اپنے زمانہ کے نبی ہیں۔ حضورﷺ سے پہلے منصب نبوت پر بعثت ہوچکی۔ اپنے زمانہ میں صاحب الزمان رسول تھے۔ لیکن حضورﷺ کی بعثت عامہ کے بعد صاحب الزمان رسول نہیں رہے اور اس امت کے لئے رسول ہوکر تشریف نہیں لائیں گے۔ بلکہ ان پر صاحب الزمان رسول یعنی حضورﷺ کی شریعت کا اتباع واجب ہوگا اور ان پر وحی نبوت نہ ہوگی۔ اب مرزا قادیانی کے دعویٰ کو ملاحظہ کرلو۔ سب سے آخری مکتوب میں لکھتے ہیں کہ: ''میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔'' ایک غلطی کا ازالہ میں محدثیت سے انکار کر کے اس سے بڑھ کر وہبی نبوت کو دعویٰ کیا۔ مسیح موعود نے لکھا ہے کہ: ''خدا نے مجھے منصب نبوت پر پہنچایا ہے۔''

(حقیقت النبوۃ ص۲۲۰)

اور (اربعین نمبر۴ص۶، خزائن ج۱۷ص۴۳۵) میں لکھتے ہیں کہ: ''یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے وحی کے ذریعہ سے چند امر ونہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی...... اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔'' اور اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ: ''چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو

میرے پر ہوتی ہے۔فلک یعنی کشتی کے نام موسوم کیا..... اب دیکھو خداتعالیٰ نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔" اور شیخ اکبرو شیخ عبدالوہاب شعرانی نے جو رئیس المکاشفین ہیں۔ایسے شخص پر ضرب بنا عنقہ کا فتویٰ صادر فرمایا ہے تو پھران کے کلام میں الحاد کے امداد کی کون صورت نکل سکتی ہے؟۔ مرزائی امت بہت کوشش کرتی ہے کہ شیخ اکبر کی فتوحات مکیہ سے کچھ سہارا مل جائے مگر یہ خیال محض عبث نکلا۔ حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ شیخ اکبر کی فتوحات اور دیگر کتب میں بعض یہود نے بعض جگہ افتراء کیا ہے۔اس لئے قابل استناد نہیں۔" لکنا تیقناً ان بعض الیهود افتراها علی الشیخ قدس الله سره فیجب الاحتیاط به ترک مطالعة تلك الکلمات وقد صدر امر سلطانی با النهی فیجب الاجتناب من کل وجه (درمختار ج۱ ص۳۵۸، کتاب الجهاد باب المرتد) "اور شیخ شعرانیؒ نے بھی دیباچہ یواقیت میں کتب شیخ کو مدسوس کہا ہے۔جمال الدین نامی ایک شخص نے گڑبڑ کر دیا ہے۔

نبی اور نبوت اور وحی نبوت کی تعریف اور رسول اور نبی کے معنی میں اصطلاحی شرعی فرق

قرآن کریم نے سب نبیوں کے لئے کتاب اور شریعت اور نبوت کو ثابت فرمایا ہے۔ چنانچہ سورہ انعام کے ساتویں رکوع میں اٹھارہ نبیوں کا ذکر آیا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، نوح علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، ایوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، الیاس علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، الیسع علیہ السلام، یونس علیہ السلام، لوط علیہ السلام۔

اس کے بعد ہے کہ:" اولئك الذین اتیناهم الکتاب والحکم والنبوة (انعام:۸۹) "یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے کتاب اور شریعت اور نبوت دی ہے۔خود ہارون علیہ السلام کے متعلق ہے جن کو مرزا قادیانی غیر تشریعی نبی بتلاتے ہیں۔" ولقد مننا علیٰ موسیٰ وهارون (الصافات:۱۱٤) "پھر ان احسانات کا بیان ہے۔" واتیناهما الکتاب المستبین (الصافات:۱۱۷) "ہم نے ان دونوں موسیٰ و ہارون علیہم السلام کو کتاب روشن دی اور سورہ انبیاء میں ہے۔" ولقد اتینا موسیٰ وهارون الفرقان

وضیاء وذکراً للمتقین (الانبیاء:۴۸)" حالانکہ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے وزیر اور شریک فی النبوۃ تھے۔" واجعل لی وزیراً من اهلی هارونَ اخی ۰ طه ۳۰، واشرکه فی امری (طه:۳۲)"

"واذ اخذ الله میثاق النّبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمة (آل عمران:۸۱)" یعنی جب اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا کہ جب کبھی میں تم کو کتاب اور شریعت دوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب اور شریعت نبیوں کو دی گئی ہے۔" کان الناس امة واحدة فبعث الله النّبیین مبشرین ومنذرین وانزل معهم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفو فیه (بقره:۲۱۳)" اس آیت میں تصریح ہے کہ تمام نبیوں پر کتاب نازل ہوئی ہے اور مرزا محمود قادیانی نے (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۴۹) میں یہی لکھا ہے۔ پھر اسی طرح قرآن کریم میں کتب پر ایمان لانے کا حکم ہے اور مفصل بتایا گیا ہے کہ الٰہی احکام اور اس کے شرائع کا نام کتاب ہوتا ہے۔" قوله تعالیٰ شرع لکم من الدین ماوصی به نوحا والذین اوحینا الیك وما وصینا به ابراهیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیمو الدین ولا تتفر قوا فیه (شوریٰ:۱۳)" اس سے واضح ہے کہ تمام انبیاء کو ایک ہی دین مشروع ہوا ہے۔ اعمال کچھ فروعی اختلاف ہوتا ہے اور بس۔" ان هذا لفی الصحف الاولیٰ (الاعلیٰ:۱۸)" یعنی یہ قرآنی تعلیم اور اس کے احکام پہلے انبیاء کی کتب میں بھی موجود ہیں۔" ثم اوحینا الیك ان اتبع ملة ابراهیم حنیفاً (النحل:۱۲۳)" یعنی ملت ابراہیمی اور ملت محمد ﷺ ایک ہی ہے۔" وما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحی الیه انه لااله الا انا فاعبدون (انبیاء:۲۵)" یعنی ہم نے آپؐ سے پہلے جو کوئی رسول بھیجا اس کو یہی وحی کی کہ کوئی بندگی کے لائق نہیں میرے سوا۔ میری ہی بندگی کرو۔" ولقد اوحی الیك والی الذین من قبلك لئن اشرکت لیحبطن عملك ولتکونن من الخسرین (زمر:۶۵)" ﴿آپؐ کی طرف اور آپؐ سے پہلے جس قدر انبیاء آئے سب کی طرف یہ وحی کی گئی کہ اگر تم بھی شرک کرو تو تمہارے بھی سارے عمل تباہ ہو جائیں اور تم خاسرین میں داخل ہو جاؤ۔﴾

"ما یقال لك الا ما قد قیل للرسل من قبلك ان ربك لذومغفرة وذوعقاب الیم (حم سجده:۴۳)" ﴿آپؐ سے وہی کہا جاتا ہے جو سب رسولوں سے آپؐ سے پہلے کہا گیا ہے کہ تیرا رب بڑی مغفرت والا ہے اور بڑا ہی دردناک عذاب دینے والا ہے۔﴾

نوٹ! ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ توحید کی تعلیم وتبلیغ کی وحی اور شرک کرنے سے نہی اور

عقیدہ مغفرت وعقاب کی تعلیم ہر نبی پر ہوئی ہے۔ جو شریعت کے اعلیٰ رکن ہیں اور فاعبدونی کہہ کر سب کو عبادت کرنے کی تبلیغ کا امر ہو رہا ہے اور پھر ہر نبی پر ایمان لانا اجزاء ایمان میں داخل ہے۔ بغیر ان پر اور ان کی وحی پر ایمان لائے ایمان معتبر نہیں ہوتا۔''ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ (النساء:٦٤)'' لہٰذا ہر نبی نبوت کا دعویٰ کر کے کم از کم اپنے اور اپنی وحی پر ایمان لانے کی طرف بلاتا ہے۔ وہ ایمان کے اجزاء میں ایک اور جزو اعلیٰ کو یعنی اپنے اور اپنی وحی لانے کو پہلی شریعت پر زیادہ کرتا ہے۔ پس اس سے بڑھ کر اور کون سا حکم نبوت تشریعی کا ہو سکتا ہے۔[1] مرزا قادیانی (ازالہ اوہام ص ۶۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۲) میں لکھتے ہیں کہ: ''رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے۔'' اور (ص ۵۳۴، خزائن ج ۳ ص ۳۸۷) میں لکھتے ہیں کہ: ''حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دین جبرائیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں۔'' (ص ۷۶۱، خزائن ج ۳ ص ۵۱۱) میں ہے کہ: ''رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے۔'' اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے کہ: ''اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (انعام:١٢٤)'' یعنی اللہ ہی جانتا ہے کہ اپنی پیغامبری کا سلسلہ کہاں قائم کرے گا۔ یعنی پیغامبری کا منصب عطاء کرنا اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ ایک یہ کہ یہ منصب محض وہبی ہے۔ کسبی

---

[1] جیسا کہ مرزا قادیانی پر وحی ہوئی۔ ''قل یا ایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً'' (اشتہار معیار الاخیار، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۰، البشریٰ ج ۲ ص ۵۶)

''قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ''

(ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۸۱، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۷)

''قل انما انابشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد''

(حقیقت الوحی ص ۸۱، ۸۲، خزائن ج ۲۲ ص ۸۵)

''واتل ما اوحی الیک من ربک'' (حقیقت الوحی ص ۷۴، خزائن ج ۲۲ ص ۷۸)

''انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً'' (حقیقت الوحی ص ۱۰۱، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۵)

''انا ارسلنا احمد الی قومہ فاعرضوا وقالو کذاب اشر''

(اربعین نمبر۲ ص۳٦، خزائن ج۱۷ ص ۳۸٤)

''یا ایھا النبی اطعم الجائع والمعتر۔ حقیقت النبوۃ ص ۲۰۰''

نہیں۔ جس [1] کو اللہ اپنا رسول مقرر کرے وہ رسول ہوگا۔ دوسرے اس میں یہ ہوگا کہ خدا کے احکام بندوں تک پہنچائے گا۔ جو اس پر ایمان لاکر عمل کرے گا۔ نجات پائے گا اور جو ایمان نہ لایا معذب ہوگا۔ اسی وجہ سے انبیاء علیہم السلام کو بشیر ونذیر فرمایا گیا ہے۔

''وما ارسلناك الا كافة للناس بشيراً ونذيراً (سبا:٢٨)'' ''وما نرسل المرسلين الا مبشرين ومنذرين (الكهف:٥٦)'' یعنی ایمان والوں کے لئے بشير بالجنة ہیں اور کافروں کے لئے نذیر عن النار ہیں اور ''ما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي (الحج:٥٢)'' اور ''ما علينا الا البلاغ (يسين:١٧)'' سے ظاہر ہے کہ رسول اور نبی دونوں تبلیغ اوامر کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ ''قل انما انا بشر مثلكم يوحى الىّ (حم سجده:٦)'' سے ثابت ہے کہ انبیاء بھی بشر ہوتے ہیں۔ انبیاء میں اور غیر انبیاء میں مابہ الامتیاز وحی نبوت ہی ہے۔

اب شریعت اسلام کی رو سے نبی کی یہ تعریف ہے۔ نبی وہ خاص انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ منصب نبوت [2] عطاء فرما کر اپنے احکام یعنی شریعت کے اوامر ونواہی وعقائد اس پر وحی کر کے اس کو قوم کی طرف مبعوث فرمائے اور اس کی اطاعت اور اس کی شریعت کی تعمیل ایک خاص وقت تک فرض قرار دے اور وہ اپنی نبوت کا اعلان کرے خدا کے حکم سے یہ عام ہے۔ خواہ یہ احکام جدیدۃ النزول جن کی تبلیغ کا ان کو امر ہے اور ان کی تعمیل لوگوں پر واجب ہے۔ پہلی شریعت کے موافق نازل ہوں یا مخالف، وحی امور غائبہ یعنی عقائد متعلقہ معاد وایمانیہ سب نبیوں میں ایک ہے اور مشترک ہیں۔ ان میں اختلاف اور نسخ نہیں ہوسکتا۔ جب کہ نبی واجب الاطاعت ہے اور اسی کی شریعت واجب التعمیل ہے۔ تو یہ شریعت جدیدہ پہلی شریعت کی ناسخ ہوگی۔ کیونکہ اس حیثیت

---

[1] (حقیقت النبوۃ حاشیہ ص۲۴۷) میں ہے نبی وہی ہے۔ ''جس کا نام خدا نبی رکھے اور اس کے حکم سے وہ اپنی نبوت کا اعلان کرے۔''

نوٹ! امور غائبہ کی وحی جو لازم نبوت ہے وہ وہی امور آخرت حشر ونشر وحساب اعمال وجنت ودوزخ وعذاب قبر ووجود باری وتوحید وملائکۃ اللہ واحکام شرعیہ وغیرہ ہیں۔ جن کا وجود ہم سے غائب ہے اور ان پر ایمان لانا ہر مکلف پر فرض ہے اور ان کی تبلیغ برطبق وحی الٰہی ہر نبی کا اولین فرض ہے۔ نہ نجومیوں اور رمالوں کی طرح محض واقعات آئندہ کی پیش گوئی کرنا۔

[2] نبوت کی تعریف یہ ہے۔ ''هو منصب من الله تعالىٰ لتبليغ الاحكام الالهية الى قومه'' یہ وحی نبوت کی تعریف ہے۔ ''هو اعلام الشريعة من الله تعالىٰ لنبيه''

سے کہ اس نبی کی شریعت ہے۔ واجب التعمیل ہے نہ اس حیثیت سے کہ پہلے نبی کی شریعت ہے۔ جس کی ڈیوٹی ختم ہوگئی اور اگر یہ شریعت جدیدہ ناسخہ پہلی شریعت کے بالکل موافق ہے۔ یعنی اس نبی نے پہلے نبی کے جملہ احکام کو بحوالہ قائم رکھا سوائے جدید دعویٰ نبوت ووحی شریعت واجب الایمان کے اور سوائے ان بعض احکام کے جو پہلی شریعت کے مخالف ومغائر ہر نبی پر خاص نبی کے عمل وعبادت کے لئے نازل ہوا کرتے ہیں۔ ’’ولا یلزمهم اتباع الرسل‘‘ کہ ان میں تبلیغ کا امر نہیں ہوتا۔ تو پہلی شریعت کا مقرر نبی کہلاتا ہے۔

یحکم به النبیین میں داخل ہوگا۔ کیونکہ جب شریعت سابقہ کی تعلیم جس کا اجراء تاہنوز منظور الٰہی ہے مٹ جاتی تھی اور اس میں تحریف کر دی جاتی تھی۔ تو دوسرا نبی مبعوث فرما کر بعینہ وہی شریعت اس پر وحی کر کے تبلیغ کا امر کیا جاتا تھا اور ان تحریفات کو زائل کر دیا جاتا تھا اور اگر یہ نئی شریعت جس کی تبلیغ کا امر کیا گیا۔ بعض احکام میں شریعت سابقہ کے مخالف ومغائر ہے اور ناسخ کلی ہے۔ یا مبلغ الیهم کے اعتبار سے بالکل نئی شریعت ہے۔ جیسے شریعت حضرت اسماعیل علیہ السلام قبیلہ جرہم کے لئے تو یہ رسول کہلائے گا۔

اور اولوالعزم رسل وہ ہیں جن پر اخلاقی، تمدنی، معاشرتی، سیاسی سب ہی قسم کے جامع احکام نازل ہوئے۔ اگرچہ صاحب کتاب وصحف سب ہی انبیاء ورسل علیہم السلام ہیں۔ مگر حقیقت صاحب کتاب اولوالعزم رسل ہیں۔ اسی وجہ سے ابوذرؓ کی حدیث میں ہے کہ ’’ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ہوئے ہیں اور تین سو پندرہ رسول ہوئے۔ جن میں اوّل آدم علیہ السلام اور آخر محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔‘‘ (رواہ احمد مشکوٰۃ ص۵۱۱، باب الحق وذکر الانبیاء علیہم السلام، کنز ص۱۲۰،۱۲۱، ج۶)

اور ایک حدیث میں رسولوں کی تعداد زیادہ فرمائی اور رسولوں سے کتابوں کی تعداد کم یعنی تین سو تیرہ رسول اور ایک سو چار کتابیں۔ (حاشیہ شرح عقائد نسفی ص۱۴۱ مجتبائی) اور خاتم النّبیین وہ الولوالعزم رسول اور نبی الانبیاء ہیں۔ جو تمام خلق کی طرف تمام نبیوں کے آخر میں شریعت جامع کل شرائع وکامل واکمل دے کر مبعوث کیا جائے اور تمام نبیوں نوح وابرہیم، وموسیٰ علیہم السلام وغیرہم الوالعزم رسولوں پر بھی فرض قرار دیا گیا ہو اور سخت عہد لے لیا گیا ہو کہ اگر ان کا زمانہ پائیں تو ضرور ضرور ان پر ایمان لائیں اور ان کی شریعت کی اتباع کو اور ان کی نصرت کو اپنا فرض سمجھیں[1]۔

---

[1] حسب تحریر مرزا محمود، مرزا قادیانی کا دعویٰ بھی یہی ہے کہ میں خاتم الانبیاء ہوں۔ (حاشیہ حقیقت الوحی ص۱۹۲، خزائن ج۲۲ ص۲۰۰) میں ہے کہ ’’میں صرف پنجاب ہی کے لئے نہیں مبعوث ہوا بلکہ تمام دنیا کے لئے۔‘‘

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

مرزائیوں کے عقائد

مرزائی عقیدہ نمبر ۱...... اجرائے نبوت

مرزائیوں کے نزدیک آنحضرت ﷺ آخری نبی نہیں ہیں۔ حضور ﷺ کے بعد بھی نئے نبی ہو سکتے ہیں اور آپ کے بعد بھی منصب نبوت ملتا رہے گا۔ چنانچہ مرزا قادیانی انبیاء سابقین کی طرح منصب نبوت ورسالت کے مدعی ہیں۔ ان کے منکر کافر ہیں، ہرگز مسلمان نہیں۔

مرزا قادیانی کے دعاوی کی ابتداء کس کس سنہ سے ہے

''دعویٰ الہام ۱۸۸۰ء میں شائع کیا اس کے بعد ۲۸ سال زندہ رہے۔''
(حقیقت النبوت ص ۴۹)

''دعویٰ مسیحیت ۱۸۹۱ء میں کیا اس کے بعد ۱۷ سال چند ماہ زندہ رہے۔''
(حقیقت النبوت ص ۵۱)

''اس عقیدہ میں ۱۹۰۰ء کے بعد تبدیلی ہوئی۔ ۱۹۰۰ء کے بعد دعویٰ نبوت کیا۔ (بلکہ ۱۹۰۰ء میں) پس مسئلہ نبوت کے متعلق جب بحث ہو تو ہمیں ان تحریرات کو اصل قرار دینا ہوگا۔ جو ۱۹۰۱ء سے لے کر وفات تک شائع ہوئیں۔ (بلکہ ۱۹۰۰ء سے) اور پہلی تحریرات (جن میں دعویٰ نبوت نہیں بلکہ دعویٰ نبوت سے انکار ہے اور محدثیت یا جزئی نبوت یا مجازی نبوت وغیرہ الفاظ ہیں) منسوخ ہیں اور تریاق القلوب ۱۸۹۹ء کی ہے۔ جو بعض موانعات کی وجہ سے ۱۹۰۲ء میں شائع ہو سکی۔''
(حقیقت النبوت ص ۵۵، ۱۲۰، ۱۲۱)

''۱۹۰۰ء کے بعد سے جزوی نبوت یا محدثیت منسوخ ہے۔'' (حقیقت النبوت ص ۱۶۱)

مرزا قادیانی کی پالیسی دعویٰ نبوت میں

۱۹۰۰ء سے پہلے مرزا قادیانی کا مجدد، امام الوقت، محدث، مہدی معہود، مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا اور بظاہر ختم نبوت کا اقرار کرتے تھے اور بڑے شد ومد کے ساتھ ختم نبوت پر اپنا ایمان ظاہر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہر قسم کی نبوت آپؐ پر ختم ہوگئی ہے اور نبوت کی کوئی نوع باقی نہیں رہی۔ چنانچہ موجبہ کلیہ سے بیان کرتے تھے۔

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

(سراج منیر ص ۹۳، خزائن ج ۱۲ ص ۹۵)

اور دعویٰ منصب نبوت سے قطعی انکار ظاہر کرتے تھے۔ کیونکہ قران میں نص قطعی ہے اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور ضروریات اسلام میں داخل ہے اور کوئی تاویل بھی نہیں سوجھتی تھی۔ دعویٰ نبوت میں مسلمان تو کیا ان کے مرید بھی ہاتھ سے جاتے رہتے یک لخت کوئی یہ دعویٰ مان لینے کے لئے تیار نظر نہیں آیا۔ لہٰذا کچھ کچھ شوشے لگانے شروع کئے کہ محدث بھی جزئی نبی ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک وجہ سے نبی ہی ہوتا ہے۔ مجاز اً لغوی معنی کی رو سے نبی کہہ سکتے ہیں۔ مگر میرے نزدیک پسندیدہ نہیں کہ عام مسلمان کو دھوکہ لگ جانے کا خوف ہے۔ پھر خوب کثرت سے اس لفظ کا استعمال شروع ہو گیا کہ میں بوجہ مامور ہونے کے مجبور ہوں۔ جب دیکھا کہ اب مریدوں کے کان ان الفاظ کو سن کر بدکتے نہیں اور قلوب پر مہر لگ چکی ہے تو یہ سب قیدیں اڑا دیں اور کھلے بندوں نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)

اگر کوئی مرید نبوت سے انکار کرتا ہے تو اس کی جان کو آجاتے ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی اپنے ایک مرید کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ ملاحظہ ہو (ایک غلطی کا ازالہ ص ۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۶) اس بیچارے کو خواہ مخواہ کس قدر ڈانٹ رہے ہیں۔ چونکہ شریعت محمدیہ کے بعد کسی نبی کا آنا تو بہت مشکل امر تھا تو پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے درپے ہوئے اور چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ورود تواتر سے ثابت ہے۔ لہٰذا مسیح موعود، محدث بنے اور پھر چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے لگاؤ ہے تو پھر کیا تھا۔ بس راستہ کھل گیا۔

دعویٰ نبوت میں مرزا قادیانی کی تدریجی چال

۱۹۰۰ء سے پہلے صرف محدث ہونے کا دعویٰ تھا اور یہ دعویٰ بھی خدا کے حکم سے کیا گیا تھا اور بظاہر لفظوں میں ختم نبوت کے اقراری تھے اور مدعی نبوت کو کافر بتلاتے تھے۔ اس پر بھی نبی بننے اور کہلانے کا بہت شوق تھا۔ اسی لئے محدثیت کو مجازی، جزئی۔ لغوی نبوت سے تعبیر کرنے کے علاوہ حقیقت نبوت کو اپنے لئے خوب ثابت اور ظاہر کرتے تھے۔ مثلاً محدثیت انواع نبوت سے ایک نوع ہے۔ محدثیت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ’’نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں۔‘‘ (توضیح المرام ص ۱۸، ۱۹، خزائن ج ۳ ص ۶۰)

’’محدث کا حمل نبی پر جائز ہے۔ یعنی کہہ سکتے ہیں۔ المحدث نبی!‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۳۸، خزائن ج ۵ ص ۲۳۸)

۱۸۹۳ء الہامات میں ’’میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔‘‘ (انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ۶۲)

لہٰذا بعض علماء نے اس پر فتویٰ کفر دیا کہ اس شخص نے دعویٰ حقیقت میں نبوت کا کرلیا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی نے انکار کیا کہ میں مدعی نبوت نہیں ان الفاظ کو ترمیم شدہ اور کاٹا ہوا تصور فرمالیں اور اس کی جگہ محدث کا لفظ سمجھ لیں۔ لیکن پھر بھی مرزا قادیانی نے ان الفاظ کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ ۱۹۰۱ء میں ایک اشتہار بعنوان (ایک غلطی کا ازالہ، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۳۱) لکھ کر آپ نے نبوت کی ایک خام بنیاد رکھ ہی دی۔ بالآخر اس کے بعد بڑے شدومد کے ساتھ کھلم کھلا دعویٰ نبوت ورسالت کیا۔ (دیکھو بدر ۵ رمارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)

لیکن اس صاف دعویٰ کے ساتھ ہی غیرت الٰہی جوش میں آئی اور دفعتاً موت نے آپ کو آ پکڑا۔ ۱۸۹۱ء سے ۱۹۰۰ء تک کے اقوال ملاحظہ ہوں۔

۱۸۹۱ء کے اقوال

۱...... ''قرآن کریم بعد خاتم النّبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آئے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔'' (ازالہ اوہام ص ۷۶۱، خزائن ج ۳ ص ۵۱۱، ۱۸۹۱ء)

۲...... ''اب جبرائیل علیہ السلام بعد وفات رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا اور اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعہ سے صرف اتنا کہا جائے گا کہ تو قرآن پر عمل کر تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لائق ہے۔ ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرائیل علیہ السلام لاویں اور پھر چپ ہو جائیں یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۵۷۷، خزائن ج ۳ ص ۴۱۱، ۱۸۹۱ء)

''اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النّبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمدورفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن سے توارد رکھتی ہو پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۵۸۳، خزائن ج ۳ ص ۴۱۴)

۳...... ''حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دین جبرائیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۵۳۴، خزائن ج ۳ ص ۳۸۷)

۴...... ''رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ

جبرائیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔“
(ازالہ اوہام ص ۶۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۲)

۵...... ”ان پر (یعنی مولوی دستگیرؒ صاحب قصوری پر) واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الـٰـه الا الله محـمـد رسـول الله ! کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب ﷺ اولیاء اللہ کو ملتی ہے۔ اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگائے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۹۷)

مرزا محمود نے (حقیقت النبوت ص ۲۹۰) میں لکھا ہے کہ: ”حضرت مسیح موعود نے نزول جبرائیل کو نبوت کے لئے شرط ٹھہرایا...... پس خدا تعالیٰ نے الہام میں آپ کے پاس جبرائیل علیہ السلام کے آنے کی خبر دی ہے۔“

مرزا قادیانی نے اس کی بھی تصریح کی ہے کہ ایک رسول کسی دوسرے رسول کا مطیع اور تابع نہیں ہوا کرتا۔ چنانچہ (ازالہ اوہام ص ۵۶۹، خزائن ج ۳ ص ۴۰۷) میں ہے۔ ”مـا ارسـلـنـا من رسـول الا ليـطـاع بـاذن الله ! یعنی ہر ایک رسول مطاع بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔“ یعنی ہر نبی اپنی وحیوں کی اتباع کرے گا۔ دوسرے نبیوں کی وحیوں کی اتباع نہیں کر سکتا۔ اگر دونوں کی وحیوں میں ہر حکم میں توافق ہے تو بعد کا نبی پہلے رسول کی شریعت کا قائم کرنے والا کہلائے گا۔ ورنہ شارع جدید ہوگا۔ ہاں جس امر میں وحی نہ ہوئی ہو یا ان کی وحی کے خلاف نہ ہو تو ایک دوسرے کی اتباع بھی کرتے ہیں۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام سے فرمایا: ”هل عـصـيـت امری اور حضور ﷺ کو ارشاد ہوا۔ ”فبهدا اهم اقتده (انعام: ۹۰)“ ”ثم اوحينا اليك ان اتبع ملة ابراهيم حنيفاً (النمل: ۱۲۳)“

۶...... ”سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوہ اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوگئی۔“
(مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۰، ۲۳۱)

۷...... ”میں اظہاراً للحق عام خاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء ہے میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر

وغیرہ سے منکر، بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۲۳۰)

۸...... ''اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں جو اہل سنت والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ! کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں اور میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔'' (آسمانی فیصلہ ص۳، خزائن ج۴ص۳۱۳، حقیقت النبوت ص۹۲)

۱۸۹۲ء کے اقوال

۱...... ''اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب ﷺ کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا اور قرآن کریم کا ایک شوشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا۔ ہاں محدث آئیں گے۔''

(نشان آسمانی ص۳۰، خزائن ج۴ص۳۹۰)

۲...... ''تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام وتوضیح المرام وازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کے رو سے بیان کئے گئے ہیں ورنہ حاشاوکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے۔ اگر مسلمان ان لفظوں سے ناراض ہیں۔ تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں اور اس لفظ کو کاٹا ہوا خیال فرمالیں...... میری نیت میں جس کو اللہ تعالیٰ جل شانہ خوب جانتا ہے۔ اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں بلکہ صرف محدث مراد ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۳۱۳، حقیقت النبوۃ ص۹۱)

۱۸۹۳ء کے اقوال

۱...... ''ماکان اللہ ان یرسل نبیاً بعد نبینا خاتم النّبیین وما کان ان یحدث سلسلۃ النبوۃ بعدانقطاعھا''

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۷۷، خزائن ج۵ص ایضاً)

یہ نہیں ہوسکتا کہ ہمارے نبی خاتم النّبیین ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی نبی بھیجے اور نہ یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انقطاع کے بعد پھر سلسلہ نبوت کا حادث کرے۔

۲...... ''میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں تاکہ

دین مصطفی ﷺ کی تجدید کروں اور اس نے مجھے صدی کے سر پر بھیجا۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۸۲، خزائن ج۵ ص ایضاً)

۱۸۹۴ء کے اقوال

۱...... ''الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمّٰی نبیناﷺ خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسره نبینا فی قوله لا نبی بعدی ببیان واضح للطالبین ولو جوزنا ظهور نبی بعد نبیناﷺ لجوزنا انفتاح باب وحی النبوة بعد تغلیقها وهذا خلف کما لا یخفی علی المسلمین وکیف یجیئ نبی بعد رسولناﷺ وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم الله به النّبیین''

(حمامة البشریٰ ص۲۰، خزائن ج۷ ص۲۰۰)

''کیا تو نہیں جانتا کہ اس محسن رب نے ہمارے نبی ﷺ کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے اور کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا اور آنحضرت ﷺ نے طالبوں کے لئے بیان واضح سے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور اگر ہم آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز رکھیں تو لازم آتا ہے کہ وحی نبوہ کے دروازے کا انفتاح بھی بند ہونے کے بعد جائز خیال کریں اور یہ باطل ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر پوشیدہ نہیں اور آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی کیوں کر آوے۔ حالانکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد وحی نبوت منقطع ہوگئی ہے اور آپ ﷺ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔''

۲...... ''ماکان لی ان ادعی النبوة واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین'' (حمامة البشریٰ ص۹۷، خزائن ج۷ ص۲۹۷) ''مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے نکل جاؤں اور کافروں کی جماعت میں جاملوں۔''

۱۸۹۶ء کے اقوال

۱...... ''اگر راقم صاحب کی پہلی رائے صحیح ہے کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں تو پھر یہ دوسری رائے غلط ہے۔ جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ میں خود نبوت کا مدعی ہوں اور اگر دوسری رائے صحیح ہے تو پھر وہ پہلی رائے غلط ہے۔ جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف کو مانتا ہوں۔ کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول الله وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے

کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں۔ صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے۔''

(حاشیہ انجام آتھم ص۲۶، خزائن ج۱۱ص۲۶)

۲...... ''لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جل شانہ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں۔ جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے ان کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا۔ لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے اور اصل حقیقت جس کی میں علی روس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔''

(حاشیہ انجام آتھم ص۲۶، ۲۷، خزائن ج۱۱ص۲۶، ۲۷)

۳...... ''آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔''

(حاشیہ انجام آتھم ص۲۸، خزائن ج۱۱ص۲۸)

نوٹ: حضرت محی الدین ابن عربیؒ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بعد نزول نبی غیر تشریعی فرمایا ہے۔ یعنی حضور ﷺ کی نبوت عامہ کے بعد چونکہ وہ صاحب شریعت نہیں رہے ان کی ڈیوٹی ختم ہوگئی ہے۔ لیکن وہ تاہنوز زندہ ہیں۔ لہٰذا ان کو نبی غیر تشریعی کہہ سکتے ہیں۔ مگر مرزاغلام احمد قادیانی قادیانی ''(الحکم ۱۰؍اپریل ۱۹۰۳ء) میں تصریح فرماتے ہیں۔ ''محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی جائز نہیں دوسری جائز ہے۔ مگر میرا اپنا یہ مذہب ہے کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے۔''

۱۸۹۷ء کے اقوال

''ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کے رو سے بعد آنحضرت ﷺ نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا، قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے۔ مگر مجازی معنوں کے رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے...... میرے پر یہ بھی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین ﷺ کے بعد

بکلی بند ہیں۔اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کی رو سے اور نہ کوئی قدیم نبی آ سکتا ہے۔''

(سراج منیر ص ۳، خزائن ج ۱۲ ص ۵)

۱۸۹۹ء کے اقوال

۱...... ''آپ کے بعد اگر کوئی دوسرا نبی آ جائے تو آپ خاتم الانبیاء نہیں ٹھہر سکتے اور نہ سلسلہ وحی نبوت کا منقطع متصور ہو سکتا ہے اور اگر فرض بھی کر لیں کہ حضرت عیسیٰ امتی ہو کر آئیں گے تو شان نبوت تو ان سے منقطع نہیں ہوگی۔ گو امتیوں کی طرح وہ شریعت اسلام کی پابندی بھی کریں۔ مگر یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اس وقت وہ خدا تعالیٰ کے علم میں نبی نہیں ہوں گے اور اگر خدا تعالیٰ کے علم میں وہ نبی ہوں گے تو وہی اعتراض لازم آیا کہ خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی دنیا میں آ گیا اور اس میں آنحضرت ﷺ کی شان کا استخفاف اور نص صریح قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے۔ قرآن شریف میں مسیح بن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں۔ لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے اور نئے کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لانبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔''

(ایام الصلح ص ۱۴۶، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۲، ۳۹۳)

۲...... ''اور آنحضرت ﷺ نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیہ کریمہ ''ولکن رسول الله وخاتم النّبیین'' سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔''

(کتاب البریہ حاشیہ ص ۱۹۹، ۲۰۰، خزائن ج ۱۳ ص ۲۱۷، ۲۱۸)

۳...... ''پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی۔ پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔ کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔''

(ایام الصلح ص ۱۴۶، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۳)

۴...... ''بہت سے الہام ہیں جن میں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے۔ لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے......سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں۔ اسلام میں فتنہ پڑتا

ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اس لئے اپنی جماعت کو معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہئے کہ نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو گئی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین'' اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے...... مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خداوند تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ہوشیار رہنا چاہئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں۔'' (مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر چہارم ص۱۰۱ تا ۱۰۳، اخبار الحکم نمبر۲۹ ج۳، ۱۷/اگست ۱۸۹۹ء از رسالہ جماعت لاہوری اتمام حجت نمبر۶ ماہ صفر ۱۴۲۱ھ ص۷، اشاعت از سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور)

نوٹ! مرزا قادیانی نے ان عبارتوں میں کس قدر زور سے آنحضرت ﷺ کو آخر الانبیاء بغیر استثناء کہا ہے کہ آپؐ کے بعد کسی قسم کا نبی اس امت کے لئے آ ہی نہیں سکتا۔ نفی عام ہے ورنہ نص صریح قرآن کی تکذیب اور حضور ﷺ کی شان کا استخفاف لازم آئے گا۔ قرآن میں ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے۔ قرآن کریم بعد خاتم النّبیین ﷺ کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ حضور ﷺ کے بعد مدعی نبوت کو کافر جانتا ہوں۔ حضور ﷺ کے بعد صرف محدث آئیں گے۔ مدعی نبوت مسلمان ہرگز نہیں رہ سکتا۔ قرآن کریم پر ہرگز اس کا ایمان نہیں صوفیاء کے لغوی مجازی اصطلاح پر بھی جو ایک معمولی محاورہ مکالمات آلہیہ کا ہے۔ اس کو بول چال میں لانا پسند نہیں کرتا۔ عام مسلمانوں کو دھوکا لگتا ہے۔ میں مدعی نبوت ہرگز نہیں یہ نہیں، ہوسکتا کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے نکل جاؤں اور کافروں سے جاملوں۔ جہاں کہیں ایسے الفاظ صرف سادگی سے لغوی معنی کی رو سے نکل گئے اور اللہ جل شانہ میری نیت کو خوب جانتا ہے کہ ان الفاظ سے صرف محدث مراد ہے۔ حاشا وکلا مجھے نبوت کا ہرگز دعویٰ نہیں ان الفاظ کو کاٹا ہوا خیال فرمالیں اور بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ لیکن پھر اس کے بعد لکھتے ہیں مگر مجازی معنوں کے رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے۔ جن مکالمات میں لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے۔ ان کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا۔ مگر افسوس مرزائی بچارے کیا کریں خود مرزا قادیانی ہی ۱۹۰۰ء کے بعد بدل گئے۔ مرزا قادیانی کے نزدیک اس امت میں ظلی طور انبیاء علیہم السلام کے جمیع کمالات پانے والا نبی

نہیں بلکہ اس کا نام محدث ہے۔

۱...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ ”جب کسی کی حالت اس نوبت تک پہنچ جائے تو اس کا معاملہ اس عالم سے وراء الوراء ہو جاتا ہے اور تمام ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو ظلی طور پر پالیتا ہے۔ جو اس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے اور انبیاء اور رسل کا وارث اور نائب ہو جاتا ہے۔ وہ حقیقت جو انبیاء میں معجزے کے نام سے موسوم ہوتی ہے۔ اس میں کرامت کے نام سے ظاہر ہو جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے۔ اس میں محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے۔ اس میں محدثیت کے پیرایہ میں ظہور پکڑتی ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۳۷، خزائن ج ۵ ص ۲۳۷)

۲...... مرزا قادیانی کا (توضیح المرام ص ۱۸، خزائن ج ۳ ص ۶۰) پر دعویٰ ہے کہ: ”یہ عاجز خداتعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے۔“ اور یہ تصریح مرزا قادیانی بہ نص حدیث شیخین ”رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء (بخاری ج ۱ ص ۵۲۱، باب مناقب عمر بن الخطابؓ) ”محدث نبی نہیں ہوتا۔ اس لئے جزوی نبوت اور مجازی نبوت وغیرہ الفاظ کو کٹوا کر محدثیت کو قائم رکھواتے ہیں۔ جیسا کہ تحریرات سابقہ سے معلوم ہوا ہوگا۔ لیکن ۱۹۰۰ء کے بعد صریح نبوت کا دعویٰ کر کے لفظ جزئی نبوت اور محدثیت کا انکار کر کے محدث کے نام کو ترک کر دیا۔ چنانچہ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۹، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۳۵) میں صاف لکھتے ہیں۔ ”اگر خداتعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔“ اور (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶) میں صاف لکھ دیا کہ: ”اس وقت تک اس امت میں کوئی اور شخص نبی کے نام پانے کا مستحق نہیں گذرا۔“ حالانکہ محدث گذرے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ محدث سے بڑھ کر نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ یہاں تک کہ پہلے تحریرات کو دیکھ کر اگر کوئی شخص نبوت سے انکار کرتا ہے تو مرزا قادیانی اس کی جان کو آ جاتے ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں اپنے ایک مرید کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور اس بیچارے کو کس قدر ڈانٹ رہے ہیں اور اپنی نبوت کی نوعیت کو سمجھا رہے ہیں۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۲، خزائن ۱۸ ص ۲۰۶، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۳۱)

تنبیہ: اگر بروزی اور ظلی نبوت دین میں کوئی شئے معتبر ہے۔ جس کا دعویٰ کیا جا سکتا

ہے تو کسی ایک حدیث کو ہی مرزائی پیش کر دیں جس میں ظلی یا بروزی کا لفظ آیا ہو۔ کیوں کہ جب امت محمدیہ میں بقاء محدثیت شرعاً بھی ایک مسلم امر ہے اور محدث بھی ظلی نبی ہوتا ہے۔ (بقول لاہوری مرزائیاں) تو پھر ضرور کہیں اس کا پتہ ملنا چاہئے اور اگر یہ مجرد اختراع ہی ہے۔ جیسا کہ ولکل ان یصطلح سے متبادر ہے تو ایسی اصطلاح کے ماننے پر جس کا دین میں کہیں پتہ نہ ہو دوسروں کو کیوں کر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ خصوصاً جب کہ وہ اصطلاح شریعت محمدیہ کے مخالف بھی ہو۔ بلکہ ممنوع ہو تعجب ہے کہ جب ایک شخص کو خدا نے محدث بنایا ہے۔ نبی نہیں بنایا تو پھر وہ کیوں خواہ مخواہ اس منصب کو جو اسکو حاصل نہیں ہے۔ مجاز اور استعارہ کی آڑ لے کر اپنے لئے ثابت کرتا ہے۔ ایسے شخص کا سوائے عوام کے دھوکہ دہی کے اور کوئی مقصود نہیں ہوسکتا۔ خود مرزا قادیانی (حاشیہ انجام آتھم ص ۲۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۷) میں بیان کر چکے ہیں کہ: ”میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے۔“ اور (حقیقت الوحی ص ۱۵، خزائن ج ۲۲ ص ۱۷) میں لکھتے ہیں۔ ”اسی طرح جس کو شعلہ محبت الٰہی سر سے پیر تک اپنے اندر لیتا ہے وہ مظہر تجلیات الٰہیہ ہو جاتا ہے۔ مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا ہے بلکہ ایک بندہ ہے۔“ بالکل اسی طرح ہے کہ اگر کوئی شخص مظہر تجلیات نبویہ ہو جانے کا مدعی ہو تو اسے فقط لکل ان یصطلح کے تحت میں نبی نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ وہ ایک امتی ہوگا۔ علاوہ ازیں ہر لفظ کو اگر مجازاً اطلاق کیا جاسکتا ہے تو پھر یہ تو شرک کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ ملائکہ کو بنات اللہ، مقربین کو ابناء للہ، صالحات کو ازواج اللہ، بھی کہا جاسکے گا اور ظلی طور پر خدا بھی بن سکیں گے۔ العیاذ باللہ، قرآن تو ان ساری باتوں کی جڑ نکالتا ہے۔ اگر یہی قرآن وحدیث کو چھوڑ کر مجاز کی پابندی رہی تو پھر بزرگوار نبی اللہ کا دعویٰ کریں اور ان کی اہلیہ شریفہ زوج اللہ ہونے کا، اور ان کے پسر ابن اللہ کا، اور اس طور سے مدعین نبوت خوب اپنے گھر کو رونق دے سکیں گے اور اس طور سے بیچارے مظلوم جاہلوں کے لئے ہر نبی کاذب کی تصدیق کا ایک باب واسع کھل جائے گا۔ للہ امت کے حال پر رحم کھاؤ اور وہ راہیں مت ایجاد کرو جس سے صادق اور کاذبوں کا رہا سہا فرق بھی اٹھ جائے۔ کیونکہ اس کے بعد امت کے ہاتھ میں پھر کوئی ذریعہ صادقین کی شناخت کا نہیں رہے گا۔ افسوس ہے کہ خدا کے سچے پیغمبر نے کاذبین کی ایک موٹی علامت اپنی امت کو بتلائی تھی۔ یعنی دعویٰ نبوت، مگر آج کوشش ہے کہ اس علامت کو ہم سے چھین کر ہم کو اندھیرے ہی میں چھوڑ دیا جائے۔

۱۹۰۰ء اور اس کے بعد مرزا قادیانی نے بڑے زور شور سے صریح طور پر دعویٰ نبوت کیا

جاہل مسلمانوں کے بہکانے کے لئے کبھی فرمایا کہ ”قرآن وحدیث پر میرا ایمان ہے۔ مگر خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں۔“

(خلاصہ حقیقت الوحی ص ۲۷، ۲۸، خزائن ج ۲۲ ص ۲۹، ۳۰)

اور کبھی فرماتے ہیں کہ ”آیت کے معنی تو بے شک یہی ہیں کہ آپ نے نبوت پر مہر کر دی مگر بوجہ نہایت اتحاد اور نفی غیرت کے بروزی ظلی طور پر بغیر مہر توڑنے کے نبی ہو سکتا ہے۔ پس اس وجہ سے میں نبی اور رسول ہوں۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۹، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۳۴) میں مفصل دیکھو اور کبھی کہا کہ صرف نبوت تشریعی یعنی نئی شریعت والی ختم ہوئی ہے اور میری نبوت غیر تشریعی یعنی بغیر شریعت جدیدہ کے ہے اور کہیں لکھا کہ مستقل نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت غیر مستقل ہے اور ”کہیں صاحب الشریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔“

(اربعین نمبر ۴ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵)

شریعت محمدیہ کے بہت سے عقائد کو نسخ کر کے شریعت جدیدہ کے دراصل مدعی ہیں۔ جیسے کہ کسی آئندہ فصل میں انشاء اللہ مفصل معلوم ہو جائے گا۔

۱...... ”انا ارسلنا احمد الیٰ قومه فاعرضوا وقالوا كذاب اشر“

(اربعین نمبر ۳ ص ۳۴، خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۴، ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۴، خزائن ج ۱۷ ص ۷۰) ”مرزا قادیانی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی کہ ہم نے احمد مرزا کو اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ پس قوم نے اعراض کیا اور کہا بڑا جھوٹا بڑا اشریر ہے۔“

۲...... ”خدا وہی خدا ہے کہ جس نے اپنے رسول (مرزا قادیانی) ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا۔“

(اربعین نمبر ۳ ص ۲۷، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۶، ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۸، خزائن ج ۱۷ ص ۶۴)

۳...... ”یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر ونہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی...... اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے

وہ شریعت مراد ہے۔ جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔''
(اربعین نمبر۴، ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

۴...... ''چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے۔ فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا...... اب دیکھو خدا تعالیٰ نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے جس کے کان ہوں سنے۔'' (حاشیہ اربعین ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

۵...... ''جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتداً سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں۔ بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۶،۷، خزائن ج۱۸ ص۲۱۰،۲۱۱)

''میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیش گوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیوں کر انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیوں کر رد کر دوں''
(ایک غلطی کا ازالہ ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۱۰، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۳۵، ۱۹۰۱ء مندرجہ حقیقت النبوۃ ص۲۶۴)

۶...... ''میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔''
(ایک غلطی کا ازالہ ص۷، خزائن ج۱۸ ص۲۱۱، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۳۶)

۷...... ''حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول، مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیوں کر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں...... اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا ہے۔''
(ایک غلطی کا ازالہ ص۲، خزائن ج۱۸ ص۲۰۶، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۳۱)

۸...... ''محمد رسول اللّٰہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء

بینھم !اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔‘‘
(ایک غلطی کا ازالہ ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷)

۹...... ’’مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ: ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھره علی الدین کله!‘‘ (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳، ۱۹۰۲ء)

۱۰...... ’’سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘
(دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

’’قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تختگاہ ہے۔‘‘ (دافع البلاء ص ۱۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰، ۱۹۰۲ء)

۱۱...... ’’پہلے تمام انبیاء علیہم السلام ظل تھے نبی کریم کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم ﷺ کے ظل ہیں۔‘‘
(الحکم ۲۴؍اپریل ۱۹۰۲ء، ملفوظات ج ۳ ص ۲۷۰)

۱۲...... ’’میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔‘‘
(تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳، ۱۹۰۷ء)

’’صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۵۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۴)

’’انا ارسلنا الیکم رسولا شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا! ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے اس رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۱۰۱، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۵، ۱۹۰۷ء مرزا قادیانی کی وحی)

’’یٰس، انك لمن المرسلین! اے سردار تو خدا کا مرسل ہے۔‘‘
(مرزا قادیانی کی وحی از حقیقت الوحی ص ۱۰۷، خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۰، ۱۹۰۷ء)

’’یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاءؒ اور ابدالؒ اور اقطابؒ اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں

دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔" (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶، ۱۹۰۷ء)

۱۳...... "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔"

(ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷، حقیقت النبوۃ ص ۲۷۲، ماہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء سنہ وفات مرزا قادیانی)

۱۴...... "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔" (مرزا قادیانی کا آخری مکتوب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء از شہر لاہور مندرجہ اخبار عام منقول از حقیقت النبوۃ ص ۲۷۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۷)

۱۵...... پگٹ جو انگلستان کا ایک جھوٹا مدعی نبوت تھا۔ اس کے خلاف اشتہار لکھا اور اس کے آخر جہاں راقم مضمون کا نام لکھا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی نے یہ الفاظ لکھے۔

The Prophet Mirza Ghulam Ahmad یعنی اللہ کا نبی مرزا غلام احمد۔

(از حقیقت النبوۃ ص ۲۰۹)

۱۶...... "قل یایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعاً" (اشتہار معیار الاخیار منقول از البشریٰ ج ۲ ص ۵۶، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۰) "اے مرزا! کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تمہاری سب کی طرف رسول اللہ ہو کر آیا ہوں۔"

"یایها النبی اطعم الجائع والمعتر" (تذکرہ ص ۷۴۶، از حقیقت النبوۃ ص ۲۰۰)

"اے نبی! بھوکوں اور محتاجوں کو کھانا کھلا۔"

۱۷...... "میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا۔ اسی کی نسبت میری گھبراہٹ ظاہر کرنے کے لئے یہ الہام ہوا تھا۔ "فاجاء ها المخاض الیٰ جذع النخلة قالت یلیتنی مت قبل هذا وکنت نسیاً منسیاً" (نصرۃ الحق براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۵۳، خزائن ج ۲۱ ص ۶۸، ۱۹۰۸ء) اور علاوہ اس کے اور مشکلات یہ معلوم ہوئیں کہ بعض امور اس دعوت میں ایسے تھے کہ ہرگز امید نہ تھی کہ قوم ان کو قبول کر سکے اور قوم پر تو اس قدر بھی امید نہ تھی کہ وہ اس امر کو بھی تسلیم کر سکیں کہ بعد زمانہ نبوت وحی غیر تشریعی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور قیامت تک باقی ہے۔ بلکہ صریح معلوم ہوتا تھا کہ ان کی طرف سے وحی کے دعوے پر تکفیر کا انعام ملے گا۔

نوٹ! مرزا قادیانی اس عبارت میں اپنے دعویٰ کی تبلیغ کے مشکلات کے ضمن میں صاف طور پر بتلا رہے ہیں کہ قوم پر تو اس قدر بھی امید نہ تھی کہ میری وحی غیر تشریعی اور نبوت کے دعوے کو بھی تسلیم کریں۔ چہ جائیکہ بعض ایسے امور جو ہرگز امید نہیں کہ قوم ان کو قبول کرے۔ یعنی چہ جائیکہ میری وحی نبوت کے بعض جدید اوامر ونواہی کو مان جائے۔ کیونکہ بعض دیگر اوامر ونواہی تو ایسے بھی ہیں کہ قرآن کریم واحادیث رسول اللہ ﷺ میں موجود ہونے کی وجہ سے پہلے سے ہی قوم اپنے طور پر مانی ہوئی ہے۔ ورنہ دعوے نبوت سے بڑھ کر کون سے وہ امور ہیں جن کا قوم پر قبول کرنا اثقل ہے؟۔ قبولیت کی امید نہیں۔ وحی الہام میں تو کسی مسلمان کو اعتراض نہیں۔ وحی نبوت غیر تشریعی کے مرزا قادیانی علی الاعلان مدعی ہیں۔

مرزا قادیانی نے ظلی بروزی نبوت کی تفسیر کیا کی ہے؟۔

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کہتے ہیں۔ ”کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب رسول کریم میں ان سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم سے ظلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے۔ اس لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے...... پہلے تمام انبیاء ظل تھے۔ نبی کریم کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کی ظل ہیں۔“

(الحکم ۲۴ر اپریل ۱۹۰۲ء ص ۷، ملفوظات ج ۳ ص ۲۷۰، منقول از تشحیذ الاذہان ص ۱۰، ۱۱ ج ۱۰ ص ۱۳ و قول فیصل ص ۶)

نوٹ! مرزا قادیانی نے (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲) میں ظلی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ مرزا قادیانی نے اس میں تصریح کر دی کہ ”تمام انبیاء بھی نبی کریم کے ظل تھے۔ مگر میں ان سب میں بڑھ کر ہوں۔“

مرزا قادیانی کو کس پایہ کی نبوت کا دعویٰ ہے؟۔

۱...... عبارت مذکورہ بالا الحکم ملاحظہ ہو۔ جس میں حضور ﷺ کے ماسوا تمام انبیاء پر افضلیت کا دعویٰ ہے اور حضور ﷺ کے ماسوا تمام انبیاء پر فضیلت کا دعویٰ ہے اور حضور ﷺ سے برابری کا صرف ظلی اور اصلی کا برائے نام فرق رکھا ہے۔ کیونکہ بعد حصول جمیع کمالات نبوت معہ منصب نبوت کے فرق نہیں رہتا۔

۲...... ”اور خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔“ (چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲، ۱۹۰۸ء)

۳...... انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم زکسے
آنچہ داداست ہر نبی راجام
داد آں جام رامرا بتمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ است ولعین

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

نوٹ! مرزا قادیانی نے اس میں صاف تصریح کردی کہ میں عرفان میں کسی نبی سے کم نہیں ہوں اور یقیناً بغیر استثناء کسی نبی سے کم نہیں ہوں۔

۴...... ''لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان اتنکر'' ﴿(ترجمہ از مرزا قادیانی) اس کے لئے (یعنی حضورﷺ کے لئے ذرا ترجمہ کا ادب قابل لحاظ ہے) چاند کا خسوف ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا کیا تو انکار کرے گا۔﴾ (قصیدہ اعجازیہ ص۷۱، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳)

نوٹ! اس میں مرزا قادیانی نے صاف طور پر بالتخصیص حضورﷺ پر فضیلت بیان کی ہے اور شق القمر کے معجزے کو خسوف قمر بتاتے ہیں۔

۵...... (تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ ص۱۵۳) پر جناب رسول اللہﷺ کے معجزات کی تعداد ۳ ہزار لکھی ہے اور اپنے معجزات کی تعداد (حصہ ۵ براہین احمدیہ ص۵۶، خزائن ج۲۱ ص۷۲) پر دس لاکھ بتلائی ہے۔ عبارت معجزہ کے بیان میں مذکور ہوگی۔

۶...... ''جس نے اس بات کا انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے۔ جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرتﷺ کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بنسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔ اس لئے تلوار اور لڑنے والے گروہ کی محتاج نہیں اور اس لئے خدائے تعالیٰ نے مسیح موعود کی بعثت کے لئے صدیوں کے شمار کو رسول کریمﷺ کی ہجرت سے بدر کی راتوں کے شمار کی مانند اختیار فرمایا تا وہ شمار اس مرتبہ پر جو ترقیات کے تمام مرتبوں سے کمال تام رکھتا ہے دلالت کرے۔''

(خطبہ الہامیہ ص۱۷۱، ۱۷۲، خزائن ج۱۶ ص۲۷۱، ۲۷۲، ۱۹۰۲ء)

نوٹ! مرزا قادیانی نے اس میں بعثت ثانی یعنی اپنی بعثت کو بعثت اوّل یعنی حضرت نبی کریم ﷺ کی بعثت سے افضل شان میں بتایا ہے اور اپنی بعثت کو بدر چودھویں رات کے چاند اور حضور ﷺ کی بعثت کو ہلال سے نسبت دی ہے۔ ظل اصل سے بڑھ گیا اگر کوئی یہ عقیدہ نہ رکھے وہ نص قرآنی کا منکر ہوگا؟۔

۷...... ''ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گذر گیا اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہو۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے۔ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ'' (خطبہ الہامیہ ص ۲۸۸، خزائن ج ۱۶ ص ۲۸۸)

نوٹ! اس میں بھی ظاہر ہے کہ اپنی فتح اور غلبہ کی فضیلت حضور ﷺ کے فتح اور غلبہ پر بیان کی ہے۔ مرزا قادیانی کی فتح مبین حضور ﷺ کی فتح مبین سے بہت بڑی اور اغلب ہے۔

۸...... ''اکثر گذشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیش گوئیاں موجود ہیں۔ بلکہ بعض گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیش گوئیوں کو ان معجزات اور پیش گوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں۔'' (نزول المسیح ص ۸۲، خزائن ج ۱۸ ص ۴۶۰)

۹...... ''اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔''
(حقیقت الوحی ص ۱۴۹، ۱۵۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳)

''پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول ﷺ نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح بن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔''
(حقیقت الوحی ص ۱۵۵، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۹)

۱۰...... ''یہ عاجز اسرائیلی یوسف علیہ السلام سے بڑھ کر ہے۔''
(براہین حصہ ۵ ص ۷۶، خزائن ج ۲۱ ص ۹۹)

۱۱...... ''ان اللہ خلق ادم وجعلہ سید اوحاکما وامیراً علی کل ذی روح من الانس والجان کما یفھم من آیۃ اسجدو الادم ثم ازلہ الشیطان واخرجہ من الجنان وردالحکومۃ الی ھذہ الثعبان ومس آدم ذلۃ وخزی

فی ھذا الھرب والھوان وان الھرب سجال ولولا تقیاء مال عند الرحمٰن فخلق اللہ المسیح الموعود لیجعل الھزیمۃ علی الشیطان فی اخر الزمان وکان وعداً مکتوباً فی القرآن ’’(حاشیہ در حاشیہ خطبہ الہامیہ ص۳۱۲، خزائن ج۱۶ص۳۱۲)

’’اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ہر ذی روح جن وانسان پر سید حاکم امیر بنایا۔ جیسا کہ آیت اسجدو الادم سے مفہوم ہوتا ہے۔ پھر شیطان نے اس کو جنت سے نکالا اور حکومت شیطان کے ہاتھ میں آئی اور آدم کو ذلت اور رسوائی نصیب ہوئی۔ مگر مآل اتقیاء کے لئے ہوتا ہے۔ پس اللہ نے آخر زمانہ میں شیطان کو ہزیمت دینے کے لئے مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو پیدا کیا اور یہ وعدہ الٰہی قرآن میں لکھا ہوا تھا۔‘‘

نوٹ! اس میں صریحاً اپنی فضیلت آدم علیہ السلام پر بیان کی ہے۔ بلکہ تمام انبیاء پر یہاں تک کہ حضورﷺ پر بھی فضیلت ظاہر کی کہ تمام انبیاء علیہ السلام شیطان کے مقابلہ میں ہزیمت خوردہ اور مغلوب رہے اب اخیر زمانہ میں مرزا قادیانی نے شیطان کو ہزیمت دی ہے۔ طرفہ یہ کہ یہ قرآن کریم میں لکھا ہوا ہے۔ شاید مرزا قادیانی کی یہی فتح مبین ہے۔ جو نمبر۷ میں مذکور ہوئی اور حضورﷺ کی فتح مبین سے بڑھ چڑھ کر ہے۔

۱۲…… ’’میں بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں…… میں ظلی طور پر محمد ہوں…… میرا نفس درمیان نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفیﷺ ہے…… مجھے آنحضرتﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے…… تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی…… جب کہ بروزی طور پر میں آنحضرت ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔ تو پھر کون سا الگ انسان ہوں جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۸، خزائن ج۱۸ص۲۱۲، از مواضع متفرقہ)

نوٹ! مرزا قادیانی نے ان عبارتوں میں حضورﷺ سے برابری کا دعویٰ کیا ہے۔ صرف ظلی اور اصلی کا برائے نام فرق رکھا ہے۔ کیونکہ بعد حصول جمیع کمالات حضورﷺ کے کوئی فرق نہیں رہتا۔ ظلی بروزی نبوت کی تفسیر جو مرزا قادیانی نے (الحکم ۲۴؍اپریل ۱۹۰۲ء ص۷، ملفوظات ج۳ص۲۷۰) پر خود بیان کی ہے۔ جو پہلے پر نقل کر چکا ہوں اس سے صاف ظاہر ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام بھی حضورﷺ کے ظل تھے۔ خاص خاص صفات میں مگر مرزا قادیانی ان سب سے بڑھ کر اور افضل ہیں کہ حضورﷺ کے تمام ہی صفات میں ظل کامل اور وجود اور نبوت میں متحد محض ہیں۔

۱۳...... ''مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے۔ معراج میں جو آنحضرت ﷺ مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر فرما ہوئے وہ مسجد اقصیٰ یہی ہے۔'' (اشتہار منارۃ المسیح، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۸۸)

نوٹ! یعنی معاذ اللہ خود حضور ﷺ قادیان کی مسجد میں تشریف لائے ہیں اور یہی حضور ﷺ کی معراج ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کی بعثت میں حضور ﷺ کے ترقی ہوئی ورنہ کیا حضور ﷺ شب معراج میں قادیان کی مسجد میں تشریف لائے تھے۔ جس کا اس وقت نام ونشان بھی نہ تھا۔ (اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۳۸، ۳۹، مورخہ ۱۹، ۲۱ ستمبر ۱۹۱۵ء ص ۶ کالم ۲) میں ہے۔ ''جب اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا (النّبیین میں سب انبیاء علیہم السلام شریک ہیں۔ کوئی نبی مستثنیٰ نہیں آنحضرت ﷺ بھی اس النّبیین کے لفظ میں داخل ہیں) کہ جب کبھی میں تم کو کتاب اور حکمت دوں (یعنی کتاب سے مراد توریت اور قرآن ہے اور حکمت سے مراد سنت اور منہاج نبوت وحدیث شریف) پھر تمہارے پاس ایک رسول آئے مصدق ہو ان سب چیزوں کا جو تمہارے پاس کتاب وحکمت سے ہیں۔ (یعنی وہ رسول مسیح موعود (مرزا قادیانی) ہیں جو قرآن وحدیث کی تصدیق کرنے والا ہے اور وہ صاحب شریعت جدیدہ نہیں) لتؤمنن به میں جو نون ثقلیہ ہے اہل علم جانتے ہیں کہ سخت تاکید کے معنوں میں آتا ہے۔ یعنی اے نبیو تم سب ضرور اس پر ایمان لانا اور ہر ایک طرح سے مدد فرض سمجھنا۔ جب تمام انبیاء علیہم السلام کو مجھ (مسیح موعود) پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا کا نا فرض ہوا تو ہم کون ہیں جو نہ مانیں۔'' (منقول از عقائد محمودیہ نمبر ا ص ۱۷، ۱۸)

مرزا قادیانی کو ان کے خلف الرشید مرزا محمود قادیانی کس درجہ کا نبی مانتے ہیں؟

۱...... ''امتی نبی کے یہ معنی نہیں کہ وہ پہلے سب انبیاء سے گھٹیا ہو۔ بلکہ ہوسکتا ہے کہ وہ پہلے بہت سے انبیاء علیہم السلام سے یا آنحضرت ﷺ کے سوا باقی سب انبیاء سے افضل ہو۔'' (حقیقت النبوۃ ص ۴۰)

۲...... ''پس شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں۔ بلکہ حقیقی نبی ہیں۔ مگر بغیر شریعت جدیدہ کے۔'' (حقیقت النبوۃ ص ۱۷۴)

۳...... ''جس طرح خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت نوح،

حضرت ابراہیم، حضرت یعقوب اور حضرت یوسف کو نبی کہہ کر پکارا ہے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو بھی قرآن کریم میں رسول کے نام سے یاد فرمایا ہے چنانچہ ایک تو آیت مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد سے ثابت ہے کہ آنے والے مسیح کا نام اللہ تعالیٰ رسول رکھتا ہے۔" (حقیقت النبوۃ ص ۱۸۸)

۴...... "قرآن کریم میں تو یہ بھی نہیں لکھا کہ ایسا نبی کوئی نہیں گذرا جسے بالواسطہ نبوت ملی ہو۔ یہ بات تو ہم صرف اپنی عقل سے معلوم کرتے ہیں۔ ورنہ قرآن کریم نے صریح الفاظ میں ہرگز کہیں نہیں فرمایا کہ کل نبیوں کو نبوت بلاواسطہ ملی ہے...... اور قرآن کریم نے کہیں بھی اس بات کا ذکر نہیں فرمایا کہ پہلے کل انبیاء علیہم السلام براہ راست نبوۃ حاصل کرتے تھے یا یہ کہ نبی وہی ہوسکتا ہے جو براہ راست نبوۃ پائے۔" (حقیقت النبوۃ ص ۶۱)

۵...... "نبوۃ کے مفہوم میں بالواسطہ نبوت کا پانا یا بلاواسطہ پانا داخل ہی نہیں۔" (حقیقت النبوۃ ص ۶۴)

۶...... "نفس نبوۃ کے لحاظ سے تو سب نبی نبی ہیں۔ لیکن بعض خصوصیات کی وجہ سے ان کی کئی اقسام ہیں...... باقی رہیں خصوصیات ان کے لحاظ سے سینکڑوں اقسام کی نبوۃ ہوسکتی ہے۔ جیسے سب آدمی آدمیت کے لحاظ سے تو ایک ہیں۔ لیکن خصوصیات کو لو، تو انسانوں کی ہزاروں قسمیں بن جاتی ہیں۔" (حقیقت النبوۃ ص ۲۴۷)

۷...... "یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے بے شک بعض اصطلاحات (مستقل نبی، حقیقی نبی، ظلی بروزی نبی، امتی نبی، تشریعی، غیر تشریعی نبی) نبوت کی تشریح کے لئے مقرر فرمائی ہیں۔ لیکن وہ اصطلاحات قرآن کریم یا حدیث کے الفاظ نہیں ہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے لوگوں کو نبوت کے اقسام سمجھانے کے لئے خود وضع فرمائی ہیں۔" (حقیقت النبوۃ ص ۱۵۸)

نوٹ! مرزا محمود قادیانی نے حقیقت النبوۃ میں بہت تفصیل سے لکھا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی نبوۃ سمجھانے کے لئے نبوۃ شرعیہ کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک وہ نبی جو شریعت جدیدہ اور نئے احکام لاتے ہیں۔ ان کا حقیقی نبی تشریعی نام رکھا ہے۔ دوسرے وہ نبی جو نئی شریعت نہیں لاتے اور بغیر کسی نبی کی اقتداء کئے ہوئے اور بغیر فیض پہلے نبی کا حاصل کئے براہ راست نبی بنائے گئے۔ ان کا مستقل غیر تشریعی نبی نام رکھا ہے۔ تیسرے وہ نبی جو پہلے نبی کی اقتداء اور فیض حاصل کرنے کے بعد خداوند تعالیٰ نے ان کو رسول اور نبی بنا کر قوم کی طرف مبعوث کیا ہو۔ ان کا نام امتی

نبی یا ظلی بروزی نبی غیر تشریعی نام رکھا ہے۔ لیکن نبوۃ میں سب برابر ہیں۔ مرزا قادیانی تیسری قسم میں داخل ہیں۔

۸...... ڈائری خلیفہ قادیان مطبوعہ (اخبار الفضل ج۱۰ نمبر۵ ص۵، ۱۷ر جولائی ۱۹۲۲ء) میں ہے۔ ''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔''

۹...... ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔ اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا اور نہ قابلیت تھی۔'' (قادیانی ریویو بابت ماہ جون ۱۹۲۹ء)

نوٹ! اس جزوی فضیلت کو ذرا غور سے مطالعہ کیجئے۔ مرزا محمود قادیانی کی یہ گہری پالیسی مصلحت وقت پر مبنی ہے کہ مرزا قادیانی نے تشریعی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ حالانکہ کھلے بندوں مرزا قادیانی نے نبوۃ تشریعیہ اور شریعت جدیدہ کا صراحتاً دعویٰ کیا ہے۔ لیکن چونکہ مطلقاً نبوۃ کا دعویٰ ہی صراحۃً قطعیات اسلام کے خلاف تھا اور جانتے تھے کہ قرآن کریم کھلا ہوا فرمان ''ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین (احزاب:۴۰)'' مدعی کے منہ پر مہر رکھ دے گا۔ اس لئے مرزا قادیانی کو اس دعویٰ میں نیرنگی اور ایچ پیچ سے کام لینا پڑا۔ کہیں مجازی نبی بنے اور کہیں ظلی نبی اور کہیں غیر تشریعی نبی اور کہیں صاف تشریعی نبی ہونے کے دعوے کئے ہیں جو کچھ عنوانات اختیار کئے یا دعاوی بدلے وہ سب محض بھولے بھالے نادان مسلمانوں کو پھانسنے کے لئے ہیں۔ تاکہ وہ بدکنے نہ پائیں کہیں حضور ﷺ کے شاگرد اور نائب بنے اور کہیں افضل۔

مرزا قادیانی نے صراحۃً نبی صاحب الشریعۃ ہونے کا دعویٰ کیا ہے

۱...... ''اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ: ''ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھره علی الدین کله'' (اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ ص۱۱۳)

۲...... ''ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق وتھذیب الاخلاق لتنذر قوماً ماانذر ابائھم ولتدعو قوما آخرین'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۳، خزائن ج۱۷ ص۲۷، ۳۷، اربعین نمبر۳ ص۳۵، خزائن ج۱۷ ص۴۲۶) ''خدا وہ خدا ہے کہ جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔''

نوٹ! مرزا قادیانی نے اپنی اس وحی میں صاف صاف رسول صاحب شریعت ہونے اور دین حق لانے کا دعویٰ کیا ہے۔ جو تمام ادیان پر غالب ہے اور علاوہ اس کے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ اس آیت شریفہ قرآنیہ کے جناب رسول اللہ ﷺ مصداق نہیں ہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی ہیں۔ جو قطعاً کفر ہے۔

۳...... ’’ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قل للمومنین یغضوا من ابصار ھم ویحفظوا فروجھم ذالك ازکی لھم یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر ۲۳ برس کی مدت بھی گذر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے۔ جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابرھیم وموسیٰ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء امر و نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ اگر توریت یا قرآن کریم میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ تھی۔‘‘ (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۶)

۴...... ’’چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے اوپر ہوتی ہے۔ فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا...... اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔‘‘ (حاشیہ اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

نوٹ! مرزا قادیانی نے ان عبارات میں تصریح کر دی ہے کہ میں صاحب الشریعت نبی ہوں۔ مجھ پر احکام وامر ونواہی نازل ہوتے ہیں۔ یہی شریعت وہ دین حق ہے جس کے ساتھ مرزا قادیانی بھیجے گئے۔ جو نمبر۱،۲ میں مذکور ہوا، اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ میری وحی اور میری تعلیم کو سب انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا ہے۔ اگر مرزا قادیانی کی شریعت پر عمل اور اعتقاد نہ کیا گیا تو نجات نہیں۔

۵...... ’’قل یا یھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً ‘‘(اشتہار معیار الاخیار، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۲۷۰، براہین پنجم خزائن ج۲۱ص۴۲۰) ’’کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف رسول اللہ ہو کر آیا ہوں۔‘‘

۶...... ’’قل ایما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم اله واحد ‘‘’’ان کو کہہ دیجئے کہ میں تو ایک انسان ہوں میری طرف یہ وحی ہوئی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۸۱،۸۲،خزائن ج۲۲ص۸۴،۸۵)

۷...... ’’واتل علیھم ما اوحی الیك من ربك ‘‘’’اور جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تیرے پر وحی نازل کی گی ہے وہ ان لوگوں کو سنا جو تیری جماعت میں داخل ہوں گے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۴،خزائن ج۲۲ص۷۸)

نوٹ! ان تینوں آخری نمبروں میں صاف ظاہر ہے کہ دعوئ نبوت اور بعثت عامہ کے علاوہ مرزا قادیانی کی وحی میں اوامر اور عقیدہ توحید الٰہی نازل ہوئے جو عین شریعت ہے اور مرزا قادیانی کی نبوت کافہ کا عقیدہ اور ان کی وحی پر ایمان لانا، شریعت مصطفویہ پر ایک اور نیا فرض جو تمام فرائض سے مقدم اور مدار نجات ہے اضافہ کیا گیا۔

۸...... ’’جابجا خدا تعالیٰ نے میری وحی میں قرآن کو پیش کیا ہے۔‘‘
(اعجاز احمدی ص۳۱،خزائن ج۱۹ص۱۴۰)

نوٹ! اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن کریم مرزا قادیانی کی وحی میں آ کر مرزا قادیانی کی وحی کا تابع ہے اور قرآن شریف کو خدا تعالیٰ نے’’انه لفی الصحف الاولیٰ صحف ابرھیم وموسیٰ (الاعلی:۱۸،۱۹) ‘‘اور’’وانه لفی زبر الاولین (الشعرا:۱۹۶) ‘‘ فرمایا ہے یعنی یہ قرآن اور اس کی تعلیم توریت اور صحف اولیٰ اور پہلی کتابوں میں بھی موجود ہے تو جیسے پہلے انبیاء صاحب شریعت تھے۔ اسی طرح مرزا قادیانی کی وحی بھی جس میں قرآن کریم موجود ہے جو ایک شریعت مستقلہ ہے شریعت ہوئی اور مرزا قادیانی رسول صاحب شریعت ہوئے اور بعض احکام وعقائد جو اضافہ کئے گئے۔ وہ احکام جدیدہ ہوں گے اور جب مرزا قادیانی کی وحییں ایک جگہ مرتب ہیں اور مثل قرآن اور توریت اور انجیل مقدسہ وغیرہ کے قطعی اور یقینی اور ان پر ایمان لانا فرض تو اب مرزا قادیانی کے صاحب کتاب جدید پیغمبر ورسول ہونے کے دعوے میں کیا شک باقی رہا؟۔

۹...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام ولوا العزم اور صاحب شریعت انبیاء علیہم السلام میں سے ہیں۔ ''ولا حل لکم بعض الذی حرم علیکم (آل عمران:۵۰)'' ''یحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ (مائدہ:۴۷)'' ''اولو العزم من الرسل (احقاف:۳۵)'' ''تو جو شخص عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے اور فضیلت کلی کا مدعی ہے۔ (حقیقت الوحی ص۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۵ کی تلخیص وغیرہ، حقیقت النبوۃ ص۱۵، ۱۶) وہ نبوت اور صاحب شریعت ہونے کا پہلے مدعی ہے۔

۱۰...... جب مرزا قادیانی نے (خطبہ الہامیہ کے ص۲۷۲، خزائن ج۱۶ ص۲۷۲) میں اپنی بعثت کو حضورﷺ کی بعثت سے افضل و اکمل شان میں بتلایا ہے اور وہ وجود باجود ہلال کی مانند ظاہر ہوا تھا اور معاذ اللہ مرزا قادیانی بدر کامل تھے اور (اشتہار منارۃ المسیح و خطبہ الہامیہ تلخیص ۲۲، ۲۳، خزائن ج۱۶ ص ایضاً) میں اپنی بعثت کو حضورﷺ کے لئے معراج بتلائی۔ اب غور کرو کہ وہ ہلال تو صاحب الشریعت ہو اور بدر کامل صاحب شریعت نہ ہو۔ این چہ بو العجبی است!

۱۱...... ''فاتخذوا من مقام ابراھیم مصلیٰ ۰ انا انزلناہ قریباً من القادیان'' (حقیقت الوحی ص۸۸، خزائن ج۲۲ ص۹۱) ''ابراہیم علیہ السلام کی جگہ کو قبلہ بناؤ اور مصلیٰ ٹھہرالو ہم نے اس کو قادیان کے قریب نازل کیا ہے۔''

نوٹ! اس میں مرزا قادیانی نے صاف طور پر قادیان اپنی جگہ کو قبلہ مقرر کیا ہے اور ابراہیم سے خود مرزا قادیانی مراد ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے (اربعین نمبر۳ ص۳۲، خزائن ج۱۷ ص۴۲۱) میں اپنا ایک الہام لکھا ہے۔ ''آخر زمانہ میں ایک ابراہیم (یعنی مرزا قادیانی) پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔'' ایسی حالت میں مرزا قادیانی کی وحی ''فاتخذوا من مقام ابراھیم مصلیٰ'' پر عمل نہ کرنا۔ مرزا محمود صاحب کی غلطی نہیں تو کیا ہے؟۔

۱۲...... ''آنچہ داداست ہر نبی راجام دادآن جام رامرابہ تمام'' (نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷) ''خدا نے جو پیالہ ہر نبی کو دیا ہے وہ پیالہ مجھ کو بتمامہ دیا ہے۔''

نوٹ! اس سے ظاہر ہے کہ جو کچھ پہلے نبیوں کو ملا ہے اس کے علی وجہ الاتم ملنے کے خود مرزا قادیانی مدعی ہیں تو کیا شریعت جدیدہ پیچھے رہ گئی۔ کیونکہ سینکڑوں نبی صاحب شریعت جدیدہ ہو چکے ہیں۔

۱۳...... ''جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ میں ان کی ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق الیقین پر بنا ہے۔''

(اربعین نمبر۴ص۱۹،خزائن ج۱۷ص۴۵۴)

''اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کرے۔''

(اربعین نمبر۳ص۱۵،خزائن ج۱۷ص۴۰۱،ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۰،خزائن ج۱۷ص۵۱)

مگر ہم باادب عرض کرتے ہیں کہ پھر وہ حکم کا لفظ جو مسیح موعود کی نسبت صحیح بخاری میں آیا ہے۔اس کے ذرا معنی تو کریں ہم تو اب تک یہی سمجھتے تھے کہ حکم اس کو کہتے ہیں کہ اختلاف رفع کرنے کے لئے اس کا حکم قبول کیا جائے اور اس کا فیصلہ گو وہ ہزار حدیث کو بھی موضوع قرار دے، ناطق سمجھا جائے۔''

(اعجاز احمدی ص۲۹،خزائن ج۱۹ص۱۳۹)

''اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں۔جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں'' (اعجاز احمدی ص۳۰،۳۱،خزائن ج۱۹ص۱۴۰)

''جابجا خدا تعالیٰ نے میری وحی میں قرآن کریم کو پیش کیا ہے۔''

(اعجاز احمدی ص۳۱،خزائن ج۱۹ص۱۴۰)

''قرآن کریم اور الہامات مسیح موعود (مرزا قادیانی) دونوں خدا تعالیٰ کے کلام ہیں۔دونوں میں اختلاف ہو ہی نہیں سکتا۔اس لئے قرآن کو مقدم رکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور مسیح موعود سے جو باتیں ہم نے سنی ہیں وہ حدیث کی روایت سے معتبر ہیں۔کیونکہ حدیث ہم نے آنحضرت ﷺ کے منہ سے نہیں سنیں۔''

(اخبار قادیان الفضل ج۲نمبر۱۳۳ص۶،۳۰/اپریل ۱۹۱۵ء،ملخص)

(منقول از رسالہ جماعت لاہوری ہینڈ بل نمبر۲ص۳،از مسیح احمدی مشنری ایسوسی ایشن لاہور)

نوٹ!ان عبارتوں میں دعویٰ نبوت تشریعی ظاہر ہے۔کیونکہ شریعت محمدیہ ﷺ کے وہ احکام جو حدیثوں سے ثابت ہیں مرزا قادیانی کی وحی کے مقابلہ میں ساقط اعتبار ہیں اور قرآن کریم مرزا قادیانی کی وحی میں آ کر ان کی وحی کا تابع اور قرآن کریم بھی اس معنی میں معمول بہ ہے۔جو معنی مرزا قادیانی بیان فرمائیں۔

۱۴...... ’’جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان نہ لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔‘‘ (حاشیہ اربعین نمبر۴ ص۱۳، خزائن ج۱۷ ص۴۴۳)

’’میں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود ہوں خدا نے مجھے یہ حکم نہیں دیا کہ میں جہاد کروں اور دین کے لئے لڑائیاں کروں۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۳۵، خزائن ج۲۲ ص۴۶۸)

’’کافروں کے ساتھ لڑنا مجھ پر حرام کیا گیا ہے۔‘‘

(خطبہ الہامیہ ص۱۷، خزائن ج۱۶ ص ایضاً تلخیص)

’’یہ بات تو بہت اچھی ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کی جائے اور جہاد کے خراب مسئلہ کے خیال کو دلوں سے مٹایا جائے۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۳۴، خزائن ج۱۹ ص۱۴۴)

نوٹ! مرزا قادیانی نے کیسی وضاحت سے لکھا ہے کہ جہاد کا حکم جو رسول اللہ ﷺ پر مشروع ہوا تھا وہ حکم مرزا قادیانی کی شریعت میں موقوف اور حرام کیا گیا۔ کیا اب بھی مرزا قادیانی کے صاحب شریعت جدیدہ ناسخہ ہونے میں کچھ شبہ ہو سکتا ہے۔ جب جہاد منسوخ ہو گیا تو احکام غنیمت و فئے و خمس و جزیہ وغیرہ سب منسوخ ہو گئے۔

۱۵...... ’’مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے۔ جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔‘‘ (اربعین نمبر۴ ص۱۹، خزائن ج۱۷ ص۴۵۴)

’’میں خدا تعالیٰ کی ۲۳ برس کی متواتر وحی کو کیوں کر رد کر سکتا ہوں میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۵۰، خزائن ج۲۲ ص۱۵۴)

’’مگر میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں۔ اسی طرح میں کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا کلام یقین کرتا ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۲۱۱، خزائن ج۲۲ ص۲۲۰)

''اور میں جیسا کہ قرآن کریم کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔''

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۳۵، ایک غلطی کا ازالہ ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۱۰)

''یہ مکالمات الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا یقینی اور قطعی ہے...... اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔''

(تجلیات الٰہیہ ص۲۰، خزائن ج۲۰ ص۴۱۲، حقیقت النبوۃ ص۷۵)

''میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔''

(اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۶)

''مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔''

(حقیقت الوحی ص۱۵۰، خزائن ج۲۲ ص۱۵۴)

نوٹ! جب مرزا قادیانی کی وحییں ایک جگہ (تذکرہ) مرتب ہیں اور ان میں احکام اوامر و نواہی وعقائد بھی موجود ہیں اور مثل قرآن، توریت، انجیل مقدسہ کے قطعی اور یقینی کلام اللہ، اور ان پر ایمان لانا فرض تو اب مرزا قادیانی کے صاحب کتاب جدیدہ اور شریعت جدیدہ رسول ہونے کے دعوے میں کیا شک باقی رہا، تاوقتیکہ یہ کہ مرزا قادیانی کی وحیوں پر ایمان نہ لایا جائے گا۔ مسلمان نہیں ہوسکتا اور اس میں شک کرنے سے کافر ہو جائے گا۔

''مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے الہامات میں شک کرنا کفر ہے۔''

(حقیقت النبوۃ ص۷۵)

''قرآن کریم اور الہامات مسیح موعود (مرزا قادیانی) دونوں خدا تعالیٰ کے کلام ہیں۔ دونوں میں اختلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے قرآن کو مقدم رکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔''

(الفضل ج۲ نمبر۱۳۳ ص۶، ۳۰؍اپریل ۱۹۱۵ء)

۱۶...... ''سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔'' (اربعین نمبر۴ ص۱۴، خزائن ج۱۷ ص۴۴۵)

نوٹ! اس سے ظاہر ہے کہ شریعت محمدیہ ﷺ کی تعلیم وتعمیل جو تیرہ سو برس سے چلی آرہی ہے۔ منسوخ ہے اور شریعت مرزائیہ پر اب عمل کرنا ضروری ہے۔ تیرہ سو برس کی شریعت محمدیہ سورج کی کرنوں کے مشابہ ہے اور شریعت مرزائیہ چاند کی ٹھنڈی روشنی کے مشابہ ہے۔ کیا

اس سے بڑھ کر بھی شریعت جدیدہ ناسخہ کا دعویٰ ہوسکتا ہے؟۔

۱۷...... ''الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔'' (انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ۶۲)

''خدا نے میری وحی اور میری تعلیم میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے جس کے کان ہوں سنے۔''

(اربعین نمبر۴ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵ حاشیہ)

''آخر زمانہ میں ایک ابراہیم (مرزا قادیانی) پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں سے وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔'' (اربعین نمبر۳ ص ۳۲، خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۱)

''مبارک ہے وہ شخص جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہوں اور میں اس کے سب نوروں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔'' (کشتی نوح ص ۵۶، خزائن ج ۱۹ ص ۶۱)

''اس بات کو قریباً نو برس کا عرصہ گذر گیا کہ جب میں دہلی گیا تھا اور میاں نذیر حسین غیر مقلد کو دعوت دین اسلام کی گئی تھی۔'' (اربعین نمبر۴ ص ۱۲، خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۱ حاشیہ)

مرزا قادیانی نے جو ڈاکٹر عبدالحکیم خان کو خط لکھا تھا اس میں ہے۔

''بہرحال جب کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے۔ وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔ (منقول از نہج المصلے مجموعہ فتاوی احمدیہ ص ۲۷۱، ۳۰۸، مضمون واحد) میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷)

خود ہی اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ: ''جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا...... جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دے کر مجھے کافر ٹھہراتا ہے۔ اس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷)

''کفر دو قسم پر ہے ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام ہی سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے

کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔" (حقیقت الوحی ص ۱۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵)

"مگر ہم قرآن کے نص کی رو سے اس بات پر مجبور ہو گئے کہ اس بات پر ایمان لائیں کہ آخری خلیفہ اسی امت میں سے ہوگا اور وہ عیسیٰ علیہ السلام کے قدم پر آئے گا اور کسی مومن کی مجال نہیں کہ اس کا انکار کرے۔ کیونکہ یہ قرآن کریم کا انکار ہے اور جو کوئی قرآن کریم کا منکر ہے وہ جہاں جائے گا عذاب کے نیچے یعنی کسی طرح اس کی نجات نہیں ہے۔"

(خطبہ الہامیہ ص ۷۶، ۷۷، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

مرزا محمود وغیرہ نے بھی بہت تصریح سے لکھا ہے کہ: "مرزا قادیانی کا منکر کافر ہے۔ قرآن کریم میں انبیاء کے منکرین کو کافر کہا گیا ہے اور ہم لوگ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نبی اللہ مانتے ہیں۔ اس سے ہم آپ کے منکروں کو کافر کہتے ہیں...... ہر ایک جو مسیح موعود کی بیعت میں داخل نہیں ہو چکا کافر ہے۔ جو حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا اور کافر بھی نہیں کہتا وہ بھی کافر ہے۔ آپ نے (مرزا قادیانی نے) اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے۔ مگر مزید اطمینان کے لئے اس بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا۔ ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے کافر ٹھہرایا ہے۔" (تشحیذ الاذہان ج ۶ نمبر ۴ ص ۱۴۰، ۱۴۱، بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ء)

"مرزائیوں کے سوا دنیا بھر کے سب مسلمان خواہ ان کو مرزا قادیانی کی خبر ہوئی یا نہیں سب کافر ہیں۔" (انوار خلافت ص ۹۰) میں تصریح دیکھو کہ: "مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی اطاعت میں ہی نجات ہے۔" (فہرست حقیقت النبوۃ ص ۱۵۶)

نوٹ! ان تمام عبارتوں سے واضح ہے کہ مرزا قادیانی کی وحی نبوت اور ان کی تعلیم تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ہے۔ ان ہی کی اطاعت میں نجات ہے۔ جو کچھ کہتے ہیں۔ اس پر ایمان لاؤ اور جس کو مرزا قادیانی کی دعوت پہنچی اور ان کو نبی اللہ قبول نہ کیا یا توقف کیا یا انکار کیا وہ کافر ہے مسلمان نہیں۔ مرزا قادیانی کا منکر خدا اور محمد رسول اللہ ﷺ اور سب نبیوں کا منکر ہے۔ قرآن کریم کی نص کا بھی منکر ہے۔ اس کی کسی طرح نجات نہیں۔ یہ تو بالکل سفید جھوٹ اور افتراء علی اللہ ہے کہ قرآن کریم میں نصاً موجود ہے کہ مرزا قادیانی نبی اللہ اور آخری خلیفہ محمد ﷺ ہو کر مبعوث ہوں گے۔ معاذ اللہ! البتہ مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت تشریعی سے پہلے خود تصریح کی ہے۔ "یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کا انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں

کی شان ہے۔ جو خداتعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔''

(حاشیہ تریاق القلوب ص۱۳۰، خزائن ج۱۵ ص۴۳۲)

اس سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ مرزاقادیانی نے نبوت تشریعی اور احکام جدیدہ کے دعوے کرنے کے بعد اپنی نبوت کے منکر کو کافر اور اپنی وحی اور تعلیم کو مدار نجات کہا ہے۔ کیونکہ نبی صاحب شریعت جدیدہ کے ماسوا کسی کا منکر کافر نہیں۔ لیکن جب نبوت تشریعیہ جدیدہ کا دروازہ کھل گیا تو اب منکر کے کافر نہ ہونے کے کیا معنی؟۔ ورنہ کیا اس سے پہلے انکار کرنے سے مفتری قرار دینا لازم نہیں آتا تھا اور مفتری قرار دے کر مکفر نہیں بنتا تھا؟۔ ہاں مگر صاف صاف دعویٰ کرنا ابھی مناسب موقع نہ تھا۔ لہٰذا ایچ پیچ سے جواب دیا گیا اور پھر آخر میں صاف لکھ دیا اور اگر غور سے دیکھا جائے تو دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں اور نیز ہر نبی کے انکار سے جو کافر بنتا ہے اس کی یہی وجہ ہے کہ سچے نبی کو مفتری قرار دیتا ہے۔ اگر نبی کو اس کے دعویٰ میں سچا یقین کرتا ہے تو انکار کی کوئی وجہ ہی نہیں اور یہ بھی خوب کہی کہ میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے۔ جبکہ کوئی شخص عقائد اسلامیہ صحیحہ رکھتا ہے تو کسی کی تکفیر سے کافر کیسے بن جاتا ہے؟۔ ہاں کسی مسلمان صحیح العقیدہ کو اس کے عقائد اسلامیہ کی بناء پر کافر سمجھے تو ضرور وہ شخص خود کافر ہے کہ اس نے عقائد حقہ اسلامیہ کو کفر سمجھا، نہ کہ اس کے عقائد باطلہ کفریہ خلاف عقائد اسلامیہ کی بناء پر کافر کہنے سے کافر ہوجاتا ہے۔ اگرچہ غلط فہمی ہی سے کافر کہے اور اگر بلاوجہ بھی کہے تو بھی سخت گناہ ہے۔ اس کا وبال خود اسی پر پڑے گا، نہ کفر ہے۔

۱۸...... مرزاقادیانی نے دوسرے پہلو سے بھی سب مسلمانوں کو ان کی نبوت نہ ماننے اور ان پر ایمان نہ لانے کی وجہ کافر کہا ہے۔ (حاشیہ اربعین نمبر۳ ص۲۸، خزائن ج۱۷ ص۴۱۷) میں لکھتے ہیں کہ: ''خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تمہارے اوپر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر یا مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔''

اور (حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۸، خزائن ج۱۷ ص۶۴) میں بھی اسی طرح ہے اور مرزاقادیانی پر ایمان لانے والے کو زندہ اور نہ ایمان لانے والوں کو مردے سے تشبیہ دے کر لکھتے ہیں کہ: ''کیا زندہ مردے کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ سوال ہوا کہ کسی جگہ امام نماز حضور (مرزاقادیانی) کے حالات سے واقف نہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں۔ فرمایا پہلے تمہارا فرض ہے کہ اسے

واقف کرو پھر اگر تصدیق کرے تو بہتر ورنہ اس کے پیچھے اپنی نماز ضائع نہ کرو اور اگر کوئی خاموش رہے نہ تصدیق کرے اور نہ تکذیب تو وہ بھی منافق ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔"

(فتاوی احمدیہ ج۱ ص۸۲)

نوٹ! پہلے ہر مسلمان کے پیچھے بشرطیکہ مسلمان ہو نماز پڑھنی جائز تھی۔ مکروہ وغیر مکروہ کی بحث تھی۔ لیکن مرزا قادیانی کی شریعت میں تقریباً تمام دنیا کے چالیس کروڑ مسلمان مرزا قادیانی کو نبی اللہ نہ ماننے اور ان پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے کافر ہوگئے۔ لہٰذا اب بحکم الٰہی مرزائیوں کے سوا کسی مسلمان کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ بلکہ حرام ہے اور قرآن کریم کا حکم "وارکعوا مع الراکعین (بقرہ:۴۲)" اور حدیث کا فرمان "صلوا خلف کل بر وفاجرٍ (رواہ الدار قطنی والبیہقی ج٤ ص٢٩، باب الصلوٰة علی من قتل نفسه غیر مستحل لقتلها، عن ابی هریرةؓ شرح فقه اکبر ملا علی قاریؒ ص٩١)" منسوخ ہوگیا۔ اس سے بڑھ کر شریعت جدیدہ کا اور کیا دعویٰ ہوسکتا ہے اور مرزا محمود قادیان (برکات خلافت ص۷۳) پر لکھتے ہیں کہ: "وہ نکاح یعنی مرزائیوں کی لڑکی کا نکاح مسلمانوں کے ساتھ جائز ہی نہیں۔"

۱۹...... "اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں۔ جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔"

(تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸، خزائن ج۲۲ ص۵۰۳)

"ہاں اگر یہ اعتراض ہو کہ اس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں تو میں صرف یہی جواب نہ دوں گا کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں بلکہ خداتعالیٰ کے فضل وکرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی ﷺ کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے۔ اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔"

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۶، خزائن ج۲۲ ص۵۷۴)

"اور خداتعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔" (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۷، خزائن ج۲۲ ص۵۷۵)

"درحقیقت یہ خرق عادت نشان ہیں اور اگر بہت ہی سخت گیری اور زیادہ سے زیادہ

احتیاط سے بھی ان کا شمار کیا جائے تب بھی یہ نشان جو ظاہر ہوئے دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے۔"

(براہین حصہ پنجم ص ۵۶، خزائن ج ۲۱ ص ۷۲)

"اور اگر خطوط بھی اس کے ساتھ شامل کئے جائیں جن کی کثرت کی خبر بھی قبل از وقت گمنامی کی حالت میں دی گئی تھی تو شاید یہ اندازہ کروڑ تک پہنچ جائے گا۔ مگر ہم صرف مالی مدد اور بیعت کنندوں کی آمد پر کفایت کر کے ان نشانوں کو تخمیناً دس لاکھ نشان قرار دیتے ہیں۔"

(براہین پنجم ص ۵۸، خزائن ج ۲۱ ص ۷۵)

"یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ میری تائید میں خدا کے کامل اور پاک نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں...... اور اگر ان پیش گوئیوں کے پورا ہونے کے گواہ اکھٹے کئے جائیں تو میں خیال کرتا ہوں کہ وہ ساٹھ لاکھ سے بھی زیادہ ہوں گے۔" (اعجاز احمدی ص ا، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۷)

"اس جگہ اکثر گذشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیش گوئیاں موجود ہیں۔ بلکہ بعض گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیش گوئیوں کو ان معجزات اور پیش گوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں۔"

(نزول المسیح ص ۸۲، خزائن ج ۱۸ ص ۴۶۰)

"اور خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔"

(چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

"مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے۔"

(تحفہ گولڑویہ ص ۴۰، خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳)

نوٹ! ان عبارتوں سے واضح ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ خدا تعالیٰ نے میری نبوت ثابت کرنے کے لئے تین لاکھ بلکہ دس لاکھ بلکہ ساٹھ لاکھ بلکہ کروڑ تک معجزات دکھائے ہیں۔ معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ بعض گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات کو ان معجزات سے کچھ نسبت ہی نہیں۔ اگر نوح کے زمانہ میں دکھلائے جاتے تو وہ لوگ کبھی غرق نہ ہوتے۔ میرے معجزات سے ہزار نبیوں کی نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔

اور حضرت سرور کائنات ﷺ کی نبوت ثابت کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے تین ہزار معجزات دکھلائے ہیں۔ یعنی مرزا قادیانی کے معجزے تمام انبیاء بلکہ حضور ﷺ کے معجزات سے بھی بہت زیادہ ہیں۔ صرف کبھی مصلحت وقت سے حضور ﷺ کا استثناء کر دیا ہے۔

الحاصل مرزا قادیانی کی نبوت کا اثبات خداوند عالم کو اس قدر مطلوب اور مہتم بالشان تھا کہ کسی نبی کی نبوت کا اثبات ایسا مطلوب نہیں۔ پھر تعجب غایۃ تعجب ہے کہ ایسی نبوت مطلوبہ مہتم

بالشان نبوت تشریعیہ نہ ہو اور جن نبوتوں کا اثبات اس قدر اہم نہیں وہ نبوتیں تشریعیہ ہوں۔ مرزا محمود قادیانی کی یہ ناقدر شناسی نہایت تعجب انگیز ہے۔

۲۰...... جب مرزائیوں کا مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر عین ایمان ہے اور لا الہ الا اللہ پر بھی ایمان ہے۔ جیسے آدم علیہ السلام کو صفی اللہ اور نوح علیہ السلام کو نجی اللہ اور ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ اور موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ اور عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ اور محمد ﷺ کو حبیب اللہ وغیرہ وغیرہ خطاب الٰہی ہیں۔ ایسے ہی مرزا قادیانی کو اپنے لئے جری اللہ کا خطاب حاصل ہونے کا دعویٰ ہے۔ تو پھر لا الہ الا اللہ اور غلام احمد قادیانی جری اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے کلمہ لا الہ الا اللہ غلام احمد جری اللہ کا انکار چہ معنی دارد؟۔

مرزائیوں کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ مسلمان لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ یا رسول اللہ اور لا الہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ یا رسول اللہ وغیرہ۔ انبیاء علیہم السلام سابقین کے کلمہ توحید و رسالت پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن تاوقتیکہ محمد ﷺ کی نبوت پر ایمان نہ لائیں۔ مسلمان نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح مرزائیوں کے نزدیک تاوقتیکہ مرزا قادیانی کی نبوت اور ان کی وحی پر ایمان نہ لائے مسلمان نہیں اب صرف کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں۔ تاوقتیکہ لا الہ الا اللہ غلام احمد رسول اللہ کا بھی اقرار نہ کریں۔ ہاں مرزا قادیانی کی وحی یاد آ گئی۔

''محمد رسول اللہ ﷺ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص۳، خزائن ج۱۸ ص۲۰۷، مندرجہ حقیقت النبوۃ ص۲۶۱،۲۶۲)

لہٰذا کلمہ توحید و رسالت میں عندالتوریہ اور وقت مصلحت کے تغیر لفظی کی ضرورت نہیں انہی الفاظ اور اسی کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں مرزا قادیانی کی رسالت کا اقرار اور ان کی نبوت کا ارادہ ہو سکتا ہے۔ یقیناً تمام مرزائیوں کا یہی مطمح نظر ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ سے مرزا رسول اللہ مراد لیتے ہیں۔ ورنہ کیا مرزا محمود اس کی شہادت دے سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے بعد صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار مسلمان بنا سکتا ہے۔ اگرچہ مرزا قادیانی کی نبوت کا منکر ہو۔ بے شک جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی نہ ماننے سے یہودی کافر ہوئے اور عیسائی ایک مذہب الگ شمار ہوا تو مرزا قادیانی جو بزعم خود پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں افضل ہیں۔ ان کی نبوت کے انکار سے مسلمان کیسے کافر نہ ہوں گے۔ (وہ بھی ۴۰ کروڑ ترقی اسلام خوب کی) اور یہ ایک نیا مذہب اسلام کے غیر کیوں شمار نہ ہو۔

نوٹ! بعض جگہ جو مرزا قادیانی نے پالیسی سے یہ لکھا ہے کہ: ’’میں بغیر کسی جدید شریعت کے نبی ہوں۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱)

محض غلط اور دھوکہ ہے۔ چنانچہ (اربعین نمبر ۴ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵) کی عبارت سے خوب واضح ہو چکا کہ صاحب الشریعت نبوت کے مدعی ہیں۔ ہر نبی جو شریعت لاتا ہے وہ وہی شریعت ہوتی ہے۔ جو من جانب اللہ بذریعہ جبرائیل علیہ السلام اس نبی پر نازل ہوتی ہے۔ یہی شریعت جدیدہ ہے۔ خواہ شریعت سابقہ کے موافق ہو یا مخالف اور چونکہ اس وقت یہی نبی صاحب الزمان ہیں اور انہی کی نبوت اور وحی پر ایمان لاکر اس نبی کی شریعت پر عمل کرنا فرض ہوگا۔ خواہ شریعت سابقہ کے موافق ہو یا مخالف ہر صورت میں یہی شریعت واجب العمل ہے۔ لہٰذا یہ شریعت شریعت سابقہ کی ناسخ ہوگی اور براہ راست نبوت حاصل ہونے کے متعلق وہ خود (حقیقت الوحی ص ۶۷، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰) میں لکھ چکے ہیں کہ: ’’خدا تعالیٰ نے مجھے..... وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطاء کی گئی ہے۔‘‘

اور (ص ۶۲، خزائن ج ۲۲ ص ۶۴) میں ہے کہ: ’’سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کثیر حصہ پایا ہے۔ جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔‘‘

اور (ایک غلطی کا ازالہ ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰) میں ہے کہ نبوت صرف موہبت ہے۔

(مندرجہ حقیقۃ النبوت ص ۲۶۴)

مرزا قادیانی نے (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۸، خزائن ج ۲۱ ص ۳۰۶) میں لکھا ہے کہ: ’’شریعت کا لانا اس کے لئے (یعنی نبی کے لئے) ضروری نہیں۔‘‘ مرزا قادیانی اپنی نبوت کے نشہ میں بے حواس ہو گئے نہیں سمجھتے کہ جب میری وحی میں برابر خدا کی طرف سے اوامر ونواہی نازل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ (اربعین نمبر ۴، ص ۷، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۶) کی عبارت سے واضح ہے تو یہ شریعت نہیں تو اور کیا ہے؟۔

مرزائیو! نبوت بغیر شریعت کے کوئی بھی نبوت نہیں۔ یہ تو تم کو مرزا قادیانی دفع الوقتی کا سبق دے گئے ہیں اور نیز یہ تو تم کو خوب معلوم ہے کہ ہر نبی پر ایمان لانا اجزاء ایمان میں داخل ہے۔ بغیر ان پر ایمان لائے ایمان معتبر نہیں ہوتا۔ لہٰذا ہر وہ شخص جو دعویٰ نبوت کر کے لوگوں کو اپنے اوپر ایمان لانے کی طرف بلاتا ہے۔ وہ ایمان کے اجزاء میں ایک اور اہم جز کو یعنی اپنے اوپر ایمان لانے کو پہلی شریعت پر زیادہ کرتا ہے اور یہ ایمان بالرسالۃ تمام فرضوں سے بڑھ کر فرض

ہوگا۔ پس اس سے بڑھ کر اور کون سا حکم نبوت تشریعی کا ہوسکتا ہے؟۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے (اربعین نمبر۴ ص۶ کے حاشیہ خزائن ج۱۷ص۴۳۵) میں بآواز بلند پکار دیا کہ: ’’کہ اب میری تعلیم اور میری وحی کو خدا تعالیٰ نے مدار نجات ٹھہرایا ہے۔‘‘

اور اشتہار معیار الاخیار میں اپنی وحی کا عام اعلان کر دیا۔ ’’قل یا یھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۰،از البشریٰ ج۲ ص۵۶)

دیکھئے اس وحی میں امر ہو رہا ہے کہ عام اعلان کر دیجئے کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔ اس میں شریعت جدیدہ بھی ہے اور وہ بھی نیا حکم جو پہلی شریعت میں نہیں۔ بلکہ شریعت سابقہ پر ایک اہم فرض واجب الایمان کا اور اضافہ کیا گیا۔ برخلاف نزول عیسیٰ علیہ السلام کے کہ اہل اسلام ان کی رسالت پر ایمان پہلے لا چکے ہیں اور بواسطہ حضور ﷺ ایمان کامل ہو چکا ہے۔ اب وہ بعد نزول نبوت کی ڈیوٹی پر نہ ہوں گے۔ یعنی اس امت کے لئے نبی ہو کر تشریف نہ لائیں گے اور اہل اسلام بعد نزول ان پر ایمان پھر سے نہیں لائیں گے اور نہ وہ اہل اسلام کو اپنے اوپر ایمان لانے کی طرف مدعو کریں گے۔ بلکہ اہل اسلام کو ان کی معرفت میں بھی شبہ پیش نہ آئے گا۔ ہاں نصاریٰ ان کے واسطہ سے محمد ﷺ پر ایمان لا کر اسلام قبول کر کے کامل الایمان ہو جائیں گے۔ البتہ یہود انکاری ہیں اور بعض یہود اس وقت بھی منکر ہوں گے۔ جن کو اسلام کی طرف دعوت دیں گے اور مسلمان بنا کر ایمان لانے کی طرف بلائیں گے۔ جو مسلمان نہ ہوگا ہلاک وتباہ کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں مرزا قادیانی نے تو صاف صاف اپنی شریعت سے شریعت محمدیہ ﷺ کے بعض احکام کو منسوخ اور بعض احکام میں ترمیم وتغیر وتبدل کیا ہے۔ جیسے ابھی آپ بیس نمبروں میں مرزا قادیانی کی شریعت کے بعض احکام معلوم کر چکے ان کے علاوہ اور بہت سے احکام ہیں۔ چنانچہ مرزائی اردو پارٹی مرزا قادیانی کو صاحب الشریعت نبی ناسخ شریعت محمدیہ مانتی ہے۔

مرزا قادیانی کی شریعت جدیدہ کے احکام وعقائد جدیدہ کی مختصر فہرست جو شریعت محمدیہ کے لئے ناسخ یا مخالف قرار دئے گئے ہیں۔

۱...... شریعت محمدیہ میں محمد ﷺ آخری نبی پر ایمان لا کر مسلمان ہو جاتا تھا۔ لیکن مرزا قادیانی کی شریعت میں اب جب تک مرزا قادیانی کی نبوت پر ایمان نہ لائے مسلمان نہیں۔

۲...... شریعت محمدیہ میں صرف قرآن کریم اور پہلے صحف اور کتب الٰہی پر

ایمان لانا فرض تھا۔ لیکن مرزائی شریعت میں مرزا قادیانی پر نازل شدہ کلام اللہ پر بھی ایمان لانا فرض ہے منکر کافر ہے۔

۳...... شریعت محمدیہ میں قیامت تک حضور ﷺ ہی کی وحی اور تعلیم تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ہے۔ لیکن مرزائی شریعت میں اب مرزا قادیانی کی وحی اور تعلیم کو خدائے تعالیٰ نے تمام انسانوں کے لئے مدار نجات قرار دیا ہے۔

۴...... شریعت محمدیہ میں حالت اختیار میں نماز کے لئے سمت کعبہ کو قبلہ مقرر کیا ہے۔ لیکن اب مرزائی شریعت میں مرزا قادیانی کی وحی ''فاتخذوا من مقام ابرھیم مصلیٰ'' (حقیقت الوحی ص ۸۸، خزائن ج ۲۲ ص ۹۱) کے رو سے قادیان قبلہ ہے۔ چنانچہ مرزائی اروپی پارٹی کا اس پر عمل ہے۔ قادیان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کو اولیٰ قرار دیتے ہیں۔

(رسالہ المبارک ص ۳ ظہیر الدین اروپی رئیس پارٹی وحاشیہ حق المبین ص ۲،۳)

۵...... شریعت محمدیہ میں چونکہ محمد ﷺ آخری نبی پر ایمان لا کر مسلمان ہو جاتا تھا۔ لہٰذا یہ کلمہ اقرار توحید و رسالت کے لئے مقرر ہوا ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' لیکن اب چونکہ مرزا قادیانی کی شریعت میں جب تک مرزا قادیانی کی نبوت پر ایمان نہ لائے مسلمان نہیں۔ لہٰذا مرزائی شریعت میں کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ مرزا رسول اللہ'' وغیرہ متعین ہوگا۔ جیسا کہ مرزائی اروپی پارٹی مرزا قادیانی کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ (حاشیہ رہنمائے محمود ص ۱) پس محمودی پارٹی کا جب کہ مرزا قادیانی کی نبوت پر ایمان کامل ہے تو کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ مرزا رسول اللہ'' کا انکار چہ معنی دارد!

۶...... شریعت محمدیہ میں ہر مسلمان کے پیچھے نماز جائز ہے۔ لیکن مرزائی شریعت میں مرزائیوں کے غیر کے پیچھے نماز قطعی حرام اور ناجائز ہے۔

قرآن کریم کا حکم ''وارکعوا مع الرکعین (بقرہ:۴۲)'' اور حدیث کا فرمان ''عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ الصلوٰۃ واجبۃ علیکم خلف کل مسلم براً کان اوفاجراً (رواہ ابوداؤد ج ۱ ص ۶۲، باب امامۃ البر والفاجر، مشکوٰۃ ص ۱۰۰ باب الامامۃ)'' منسوخ کردیا۔

بحکم قرآنی ہر مسلمان مرد کا نکاح ہر مسلمان عورت سے جائز ہے۔ لیکن مرزائی شریعت میں منسوخ۔ ''احمدی (یعنی مرزائی) عورت کا نکاح غیر احمدی مسلمان سے صحیح نہیں ہے۔''

(برکات خلافت ص ۷۳)

۷...... شریعت محمدیہ میں حضورﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپؐ کے بعد قیامت تک کسی کو منصب نبوت نہ دیا جائے گا۔ لیکن شریعت مرزائیہ میں حضورﷺ کے بعد مرزا قادیانی کو منصب نبوت ملا جو سب نبیوں سے افضل شان میں ہیں۔ (حقیقت النبوۃ ص۲۴۲)

۸...... شریعت محمدیہ میں حضورﷺ کے بعد مدعی نبوت کافر دجال اور منکر نص قرآنی اور منکر احادیث متواتر ہے۔ لیکن شریعت مرزائی میں یہ حکم منسوخ اب مرزا قادیانی نبی ہوئے۔ پہلا عقیدہ کفریہ خیال اور لعنتی عقیدہ ہوگیا۔ (حقیقت النبوۃ ص۱۸۶،۱۸۷)

۹...... شریعت محمدیہ میں حضورﷺ کے بعد قیامت تک باب وحی نبوت بالکل مسدود ہے۔ لیکن شریعت مرزائیہ میں یہ باطل ہے۔ مرزا قادیانی پر ''وحی نبوت بارش کی طرح اترتی تھی۔'' (حقیقت الوحی ص۱۵۰، خزائن ج۲۲ ص۱۵۳)

۱۰...... شریعت محمدیہ میں چونکہ معجزہ خصائص نبوت سے ہے اور نبوت خاتم الانبیاءﷺ پر ختم ہو چکی۔ لہٰذا سلسلہ معجزات بھی ختم ہوگیا اور مدعی معجزہ کافر ہے۔ (یواقیت مبحث ۲۹ ج۱ ص۱۵۷) میں ہے۔ ''وقد حد جمهور الأصوليين المعجزة بانها امر خارق للعادة مقرون بالتحدى مع عدم المعارضة من المرسل اليهم...... والمراد بالتحدى هو الدعوىٰ للرسالة'' اور (شرح عقائد نسفی ص۹۸،۱۴) میں بھی اسی طرح ہے اور (تمہید ابوشکور سلمی ص۱۰۵) قلمی میں ہے۔ ''ومن ادعى النبوة فى زماننا فانه يصير كافراً ومن طلب منه المعجزات فانه يصير كافراً لانه شك فى النص'' لیکن شریعت مرزائیہ میں حضورﷺ کے بعد مرزا قادیانی اپنے لئے سب نبیوں سے زیادہ دس لاکھ معجزات کے مدعی ہیں۔ بلکہ ایک کروڑ۔

۱۱...... شریعت محمدیہ میں جہاد کا حکم قیامت تک بوقت ضرورت فرض ہے۔ ''كتب عليكم القتال (بقره:۲۱۶)'' ''يقاتلون فى سبيل الله فيقتلوا ويقتلون وعدًا عليه حقاً فى التوراة والانجيل والقرآن (توبه:۱۱۱)'' ''قال رسول اللهﷺ والذى نفسى بيده لوددت ان اقتل فى سبيل الله ثم احيىٰ ثم اقتل ثم احيىٰ ثم اقتل ثم احيىٰ ثم اقتل (بخارى ج۲ ص۱۰۷۳، باب ماجاء فى التمنى ومن تمنى الشهادة، مشكوٰة ص۳۲۹ كتاب الجهاد)''

''قال رسول اللهﷺ لن يبرح هذا الدين قائماً يقاتل عليه عصابة

من المسلمين حتیٰ تقوم الساعة (رواہ مسلم ج۲ ص۱۴۳، باب قولہ ﷺ لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق، مشکوٰة ص۳۳۰ کتاب الجهاد) ’’لیکن شریعت مرزائیہ میں یہ حکم قطعاً منسوخ ہوگیا۔

۱۲...... شریعت محمدیہ میں جہاد کا مسئلہ ایک پاک مسئلہ اور عمدہ چیز ہے۔ لیکن شریعت مرزائیہ اسے حرام اور خراب مسئلہ بتاتی ہے۔ (اعجاز احمدی ص۳۴، خزائن ج۱۹ص۱۴۴)

جب جہاد منسوخ ہوگیا تو حکام غنیمت وفئے وخمس وجزیہ وغیرہ سب منسوخ ہوگئے۔

۱۳...... قرآن حکیم کا حکم ہے کہ: ’’ما اتاکم الرسول فخذوه وما نهٰکم عنه فانتهوا (الحشر:۷)‘‘ ’’ماینطق عن الهویٰ ان هو الا وحی یوحیٰ (النجم:۳)‘‘ جس طرح قرآن مجید فرض العمل ہے۔ ویسے ہی حدیث صحیح پر عمل واجب ہے۔ لیکن شریعت مرزائیہ میں یہ حکم منسوخ ہے۔ جو حدیث صحیح مرزا قادیانی کے الہام کے خلاف ہو۔ اس کو ردی کی طرح پھینک دینا چاہئے۔

۱۴...... قرآن حکیم کا حکم ہے کہ اگر تم میں شریعت کے کسی امر میں جھگڑا ہو تو اس کو اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ ’’فان تنازعتم فی شئی فردوه الی الله والرسول (النساء:۵۹)‘‘ لیکن شریعت مرزائیہ میں یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ اب ہر امر شرعی میں مرزا قادیانی کو حکم قرار دینا فرض ہے۔ گو ہزار حدیث صحیح کو موضوع قرار دیں۔

۱۵...... قرآن کریم شریعت بتاتا ہے کہ خاتم النبیین حضور ﷺ ہیں۔ لیکن شریعت مرزائیہ میں مرزا قادیانی خاتم النبیین ہیں۔ ’’اب تمام دنیا بے دست وپا ہے۔ کیونکہ نبوت پر مہر ہے۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۱۱، خزائن ج۱۸ص۲۱۵)

’’اب ان کے بعد پیدا ہونے والے حیوانوں اور وحشیوں کے مشابہ ہوں گے۔‘‘ (تریاق القلوب ضمیمہ نمبر۲ ص۱۵۹، خزائن ج۱۵ص۴۸۳)

۱۶...... شریعت محمدیہ یعنی قرآن وحدیث میں سری کرشن کا نبی ہونا کہیں مذکور نہیں ہے۔ لہٰذا یقینی اور مخصوص طور پر کرشن جی کو نبی اعتقاد کرنا شریعت محمدیہ کے خلاف ہے۔ ہاں ممکن ہے کہ نبی ہوں یا نہ ہوں۔ لہٰذا فلا تصدقوا ولا تکذبوا میں داخل ہیں۔ شریعت مرزائی میں کرشن جی یقینی طور پر نبی ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کو اپنی وحی نبوت سے معلوم ہو چکا ہے۔ پس مرزا قادیانی نے شریعت محمدیہ پر یہ عقیدہ زیادہ کیا ہے۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص۸۵، خزائن ج۲۲ص۵۲۱، تحفہ گولڑویہ ص۱۳۰، خزائن ج۱۷ص۳۱۷ حاشیہ)

۱۷...... شریعت محمدیہ میں یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور تمام سلف وخلف امت کا اس پر اجماع ہے۔ شریعت مرزائیہ میں اب یہ عقیدہ شرک عظیم ہے۔

(الاستفتاء ضمیمہ حقیقت الوحی ص۳۹، خزائن ج۲۲ ص۶۶۰، دافع البلاء ص۱۵، خزائن ج۱۸ ص۲۳۵)

اور امام محمد بن عبداللہ مہدی موعود اور کانا دجال وغیرہما کے عقیدے میں بھی تغیر وتبدل وترمیم کی ہے۔

۱۸...... شریعت محمدیہ میں یہ عقیدہ ہے کہ خداتعالیٰ اپنے نبیوں سے قطعی وعدہ وعید کر کے خلاف نہیں کرتا اور انبیاء اللہ علیہم السلام جو خدا کے حکم سے کوئی پیشین گوئی کرتے ہیں۔ وہ جھوٹی نہیں ہوسکتی۔ ''ما یبدل القول لدی (ق:۲۹)'' ''من اصدق من اللہ قیلاً (نساء:۱۲۲)'' ''ان اللہ لا یخلف المعیاد (آل عمران:۹)'' ''ان اللہ لا یخلف وعدہ رسلہ ۰ فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ ان اللہ عزیز ذوانتقام (ابراھیم:۴۷)'' ''یستعجلونك بالعذاب ولن یخلف اللہ وعدہ (الحج:۴۷)''

قرآن کریم ناطق ہے اور توریت کی پانچویں (کتاب استثناء کے باب ۱۸، آیت ۲۰ تا ۲۲) میں بھی یہ ارشاد ہے۔ ''لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے۔ جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا۔ تو وہ نبی قتل کیا جاوے اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیوں کر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کہے اور جو اس نے کہا واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی۔ بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی ہے۔''

یعنی توریت میں یہ سیاسی حکم ہے کہ جھوٹا نبی قتل کر دیا جائے اور جھوٹے نبی کی شناخت یہ ہے کہ جو اس نے خدا کے نام سے کہا وہ واقع یا پورا نہ ہوا۔ لیکن شریعت مرزائیہ میں اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو قطعی وعدہ دے کر تحدی اور معیار صداقت کا حکم لگا کر خلاف کر جاتا ہے اور وعید کی پیشین گوئی کو ٹال دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی سے بھی بہت سے وعدے کر کے تحدی اور معیار صداقت کا حکم دے کر پورے نہیں کئے۔ (حقیقت الوحی ص۱۸۶، خزائن ج۲۲ ص۱۹۴) میں لکھتے ہیں کہ: ''یونس علیہ السلام کی پیشین گوئی میں کوئی شرط بھی نہیں تھی۔ تب بھی توبہ واستغفار سے اس کی قوم بچ گئی۔ حالانکہ اس کی قوم کی نسبت خداتعالیٰ کا قطعی وعدہ تھا کہ وہ ضرور چالیس دن کے اندر ہلاک ہو جائے گی۔ مگر کیا وہ اس پیشین گوئی کے مطابق چالیس دن کے اندر ہلاک ہوگئے۔''

اور (ص۱۹۰، خزائن ج۲۲ ص۱۹۷) میں ہے کہ: ’’سچا رسول جو وعید کی پیش گوئیاں یعنی عذاب کی پیش گوئیاں کرتا ہے تو یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ سب کی سب ظہور میں آ جائیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ بعض ان میں سے ظہور میں آ جائیں۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۰، خزائن ج۲۲ ص۵۶۷) میں ہے کہ: ’’حالانکہ یہ مسلم مسئلہ ہے کہ وعید یعنی عذاب کی پیش گوئی میں کسی شرط کی بھی ضرورت نہیں وہ ٹل سکتی ہے۔‘‘

اور (ص۱۳۴، خزائن ج۲۲ ص۵۷۱) میں ہے کہ: ’’اور وعید یعنی عذاب کی پیش گوئی ٹلنے کے بارے میں تمام نبی متفق ہیں۔‘‘

اور (ص۱۳۱، خزائن ج۲۲ ص۵۶۸) میں ہے کہ: ’’پس نص قرآنی سے یہ ثابت ہے کہ عذاب کی پیش گوئی کا پورا ہونا ضروری نہیں۔‘‘

اور (تحفہ غزنویہ ص۵، خزائن ج۱۵ ص۵۳۵) میں ہے کہ: ’’یہ تمام دنیا کا مانا ہوا مسئلہ اور اہل اسلام اور نصاریٰ اور یہود کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ وعید یعنی عذاب کی پیشین گوئی بغیر شرط توبہ اور استغفار اور خوف کے بھی ٹل سکتی ہے۔‘‘

اور (حقیقت الوحی ص۱۸۸، خزائن ج۲۲ ص۱۹۶) میں ہے کہ ’’پس اگر اس طرح پر وعید کی پیشین گوئی ضروری الوقوع ہے تو میں بیسیوں دفعہ جھوٹا بن سکتا ہوں۔‘‘

نوٹ! چونکہ خداوند تعالیٰ اپنے نبی کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے پیشین گوئی کا حکم بطور تحدی واظہار صداقت دیتا ہے۔ لہٰذا اس کے خلاف کرنے سے نبی کی صداقت پر دھبہ آئے گا۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی (چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱) میں لکھتے ہیں کہ: ’’جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔‘‘

خداتعالیٰ قطعی پیشین گوئی کا حکم اپنے نبی کو جب ہی کرتا ہے۔ جب کہ اس کے علم میں یقینی اس کا وقوع مقدر ہوتا ہے اور ان کو توبہ نصیب نہیں ہوتی اور اگر خدا کے علم میں ان کا توبہ کرنا اور ایمان لانا مقدر ہے۔ تو کبھی ہرگز ان کے عذاب کی قطعی پیشین گوئی کا بطور تحدی حکم دے کر پھر اس کے خلاف کر کے اپنے نبی کو جھوٹا نہ کرے گا۔ مرزا قادیانی خدا اور رسول ﷺ پر افتراء لگاتے ہوئے اور قرآن کریم کی دانستہ تحریف کرتے ہوئے ذرا بھی نہیں جھجکتے۔

(اعجاز احمدی ص۱۴، خزائن ج۱۹ ص۱۲۱) میں لکھتے ہیں کہ: ’’ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشین گوئیاں صاف طور جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے۔‘‘

اور اپنے لئے (کشتی نوح ص۵، خزائن ج۱۹ص۵) میں لکھ چکے ہیں کہ: ''ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشین گوئیاں ٹل جائیں۔'' فتدبر، افسوس محمدی بیگم کی فرقت قبر میں ہی لے گئی۔ حالانکہ یہ تو وعدہ الٰہی تھا، نہ وعید۔

۱۹...... شریعت محمدیہ میں فرشتے خدا کے مکرم بندے فرمانبردار ہیں۔ جو جسم نورانی رکھتے ہیں۔ بعض اپنے مستقر (ہیڈ کوارٹر) آسمان سے تعمیل حکم کے لئے زمین پر بھی نازل ہوتے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام فرشتہ حامل وحی خدا کی طرف سے احکام لے کر انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوتا ہے۔ لیکن شریعت مرزائیہ میں یہ بالکل باطل ہے۔ ''فرشتہ ارواح کواکب کا نام ہے۔ وہ کبھی زمین پر اپنا مستقر چھوڑ کر نہیں آتے۔ نہ جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر زمین پر آتا ہے۔ صرف ارواح کواکب کی تاثیر کا نام نزول وحی ہے۔'' (توضیح المرام ص۳۷تا۴۰، خزائن ج۳ص۷۰،۷۱)

اس کی بحث فہرست مفصل میں آئے گی۔

۲۰...... شریعت محمدیہ میں یہ عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن مردے قبروں سے نکل کر حساب کتاب کے لئے میدان محشر میں جمع ہوں گے۔ صور پھونکا جائے گا۔ زمین وآسمان بدلے جائیں گے۔ تمام خلق اللہ زلزلۃ الساعۃ سے پریشان ہوں گے۔ اعمال کا وزن ہوگا۔ پل صراط قائم ہوگا۔ اس پر سے ہر شخص عبور کرے گا۔ ''ان منکم الا واردھا (مریم:۷۱)'' ہول قیامت سے انبیاء علیہم السلام بھی نفسی نفسی پکاریں گے۔ تمام انبیاء علیہم السلام شفاعت سے انکار کریں گے۔ سرور کائنات سرور عالم ﷺ اس منصب کو قبول فرمائیں گے اور بعض جہنمی شفاعت سے اور بعض بلاشفاعت خارج کر کے جنت میں داخل کئے جائیں گے۔'' وغیرھا من التفاصیل'' لیکن شریعت مرزائیہ میں مردے قبروں سے نکل کر میدان محشر میں جمع نہ ہوں گے بلکہ ہر شخص مرنے کے بعد ہی جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ پھر قیامت کے دن کسی کو جنت ودوزخ سے نہ نکالا جائے گا۔ ہاں ایک درجہ سے دوسرے اعلیٰ درجہ میں ترقی کرتا ہے۔ یہی حشر اجساد ہے۔ گویا حشر اجساد بھی روحی طور پر ہوگا۔

(خلاصہ ازالہ ص۳۴۹تا۳۵۲، خزائن ج۳ص۲۷۸تا۲۸۲)

لفظوں میں حشر اجساد وحساب ویوم آخرۃ سب کا اقرار ہے۔ لیکن حقیقت میں عقائد اسلامیہ کے بالکل خلاف ہے۔

نوٹ! علاوہ ازیں مرزاقادیانی نے بعض انبیاء علیہم السلام کی شان میں سخت توہین کی ہے۔ بعض انبیاء علیہم السلام سے اپنی شان کو بڑھایا۔ حضور ﷺ سے کہیں برابر بنے اور کبھی اپنے کو

حضورﷺ سے افضل بتلایا۔ (تفصیل گذر چکی)

اور قرآن کریم میں خود غرضی سے بہت سی آیات میں تحریفات کیں۔ مثلاً ’’مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد (الصف:٦)‘‘ میں بشارت عیسیٰ علیہ السلام سے خود اپنے مراد لی ہے۔ (حقیقت النبوۃ ص۱۸۸)

اور آیت ’’هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله (التوبہ:۳۳)‘‘ کا مصداق خود کو ٹھہرایا۔ (اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ ص۱۱۳)

قرآن کریم میں مذکور ہے کہ اللہ جل شانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے دنیا میں مرے ہوؤں کو دوبارہ زندہ کیا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی ان نصوص قرآنیہ کا انکار کر کے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ’’مرنے کے بعد کوئی شخص زندہ نہیں ہوا اور نہ ہوسکتا ہے۔‘‘

(ازالہ ص۶۴۰، خزائن ج۳ ص۴۴۵، حقیقت الوحی ص۳۲۹، خزائن ج۲۲ ص۳۴۲)

قرآن کریم میں مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت سے معجزے ظاہر ہوئے۔ جن میں سے احیاء موتیٰ وخلق طیور باذن الله بہت مشہور اور قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی نص صریح کا انکار کر کے ان معجزات کے منکر ہیں اور ان کو لہو ولعب و مسمریزم ومکروہ وقابل نفرت بتاتے ہیں۔

(ازالہ ص۲۹۸ تا ۳۲۲، خزائن ج۳ ص۲۵۲ تا ۲۶۳، حقیقت الوحی ص۳۲۹، ۳۹۰، خزائن ج۲۲ ص۳۴۲، ۴۰۵)

قرآن کریم اور احادیث رسول اللہ ﷺ میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ کو معراج جسمانی ہوئی تھی اور باقرار مرزا قادیانی تقریباً صحابہ کا یہی عقیدہ تھا۔ (ازالہ ص۲۸۹، خزائن ج۳ ص۲۴۷)

لیکن پھر بھی مرزا قادیانی اس کے منکر ہیں کہ ’’یہ معراج جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا اور صرف کشف بتاتے ہیں اور کہتے ہیں اس قسم کے کشفوں میں مجھ کو تجربہ ہے۔‘‘

(ازالہ حاشیہ ص۴۷، خزائن ج۳ ص۱۲۶)

’’سبحان الذی اسریٰ بعبده لیلا‘‘ خود مرزا قادیانی پر بھی وحی ہوئی ہے۔‘‘

(ضمیمہ حقیقت الوحی ص۸۱، خزائن ج۲۲ ص۷۰۷)

اور مرزا قادیانی نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر بہت سی افتراء پردازیاں کیں اور علماء باللہ کو گندی گالیاں سنائیں۔ ان سب کی قدرے تفصیل فہرست مفصل میں ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا قادیانی پر اقراری کفر

۱...... تحریر متقدمہ اور بیان مذکورہ بالا سے واضح اور روشن ہوگیا کہ مرزا قادیانی نے اپنی وحی کے ذریعہ کس قدر احکام ونصوص قرآنیہ کو منسوخ قرار دیا ہے اور ان میں کس قدر تغیر

وتبدل کیا ہے اور احادیث رسول اللہ ﷺ کو تو اپنی وحی کے مقابلہ میں ردی کی طرح پھینک دینے کے لئے کہا ہے۔ اب مرزا قادیانی کا خود فتویٰ سنئے قبل دعویٰ نبوت شریعت جدیدہ کے لکھتے ہیں۔

۱...... ''ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور یک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور نہ کم ہوسکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہوسکتا۔ جو احکام قرآنی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغیر کرسکتا ہو۔ ہاں اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔'' (ازالہ ص ۱۳۷،۱۳۸، خزائن ج۳ ص ۱۷۰)

۲...... کافر ہے وہ شخص جو آنحضرت ﷺ کی شریعت سے ذرہ بھر بھی ادھر ادھر ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی اتباع سے روگردانی کرنے والا ہی ہمارے نزدیک جب کافر ہے تو پھر اس شخص کا کیا حال جو کوئی نئی شریعت لانے کا دعویٰ کرے یا قرآن اور سنت رسول اللہ ﷺ میں تغیر وتبدل کرے یا کسی حکم کو منسوخ جانے ...... یاد رکھو کہ جو شخص احادیث کو ردی کی طرح پھینک دیتا ہے۔ وہ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اسلام کا بہت بڑا حصہ ایسا ہے جو بغیر مدد احادیث ادھورا رہ جاتا ہے۔ جو کہتا ہے کہ مجھے احادیث کی ضرورت نہیں۔ وہ ہرگز مومن نہیں ہوسکتا۔ اسے ایک دن قرآن کو بھی چھوڑنا پڑے گا۔

مرزا قادیانی (اشتہار ۲؍اکتوبر ۱۸۹۱ء) میں مطلقاً لکھتے ہیں کہ: ''سیدنا ومولانا حضرت محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔''
(مجموعہ اشتہارات ج۱ ص ۲۳۰)

اور مرزا قادیانی (البدر ۵؍مارچ ۱۹۰۸ء) میں لکھتے ہیں کہ: ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔'' (ملفوظات ج۱۰ ص ۱۲۷)

اور فہرست (حقیقت النبوۃ ص ۲۱۸، ۲۱۹) میں ہے کہ: ''مسیح موعود نے لکھا ہے کہ خدا نے مجھے منصب نبوت پر پہنچایا۔'' جب آپ پر اعتراض ہوا کہ آپ نبوت کے مدعی ہیں تو فرمایا ہاں۔ جب آپ کے نبی ہونے سے کسی نے انکار کیا تو اسے خوب ڈانٹا۔

نتیجۃً وہ خود (حمامۃ البشریٰ ص ۷۹، خزائن ج۷ ص ۲۹۷) میں لکھ گئے ہیں کہ: ''ماکان لی ان ادعی النبوۃ واخرج عن الاسلام والحق بقوم کافرین'' یعنی میں یہ نہیں کرسکتا کہ نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے نکل جاؤں اور کافروں سے جاملوں۔'' لو اپنے دام میں صیاد آ گیا۔

۳...... ادعاء نبوت مستلزم ہے۔ ادعاء وحی نبوت کو، چنانچہ خود مرزا قادیانی (حمامۃ

البشریٰ ص۲۰، خزائن ج۷ ص۲۰۰) میں لکھتے ہیں کہ: ’’اور اگر ہم آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز رکھیں تو لازم آتا ہے کہ وحی نبوت کے دروازے کا انفتاح بھی بند ہونے کے بعد جائز خیال کریں اور یہ باطل ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر پوشیدہ نہیں اور آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی کیونکر آوے۔ حالانکہ آپ کی وفات کے بعد وحی نبوت منقطع ہوگئی ہے اور آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کردیا ہے۔‘‘

اور (ازالہ اوہام ص۵۷۷، خزائن ج۳ ص۴۱۱،۴۱۲) میں لکھتے ہیں کہ: ’’اب جبرائیل علیہ السلام بعد وفات رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا...... اور اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعہ سے صرف اتنا کہا جائے گا کہ تو قرآن کریم پر عمل کر تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لائق ہے۔ ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرائیل علیہ السلام لائیں اور پھر چپ ہوجائیں۔ یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے۔‘‘

اور (ازالہ اوہام ص۷۶۱، خزائن ج۳ ص۵۱۱) میں لکھتے ہیں کہ: ’’قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل علیہ السلام ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل علیہ السلام بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے۔ مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔‘‘

نتیجہ اب ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کا نبوت اور رسالت کا دعویٰ ہے اور یہ بھی ممتنع ہے کہ رسول تو ہوں۔ مگر وحی رسالت نہ ہو اور یہ بھی معلوم ہوچکا کہ یہ امر ختم نبوت کے منافی ہے۔ جو قرآن کریم کی آیت خاتم النبیین میں نص ہے۔ لہٰذا ادّعاوحی نبوت ورسالت قرآن کی تعلیم کے خلاف ہوا۔ پس جیسا کہ خود دعویٰ رسالت ونبوت کفر ہے۔ یہ ادّعاوحی نبوت بھی کفر ہے۔

تنبیہ! مرزا قادیانی کی وحی میں جبرائیل علیہ السلام بھی آتے تھے۔ (حقیقت الوحی ص۱۰۳، خزائن ج۲۲ ص۱۰۶) میں ہے کہ: ’’جاء نی ائیل واختار ‘‘ اس جگہ آئیل خدائے تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کا نام رکھا ہے۔ اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔‘‘

اور مرزا محمود قادیانی نے (حقیقت النبوۃ ص۲۹۰) میں لکھا ہے کہ: ’’حضرت مسیح موعود نے نزول جبرائیل علیہ السلام کو نبوت کے لئے شرط ٹھہرایا ہے...... پس خداتعالیٰ نے الہام میں آپ کے پاس جبرائیل علیہ السلام کے آنے کی خبر دی ہے۔‘‘

اور مرزا قادیانی (اربعین نمبر۴ ص۷، خزائن ج۱۷ ص۴۳۶) میں لکھتے ہیں کہ: ’’میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔‘‘

مرزا قادیانی نے نبوت سے بھی بڑھ کر اپنے لئے وحی الٰہی سے وہ مرتبے ثابت کئے ہیں۔ جو حضورﷺ اشرف الانبیاء علیہم السلام کو بھی وحی الٰہی سے یہ مرتبے حاصل نہیں۔

الہامات مرزا قادیانی

۱...... ’’انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی‘‘ ﴿تو مجھ سے ایسا ہے جیسے میری توحید وتفرید۔﴾ (اربعین نمبر۲ ص۳۴، خزائن ج۱۷ ص۳۸۲)

۲...... ’’انت منی وانا منك‘‘ ﴿خاص مرزا قادیانی تو مجھ سے ہے اور میں تجھ میں سے ہوں۔‘‘﴾ (دافع البلاء ص۷،۸، خزائن ج۱۸ ص۲۲۷،۲۲۸)

۳...... ’’اسمع ولدی‘‘ ﴿اے میرے بیٹے سن۔﴾ (البشریٰ ج۱ ص۴۹)

نوٹ! بعض مرزائی اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسمع واری تھا۔ مؤلف نے غلطی سے لکھا ہے۔ مگر تعجب یہ ہے کہ ترجمہ کیسے غلط لکھا گیا اور طرفہ یہ کہ مدعی سست گواہ چست مؤلف سے اب تک انکار ثابت نہیں ہوا۔ چاہئے تھا کہ غلط نامہ شائع کرتے اور ممکن ہے کہ قرأۃ ثانیہ ہو۔ کیونکہ مرزا قادیانی کے الہام میں بھی کئی کئی قرأتیں ہیں۔ ورنہ ’’انت منی بمنزلة ولدی‘‘ تو یقینی وحی مسلم ہے۔ (حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

۴...... ’’انما امرك اذا اردت شیئا ان تقول له کن فیکون‘‘ ﴿اے مرزا تیرا یہ مرتبہ ہے کہ تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے ہو جاتی ہے۔ یعنی خدائی مرتبہ حاصل ہے۔﴾ (حصہ پنجم براہین ص۹۵، خزائن ج۲۱ ص۱۲۴)

۵...... ’’ایک دفعہ کشفی رنگ میں میں نے دیکھا کہ میں نے نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کیا اور پھر میں نے کہا کہ آؤ اب انسان کو پیدا کریں۔‘‘

(چشمہ مسیحی ص۵۸، خزائن ج۲۰ ص۳۷۵)

۶...... ’’میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں...... تو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا...... اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں آسمان دنیا کو پیدا کیا...... خدا میرے وجود میں داخل ہو گیا۔ الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔‘‘

(کتاب البریہ ص۸۵تا۸۷، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳تا۱۰۵، آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص ایضاً)

نوٹ! یہ مدعی نبوت کا کشف اور وحی ہے۔ جس میں غلطی کا احتمال نہیں۔ کسی ولی کا کشف یا الہام نہیں۔ جو سکر یا غلطی کا احتمال ہو۔ دیکھتے نہیں اس میں کس قدر اوّل سے آخر تک

میں میں کی بھرمار ہے اور انانیت کا مقام برابر چلا آتا ہے۔

۷...... ’’دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں۔ خدا کی مانند‘‘

(حاشیہ اربعین نمبر۳،ص۲۵،خزائن ج۱۷ص۴۱۳ و حاشیہ ضمیمہ گولڑویہ ص۲۱،خزائن ج۱۷ص۶۱)

۸...... ’’انت اسمی الا علیٰ‘‘ ﴿تو میرا سب سے بڑا نام ہے۔﴾

(اربعین نمبر۲ص۲۴،خزائن ج۱۷ص۳۸۲)

۹...... ’’خلقت لك لیلاً ونهارا‘‘ ﴿تیرے لئے میں نے رات اور دن پیدا کیا۔﴾

(اربعین نمبر۴ص۸،خزائن ج۱۷ص۳۵۵)

لام تخصیص اور ضمیر خطاب مفرد ہے۔ ضمیر جمع نہیں تاکہ شمولیت غیر مرجع کے بطور کنایہ ممکن ہو۔

۱۰...... ’’الارض والسماء معك کما هو معی‘‘ ﴿زمین وآسمان تیرے ساتھ ایسے ہیں جیسا کہ میرے ساتھ۔﴾

(اربعین نمبر۲ص۶،خزائن ج۱۷ص۳۵۳)

۱۱...... ’’لولاك لما خلقت الا فلاك‘‘ ﴿اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔﴾

(ضمیمہ حقیقت الوحی ص۸۵،خزائن ج۲۲ص۷۱۲)

۱۲...... ’’انت من مائنا وهم من فشل‘‘ ﴿تو ہمارے پانی سے ہے اور دوسرے لوگ فشل سے (خشک مٹی سے)۔﴾

(اربعین نمبر۲ص۳۶،خزائن ج۱۷ص۳۸۵)

۱۳...... ’’کل لك ولا مرك‘‘ ﴿سب تیرے لئے اور تیرے حکم کے لئے ہے۔﴾

(تذکرہ ص۷۰۶)

۱۴...... ’’اخطی واصیب‘‘ ﴿کبھی میں خطا کرتا ہوں اور کبھی صواب کو پہنچتا ہوں۔﴾

(تذکرہ ص۶۵۹)

(ضمیمہ حقیقت الوحی ص۸۶،خزائن ج۲۲ص۷۱۴حاشیہ) میں لکھتے ہیں کہ: ’’یہ استعارہ ہے۔ جیسے تردد کا لفظ حدیث میں۔‘‘

۱۵...... ’’ایک دفعہ تمثلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشین گوئیاں لکھیں۔ جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئے تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تأمل کے سرخی کے قلم سے اس پر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا...... اور جو کچھ میں نے چاہا بلا

توقف اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دئے اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت میاں عبداللہ سنوری مسجد کے حجرے میں میرے پیر دبا رہا تھا کہ اس کے روبرو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اس کی ٹوپی پر بھی گرے...... اس نے میرا کرتا بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا۔ جو اب تک اس کے پاس موجود ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۲۵۵، خزائن ج۲۲ ص۲۶۷)

مرزا قادیانی کے عجیب وغریب الہامات ومکاشفات کا نمونہ

۱...... ''اس جگہ مجھے یاد آیا ہے کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا ''انا انزلناہ قریباً من القادیان'' جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہے ہوا تھا۔ اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی مرزا غلام قادر قادیانی قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ ''انا انزلناہ قریباً من القادیان'' تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر دیکھا تو معلوم ہوا فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقعہ پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے۔'' (ازالہ حاشیہ ص۷۶،۷۷، خزائن ج۳ ص۱۴۰)

نوٹ! یہ کشف بالبداہتہ غلط اور خلاف واقع ہے۔

۲...... الہام ہوا کہ: ''قتل خیبة وزید هیبة'' ''ایک شخص جو مخالفانہ کچھ امید رکھتا تھا وہ ناامیدی سے ہلاک ہوگیا۔'' (البشریٰ ج۲ ص۷۷)

یہ الہام کسی مخالف کے حق میں بتایا ہے۔ مگر جب عبداللطیف کابل میں سنگسار کئے گئے تو فوراً اس الہام کو اس مخلص پر چسپاں کر دیا کہ یہ صریح وحی مولوی صاحب کے مارے جانے کے بارے میں ہے۔ (تذکرۃ الشہادتین ص۷۳ حاشیہ، خزائن ج۲۰ ص۷۵)

۳...... ''(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۷۵ روایت نمبر۹۶) میں مرزا بشیر احمد نے ایک راز فاش کر دیا۔ یعنی مرزا قادیانی کو حکومت برطانیہ کے متعلق یہ الہام ہوا تھا۔

سلطنت برطانیہ تاهفت سال

بعد ازاں باشد خلاف واختلال

اور اپنے خاص مریدوں کو سنایا۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مرحوم کو ایک اخص الخواص مرید نے جا کر یہ الہام بتا دیا۔ مولوی صاحب مرحوم نے اس الہام کو شائع کر دیا۔ تو پھر کیا

تھا جناب کو سخت قلق اور اضطراب دامنگیر ہوا۔ جس پر فوراً رسالہ ’’کشف الغطاء‘‘ میں بہت ہی عاجزانہ عرض کے ساتھ گورنمنٹ پر ظاہر کیا کہ ایسا کوئی الہام ہرگز شائع نہیں کیا اور اس شخص اور اس کے ہم خیال لوگوں کی میرے ساتھ کچھ آمد ورفت اور ملاقات نہیں تا میں نے ان کو زبانی کچھ کہا ہو۔ دیکھو کیسے ہوشیاری کی۔

اور (مواہب الرحمٰن ص۶۶، خزائن ج۱۹ص۲۸۴) پر لکھتے ہیں کہ: ’’مرسل کو خوف نہیں‘‘

۴...... مرزا قادیانی پہلے مریم تھے پھر مریم سے ابن مریم کیسے ہوئے؟۔

’’خدا تعالیٰ نے اس الہام میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے کہ دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گذر گئے۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ دردزہ ہوا۔ دردزہ مجھے تنہ کھجور کی طرف لے گیا اور آخر کئی مہینے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا‘‘

(خلاصہ کشتی نوح ص۴۶،۴۷، خزائن ج۱۹ص۵۰)

۵...... ’’یریدون ان یروا طمثك بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے......اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہوگیا اور ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ص۵۸۱)

۶...... مرزا قادیانی کے ایک خاص مرید قاضی یار محمد صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ پلیڈر اپنے (ٹریکٹ نمبر۳۴ موسوم با اسلامی قربانی ص۱۲ مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر) میں لکھتے ہیں کہ: ’’جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا سمجھنے والے کے واسطے اشارہ کافی ہے۔‘‘ استغفر اللہ!

۷...... کشفی روپے

’’ایک دفعہ کشفی طور پر ۲۴ یا ۲۳ روپے مجھے دکھلائے گئے۔ پھر اردو میں الہام ہوا کہ ماجھے خاں کا بیٹا اور شمس الدین پٹواری ضلع لاہور بھیجنے والے ہیں۔‘‘

(تریاق القلوب ص۳۷، خزائن ج۱۵ص۲۹۵)

۸...... آتش فشاں

’’ایک کاغذ دکھائی دیا۔ اس پر لکھا ہوا تھا آتش فشاں‘‘

(از مکاشفات ص۴۳، تذکرہ ص۵۶۳)

۹...... لائف

''ایک کتاب دکھائی گئی۔ جس پر لکھا تھا لائف'' (از مکاشفات ص ۴۸، تذکرہ ص ۵۹۳)

۱۰...... پیپر منٹ

''۲۴ر فروری ۱۹۰۵ء حالت کشفی میں جب کہ حضرت کی طبیعت ناساز تھی۔ ایک شیشی دکھائی گئی۔ جس پر لکھا ہوا تھا خاکسار پیپر منٹ'' (از مکاشفات ص ۳۸، تذکرہ ص ۵۲۷)

۱۱...... ہیضہ کی آمدن

''ہیضہ کی آمدن ہونے والی ہے۔'' (از البشریٰ ج ۲ ص ۱۳۲، تذکرہ ص ۷۲۵)

۱۲...... مغز بادام

''کشفی رنگ میں مغز بادام دکھائے گئے اور کشف کا اس قدر غلبہ تھا کہ میں اٹھا کہ بادام لوں'' (از مکاشفات ص ۶۰، تذکرہ ص ۷۲۴)

۱۳...... پتنگ

''دیکھا کہ میرے مقابل پر کسی آدمی نے یا چند آدمیوں نے پتنگ چڑھائی ہے اور وہ پتنگ ٹوٹ گئی اور میں نے اس کو زمین کی طرف گرتے دیکھا۔ پھر کسی نے کہا غلام احمد قادیانی کی جے یعنی فتح'' (از مکاشفات ص ۶۰، تذکرہ ص ۷۲۳)

۱۴...... پیشانی پر

''مرحوم امیر خاں کی بیوہ جس دن اس کا خاوند فوت ہوا میں نے دیکھا کہ اس بیوہ کی پیشانی پر ۵ یا ۶ یا ۷ کا عدد لکھا ہوا ہے۔ میں نے وہ مٹا دیا اور اس کی جگہ اس کی پیشانی پر ۶ کا عدد لکھ دیا۔'' (از مکاشفات ص ۶۱، تذکرہ ص ۷۴۸)

۱۵...... پیسے

''رویاء میں دیکھا کہ ایک لفافہ ہے۔ جس میں کچھ پیسے ہیں۔ کچھ پیسے اس میں سے نکل کر باہر سامنے بھی پڑے ہیں۔ اس کے بعد الہام ہوا تیرے لئے میرا نام چمکا۔''

(بدر جلد ا نمبر ۱۸، ۱۹۰۵ء، تذکرہ ص ۵۵۸)

۱۶...... ایک کلام اور دو لڑکیاں

''ورڈ اینڈ ٹو گرلز یہ الہام انگریزی میں ہوا اور ساتھ ہی اس کا ترجمہ بھی یعنی یہ کہ ایک کلام اور دو لڑکیاں'' (از مکاشفات ص ۴۰، تذکرہ ص ۵۹۳)

۱۷...... الہام

''ایلی ایلی لما سبقتنی ایلی اوس اس کے کچھ معنی نہیں کھلے۔''

(ازالبشریٰ ج۱ص۳۶،تذکرہ ص۹۱)

۱۸...... الہام

''ربناعاج ہمارارب عاجی ہے عاجی کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔''

(حاشیہ براہین ص۵۵۶،خزائن ج۱ص۶۶۲،۶۶۳،البشریٰ ج۱ص۴۳،تذکرہ ص۱۰۲)

۱۹...... الہام

''ھوشعنا نعسا یہ الہام شاید عبرانی ہے۔جس کے معنی نہیں کھلے۔''

(حاشیہ براہین ص۵۵۶،خزائن ج۱ص۶۶۴،البشریٰ ج۱ص۴۳،تذکرہ ص۱۰۲)

۲۰...... الہام

''یکم ستمبر۱۹۰۳ءکوالہام ہوافیرمین معقول آدمی۔''

(ازالبشریٰ ص۸۴ج۲،تذکرہ ص۴۸۴)

۲۱...... الہام

''چودھری رستم علی'' (۲۶مارچ۱۹۰۵ءازالبشریٰ ج۲ص۹۴،تذکرہ ص۵۳۲)

۲۲...... الہام

''۳رستمبر۱۸۹۸ءغثم غثم غثم'' (ازالبشریٰ ج۲ص۵۰،تذکرہ ص۳۱۹)

۲۳...... الہام

''آج حاجی ارباب محمد لشکرخاں کے قرابتی کاروپیہ آتا ہے۔''

(ازالبشریٰ ج۱ص۱۷،تذکرہ ص۵۷)

۲۴...... الہام

''بست ویک روپیہ آنے والے ہیں۔ بست ویک روپے آئے ہیں۔ بست ویک آئے ہیں۔'' (براہین ص۵۲۳،۵۲۴،خزائن ج۱ص۲۶۴،۲۶۵،تذکرہ ص۱۱۰)

۲۵...... الہام

''الہام ہواتھا کہ عورت کی چال ایلی ایلی لما سبقتانی بریّت واذ کففت عن بنی اسرائیل'' (ازمکاشفات ص۵۰،تذکرہ ص۵۹۷)

۲۶...... الہام

''پریشن عمر براطوس یا پلاطوس'' نوٹ! آخری لفظ پڑطوس ہے یا پلاطوس ہے۔ بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا اور نمبر۲ میں عمر عربی لفظ ہے۔ اس جگہ براطوس اور پریشن کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں۔''

(البشریٰ ج۱ص۵۱، از مکتوبات ج۱ص۶۸، تذکرہ ص۱۱۵)

۲۷...... الہام

''آئی لو یو۔ آئی ایم ود یو۔ آئی شیل ہیلپ یو۔ آئی کین وہٹ آئی ول ڈو۔ وی کین وہٹ دی ول ڈو۔ ان الہامات کے نزول کے وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہو کر بول رہا ہے۔''

(البشریٰ ج۱ص۱۷، براہین ج۴ص۴۸۰، خزائن ج۱ص۵۷۱، ۵۷۲، تذکرہ ص۶۳)

مرزا قادیانی کا ایک الہام اور خوش فہمی

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۲ حاشیہ، خزائن ج۱۷ص۱۷) میں مرزا قادیانی تحریر فرماتے ہیں۔

''بعض نادان کہتے ہیں کہ عربی میں کیوں الہام ہوتا ہے۔ اس کا یہی جواب ہے کہ شاخ اپنی جڑ سے علیحدہ نہیں ہوسکتی۔ جس حالت میں یہ عاجز نبی کریم ﷺ کی کنار عاطفت میں پرورش پاتا ہے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ کا یہ الہام بھی اس پر گواہ ہے کہ تبارك من علم وتعلم بہت برکت والا وہ انسان ہے۔ جس نے اس کو فیض روحانی سے مستفیض کیا یعنی سیدنا رسول اللہ ﷺ اور دوسرا بہت برکت والا یہ انسان ہے۔ جس نے اس سے تعلیم پائی۔ تو پھر جب معلم اپنی زبان عربی رکھتا ہے ایسا ہی تعلیم پانے والے کا الہام بھی عربی میں چاہئے۔ تا مناسبت ضائع نہ ہو۔''

عربی میں الہام ہونے کی وجہ یہ تحریر فرماتے ہیں کہ چونکہ مرزا قادیانی کی نبوت اور رسالت آنحضرت ﷺ کی نبوت اور رسالت کی شاخ ہے اور مرزا قادیانی کے الہامات حضور ﷺ کے الہامات کی شاخ ہیں۔ اس لئے ہو نہیں سکتا کہ اصل تو عربی زبان رکھتا ہو اور اس کا ظل دوسری زبان میں ملہم ہو۔ لفظ یہی حصر کے لئے ہے اور ''نہیں ہوسکتی'' غیر ممکن ہونے پر دال ہے۔

پس مرزا قادیانی کے وہ الہامات جو اردو، ہندی، فارسی، عبرانی، انگریزی اور مختلف زبان اور ایسی زبان میں ہیں جو سمجھنے میں نہ آئے۔ وہ آنحضرت ﷺ کے الہامات کی شاخ نہیں ہیں۔ بلکہ وہ کسی اور نبی ہندی یا انگریزی یا اردو یا مختلط زبان یا غیر مفہوم زبان رکھنے

والے کے الہام کی شاخ ہوں گے؟۔ یا محض وسوسہ نفسانی کیونکہ آنحضرت ﷺ کے الہام کی شاخ ہونے کے لئے عربی ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ شاخ جڑ سے علیحدہ نہیں ہوسکتی۔ ’’فتبارك من علم وتعلم‘‘ (تذکرہ ص ۴۵) اس الہام میں اوّل تو من اسم موصول زائد ہے۔ جس کی کچھ بھی حاجت نہیں۔ ایک اسم موصول کافی ہے۔ یعنی ’’الذی تبارك الذي علم وتعلم‘‘ میں علم وتعلم دونوں معطوف الیہ ومعطوف الذی کے صلہ ہیں اور اسم موصول صلہ سے مل کر فاعل تبارک کا پس معلوم ہوا کہ علم وتعلم ایک ہی فاعل کے فعل اور ایک ہی کے ساتھ قائم ہیں۔ یعنی اگر الذی علم سے مراد حضور ﷺ ہوں گے تو صفت تعلم بھی انہیں کے واسطے ثابت ہوگی۔ معنی یہ ہوں گے بہت برکت والا ہے وہ شخص جس نے سکھایا اور سیکھا۔ (یعنی حضور ﷺ) اور مرزا قادیانی الذی کو تبارک کا فاعل قرار دے کر اس کے صلہ کے دو ٹکڑوں کو دو شخصوں کی صفت بتاتے ہیں۔ یعنی علم سے مراد حضور ﷺ لیتے ہیں اور تعلم سے خود ذات شریف (ترجمہ انہوں نے یہ کیا کہ: ’’پس بڑا مبارک ہے وہ جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی‘‘) کوئی ان حضرات سے پوچھے کہ اس ترجمہ کے موافق تعلم کا عطف الذی پر ہوگا اور تبارک کا فاعل بنانا ہوگا۔ حالانکہ فعل مسند الیہ نہیں ہوسکتا۔ پھر یہ تعلم تبارک کا فاعل کیسے ہوگیا اور یہ بھی بتائیں کہ تعلم کا فاعل کون ہے۔ اگر ضمیر ہے تو کس کی طرف راجع ہے اور اگر اسم ظاہر ہے تو کہاں غائب ہوگیا اور بصورت ضمیر ہونے کے اگر الذی کی طرف راجع ہے تو ایک ہی الذی سے دو شخص کیسے مراد ہوگئے۔ مرزا قادیانی کو دعویٰ ہے کہ میرے مقابلہ میں کوئی عربی فصیح نہیں لکھ سکتا۔ لیکن ایک الہامی جملہ میں ایسی فاش غلطی ان کے دعوے کی روشن دلیل ہے۔

قادیانی فقیرانہ زندگی کا نمونہ

سرکاری ملازمت: ’’آپ کے والد قلیل پنشن پاتے تھے۔ آپ کے والد کی بہت خواہش تھی کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اور کم عمری میں آپ کی شادی ہوگئی تھی۔ عنفوان جوانی میں سلطان احمد وفضل احمد وغیرہ پیدا ہوگئے تھے۔ چنانچہ آپ سیالکوٹ کچہری میں قلیل تنخواہ (یعنی پندرہ روپے ماہوار) پر ملازم ہوگئے۔‘‘

(از سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۴۳ روایت نمبر ۴۹ ص ۱۵۶ روایت نمبر ۱۵۰) اور وہاں مختاری کا امتحان بھی دیا مگر فیل ہوگئے۔

۱۸۹۵ء میں مریدوں کی تعداد جن کے دستخط موجود ہیں۔ چار ہزار لکھی جاتی ہے۔ قولہ ’’اور یہ بھی سراسر جھوٹ ہے کہ ہماری جماعت صرف پندرہ آدمی ہیں۔ بلکہ وہ کئی ہزار اہل علم اور

عقل آدمی ہیں۔ اگر ہم پندرہ سے سو گناہ زیادہ پیش کر دیں تو کیا آتھم صاحب سے قسم دلا دیں گے۔ یا نہیں...... کیا ہزار یا دو ہزار یا تین ہزار یا چار ہزار آدمی کے دستخط پر ان کا پندرہ کا دعویٰ باطل ہو جائے گا۔" (تبلیغ رسالت جلد چہارم ص ۶۸، ۳۰ر دسمبر ۱۸۹۵ء، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۰۳)

اب سنئے ۱۸۹۶ء میں مریدوں کی تعداد آٹھ ہزار ہو جاتی ہے۔ قولہ "مباہلہ سے پہلے میرے ساتھ تین سو چار سو آدمی ہوں گے۔ اب آٹھ ہزار سے زیادہ وہ لوگ ہیں جو اس راہ میں جاں فشاں ہیں۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۰، ۱۸۹۶ء)

خدا کی قدرت کہ ۱۸۹۸ء میں انکم ٹیکس کا معاملہ پیش آ گیا۔ مرزا قادیانی کو انکم ٹیکس معاف کرانے کی فکر ہوئی۔ چنانچہ معاملہ کی تفتیش کرنے والے تحصیلدار کے سامنے مریدوں کی فہرست بھی پیش کرنی پڑی۔ اس سارے قصہ کا ذکر مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔

(ضرورۃ الامام ص ۴۲، ۴۳، خزائن ج ۱۳ ص ۵۱۴ ستمبر ۱۸۹۸ء) میں تحصیلدار صاحب کی رپورٹ میں ہے۔ "اس فرقہ میں حسب فہرست منسلکہ ہذا ۳۱۸۱ آدمی ہیں۔"

اور (ص ۴۵، خزائن ج ۱۳ ص ۵۱۶) میں ہے۔ "مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے حلفی بیان میں لکھایا ہے کہ اس کو تعلقہ داری زمین وباغ کی آمدنی ہے۔ تعلق داری کی سالانہ تخمیناً بیاسی روپے۔ زمین کی تخمیناً ۲۰۰ روپیہ سالانہ باغ کی تخمیناً دو سو روپے۔ چار سو روپے اور حد پانچ سو روپے کی آمدنی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کو کسی قسم کی اور آمدنی نہیں ہے اور مرزا قادیانی نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کو تخمیناً پانچ ہزار دو سو روپے سالانہ مریدوں سے اس سال پہنچا ہے۔ ورنہ اوسط سالانہ آمدنی قریباً چار ہزار روپے کی ہوتی ہے۔ وہ پانچ مدوں میں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ (اوّل مہمان خانہ۔ دوم مسافر، یتیم، بیوہ۔ سوم مدرسہ۔ چہارم سالانہ اور دیگر جلسہ جات۔ پنجم خط وکتابت مذہبی ص ۴۴) خرچ ہوتی ہے اور اس کے ذاتی خرچہ میں نہیں آتی۔ خرچہ اور آمدنی کا حساب باضابطہ کوئی نہیں ہے۔"

مگر آپ ۱۸۹۶ء میں کیا ارشاد فرما چکے ہیں۔ "پانچ مدات میں سے صرف لنگر خانہ کا خرچ کم از کم ۶۰۰۰ ہزار سالانہ ہے۔ دیگر مدات کا کیا ذکر قولہ" اور جسمانی نعمتیں جو مباہلہ کے بعد میرے پر وارد ہوئیں وہ مالی فتوحات ہیں۔ جو اس درویش خانہ کے لئے خدا تعالیٰ نے کھول دیں۔ مباہلہ کے روز سے آج تک ۱۵۰۰۰ ار روپے کے قریب فتوح غیب کا روپیہ آیا جو اس سلسلہ کے ربانی مصارف میں خرچ ہوا۔ جس کو شک ہو وہ ڈاک خانہ کی کتابوں کو دیکھ لے اور دوسرے ثبوت ہم

سے لے لے اور رجوع خلائق کا اس قدر مجمع بڑھ گیا کہ بجائے اس کے کہ ہمارے لنگر میں ساٹھ یا ستر روپے ماہوار کا خرچ ہوتا اب اوسط خرچہ کبھی پانچ سو کبھی چھ سو روپے ماہوار تک ہو گیا''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۲، ۱۸۹۶ء)

طرفہ یہ کہ مرزا قادیانی نے ۲۵ / جون ۱۸۹۸ء میں رجسٹری کروائی اور اپنی تمام زمین اپنی زوجہ ثانیہ کے پاس رہن رکھ کر چار ہزار روپے کا زیور اور ایک ہزار نقد وصول کیا اور میعاد رہن تیس سال رکھی تھی اور صاف الفاظ میں لکھا کہ اب تمام آمدنی میری زوجہ کی ہو گی۔

(سیرۃ المہدی روایت نمبر ۳۶۶ ج ۲ ص ۵۴)

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۳۳ روایت نمبر ۴۱) میں صاحبزادے بشیر احمد نے مفصل لکھا ہے کہ ''سلطان احمد اور فضل احمد کی ماں نے مرزا قادیانی کو اوائل ہی سے بے تعلقی تھی۔ ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔ ہاں آپ اخراجات باقاعدہ دیا کرتے تھے (اپنی پندرہ روپے تنخواہ سے) مرزا قادیانی نے جب دوسری شادی کر لی اور تمام جائداد رہن بنام زوجہ ثانیہ رکھ کر اطمینان حاصل کر لیا۔ تو زوجہ اولیٰ کو طلاق دے دی اور سلطان احمد اور فضل احمد کو عاق کر دیا گیا۔ صرف اس قصور کی بناء پر کہ محمدی بیگم منکوحہ آسمانی کے نکاح سے کیوں مخالف ہیں اور سلطان احمد نے کیوں اپنی زوجہ کو جو والدین محمدی بیگم کی بہت قریبی رشتہ دار تھی۔ میرے کہنے سے طلاق نہیں دی۔ جب کہ انہوں نے مرزا قادیانی درخواست کو نامنظور فرما کر محمدی بیگم کا دوسری جگہ نکاح کر دیا۔''

مرزا قادیانی کے ایک مرید نے ایک ٹریکٹ بعنوان ''خطوط امام بنام غلام'' شائع کیا ہے۔ اس کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

۱...... ''پہلی مشک ختم ہو چکی ہے۔ اس لئے ۵۰ روپے بذریعہ منی آرڈر آپ کی خدمت میں ارسال ہیں۔ آپ دو تولہ مشک خالص دو شیشیوں میں علیحدہ علیحدہ یعنی تولہ تولہ ارسال فرمائیں۔''

(خطوط بنام امام ص ۲، ۳)

۲...... ''آپ بے شک ایک تولہ مشک بقیمت ۳۶ روپے خرید کر کے بذریعہ وی پی بھیج دیں۔ ضرور بھیج دیں۔''

(خطوط امام بنام غلام ص ۳)

۳...... ''ایک تولہ مشک عمدہ جس میں چھیچھڑا نہ ہو اور اوّل درجہ کی خوشبودار ہو اگر شرطی ہو تو بہتر ورنہ اپنی ذمہ داری پر بھیج دیں۔''

(خطوط امام بنام غلام ص ۵)

۴...... ''آپ براہ مہربانی ایک تولہ مشک خالص جس میں ریشہ اور جھلی اور صوف

نہ ہوں اور تازہ وخوشبودار ہو۔ بذریعہ ویلو پے ایبل ارسال فرمائیں کیونکہ پہلی مشک ختم ہو چکی ہے۔"

(خطوط امام بنام غلام ص۶)

۵...... "مشک خالص عمدہ جس میں چھچھڑا نہ ہو ایک تولہ ۲۷ روپے کی آپ ساتھ لائیں۔"

(خطوط امام بنام غلام ص۶)

۶...... "پہلی مشک جو لاہور سے آپ نے بھیجی تھی وہ اب نہیں رہی۔ آپ جاتے ہی ایک تولہ مشک خالص جس میں چھچھڑا نہ ہو اور بخوبی جیسا کہ چاہئے خوشبودار ہو۔ ضرور ویلو پے ایبل کرا کر بھیج دیں۔ جس قدر قیمت ہو مضائقہ نہیں۔ مگر مشک اعلیٰ درجہ کی ہو۔ چھچھڑا نہ ہو اور جیسا کہ عمدہ اور تازہ مشک میں تیز خوشبو ہوتی ہے۔ وہی اس میں ہو۔" (خطوط امام بنام غلام ص۶)

۷...... "اس ناچیز کی تیار کردہ مفرح عنبری کا بھی استعمال فرماتے تھے۔"

(خطوط امام بنام غلام ص۸)

۸...... "وحی الٰہی کی بنا پر مکان ہمارا خطرناک ہے۔ اس لئے آج ۲۶۰ روپے خیمہ خریدنے کے لئے بھیجتا ہوں۔ چاہئے کہ آپ اور دوسرے چند دوست داروں کے ساتھ جو تجربہ کار ہوں بہت عمدہ خیمہ معہ قناتوں اور دوسرے سامانوں کے بہت جلد روانہ کریں اور کسی کو بیچنے والوں میں سے یہ خیال پیدا نہ ہو کہ کسی نواب صاحب نے یہ خیمہ خریدنا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ نوابوں سے دو چند سہ چند مول لیتے ہیں۔" (خطوط امام بنام غلام ص۴)

مرزا قادیانی کی قلیل آمدنی آپ پہلے معلوم کر چکے وہ ۳۰ سال تک دین مہر زوجہ مطلقہ سے بچنے کے لئے فرضی رہن رکھی گئی اور مریدوں کی آمدنی ان کے ذاتی خرچہ میں نہیں آتی اور مشک اور عنبر اور دیگر مفرحات اور ریشمی پارچات اور رئیسانہ ٹھاٹھ کی یہ بہتات، کثیر العیال والا اولاد کئی کئی بیویاں، کئی کئی ملازم ملازمہ اور نوکر چاکر اور پھر زور کے بیمار سلسل البول اور دیگر بیماریوں کا تسلسل یہاں تک کہ "دن بھر میں سو سو دفعہ پیشاب آتا تھا۔"

(ضمیمہ اربعین نمبر۳،۴ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۴۷۱)

ان بیماریوں کا علاج معالجہ یہ قلیل آمدنی ان اخراجات کو کیسے برداشت کر سکتی ہے۔ "فاعتبروا یاولی الابصار" دیکھئے مرزا قادیانی کے بعد ان کے صاحبزادے نے ڈیڑھ لاکھ کی جائیداد بروئے بیعانہ مورخہ ۲۱؍جون ۱۹۲۰ء رجسٹری شدہ مورخہ ۵؍جولائی ۱۹۲۰ء۔ مرزا اکرم بیگ ولد مرزا افضل بیگ وخاتون سردار بیگم بیوہ مرزا افضل بیگ ساکنان

قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور سے خرید کی۔

قادیانی درفشانی کا نمونہ

۱...... ''اے شریر مولویو اور ان کے چیلو! غزنی کے ناپاک سکھو تمہاری حالت پر افسوس تم اس سے پہلے مرجاتے تو اچھا ہوتا۔'' (ضیاء الحق ص۴۳، خزائن ج۹ ص۲۹۱)

۲...... ''ابولہب سے مراد شیخ محمد حسین بٹالوی ہے۔''
(ضیاء الحق ص۴۶، خزائن ج۹ ص۲۹۴)

۳...... ''بعض مخالف مولوی نام کے مسلمان اے بے ایمانو انیم عیسائیو! دجال کے ہمراہیو! عسائیوں کی فتح۔ کیا ہوئی کیا تمہاری ایسی تیسی۔''
(حاشیہ اشتہار انعامی تین ہزار ص۵، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۶۹)

۴...... ''اے احمق! دل کے اندھے دجال تو تو ہے ہی۔ اے مردار۔''
(اشتہار مذکور ص۱۲، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۷۸)

۵...... ''ہزار لعنت کا رسہ ان پادریوں کے گلے میں۔ حرام خور آدمی۔''
(اشتہار مذکور ص۱۰، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۷۷)

۶...... ''بجز اس کے کیا کہیں کہ ایک خطا دو خطا سوم مادر بخطا۔''
(انوار الاسلام ص۳۱، خزائن ج۹ ص۳۲)

۷...... ''یا ابن البغاء یعنی اے حرامی زانیہ کے بیٹے۔''
(تتمہ حقیقت الوحی ص۲۲، خزائن ج۲۲ ص۴۵۳)

۸...... ''اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔''
(انوار الاسلام ص۳۰، خزائن ج۹ ص۳۱)

۹...... ''حرام زادے کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے۔''
(انوار الاسلام ص۳۰، خزائن ج۹ ص۳۲)

۱۰...... ''دز دمنش روباہ باز...... نجاست کا بھرا لتہ''
(تبلیغ رسالت ج۱ ص۹۷، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۳۸، ۱۳۹)

۱۱...... ''بے عزت، دیوث۔''
(تبلیغ رسالت ج۱ ص۸۴، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۲۵)

۱۲...... ''صرفی نحوی غلطی کا الزام گوہ کھانا ہے۔''
(نزول المسیح ص۶۳، خزائن ج۱۸ ص۴۴۱)

نوٹ! مرزا قادیانی کا خود تو یہ عمل ہے اور اپنی امت کو فرماتے ہیں۔ ''یاوہ گوئی کے مقابلہ پر یاوہ گوئی نہ کریں اور گالیوں کے مقابلہ میں گالیاں نہ دیں۔''

(راز حقیقت ص۱، خزائن ج۱۴ ص۱۵۴)

مرزا قادیانی کی یہ گالیاں بھی الہامی ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی پر وحی ہو چکی ہے۔ ''ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی'' (تذکرہ ص۳۷۸)

مرزا قادیانی کی طرح اس امت میں جھوٹے مدعی نبوت و مسیحیت ہمیشہ آتے رہے ہیں۔ کما جاء فی الحدیث!

مسیلمہ کذاب

پانچ ہفتہ میں اس کے ایک لاکھ سے زیادہ آدمی مرید ہو گئے تھے۔ صحابہؓ کے زمانہ میں مارا گیا۔ (دبستان مذاہب مطبوعہ نولکشور ص۲۹۷) میں لکھا ہے کہ ۱۰۵۴ھ تک مسیلمہ کذاب کے پیرو پائے گئے۔ ان کا مذہب یہ ہے کہ ''بر مسلم واجب است که مسیلمه را مخبر صادق وپیغمبر داند وگرنه اسلام او مسلّم نیست...... مسیلمه درنبوت باحضرت رسالت پناه محمدی شریك بود چنانچه هارون باموسیٰ...... وآنچه محمد ﷺ آورده همه حق است ومسیلمه هم بران راه سپربود '' (تاریخ طبری ج۲ ص۲۷۶ طبع بیروت ۲۰۰۱ء) میں بھی اسی طرح ہے اور لکھا ہے کہ اذان میں کلمہ شہادت بھی پڑھتے ہیں۔ مسیلمہ کے معجزات بھی بہت سے بیان کئے جاتے ہیں۔

اسود عنسی

اس کے بھی بہت سے پیرو ہو گئے تھے۔ اس کاذب کی جماعت کا ایسا غلبہ ہوا کہ اس نے شہر صنعاء پر قبضہ کر لیا۔ ان دونوں جھوٹوں کا احادیث میں ذکر ہے۔

طلیحہ بن خویلد

اس نے مرتد ہو کر حضور ﷺ ہی کے زمانہ میں دعویٰ نبوت کیا۔

(المساوی والمحاسن ج۱ ص۲۳)

صالح بن طریف

صالح نے ۱۲۷ھ میں دعویٰ نبوت و مہدی اکبر کا کیا۔ دعویٰ نبوت سے بادشاہ بن گیا

اس کے خاندان میں ۳۰۰ برس بادشاہت رہی۔ مدت دعویٰ نبوت ۲۷ برس، اپنی موت سے مرا۔
(خلدون ج ۶ ص ۲۰۹ طبع بیروت ۱۹۹۹ء)

اور اس کے زمانہ میں رمضان ۱۶۱ھ میں چاند اور سورج کو گہن لگا اور طریف کے دعویٰ کے زمانہ میں بھی رمضان ۱۱۷ھ میں گہنوں کا اجتماع ہوا تھا۔

ابو منصور عیسیٰ

اس نے ۳۴۱ھ میں دعویٰ نبوت کیا اور رمضان ۳۴۶ھ میں گہنوں کا اجتماع ہوا۔ دعویٰ نبوت ۲۳ برس کے بعد مارا گیا۔ (خلدون ج ۶ ص ۲۱۰ طبع بیروت)

فارس بن یحییٰ

اس نے مصر کے علاقہ میں نبوت اور عیسیٰ بن مریم ہونے کا دعویٰ کیا اور طلسم وغیرہ سے مردہ بھی زندہ کر کے دکھایا۔ (کتاب المختار منقول از افادۃ الافہام ج ۱ ص ۳۶۱)

اسحاق اخرس

یہ شخص قرآن، توریت، انجیل کا ماہر اور حافظ تھا۔ بڑا گویا اور لسان تھا۔ اقصیٰ مغرب میں پہنچا اور کئی برس خود کو گونگا مادرزاد مشہور کیا۔ ایک دن نہایت فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا کہ بڑے بڑے عالم فاضل متحیر ہو گئے۔ پوچھا گیا کہ آپ تو مادرزاد گونگے تھے۔ اس قدر گویائی اور فصاحت و بلاغت کہاں سے رات ہی رات میں حاصل ہو گئی۔ بہت اصرار کے بعد جواب دیا کہ آج رات فرشتے وحی و نبوت لے کر آئے اور کہا خدا نے تم کو رسول بنایا ہے۔ اسحاق نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ حق تعالیٰ محمد ﷺ کو خاتم النبیین بنا دیا ہے۔ فرشتوں نے کہا سچ ہے۔ مگر محمد رسول ﷺ ان نبیوں کے خاتم ہیں۔ جو نئے احکام لاتے ہیں اور تم اسی ملت کے نبی ہو، میں نے کہا مجھ سے یہ دعویٰ نہیں ہو سکتا میرے تصدیق کون کرے گا۔ پس مجھ کو یہ معجزہ دیا گیا۔
(کتاب المختار از افادۃ الافہام ج ۱ ص ۳۲۱)

لا متنبی

ایک شخص نے لا اپنا نام مدتوں مشہور کیا اور پھر نبوت کا دعوے دار بنا اور یہی حدیث متواتر لا نبی بعدی! اپنی نبوت کے استشہاد میں پیش کی اور اسی حدیث کو اپنی نبوت کا گواہ بنایا اور یہ معنی کرتا تھا کہ مسمی لا میرے بعد نبی ہوگا۔ (حجج الکرامہ ص ۲۳۷)

ایک عورت متنبیہ

ایک عورت نے مغرب میں نبوت کا دعویٰ کیا۔لوگوں نے لا نبی بعدی! کا فرمان مقابلہ میں پیش کیا اس نے جواب دیا کہ حضورﷺ نے لا نبی بعدی! فرمایا ہے۔یعنی میرے بعد کوئی مرد نبی نہ ہوگا۔لا نبیة بعدی! نہیں فرمایا کہ میرے بعد کوئی عورت بھی نبی نہ ہوگی۔

(حجج الکرامہ ص ۲۳۷)

بہاء اللہ

بہاء اللہ نے نبوت اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور چالیس برس نبوت کا اعلان کر کے مرا۔ (الکواکب رسالہ بہائیہ ۲۵؍جون ۱۹۲۴ء ص ۳)

بہاء اللہ مرزا قادیانی کا ہمعصر ہے۔مرزا قادیانی سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا۔مرزائی اصول سب اسی سے ماخوذ ہیں۔الا قلیلاً!

نوٹ! حضورﷺ کے فرمان کے مطابق اس امت میں جھوٹے مدعی نبوت ہمیشہ آتے رہے ہیں۔لیکن آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی! اس کے اثبات دعویٰ میں سد سکندری کی طرح حائل تھی۔اس لئے سب کی نظر عنایت ان کی تحریف پر تلی رہی ہے اور ان میں سے ہر شخص نے اپنے اپنے فہم کے مطابق ان کی تحریف میں کوشش کی۔لیکن امت محمدیہ میں اس قسم کی لایعنی تحریفات کب کھپ سکتی تھیں۔امت نے ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جو ایک مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہے۔حالانکہ ان کی تحریفات مرزائی تحریفات سے زیادہ دلچسپ تھیں۔

سید محمد جونپوری

اور سید محمد جونپوری نے ۹۰۱ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا۔جس کے مرید آج تک حیدرآباد گجرات وماڑواڑ میں بکثرت ہیں۔

عبیداللہ مہدی

عبیداللہ مہدی نے افریقہ میں خروج کیا اور طرابلس ومصر کو فتح کر لیا۔مدۃ مہدویت چوبیس سال، اپنی موت سے مرا۔ (ابن اثیر ج۷ ص۹۹، طبع بیروت)

محمد علی باب

محمد علی باب نے ایران میں مہدویت کا دعویٰ کیا اور اس کے زمانہ ۱۲۶۷ھ میں گہنوں کا اجتماع ہوا۔

نوٹ! مرزا قادیانی (ضمیمہ انجام آتھم ص۴،۵، خزائن ج۱۱ ص۳۳۲) میں فرماتے ہیں کہ ’’اگر یہ ظالم مولوی اس قسم کا خسوف وکسوف کسی اور مدعی کے وقت میں پیش کر سکتے ہیں تو پیش کریں اس سے بے شک میں جھوٹا ہو جاؤں گا۔‘‘

تنبیہ! یہ خسوف وکسوف تو ۱۳، ۲۸ تاریخ ماہ رمضان ۱۳۱۱ھ میں ہوا اور ۱۳۱۲ھ میں امریکہ میں جہاں ڈاکٹر ڈوئی مدعی تھا۔ خسوف وکسوف واقع ہوا۔

نوٹ! (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۴۲) میں مرزا قادیانی نے لو تقول علینا بعض الا قاویل! کو اپنی نبوت کی صداقت کے لئے معیار بنایا ہے کہ جھوٹے نبی کو ۲۳ برس کی مہلت نہیں دی جاتی۔ بلکہ اس کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس آیت سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ اس آیت میں جو بعض کا لفظ آیا ہے وہ جھوٹے ملہموں کو سزا سے خارج کر دیتا ہے۔ کیونکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ سچا ملہم اگر بفرض محال اپنے سچے الہاموں کے ساتھ بعض جھوٹے الہام بھی بیان کر دے تو اس کی سزا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کی ہے کہ ہم اس کو بری طرح ذبح کر ڈالیں۔ غرض بعض الاقاویل کی قید نے نہایت صفائی سے جھوٹے ملہم کو اس آیت سے نکال دیا اور نیز حالانکہ ہزاروں سچے نبی شہید کر دیئے گئے۔

’’یقتلون النّبیین بغیر الحق (بقرہ:۶۱)‘‘ ’’فریقاً کذبتم ففریقاً تقتلون (بقرہ:۸۷)‘‘ ’’وقتلھم الانبیاء بغیر حق (آل عمران:۱۸۱)‘‘ بہت سی آیات ناطق ہیں۔ کیا وہ سب معاذ اللہ! جھوٹے تھے؟۔ اور حالانکہ بیسیوں نے جھوٹے دعوے کے ساتھ یہ مہلت پائی کیا وہ سچے نبی ہوئے؟۔ اور پھر تعجب ہے کہ جب حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں تو آپؐ کے بعد معیار نبوت کیسا؟۔ اور پھر مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کے بعد ۲۳ برس کی مہلت کہاں پائی؟۔ ۱۹۰۰ء کے بعد دعویٰ نبوت کیا ۱۹۰۸ء میں انتقال ہوا۔ کل آٹھ برس زندہ رہے۔ اگر دعویٰ مسیحیت کو بھی لیا جائے تو بھی یہ مدت نہیں ملی۔ کیونکہ ’’دعویٰ مسیحیت ۱۸۹۱ء میں کیا۔‘‘ اس کے بعد ۱۷ سال چند ماہ زندہ رہے۔ (حقیقت النبوۃ ص۵۱،۵۵،۱۲۰،۱۲۱)

کیونکہ لو تقول میں وحی نبوت ہی کا تقول مراد ہے۔

اسلامی عقیدہ نمبر۲...انقطاع وحی نبوت

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ کے بعد کسی پر وحی نبوت نازل نہیں ہوسکتی۔ حضور ﷺ کے بعد مدعی وحی نبوت قطعاً کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

۱...... ’’ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین (احزاب:۴۰)‘‘ ﴿محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے آخری نبی ہیں۔﴾

نوٹ! جب حضور ﷺ کے بعد نبوت ورسالت کا دروازہ مسدود ہے تو لامحالہ وحی نبوت ورسالت کا بھی دروازہ بند ہے۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ کسی پر وحی نبوت تو ہو اور وہ نبی نہ ہو۔

۲...... ’’ولقد اوحی الیك والی الذین من قبلك لئن اشرکت لیحبطن عملك ولتکونن من الخسرین (الزمر:۶۵)‘‘ ﴿آپ کی طرف اور آپؐ سے پہلے جس قدر انبیاء آئے سب کی طرف یہ وحی کی گئی کہ اگر تم بھی شرک کرو تو تمہارے بھی سارے عمل تباہ ہوجائیں اور تم خاسرین میں داخل ہوجاؤ۔﴾

نوٹ! اس آیت سے بالکل صاف واضح ہے کہ حضور ﷺ کے بعد وحی نبوت نہیں۔ اگر حضور ﷺ کے بعد وحی نبوت باقی رہتی تو یہ فرمایا جاتا کہ آپ کی طرف اور آپؐ سے پہلے جس قدر انبیاء علیہم السلام آئے اور آپؐ کے بعد جس قدر انبیاء آئیں گے......الخ! حالانکہ توحید اور اجتناب شرک کی وحی ہر نبی پر لازمہ نبوت ہے۔

۳...... ’’والذین یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك وبالآخرۃ ھم یوقنون ۰ اولئك علی ھدی من ربھم واولئك ھم المفلحون (بقرہ:۴،۵)‘‘ ﴿جو ایمان لاتے ہیں اس وحی پر جو آپؐ پر نازل کی گئی اور اس وحی پر جو آپؐ سے پہلے نازل کی گئی اور دن آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ خدا کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔﴾

نوٹ! قرآن کریم میں بیسیوں جگہ اس قسم کی آیتیں ہیں جن میں بس پہلے نبیوں کی وحی نبوت پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ لیکن حضور ﷺ کے بعد وحی نبوت کا کہیں ذکر بھی نہیں۔ اگر حضور ﷺ کے بعد بھی وحی نبوت نازل ہوتی تو اس پر ایمان لائے بغیر ہدایت اور فلاح ممکن نہیں۔

لہٰذا حصول فلاح اور ہدایت کے لئے وحی مابعد پر ایمان لانے کا بھی ذکر ضروری تھا۔ معلوم ہوا آپؐ کے بعد وحی نبوت نہیں۔ ہاں وحی غیر نبوت باقی ہے۔ مبشرات، الہام، تعریفات، رویاء صادقہ وغیرہ وغیرہ۔ ورنہ مطلق وحی تو شہد کی مکھی کی طرف بھی ہوتی ہے۔ ’’واوحیٰ ربك الی النحل (النحل:٦٨)‘‘ اور شیاطین اپنے اولیاء کی طرف وحی کرتے ہیں۔ ’’ان الشیٰطین لیو حون الی اولیائه (انعام:١٢١)‘‘

اقوال صحابہؓ

۱…… ’’عن عمرؓ…… فقال ابوبکرؓ…… انه قدانقطع الوحی وتم الدین (مشکوٰة ص٥٥٦، باب مناقب ابی بکرؓ)‘‘ ﴿حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا ابوبکرؓ نے تحقیق وحی نبوت منقطع ہوگئی اور دین تمام ہو چکا۔﴾

۲…… ’’عن عمرؓ…… وان الوحی قد انقطع (بخاری ج١ ص٣٦٠، باب الشهد اوالعدول وقول الله)‘‘ ﴿عمرؓ سے روایت ہے کہ وحی نبوت منقطع ہو چکی ہے۔﴾

کتب عقائد

’’فما بقی للاولیاء الیوم بعد ارتفاع النبوة الا التعریف وانسدت ابواب الاوامر الالهیة والنواهی فمن ادعاها بعد محمد ﷺ فهو مدعٍ شریعة اوحی بها الیه سواء وافق بها شرعنا اوخالف فان کان مکلفاً ضربنا عنقه والا ضربنا عنه صفحاً (فتوحات مکیه باب٣١٠ ج٣ ص٣٩، مثله فی الیواقیت مبحث ٣٥ ج٢ ص٣٨، مطبوعه مصر)‘‘ ﴿آج نبوت کے ارتفاع کے بعد اولیاء اللہ کے لئے سوائے معرفتوں کے کچھ باقی نہیں رہا اور اوامر ونواہی الٰہیہ کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ پس جو شخص محمد ﷺ کے بعد اس کا دعویٰ کرے وہ شریعت کا مدعی ہے۔ جو اس کی طرف وحی کی گئی برابر ہے۔ ہماری شریعت کے موافق ہو یا مخالف پھر اگر وہ مکلّف یعنی عاقل بالغ ہے تو اس کی گردن ماریں گے اور اگر مکلّف نہیں یعنی کوئی پاگل ہے تو اس سے پہلوتہی کریں گے۔﴾

’’وکذالك من ادعیٰ منهم انه یوحی الیه وان لم یدع النبوة…… فهؤلاء کلهم کفار مکذبون للنبی ﷺ (شفاء قاضی عیاض ج٢ ص٢٤٧)‘‘ ﴿ایسے ہی وہ شخص بھی کافر ہے جس نے دعویٰ کیا کہ میری طرف وحی نبوت ہوتی ہے۔ اگرچہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے۔ پس یہ کل کے کل کافر ہیں اور مکذب نبی کریم ﷺ کے۔﴾

''فمن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذباً اوقال اوحی الیّ ولم یوح الیه شئ (انعام:۹۳)''یعنی جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے۔ حالانکہ کچھ وحی نہیں کی گئی۔ اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے۔''

خود مرزا قادیانی (حقیقت الوحی ص۱۶۳، حاشیہ خزائن ج۲۲ ص۱۶۷) میں لکھتا ہے کہ ''ظالم سے مراد اس جگہ کافر ہے۔''

کسی زمانہ میں مرزا قادیانی کا بھی حضورﷺ کے بعد انقطاع وحی نبوت پر ایمان تھا۔

''میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہﷺ پر ختم ہوگئی۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۱)

''وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔'' (ازالہ ص۵۳۴، خزائن ج۳ ص۳۸۷)

''اب جبرائیل علیہ السلام بعد وفات رسول اللہﷺ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا۔'' (ازالہ ص۵۷۷، خزائن ج۳ ص۴۱۲)

''اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جاوے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرائیل علیہ السلام لاویں اور پھر چپ ہوجاویں یہ امر بھی ختم نبوت کے منافی ہے۔''
(ازالہ اوہام ص۵۷۷، خزائن ج۳ ص۴۱۱)

مرزائی عقیدہ نمبر۲...وحی نبوت جاری

مرزائی اور مرزا غلام احمد قادیانی معتقد ہیں کہ مرزا قادیانی موصوف پر وحی نبوت بارش کی طرح اترتی تھی۔ کبھی عربی میں کبھی اردو میں کبھی ہندی میں کبھی فارسی میں کبھی انگریزی میں کبھی عبرانی میں اور کبھی ایسی زبان میں جو سمجھ میں نہ آوے۔

۱...... ''قل یایها الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً'' ﴿کہہ دے اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔﴾ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۰)

۲...... ''قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ انما الهکم اله واحد'' ﴿ان کو کہہ دے کہ میں تو ایک انسان ہوں۔ میری طرف یہ وحی ہوئی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے۔﴾ (حقیقت الوحی ص۸۱،۸۲، خزائن ج۲۲ ص۸۴)

۳...... ''واتل علیهم ما اوحی الیك من ربك'' ﴿جو کچھ تیرے رب کی

طرف سے تیرے پر وحی نازل کی گئی ہے۔ وہ لوگوں کو سنا۔﴾

(حقیقت الوحی ص۷۴، خزائن ج۲۲ ص۷۸)

''یا یھا النبی اطعم الجائع والمعتر'' (تذکرہ ص۷۴۶)

۴...... ''فاتخذوا من مقام ابراھیم مصلی انا انزلناہ قریباً من القادیان'' ﴿ابراہیم (مرزا قادیانی) کی جگہ کو قبلہ بناؤ اور مصلیٰ ٹھہرالوہم نے اس کو قادیان کے قریب نازل کیا ہے۔﴾ (حقیقت الوحی ص۸۸، خزائن ج۲۲ ص۹۱)

۵...... ''مگر بعد میں جو خداتعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔''

(حقیقت الوحی ص۱۵۰، خزائن ج۲۲ ص۱۵۳)

۶...... ''میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی...... اور ایسے ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔'' (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

۷...... ''اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں۔ ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں۔ جو مجھے ہوئی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۱۰، حقیقت النبوۃ ص۲۶۴)

۸...... ''قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ'' ﴿کہہ دے کہ اگر تم کو اللہ سے پیار ہے تو تم میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت رکھے گا۔﴾

(ضمیمہ حقیقت الوحی ص۸۱، خزائن ج۲۲ ص۷۰۷)

۹...... ''یہ سچ بات ہے کہ کافروں کے ساتھ لڑنا مجھ پر حرام کیا گیا ہے۔''

(خطبہ الہامیہ ص۱۷، خزائن ج۱۶ ص ایضاً)

۱۰...... ''جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خداتعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان نہ لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔'' (حاشیہ اربعین نمبر۴ ص۱۳، خزائن ج۱۷ ص۴۴۳)

انگریزی میں الہام

آئی لو یو، آئی ایم ود یو، آئی شیل ہیلپ یو، آئی کین وہٹ آئی ول ڈو، وی کین وہٹ وی ول ڈو، ان الہامات کے نزول کے وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا بول رہا ہے۔" (البشریٰ ج۱ ص۱۷، از براہین ج۴ ص۴۸۰، خزائن ج۱ ص۵۷۱، ۵۷۲، حاشیہ)

ہندی میں الہام

"ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔"

(لیکچر سیالکوٹ ص۳۴، خزائن ج۲۰ ص۲۲۹)

مخلط الہام

"ہیضہ کی آمدن ہونے والی ہے۔"

(تذکرہ ص۷۲۵، البشریٰ ج۲ ص۱۳۲، از بدر ج۶ نمبر۳۱ ص۴، یکم اگست ۱۹۰۷ء)

"الہام ہوا تھا کہ عورت کی چال ایلی ایلی لما سبقتانی بریّت واذ کففت عن بنی اسرائیل" (تذکرہ ص۵۹۷ طبع سوم)

وہ الہام جو سمجھنے میں نہیں آئے

"ھو شعنا نعسا یہ الہام شاید عبرانی ہے۔ جس کے معنی نہیں کھلے"

(البشریٰ ج۱ ص۴۳، تذکرہ ص۱۰۲)

"پریشن عمر براطوس یا پلاطوس" نوٹ! آخری لفظ پڑطوس ہے یا پلاطوس ہے بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا...... اس جگہ براطور اور پریشن کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں۔"

(البشریٰ ج۱ ص۵۱، از مکتوبات احمدیہ ج۱ ص۶۸، تذکرہ ص۱۱۵)

اسلامی عقیدہ نمبر۳... مدار نجات آنحضرت ﷺ کی تعلیمات

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ ہی کی وحی نبوت تمام انسانوں کے لئے تاقیامت مدار نجات ہے۔ حضور ﷺ کے بعد کسی کی وحی مدار نجات نہیں ہو سکتی۔

۱...... "تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین

نذیراً (فرقان:۱) ’’ ﴿مبارک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے محمد ﷺ پر قرآن کریم نازل فرمایا تا کہ تمام ہی جہان والوں کے لئے نذیر بنے۔﴾

۲...... ’’وما ہو الا ذکر للعالمین (القلم:۵۲) ’’ ﴿نہیں یہ قرآن مگر تمام عالم والوں کے لئے تذکیر ہے۔﴾

۳...... ’’اوحی الیّ ہذا القرآن لا نذرکم بہ ومن بلغ (انعام:۱۹)‘‘ ﴿میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تا کہ اس کے ذریعہ سے میں تم کو اور تمام انسانوں کو جن کو قرآن کے نزول کی خبر پہنچے ڈراؤں۔﴾

نوٹ! یہ تینوں آیتیں صاف اعلان فرمارہی ہیں کہ قیامت تک تمام انسانوں کے لئے حضور ﷺ ہی نبی ہیں اور حضور ﷺ ہی کی شریعت ہے اور سب کے لئے یہی قرآن حجت ہے اور یہی وحی مدار نجات ہے۔

۴...... ’’وان تطیعوہ تہتدوا (نور:۵٤) ’’ ﴿اگر تم محمد ﷺ کی اطاعت کروگے تو بس نجات اور ہدایت پاجاؤ گے۔﴾

نوٹ! اس آیت میں صاف فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کی وحی مدار نجات ہے۔ اگر حضور ﷺ کے بعد کوئی اور وحی نبوت مدار نجات مقرر ہو کر آئے تو اس وقت حضور ﷺ کی وحی کی اطاعت مدار نجات نہ ہوگی۔ کیونکہ اگر اس وحی نبوت پر ایمان نہ لائے گا اور اس کی اطاعت نہ کرے گا تو باوجود کمال اتباع وحی حضور ﷺ کے پھر بھی نجات نہ ہوگی اور قرآن کا یہ حکم منسوخ ہوجائے گا اور نہ قرآن کریم تمام انسانوں کے لئے نذیر اور نہ ذکر ہوگا اور نہ حضور ﷺ صاحب الزمان رسول تمام انسانوں کے لئے رہیں گے۔ (معاذ اللہ)

۵...... ’’والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاٰخرۃ ہم یوقنون۰ اولئک علی ہدی من ربہم واولئک ہم المفلحون (بقرہ:۴،۵) ’’ ﴿یہ آیت بڑی وضاحت سے بتارہی ہے کہ حصول فلاح ونجات کے لئے بس حضور ﷺ کی وحی اور آپؐ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی وحی پر ایمان لانا ضروری ہے۔﴾

۶...... ’’اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء (اعراف:۳) ’’ ﴿یعنی اتباع کرو اس وحی کا جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور نہ اتباع کرو اس کے سوا کسی اور رفیقوں کا۔﴾

نوٹ! یہ آیت کریمہ صاف طور سے اعلان کررہی ہے کہ صرف حضورﷺ ہی کی وحی کا اتباع اہل عالم کے لئے فرض ہے اور کسی کی وحی کا اتباع جائز نہیں۔ پس اگر آپؐ کے بعد بھی کوئی وحی نبوت مدار نجات خدا کی طرف سے آنے والی تھی تو اس کی اتباع سے کیوں روکا جاتا ہے اور پھر اس وحی مدار نجات نازل کرنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ حضورﷺ کے بعد مطلقاً وحی نبوت اور نبوت کا مدعی ہی کافر ہے اور جو حضورﷺ کی شریعت کو منسوخ اور اپنی وحی نبوت کو مدار نجات بتلائے وہ اکفر ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کا اقرار پہلے گذر چکا۔

مرزائی عقیدہ نمبر۳... مدار نجات مرزا کی تعلیمات

مرزائی اور مرزا غلام احمد قادیانی آنحضرتﷺ کے بعد مرزا قادیانی کی وحی نبوت اور تعلیم کو مدار نجات تمام انسانوں کے لئے کہتے ہیں۔

۱...... ’’چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لئے خداتعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے اوپر ہوتی ہے۔ فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا...... اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم کو میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں۔ دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔‘‘ (حاشیہ اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

۲...... ’’آخر زمانہ میں ایک ابراہیم (مرزا قادیانی) پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔‘‘ (اربعین نمبر۳ ص۳۲، خزائن ج۱۷ ص۴۲۱)

۳...... ’’الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔‘‘ (انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۴...... ’’سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔‘‘ (اربعین نمبر۴ ص۱۴، خزائن ج۱۷ ص۴۴۵)

نوٹ! اس سے ظاہر ہے کہ شریعت محمدیہ کی وحی وتعلیم جو تیرہ سو برس سے چلی آرہی ہے۔ سورج کی کرنوں کے مشابہ ہے قابل برداشت نہیں۔ منسوخ ہے اور شریعت مرزائیہ کی اب ضرورت ہے جو چاند کی ٹھنڈی روشنی کے مشابہ ہے۔

۵...... مرزا محمود قادیانی (حقیقت النبوۃ ص۱۵۶) میں لکھتے ہیں کہ: ’’آپ (مرزا) کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے ضروری قرار دیا ہے اور اسے مدار نجات ٹھہرایا ہے۔‘‘ اور اس کی فہرست میں لکھتے ہیں کہ: ’’مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی اطاعت میں ہی نجات ہے۔‘‘

اسلامی عقیدہ نمبر۴... آنحضرت ﷺ کے بعد مدعی نبوت کافر ہے

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد مطلقاً مدعی منصب نبوت یا مدعی وحی نبوت دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

مدعی نبوت کا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہونا اور مدعی وحی نبوت کا کافر، دائرہ اسلام سے خارج ہونا مذکور ہو چکا ملاحظہ ہو مع اقرار مرزا قادیانی قبل از دعویٰ نبوت۔

مرزائی عقیدہ نمبر۴... مرزا قادیانی نبی تھا

مرزا قادیانی اور مرزائیوں کا ایمان ہے کہ مرزا قادیانی منجانب اللہ منصب نبوت پر فائز تھے اور وحی نبوت ان پر نازل ہوتی تھی۔ جو شخص یہ عقیدہ نہ رکھے جہنمی اور کافر ہے اور ختم نبوت کا عقیدہ لعنتی اور مردود عقیدہ ہے۔

۱...... ’’جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔‘‘

(اشتہار ۵؍مارچ ۱۹۰۸ء مندرجہ حقیقت النبوۃ ص۲۷۲، ملفوظات ج۱۰ ص۱۲۷)

۲...... ’’وہ دین دین نہیں اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہو سکے۔ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے...... سو ایک امتی کو اس طرح کا نبی بنانا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ۵ ص۱۳۸،۱۳۹، خزائن ج۲۱ ص۳۰۶)

تنبیہ! پس یا تو سارے ادیان سماویہ معاذ اللہ لعنتی ٹھہرے یا جمیع انبیاء علیہم السلام کو صاحب خاتم مانا جاوے۔

۳...... ’’تو خاتم النبیین کے معنی بھی یہی ہیں کہ کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا۔ جب تک آنحضرت ﷺ کی غلامی نہ اختیار کرے۔ ورنہ نبوت کا دروازہ مسدود نہیں اور جبکہ باب نبوت کھلا ہوا ہے تو مسیح موعود (مرزا قادیانی) بھی ضرور نبی ہے۔‘‘ (حقیقت النبوۃ ص۲۳۲ مرزا محمود)

۴...... ’’آنحضرتؐ کے بعد بعثت انبیاء علیہم السلام کو بالکل مسدود قرار دینے کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرتؐ نے دنیا کو فیض نبوت سے روک دیا اور آپؐ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس نام کو بند کر دیا۔ اب بتاؤ کہ اس عقیدہ سے آنحضرت رحمۃ للعالمین ثابت ہوتے ہیں یا اس کے خلاف نعوذ باللہ من ذالك اگر اس عقیدہ کو تسلیم کیا جائے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ آپ نعوذ باللہ دنیا کے لئے ایک عذاب کے طور پر آئے تھے اور جو شخص ایسا خیال کرتا ہے وہ لعنتی اور مردود ہے۔‘‘ (حقیقت النبوۃ ص ۱۸۶، ۱۸۷)

۵...... ’’بہر حال جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔ (تیج المصلی مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ج ۱ ص ۱۷۱، ۳۰۸، تذکرہ ص ۶۰۷)

۶...... ’’قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام کے منکرین کو کافر کہا گیا ہے اور ہم لوگ مسیح موعود کو نبی اللہ مانتے ہیں اس سے ہم آپ کے منکروں کو کافر کہتے ہیں۔ ہر ایک جو مسیح موعود کی بیعت میں داخل نہیں ہو چکا کافر ہے۔ جو حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا اور کافر بھی نہیں کہتا وہ بھی کافر ہے۔ آپ (مرزا قادیانی) نے اس شخص کو بھی جو اس کو سچا جانتا ہے مگر مزید اطمینان کے لئے اس بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا۔ ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے کافر ٹھہرایا ہے۔‘‘ (ملخص تشحیذ الاذہان ج ۶ نمبر ۴ ص ۱۴۰، ۱۴۱، بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ء)

اسلامی عقیدہ نمبر ۵... معجزہ اب کسی کو نہیں مل سکتا

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی شخص سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ اس کے معجزات حضور ﷺ کے معجزات سے بڑھ جائیں۔

چونکہ معجزہ خصائص نبوت سے ہے اور نبوت خاتم الانبیاء ﷺ پر ختم ہو چکی۔ لہٰذا سلسلہ معجزات بھی ختم ہو گیا اور دعویدار معجزہ کافر ہے۔ (یواقیت مبحث ۲۹ ج ۱ ص ۱۵۷) میں ہے کہ: ’’وقد حد جمہور الاصولیین المعجزة بانها امر خارق للعادة مقرون بالتحدی مع عدم المعارضة من المرسل الیهم...... والمراد بالتحدی هو الدعوی للرسالة ‘‘ ﴿جمہور اصولیوں نے معجزہ کی یہ تعریف کی ہے کہ وہ تحدی کے ساتھ یعنی دعویٰ رسالت کے ساتھ رسول سے امر خارق عادت ظاہر ہو اور کوئی اس کا معارضہ نہ کر سکے۔﴾

(شرح عقائد نسفی ص۱۴،۹۸) میں بھی اسی طرح ہے۔ (تمہید ابوشکور سلمی ص۱۲۴ قلمی) میں ہے کہ: ''ومن ادعی النبوة فی زماننا فانه یصیر کافر اومن طلب منه المعجزات فانه یصیر کافر لانه شك فی النص'' ﴿جو شخص فی زمانہ نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہو جائے اور جو شخص اس سے معجزات طلب کرے وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے نص قرآنی میں شک کیا۔﴾

نیز اس میں دعویٰ نبوت بھی ہوتا ہے۔ ''بغیر دعویٰ نبوت کے معجزہ نہیں۔''

(دیکھو آئینہ کمالات ص۲۲۷، خزائن ج۵ ص ایضاً)

مرزائی عقیدہ نمبر۵... مرزا قادیانی صاحب معجزہ تھے

مرزا قادیانی اپنے نشانات یعنی معجزات کو دس لاکھ بتاتے ہیں اور حضور ﷺ کے معجزات کی تعداد تین ہزار بتاتے ہیں۔

۱...... ''بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں۔ جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۶، خزائن ج۲۲ ص۵۷۴)

۲...... ''درحقیقت یہ خرق عادت نشان ہیں اور اگر بہت ہی سخت گیری اور زیادہ سے زیادہ احتیاط سے بھی ان کا شمار کیا جائے تب بھی یہ نشان جو ظاہر ہوئے دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۶، خزائن ج۲۱ ص۷۲)

۳...... ''مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ ص۱۵۳)

نوٹ! تفصیل پہلے گذر چکی ہے ملاحظہ ہو۔

اسلامی عقیدہ نمبر۶... آنحضرت ﷺ تمام مخلوقات سے افضل ہیں

مسلمانوں کا عقیدہ جناب رسالت مآب سرور کائنات ﷺ کی بابت یہ ہے کہ مخلوق میں کوئی آپ ﷺ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ آپ ﷺ سے افضل ہو آپ ﷺ مصداق ہیں...... بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

۱...... ’’قال اللّٰہ تعالیٰ ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین (احزاب:۴۰) ‘‘ ﴿اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔﴾

نوٹ! خاتم النبیین عام ہے باعتبار زمانہ بھی تمام نبیوں کے خاتم ہیں اور باعتبار مرتبہ بھی، یعنی حضور ﷺ پر نبوت کے مراتب اور درجات ختم ہیں۔ حضور ﷺ کے اوپر نبوت کا کوئی درجہ نہیں۔ آپ ﷺ نبی الانبیاء ہیں۔ تمام نبیوں سے عہد لیا گیا کہ اگر تم حضور ﷺ کا زمانہ پاؤ تو حضور ﷺ پر ایمان لاؤ اور ان کی نصرت واجب جانو۔ ’’لتؤمنن به ولتنصرنه (آل عمران:۸۱)‘‘

۲...... ’’عن جابرؓ ان النبی ﷺ قال انا قائد المرسلین ولا فخر (رواہ الدارمی ج۱ ص۲۷، باب ما اعطی النبی ﷺ من الفضل، مشکوٰۃ ص۵۱۴، باب فضائل سید المرسلین ﷺ) ‘‘ ﴿حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تمام رسولوں کا پیشرو ہوں بلا فخر کے۔﴾

۳...... ’’انا حامل لواء الحمد یوم القیامة تحته آدم فمن دونه ولا فخر...... انا اکرم الاولین والآخرین ولا فخر (رواہ الدارمی ج۱ ص۲۶، باب ما اعطی النبی ﷺ من الفضل، مشکوٰۃ ص۵۱۳، ۵۱۴، باب فضائل سید المرسلین ﷺ) ‘‘ ﴿حضور ﷺ نے فرمایا میں لواء الحمد کا اٹھانے والا ہوں۔ قیامت کے دن اس کے نیچے آدم علیہ السلام اور ماسوا ان کے سب ہوں گے۔ میں تمام پہلوں اور پچھلوں سے افضل ہوں بلا فخر کے۔﴾

مرزائی عقیدہ نمبر۶ ... مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ کا ہم پلہ بلکہ ان سے افضل ہے

مرزائیوں کے عقیدہ میں مرزا قادیانی، حضور ﷺ کے برابر ہیں۔ حضور ﷺ کے تمام ہی کمالات مع نبوت کے مرزا قادیانی کو حاصل ہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی حضور ﷺ سے بڑھ کر شان رکھتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

۱...... ’’مسیح موعود (مرزا قادیانی) کہتا ہے‘‘ کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب حضرت رسول کریم میں ان سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم ﷺ سے ظلی طور پر ہم (مرزا) کو عطاء کئے گئے۔ اس لئے ہمارا نام، آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے۔ پہلے تمام انبیاء ظل تھے۔ نبی کریم ﷺ کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں۔‘‘

(الحکم ۲۴؍اپریل ۱۹۰۲ء ص ۷، ملفوظات ج ۳ ص ۲۷۰)

۲...... ’’میں بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ میں ظلی طور پر محمد ہوں۔ مجھے آنحضرت کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ بروز میں دوئی نہیں ہوتی۔ جب کہ بروزی طور پر میں آنحضرت ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔ تو پھر کون سا الگ انسان ہوں۔ جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔‘‘

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

۳...... انبیاء اگرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم زکسے
آنچہ داداست ہر نبی راجام
داد آں جام رامرا بتمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں
ہر کہ گوید دروغ ہست لعیں

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۸)

۴...... ’’له خسف القمر المنیروان لی غسا القمران المشرقان اتنکر‘‘ ﴿(ترجمہ مرزا قادیانی) اس کے لئے (حضور ﷺ کے لئے ذرا ترجمہ کا ادب قابل ملاحظہ ہے) چاند کا خسوف ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا کیا تو انکار کرے گا۔﴾

(قصیدہ اعجازیہ ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

۵...... (تحفہ گولڑویہ ص ۴۰، خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳) پر جناب رسول اللہ ﷺ کے معجزات کی تعداد تین ہزار بتاتے ہیں اور اپنے معجزات کی تعداد (حصہ پنجم براہین احمدیہ ص ۵۶، خزائن ج ۲۱ ص ۷۲) پر دس لاکھ بتائی ہے۔ عبارت معجزے کے بیان میں مذکور ہو چکی ہے۔

۶...... ''جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے۔ جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی۔ پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بنسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔ اسی لئے تلوار اور لڑنے والے گروہ کی محتاج نہیں اور اس لئے خداتعالیٰ نے مسیح موعود کی بعثت کے لئے صدیوں کے شمار کو رسول کریم کی ہجرت سے بدر کی راتوں کے شمار کی مانند اختیار فرمایا تا وہ شمار اس مرتبہ پر جو ترقیات مرتبوں سے کمال تام رکھتا ہے۔ دلالت کرے۔''

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱، ۱۷۲، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

''ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گذر گیا اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہو، اسی طرف خداتعالیٰ کے اس وقت میں اشارہ ہے۔ ''سبحن الذی اسری بعبده''

(خطبہ الہامیہ ص ۲۸۸، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

نوٹ! مرزا قادیانی نے اس میں بعثت ثانی یعنی اپنی بعثت کو بعثت اوّل یعنی حضرت نبی کریم ﷺ کی بعثت سے افضل شان میں بتایا ہے اور اپنی بعثت کو چودھویں رات کے چاند یعنی بدر اور حضور ﷺ کی بعثت کو ہلال سے نسبت دی ہے اور مرزا قادیانی کی فتح مبین حضور ﷺ کی فتح مبین سے بہت بڑی اور اغلب ہے۔ اگر کوئی یہ عقیدہ نہ رکھے وہ نص قطعی کا منکر ہوگا۔ اصل سے ظل بڑھ گیا۔

۷...... ''مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے۔ جو قادیان میں واقع ہے۔ معراج میں جو آنحضرت ﷺ مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر فرما ہوئے وہ مسجد اقصیٰ یہی ہے۔''

(اشتہار منارۃ المسیح، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۸۹ حاشیہ)

نوٹ! یعنی معاذ اللہ خود حضور قادیان کی مسجد میں بطور معراج تشریف لائے ہیں۔ یعنی مرزا قادیان کی بعثت میں حضور ﷺ کی ترقی ہوئی، ہلال سے بدر ہوئے۔ ورنہ کیا حضور ﷺ شب معراج میں قادیان کی مسجد میں تشریف لائے تھے؟۔ جس کا اس وقت نام ونشان بھی نہ تھا۔

۸...... (اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۳۸، ۳۹ مورخہ ۱۹، ۲۱ ستمبر ۱۹۱۵ء ص ۶ کالم ۲) میں ہے کہ: ''جب اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا۔ (النبیین میں سب انبیاء شریک ہیں کوئی نبی

مستثنیٰ نہیں۔ آنحضرت ﷺ بھی اس النبیین کے لفظ میں داخل ہیں) کہ جب کبھی میں تم کو کتاب اور حکمت دوں (کتاب سے مراد توریت اور قرآن ہے اور حکمت سے مراد سنت اور منہاج نبوت وحدیث شریف) پھر تمہارے پاس ایک رسول آئے۔ مصدق ہو ان سب چیزوں کا۔ جو تمہارے پاس کتاب وحکمت سے ہیں۔ (وہ رسول مسیح موعود ہیں جو قرآن وحدیث کی تصدیق کرنے والا ہے اور وہ صاحب شریعت جدیدہ نہیں) لتؤمنن به میں جونون ثقیله ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ سخت تاکید کے معنوں میں آتا ہے۔ یعنی اے نبیو! تم سب ضرور اس پر ایمان لانا اور ہر طرح سے مدد فرض سمجھنا۔ جب تمام انبیاء علیہم السلام کو مجملاً حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا فرض ہوا تو ہم کون ہیں جو نہ مانیں۔" (منقول از عقائد محمودیہ نمبر ۱ ص ۱۷، ۱۸)

نوٹ! کیا اب بھی کچھ کسر رہ گئی۔ معاذ اللہ مرزا قادیان کو نبی الانبیاء بنادیا۔ تمام انبیاء اور حضور خاتم النبیین ﷺ بھی مرزا قادیانی کی امت میں داخل ہیں۔ پہلے مرزا قادیانی کو حضور ﷺ سے برابری کا دعویٰ تھا۔ کمالات میں بعینہ وہی خاتم الانبیاء ﷺ تھے۔ حضور ﷺ کی طرح تمام لوگوں کی طرف رسول اللہ ہو کر مبعوث ہوئے۔ "قل یا یها الناس انی رسول الله الیکم جمیعاً" (اشتہار معیار الاخیار، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۰، البشریٰ ج ۲ ص ۵۶)

وحی نبوت سے کوثر بھی عطاء کی گئی۔ "انا اعطینك الکوثر"

(ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۷۱۳)

مقام محمود کا بھی وعدہ کیا گیا۔ "اراد الله ان یبعثك مقاماً محموداً"

(ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۷۱۳)

باعث ایجاد خلق ہوئے۔ "لولاك لما خلقت الافلاك"

(ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۷۱۲)

"خلقت لك لیلا ونهاراً" یعنی تیرے لئے میں نے رات اور دن کو پیدا کیا۔

(اربعین نمبر ۲ ص ۸، خزائن ج ۱۷ ص ۳۵۵)

معراج بھی ہوئی۔ "سبحن الذی اسریٰ بعبده لیلا ...... الخ!"

(ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۸۱، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۷)

"دنیٰ فتدلی فکان قاب قوسین اوادنیٰ"

(حقیقت الوحی ص ۷۶، خزائن ج ۲۲ ص ۷۹)

اور جب افضلیت کا دروازہ کھلا تو وہ وحییں ہوئیں۔ جو پہلے مذکور ہوئیں۔ جن میں

نبوت سے بڑھ کر دعویٰ ہے۔ کیا اس وقت بھی معاذ اللہ حضور ﷺ سے افضل نہ ہوں۔ وہی غلامی یا برابری کا دم بھرتے رہیں؟۔ ہاں مصلحت وقت کا تقاضا دوسری چیز ہے۔

اسلامی عقیدہ نمبر ۷ ... غیرنبی! نبی سے افضل نہیں ہوسکتا

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اس امت میں کوئی شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام و دیگر انبیاء علیہم السلام سے افضل نہیں ہوسکتا۔ غیر نبی کو نبی پر فضیلت کلی حاصل نہیں ہوسکتی۔

چونکہ حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کسی کو قیامت تک منصب نبوت عطاء نہ کیا جائے گا اور ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر اور برابر عنداللہ کسی کا رتبہ نہیں۔ لہٰذا آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی شخص قیامت تک انبیاء اللہ کے ہم رتبہ بھی نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ مرزا محمود قادیانی نے مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ (حقیقت النبوۃ ص ۱۵) میں مرزا قادیانی کی کتاب سے نقل کیا ہے۔ ''حضرت صاحب نے تریاق القلوب میں کہا ہے کہ غیر نبی کو نبی پر فضیلت نہیں ہو سکتی..... حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ غیر نبی! نبی سے افضل کیوں کر ہوسکتا ہے۔''

اور (حقیقت النبوۃ ص ۲۲۲) میں لکھتے ہیں کہ: ''جو شخص کسی نبی سے افضل ہوگا وہ ضرور نبی ہوگا اور چونکہ مسیح موعود نے اپنے آپ کو مسیح سے افضل کہا ہے۔ اس لئے آپ واقع میں نبی تھے نہ کہ آپ کا نام اسی طرح نبی رکھ دیا گیا۔ جس طرح آدمی کو شیر کہہ دیتے ہیں۔''

غرض یہ کہ بعض انبیاء علیہم السلام پر فضیلت کلی کا دعویٰ مرزا قادیانی کے مسلمہ اصول پر بھی منصب نبوت کے دعویٰ کو مستلزم ہے اور آنحضرت ﷺ کے بعد یقیناً منصب نبوت کا دعویٰ کفر ہے۔ لہٰذا فضیلت علیٰ بعض الانبیاء کا دعویٰ بھی کفر ہے۔ ہاں فضیلت جزئی بحث سے خارج ہے۔ جیسا کہ (حجج الکرامہ ص ۳۸۶) میں ابن سیرین کا قول منقول ہے کہ امام مہدی تو بعض وجوہ میں انبیاء سے بھی افضل ہیں اور (ہدیہ مہدویہ ص ۶۵ بحوالہ بدائع) لکھا ہے۔ ''یجوز فضل الجزئی اولی علی النبی '' پھر ص ۶۸ پر مجدد الف ثانیؒ کا قول لکھا ہے۔ ''ایں قسم فضل ولی برنبی جائز داشتہ اند کہ جزئی است کہ مجال معارضہ بکلی ندارد''

۱..... ''کنا نقول ورسول اللہ ﷺ حیی افضل امۃ النبی ﷺ بعدہ ابوبکرؓ ثم عمرؓ ثم عثمانؓ (رواہ ابوداؤد ج ۲ ص ۱۶۶، باب فی التفضیل، مشکوٰۃ ص ۵۵۵، باب مناقب ابی بکرؓ) '' ﴿رسول اللہ بقید حیات تھے اور ہم صحابہؓ اپنا یہ

عقیدہ ظاہر کیا کرتے تھے کہ حضورﷺ کے بعد اس امت نبی میں سب سے افضل ابوبکرؓ پھر عمرؓ پھر عثمانؓ ہیں۔﴾

۲...... ’’عن علیؓ مرفوعا قال خیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکرؓ وعمرؓ (رواه ابن عساکر: ۱۰، کنز العمال ج۱۱ ص۵۶۷ حدیث نمبر۳۲٦۸٤)‘‘

۳...... ’’عن الزبیرؓ مرفوعاً خیر امتی بعدی ابوبکرؓ وعمرؓ (رواه ابن العساکر، کنز العمال ج۱۱ ص۵٦۳ حدیث نمبر۳۲٦٦۳)‘‘ ﴿علیؓ اور زبیرؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد میری امت میں سب سے افضل ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں۔﴾

۴...... ’’عن علیؓ قال قال رسول اللهﷺ اتانی جبرئیل علیه السلام فقلت من یهاجر معی قال ابوبکرؓ وهویلی امرا متك من بعدك وهو افضل امتك من بعدك (رواه الدیلمی، کنز العمال ج۱۱ ص۵۵۱ حدیث ۳۲۵۸۸)‘‘

۵...... ’’عن سلمانؓ قال قال رسول اللهﷺ لما خلق الله العرش کتب علیه بقلم من نور طول القلم ما بین المشرق والمغرب لا اله الا الله محمد رسول الله وبه اخذوبه اعطی وامته افضل الامم وافضلها ابوبکرؓ (رواه الرافعی، کنز العمال ج۱۱ ص۵۵۰ حدیث نمبر۳۲۵۸۱)‘‘ جب تمام امت سے افضل ابوبکرؓ وعمرؓ بھی نبی نہ بنایا گیا تو چودہویں صدی میں ایک مغل بچہ کو یہ فضیلت کل کہاں سے حاصل ہوگئی؟۔

٦...... ’’ابوبکرؓ وعمرؓ خیر الاولین وخیر الاخرین وخیر اهل السموات وخیر اهل الارض الا النّبیین والمرسلین (کنز العمال ج۱۱ ص٥٦۰ حدیث نمبر۳۲٦٤٥)‘‘

۷...... ’’ابوبکرؓ وعمرؓ خیر اهل السموات والارض وخیر من بقی الیٰ یوم القیامة (کنز العمال ج۱۱ ص۵٦۷ حدیث نمبر۳۲٦۸٦)‘‘

۸...... ’’ابوبکرؓ خیر الناس بعدی الا ان یکون نبی (کنز العمال ۱۱ ص٥٤۹ حدیث نمبر۳۲۵۷۸)‘‘

’’وفی روایة ابوبکرؓ افضل هذا الامة الا ان یکون نبی (کنوز

الحقائق ج ۱ ص ۱۲ حدیث نمبر ۸۲) ’’یعنی ابوبکرؓ اس امت میں سب سے افضل ہیں۔ مگر وہ جو نبی موجود ہیں جیسے عیسیٰ وادریس والیاس علیہم السلام۔

مرزائی عقیدہ نمبر ۷…… مرزا قادیانی کی فضیلت

مرزا قادیانی اپنے آپ کو صحابہ کرامؓ وحضرت حسنینؓ وعیسیٰ علیہ السلام ودیگر انبیاء بنی اسرائیل سے افضل وبرتر بتاتے ہیں اور فضیلت کلی کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ:۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجا است تابنهد پابمنبرم

(ازالہ ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

۱…… ’’یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطاء نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاءؒ اور ابدال واقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

۲…… ’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔‘‘

(دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳، اعجاز احمدی مضمون واحد ص ۵۲، ۶۹، ۸۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۴، ۱۸۱، ۱۹۳)

۳…… ’’اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص ۱۴۹، ۱۵۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳)

۴...... ’’خدانے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔‘‘

(دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

۵...... ’’پھر جبکہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح بن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۵۵، خزائن ج۲۲ ص۱۵۹)

۶...... ’’اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ۵ ص۷۶، خزائن ج۲۱ ص۹۹)

۷...... ’’اور خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۳۱۷، خزائن ج۲۳ ص۳۳۲، از حقیقت النبوۃ ص۲۹۲)

۸...... ’’پہلے تمام انبیاء علیہم السلام ظل تھے۔ نبی کریم کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم ﷺ کے ظل ہیں۔‘‘

(الحکم ۲۴؍اپریل ۱۹۰۲ء ص۷، ملفوظات ج۳ ص۲۷۰)

نوٹ! مرزا قادیانی نے اس میں صاف تصریح کر دی کہ میں تمام نبیوں سے بڑھا ہوا ہوں اور نبی کریم کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہوں۔

۹...... مرزا محمود قادیانی (حقیقت النبوۃ ص۴۰) میں لکھتے ہیں کہ: ’’امتی نبی کے یہ معنی نہیں کہ وہ پہلے سب انبیاء سے گھٹیا ہو بلکہ ہوسکتا ہے کہ وہ پہلے بہت سے انبیاء سے یا آنحضرت ﷺ کے سوا باقی سب انبیاء سے افضل ہو۔‘‘

اسلامی عقیدہ نمبر۸...... توقیر انبیاء علیہم السلام فرض ہے

مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق تعظیم وتوقیر انبیاء علیہم السلام فرض ہے۔ ان کی تحقیر وتوہین مطلقاً کفر ہے۔

آیات قرآن کریم

۱...... ’’لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ (فتح:۹)‘‘

﴿اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر اور رسول ﷺ کی عزت اور وقار کرو۔﴾

۲...... ”لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهروله بالقول کجهر بعضکم لبعض (الحجرات:۲)“ ﴿اپنی آواز کو نبی کی آواز پر بلند مت کرو اور ایسی بلند آوازی سے باتیں مت کرو جیسا کہ آپس میں کرتے ہو۔﴾

۳...... ”ذالك جزائهم جهنم بما کفروا وتخذوا ایاتی ورسلی هزواً (کهف:۱۰٦)“ ﴿جنہوں نے کفر کیا اور میری آیات اور میرے رسولوں کا استہزاء کیا ان کا بدلہ جہنم ہے۔﴾

۴...... ”قل آبالله وآیاته ورسوله کنتم تستهزؤن ۰ لا تعتذروا قد کفر تم بعد ایمانکم (توبه:٦٥)“ ﴿کہہ دے کہ کیا تم اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسولوں کے ساتھ استہزاء کرتے تھے۔ اب عذر مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔﴾

احادیث

”عن ابی هریرةؓ، لا تفضلوا بین انبیاء الله (مسلم ج۱ ص۲٦۷، باب من فضائل موسیٰ علیه السلام، مشکوٰة ص۵۰۷، باب بدء الخلق وذکر الانبیاء)“ ﴿انبیاء اللہ میں آپس میں فضیلت مت دو۔ (مبادا توہین کا رنگ پکڑ جائے)﴾

آثار صحابہؓ

۱...... ”عن مجاهدؒ قال اوتی عمرؓ برجل سب النبی ﷺ فقتله ثم قال عمرؓ من سب الله تعالیٰ اوسب احداً من الانبیاء فاقتلوه (الصارم المسلول لابن تیمیه ص۱٤٤، کنز العمال ج۱۲ ص٤۲۰ حدیث ۳۵٤٦۵)“ ﴿حضرت عمرؓ کے پاس ایک شخص لایا گیا۔ جس نے نبی کریم ﷺ کو گالی دی۔ حضرت عمرؓ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ پھر فرمایا جو شخص، اللہ کو یا کسی نبی کو گالی دے اس کو قتل کرو۔﴾

۲...... ”عن ابن عباسؓ ایما مسلم سب الله اوسب احدا من الانبیاء فقد کذب رسول الله ﷺ وهی ردة یستتاب فان رجع (فبها) والا قتل (الصارم المسلول ص٤٤۱)“ ﴿ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جس کسی مسلمان نے اللہ یا کسی نبی کو گالی دی اس نے رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کی اور یہ ردۃ ہے۔ یعنی وہ مرتد ہو گیا۔ اس سے توبہ لی جائے۔ اگر توبہ کر لے تو فبہا ورنہ قتل کیا جائے۔﴾ اگر زیادہ تفصیل دیکھنا چاہو تو صارم مسلول اور شرح شفاء ملا علی قاری ج۲ ص۱۸۸ تا ۱۹۷ وغیرہ میں ملاحظہ کرو۔

کتب عقائد

۱...... ''من كذب باحد من الانبياء اوتنقص احدا منهم اوبرى منهم فهو مرتد (شفاء ج۲ ص۲٦۲) '' ﴿جس کسی نے کسی نبی کی تکذیب کی یا تنقیص کی یا کسی نبی سے بری ہوا وہ مرتد ہے۔﴾

۲...... ''يكفر اذا شك فى صدق النبى اوسبه اونقصه اوصغره...... ويكفر به نسبة الانبياء الى الفواحش (اشباه والنظائر ص۱۰۲) '' ﴿کافر ہوجاتا ہے جب کسی نبی کے صدق میں شک کرے یا گالی دے یا تنقیص شان کرے یا تصغیر سے نام لے...... اور فواحش کو انبیاء علیہم السلام کی طرف نسبت کرنے سے کافر ہوجاتا ہے۔﴾

۳...... ''اوكذب رسولاً اونبياً اونقصه باى منقص كان صغر اسمه مريداً تحقيره اوجوز نبوة احد بعد وجود نبيناﷺ وعيسىٰ عليه السلام نبى قبل فلايرد (تحفه شرح منهاج ص۲٤۱) '' ﴿کافر ہوجاتا ہے اگر کسی رسول یا نبی کی تکذیب کرے یا کسی قسم کی تنقیص کرے۔ تحقیراً تصغیر سے نام لے یا حضورﷺ کی نبوت کے بعد کسی کے لئے منصب نبوت کو جائز سمجھے اور عیسیٰ علیہ السلام کو حضورﷺ سے پہلے منصب نبوت دیا جاچکا ہے۔ اس پر کچھ شبہ وارد نہیں ہوسکتا۔﴾

اور خود مرزا قادیانی (ضمیمہ چشمہ معرفت ص۱۸، خزائن ج۲۳ ص۳۹۰) پر لکھتے ہیں کہ: ''اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے۔''

مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی نے ازالۃ الاوہام میں اور مولانا آل حسن صاحب نے استفسار میں عیسائیوں کو بطریق حجت الزامی محرف کتابوں سے (ہزاروں سے انبیاء علیہم السلام کو ان عیوب سے منزہ ظاہر کرتے ہوئے) حوالے دے کر جواب دئیے ہیں۔ مرزا قادیانی کی طرح ان غلط واقعات اور نا ملائم قصوں کو حق اور صحیح نہیں بتلاتے مرزائی محض شوخ چشمی سے قطع و برید کر کے ان کی عبارتیں پیش کیا کرتے ہیں اور اپنے نبی کی دریدہ دہنی پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔

مرزائی عقیدہ نمبر۸...... تحقیر مسیح علیہ السلام (معاذ اللہ)

مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سخت توہین کی ہے اور ان کی بابت متعدد

مقامات پر اپنی تصانیف میں تحقیر آمیز جملے استعمال کئے ہیں۔

۱...... ''پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشین گوئی کیوں نام رکھا۔'' (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۴، خزائن ج۱۱ص۲۸۸)

نوٹ! مرزائیو! کیا نادان اسرائیلی کا لفظ کوئی الزامی جواب ہوسکتا ہے؟۔

۲...... ''ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آ جاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔'' (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۵، خزائن ج۱۱ص۲۸۹)

نوٹ! مرزائیو! لفظ ''میرے نزدیک'' کو دیکھو اور سوچو کہ کیا اب بھی الزامی جواب ہوسکتا ہے؟۔

۳...... ''یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ جن جن پیش گوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا آپ نے بیان فرمایا ہے ان کتابوں میں ان کا نام ونشان نہیں پایا جاتا۔'' (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۵، خزائن ج۱۱ص۲۸۹)

۴...... ''اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے۔ یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا میری تعلیم ہے۔'' (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۶، خزائن ج۱۱ص۲۹۰)

۵...... ''آپ کی انہی حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے۔''

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۶، خزائن ج۱۱ص۲۹۰)

۶...... ''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔'' (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۶، خزائن ج۱۱ص۲۹۰)

نوٹ! مرزائیو! مرزا قادیانی کے نزدیک تو حق یہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور قرآن فرماتا ہے۔ ''واتینا عیسیٰ ابن مریم البینات (بقرہ:۸۷)'' یعنی ہم نے عیسیٰ بن مریم کو بہت سے بیّن معجزے دئے۔''

۷...... ''ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا

ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا۔ جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہوسکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اسی تالاب کا معجزہ ہے اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر وفریب کے اور کچھ نہیں تھا۔''

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

۸...... ''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک کنجری (کسبی) کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔'' (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

نوٹ! پہلے مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف کیا کرتے تھے اور اولوالعزم رسولوں میں شمار کیا کرتے تھے۔ مگر جب ان پر بارش کی طرح وحی نازل ہونے لگی تو بہانے ڈھونڈ ڈھونڈ کر بے نقط سنائیں اور عیب لگائے اور اسم گرامی سن کر طیش میں آجاتے تھے اور اپنے کو افضل وبہتر بتاتے۔ غالباً منشاء یہ تھا کہ مسلمانوں کے دل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وقعت جاتی رہے اور ان کے نزول کا شوق وانتظار دلوں سے فرد ہو جائے۔ افضل کو چھوڑ کر ادنیٰ کا خیال بھی نہ آئے۔ چنانچہ

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

ہر مرزائی کی زبان پر ہے۔ ان عبارات میں جو عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دی گئی ہیں۔ خود مرزا قادیانی نے یہ عذر بنایا ہے۔ ''اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خداتعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام ڈاکو اور بٹمار رکھا اور آنے والے مقدس نبی

کے وجود سے انکار کیا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے۔ پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبراور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔'' (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۹، خزائن ج۱۱ص۲۹۳) حاصل یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں نہیں دی گئیں۔ بلکہ یسوع کو جو کوئی دوسرا شخص مدعی الوہیت ہے۔ اس فریب کو ملاحظہ کیا جائے۔ قرآن مجید میں نصاریٰ ہی کو سمجھایا ہے۔ جو عیسیٰ علیہ السلام کو خدا مانتے اور ثالث ثلثہ قرار دیتے ہیں وہ یسوع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور شخص نہیں ہے۔

حالانکہ مرزا قادیانی خود (توضیح المرام ص۳، خزائن ج۳ ص۵۲) میں لکھتے ہیں کہ: ''دوسرے مسیح بن مریم جس کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔''

اور (کشتی نوح ص۱۶، خزائن ج۱۹ص۱۷) میں لکھتے ہیں کہ: ''مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح بن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔''

اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ: ''یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں۔ یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔'' معاذ اللہ!

(حاشیہ کشتی نوح ص۱۶، خزائن ج۱۹ص۱۸)

یہاں یسوع اور عیسیٰ علیہ السلام کو مرزا قادیانی ایک ہی شخص بتاتے ہیں۔ پھر یسوع کے نام سے مغلظات گالیاں دے کر یہ عذر فرماتے ہیں کہ یسوع کوئی اور ہے۔ جس کا قرآن کریم میں کہیں ذکر نہیں اور یہ بھی خوب جانتے ہیں کہ لفظ عیسیٰ یسوع ہی کا معرب ہے اور پادریوں کا یسوع کی طرف غلط باتیں نسبت کرنا اس سے یسوع پر تو کوئی الزام نہیں آتا۔ یہ کہنا چاہئے کہ یہ امور ان کی طرف غلط نسبت کئے گئے ہیں۔ نہ کہ ان کو گالیاں دینا اور پھر کسی کتاب کا حوالہ دے کر ان کے مسلمات کی رو سے ان پر الزام نہیں لگایا گیا تاکہ الزامی جواب سمجھا جاوے۔ بلکہ یہودیوں کی طرح یہودیوں سے لے کر گالیاں دی ہیں اور کبھی مرزا قادیانی یہ عذر فرماتے ہیں کہ جب پادریوں نے حضورﷺ کی شان میں سخت گستاخی کی تو ہم نے بھی مجبور ہوکر عیسیٰ علیہ السلام کی خبر لے لی اور ان کے نبی کے واقعات یہودیوں سے لے کر ان کے سامنے پیش کر دیئے۔ یہ عذر پہلے سے بھی رکیک ہے۔ اگر پادریوں نے حضورﷺ کو گالیاں دی تھیں تو کچھ تعجب نہیں۔ وہ حضورﷺ کی نبوت پر ایمان ہی نہیں رکھتے۔ لیکن جو قرآن کریم کو

کلام الٰہی جانتا ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام کو جن کی نبوت قطعی یقینی طور پر قرآن کریم سے ثابت ہے اور مسلمانوں پر ان کی نبوت پر ایمان لانا واجب ہے۔ کیسے گالیاں دے سکتا ہے؟۔ جب مرزائیوں نے دیکھا کہ مرزا قادیانی کا عذر گناہ بدتر از گناہ ہے تو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ الزامی طور پر عیسائیوں کے مقابلہ میں فرضی عیسیٰ کو لکھا گیا ہے۔ نہ واقعی طور پر حقیقی عیسیٰ علیہ السلام کو۔ مگر یہ جواب بالکل غلط ہے۔ اوّل تو اس وجہ سے کہ عبارات مذکورہ سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی، عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جن امور کو منسوب فرماتے ہیں ان کو الزاماً نہیں کہتے۔ بلکہ ان کے نزدیک حق بھی یہی ہے۔ دوسرے یہ ہے کہ شدید ترین فحش گالی مرزا قادیانی نے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عبارت نمبر ۸ میں دی ہے۔ اسی فحش اور شنیع امر کو مرزا قادیانی، عیسیٰ علیہ السلام کی طرف (دافع البلاء کے مقدمہ ص ۳،۴۔ حاشیہ خزائن ج ۱۸ص ۲۱۹، ۲۲۰) میں نسبت کر کے قرآن کریم کی آیت کی تفسیر میں بیان فرما کر ان عذرات واہیہ اور تاویلات رکیکہ کو غلط فرما گئے نہ وہاں پادری مخاطب ہیں نہ یسوع کا نام ہے اور نہ قرآن کریم ان پر حجت ہوسکتا ہے۔ اگرچہ عیسائی ہم پر بطور حجت الزام قرآن کو پیش کر سکتے ہیں اور نہ یہاں پر کوئی تصریح ہے اور نہ قرینہ ہے کہ کسی عیسائی کو الزامی طور پر ہی لوٹ کر جواب دیا ہو۔ بلکہ مرزا قادیانی اس کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو تو قرآن کریم میں صرف ''وجیھاً فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین (آل عمران:٤٥) ''فرمایا گیا ہے اور یحییٰ علیہ السلام کو اس کے مقابلہ میں حصور فرمایا گیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو حصور کیوں نہ فرمایا گیا۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام ایک ہی زمانہ کے ہیں۔ انہی دونوں میں مقابلہ فرمایا ہے۔ وجیھاً فی الدنیا والاخرۃ کا مطلب ظاہر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

۹...... ''لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ علیہ السلام نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں یا اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اس وجہ سے خدا نے قرآن کریم میں یحییٰ علیہ السلام کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔''

(دافع البلاء مقدمہ ص ۴، حاشیہ خزائن ج ۱۸ص ۲۲۰)

نوٹ! اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ مرزا قادیانی کے نزدیک یہ تمام شنیعہ امور اور اس کے ماسوا اور اسی قسم کے قصے لفظ حصور کے اطلاق سے عنداللہ مانع ہوئے یہ قصے مرزا قادیانی کے نزدیک تو صحیح ہیں ہی، اللہ تعالیٰ بھی ان قصوں کو صحیح حق جانتا ہے۔ جن کی بناء پر عیسیٰ علیہ السلام کو حصور نہ فرمایا۔ اس میں مرزا قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دی ہی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی جناب اقدس پر بھی ہاتھ صاف کر دیا۔ یعنی ایسے لوگ بھی جو رنڈیوں سے ایسا میل رکھیں جو مرزا قادیانی کے نزدیک بھی کوئی پرہیز گار آدمی نہ رکھ سکے۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نبی بھی ہوتے ہیں اور رسول بھی اور اولوالعزم رسول بھی اور مقرب بھی اور وجیها فی الدنیا والاخرة بھی؟۔ اس سے نہ کوئی نبی قابل اعتبار رہتا ہے نہ قرآن نہ خدا۔ اس کے علاوہ اور عبارات بھی توہین عیسیٰ علیہ السلام کی ہیں۔ جہاں عیسائی اور پادری مخاطب نہیں۔ بلکہ علمائے اسلام مخاطب ہیں۔

۱۰...... ''اے نفسانی مولویو! اور خشک زاہدو! تم پر افسوس...... اور اس سے زیادہ تر قابل افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیش گوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نکل نہ سکیں۔ ماسواء اس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو ان حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے۔ جو محض افتراء کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں۔ تو کوئی عجوبہ نظر نہیں آتا۔ بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشین گوئیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا۔'' (ازالہ اوہام ص۵، ۶، ۷، خزائن ج۳ ص۱۰۵، ۱۰۶)

۱۱...... ''ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ عیسیٰ کی تین پیشین گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے۔''

(اعجاز احمدی ص۱۴، خزائن ج۱۹ ص۱۲۱)

اگر (کشتی نوح ص۵، خزائن ج۱۹ ص۵) کی یہ عبارت بھی ملائی جائے کہ: ''ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشین گوئیاں ٹل جائیں۔''

تو نتیجہ صاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی نہیں ہیں یہ توہین کے علاوہ دوسرا کفر ہے اور خود مرزا قادیانی (چشمہ معرفت ص۱۸، خزائن ج۲۳ ص۳۹۰) پر لکھتے ہیں کہ: ''اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے۔''

۱۲...... ''افغانی یہودیوں کی طرح نسبت اور نکاح میں کچھ فرق نہیں کرتے۔

لڑکیوں کو اپنے منسوبوں کے ساتھ ملاقات اور اختلاط کرنے میں مضائقہ نہیں ہوتا۔ مثلاً مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ اختلاط کرنا اور اس کے ساتھ گھر سے باہر چکر لگانا اس رسم کی بڑی سچی شہادت ہے اور بعض پہاڑی خواتین کے قبیلوں میں لڑکیوں کا اپنے منسوب لڑکوں کے ساتھ اس قدر اختلاط پایا جاتا ہے کہ نصف سے زیادہ لڑکیاں نکاح سے پہلے ہی حاملہ ہو جاتی ہیں۔" (ایام الصلح ص ۶۶، حاشیہ خزائن ج ۱۴ ص ۳۰۰)

"اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیوں کر نکاح کیا گیا...... مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض"

(دعوۃ الایمان عرف کشتی نوح ص ۱۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸)

پس صاف ثابت ہے کہ مرزا قادیانی بھی یہودیوں کی طرح حضرت مریم علیہا السلام کو زانیہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ناجائز تعلقات کی پیدائش سمجھتے تھے۔ ھذا بھتان عظیم! کیونکہ اسی (حاشیہ کشتی نوح ص ۱۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸) سے معلوم ہو چکا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے چار بھائی حقیقی اور دو بہنیں حقیقی تھیں۔ یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔ اس سے معلوم ہوا یہ حمل یوسف نجار ہی کا تھا۔ (ازالہ اوہام ص ۵) جو تردید عیسائیت میں حضرت مولانا رحمت اللہ کرانوی کی تصنیف کردہ ہے میں ابتداء دیباچہ میں ہی لکھ چکے ہیں۔ "پس بناء چاری در جواب ایں فرقہ ادلہ ھائے الزامی بھماں تقریر نقل کردہ شد ندو روایات کتب مقدسہ شاں ھم بطور مشتے نمونہ خروارے علیحدہ آوردہ شدندو ھا شاو کلا کہ اعتقادم ھجوومذمت کدامی نبی از انبیاء علیھم السلام باشدیا اھانت شریعت مقرر فرمودہ شاں مدنظر بود بلکہ بھزار زبان تبرا از ھمچو امور مینمایم واعتقاد رسولاں برحق من جملہ عقائد ما است سیوم آنکہ دریں کتاب التزام ساختہ کہ حتی الوسع دلیلھائے الزامی از عھد عتیق وعھد جدید معہ حوالہ باب در ھرجا وحوالہ آیت در بعض جابہ نقل برداشت"

"در باب سی وھشتم کتاب پیدائش مرقوم است...... ز ...... ا

ھے پاکیزگی فرزندان یعقوب علیہ السلام کہ فرزند کلاں بہ کنیزک پدر

همبستر شدندو فرزنددوم زوجه پسررا در آغوش کرد گود دئمیٰ وقت زناکه بقصد بود، نذانست که زوجه پسر من است وقبل از اطلاع این معنی که اوحامله از من است حکم سوختن آں فرمودندو بعد اطلاع این معنی اقرار نکوکار بودنش فرمودند یعقوب عزم سزا راچه ذکر ملامت وزجرهم بصاحبزاده والا تبار وآں زن نکوکار نکردند واودر اولاد همیں فارض که از شکم تامار نکوشعار بآمد داؤد علیه السلام و سلیمان علیه السلام ومسیح علیه السلام اند چنانچه درباب اوّل متی درنسبنامه جناب مسیح علیه السلام مرقوم است'' (ازالہ اوہام ازص ۳۴، ۳۵، مصنفہ مولانا رحمت اللہؒ)

۲...... ''وقتے که یهودا فرزند سعادت مند ایشاں (یعقوب علیه السلام) اززوجه پسر خود زناکردو حامله گشت وفارض راکه از آباؤاجداد داؤد وسلیمان وعیسیٰ علیه السلام بودزائید...... همه حال درباب سی وچهارم وباب سی وپنجم وباب سی وهشتم از کتاب پیدائش مفصل مرقوم است ونقل عبارات ابواب مذکوره درفائده اوّل از مقدمه کتاب گذشت'' (ازالہ اوہام ص ۴۰۵، مصنفہ مولانا رحمت اللہؒ)

۳...... ''واذآیت سی وسیوم وسی چهارم باب هفتم لوقاکه نقل آنهاا کنوں گذشت صاف واضح است که جناب مسیح اقرار می فرمایند...... وهمراه جناب مسیح بسیارزناں براه میگشتندومال خود می خورانید ندوزناں فاحشه پائیهائے آں جناب رامی بوسیدندوآں جناب مرثا ومریم علیه السلام رادوست می داشتند وخود شراب برائے نوشیدن ودیگر کساں عطامی فرمودند چنانچه درباب دهم یوحنا مفصل مشروح است''

(ازالہ اوہام ص ۴۰۷، مصنفہ مولانا رحمت اللہؒ)

غرض مولانا مرحوم سب جگہ اسی طرح حوالہ دے کر الزامی حجت پیش فرماتے جاتے ہیں اور خود ہزار زبان سے تبرا فرماتے ہیں اوران کوان خرافات سے مبرّا اعتقاد کرتے ہیں۔ کیونکہ توریت وانا جیل میں یقینی تحریف واقع ہوئی ہے۔ (استفسار برحاشیہ ازالۃ الاوہام ص ۱۲۳) میں ہے کہ: ''تیرھواں استفسار...... صرف بموجب ارشاد حضرت خاتم النبیین ﷺ کے ہم ایمان لائے اس پر کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انبیاء علیہم السلام بنی اسرائیل سے بھی

معجزے صادر ہوئے ہیں اور بدون تصدیق آنجناب کے کوئی سبیل ایمان لانے انبیاء علیہم السلام بنی اسرائیل کے معجزات پر نہیں ہے۔ اس لئے کہ بائبل کی ایک بھی سند صحیح موافق قاعدہ مصرح استفسار گذشتہ کے کوئی نہیں بتاتا ہے۔ پس وہ تو ایسی ہی ہے۔ جیسے حاتم کی ہفت سیر معہذا بعضی روایتیں معجزات کی اس میں ایسی ہیں کہ ان معجزات کا اعجاز بھی نہیں ثابت ہوتا۔ از انجملہ پیدائش کے چھٹے باب کے تیسرے درس سے ظاہر ہے کہ خدا نے...... اسی طرح لفظ از انجملہ اور عیسائیوں کی کتاب کا...... بیان کرتے ہوئے کتاب (استفسار بر حاشیہ ازالۃ الاوہام ص ۱۳۲) پر لکھتے ہیں کہ: ”از انجملہ کلیتہً یہ بات ہے کہ اکثر پیشین گوئیاں انبیاء علیہم السلام بنی اسرائیل اور حواریوں کی ایسی ہیں۔ جیسے خواب اور مجذوبوں کی بڑ اور تصدیق میرے اس دعویٰ کی خود ان کتابوں سے اور بطور مشتے نمونہ جا بجا اس کتاب سے ظاہر ہوتی ہے۔ پس اگر انہیں باتوں کا نام پیش گوئی ہے تو ہر ایک آدمی کے خواب اور ہر دیوانے کی بات کو ہم پیش گوئی ٹھہرا سکتے ہیں۔ یہ سب شبہے جو میں نے انبیاء علیہم السلام کی پیش گوئیوں پر کئے تو میں نے اپنے دل سے نہیں کئے بلکہ میں ہزار دل سے بیزار ہوں۔ اس لئے کہ میں نہیں جانتا کہ انہوں نے ایسا کہا ہے یا نہیں اور اگر کہا ہے تو ان کا مطلب نہیں کیا ہوگا۔ بلکہ یہ شبہے صرف پادریوں کی تقریروں پر مبنی کئے ہیں۔ یعنی جس بنیاد پر وہ ناحق شہادت بیان کر کے لوگوں کو گمراہ کیا کرتے ہیں۔ اسی بنیاد پر یہ شبہے انبیاء بنی اسرائیل پر عائد ہوتے ہیں۔“ (ص ۱۳۲)

”چودھواں استفسار...... بالاتفاق ثابت ہے اور سب عقلاء جانتے ہیں کہ بہت سی اقسام سحر کی مشابہ ہیں۔ معجزات سے خصوصاً معجزات موسویہ علیہ السلام اور عیسویہ علیہ السلام سے مثلاً خروج کی ساتویں باب کے بیسویں اور اکیسویں درس میں جو معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لکھا ہے سو اسی باب کے بائیسویں درس میں لکھا ہے کہ ساحروں نے ویسے ہی کر دکھایا اور اس میں مغلوب نہیں ہوئے اور اسی کتاب کے آٹھویں باب میں جو معجزہ موسویہ علیہ السلام لکھا ہے۔ سو اسی باب کے ساتویں درس میں لکھا ہے کہ ساحروں نے بھی ویسے ہی کر دکھایا اور اس میں وہ مغلوب نہیں ہوئے اور اشعیاہ اور ارمیاہ اور عیسیٰ علیہم السلام کی سی غیب گوئیاں قواعد نجوم اور رمل سے بخوبی نکل سکتی ہیں۔ بلکہ اس سے بہتر یعنی یہ تعیین زمان ومکان اور ذات وصفات معلوم ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ بعضے بندے نے خود دیکھیں اور اکثر اسی طرح پر ہیں کہ جس طرح بائبل کی ایک خبر بھی کسی کو تحقیق نہیں ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ احیاء میت کا بعضے بھان متی کرتے پھرتے ہیں...... بلکہ انجیل دوم کے باب نہم کی درس سی ہشتم سے ظاہر ہے کہ ایک آدمی حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کے وقت میں دیو بھوت جھاڑتا تھا اور نہ وہ نبی تھا اور نہ عیسیٰ علیہ السلام کا شاگرد۔ اب بتایئے کہ مابہ الفرق حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں اور ساحروں اور نجومیوں اور رمالوں کے کاموں میں کون چیز ہے اور ہم جانتے ہیں کہ آپ لوگ کچھ بتا نہ سکیں گے۔ اس لئے کہ آپ معجزے کی حقیقت سے نہیں مطلع ہیں اور نہ اس بات سے مطلع ہیں کہ معجزات سے ثبوت نبوت کا الزام کیوں کر تمام ہوتا ہے۔" (استفسار ص ۳۳۶، ۳۳۷)

"چوتھی خبر اشعیاہ کی کتاب کے اکیسویں باب میں ایک کلام واقع ہے۔ اسی میں تین نسخوں سے لکھتا ہوں اور اسی طرح کے لکھنے سے چار باتیں معاً ثابت کرتا ہوں۔ ایک یہ کہ اشعیاہ نبی کی پیش گوئیاں اکثر ایسی ہی ہیں۔ یعنی حضرات مجاذیب کا سا کلام۔" (استفسار ص ۲۱۹)

(استفسار ص ۴) میں ہے کہ: "ہم کہتے ہیں کہ بے شک توریت اور انا جیل مین تحریف واقع ہوئی ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ یہ بات ثبوت کو نہیں پہنچتی"۔

پہلے چاروں استفسار محض تثلیث کی گفتگو میں ہیں اور ۵ سے ۱۱ تک بالا صالۃ تحریف کی گفتگو ہے۔ پہلا استفسار ص ۱۸ سے شروع ہوا اس میں ایک برہان عقلی کے رو سے تثلیث کا مسئلہ باطل ٹھہرایا ہے اور پہلے یہ بتایا ہے کہ مبدأ کل کائنات کی یہ شانیں ہوتی ہیں۔ مثلاً محدود نہ ہونا مبدأ کل کائنات ہونا۔ واجب بالذات ہونا وغیرہ وغیرہ۔

لکھنے کے بعد ص ۲۰ پر لکھتے ہیں کہ: "الغرض اگر یہ تقریر ہماری درست ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبدأ کل نہیں ہوسکتے اس لئے کہ اپنے مرتبہ ظہور میں وہ متشخص اور محدود ہیں اور اگر متشخص اور محدود ہونا ان کا نہ تسلیم کیا جائے تو ان کے موجود ہونے کے کچھ معنی نہ ہوں گے اور جب وہ محدود اور متعین ہوئے تو مبدأ کل کائنات نہیں ہوسکتے اور اگر یہ تقریر درست نہیں ہے تو کسی دلیل سے یہ جائز نہیں ہوسکتا کہ ہر ولایت کا یا ہر ایک نوع موجودات کا بلکہ ہر ایک شخص کا خدا علیحدہ ہو اور کیا سبب کہ ہر ایک چیز پر احتمال خدا ہونے کا نہ ہو سکے اور کیا وجہ کہ مریم علیہ السلام کا بیٹا خدا ہو اور کوسلیا کا بیٹا خدا نہ ہو" (استفسار ص ۲۰، ۲۱)

غرض مولانا مرحوم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام بنی اسرائیل کے تقدس اور معجزات اور پیشین گوئیوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن چونکہ توریت وانا جیل میں تحریف یقینی ہے۔ لہٰذا ان واہی باتوں سے ان کا محرف ہونا ثابت فرماتے ہیں اور خود ہزار دل سے بیزار ہیں کہ واقعی کوئی شبہ ان پر پیش کریں۔

اسلامی عقیدہ نمبر۹......قرآنی آیات کا مصداق آنحضرتؐ ہیں

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آیت قرآنیہ مندرجہ ذیل کے مصداق صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

۱...... ’’واذ قال عیسیٰ ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقاً لما بین یدی من التورات ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد۰ فلما جاء ھم بالبینات قالوا ھذا سحر مبین (الصف:۶)‘‘ ﴿جب کہا تھا کہ عیسیٰ بن مریم نے کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں تصدیق کرنے والا ہوں۔ پہلی کتاب تورات کی اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول ﷺ کی جو میرے بعد آئے گا نام نامی اس کا احمد ﷺ ہوگا۔ پس جب وہ احمد ﷺ ان کے پاس معجزات لے کر آگیا تو انہوں نے کہا یہ تو کھلے جادو ہیں۔﴾

۲...... ’’ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (التوبہ:۳۳)‘‘ ﴿اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنا رسول، ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ تاکہ اس کو سب دینوں پر غالب کرے۔﴾

احادیث

۱...... ’’عن جبیرؓ بن مطعم قال سمعت النبی ﷺ یقول ان لی اسماء انا محمد ﷺ وانا احمد (مسلم ج۲ ص۲۶۱ باب فی اسمائہ ﷺ، مشکوٰۃ ص۵۱۵ باب اسماء البنی ﷺ)‘‘ ﴿حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد ﷺ ہوں اور میں احمد ﷺ ہوں۔﴾

۲...... ’’عن عرباضؓ بن ساریۃؓ عن رسول اللہ ﷺ...... ساخبرکم باول امری دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسیٰ علیہ السلام ورؤیاء امی (شرح السنۃ ج۷ ص۱۳ حدیث نمبر ۳۵۲۰ باب فضائل سید الاولین والآخرین محمد ﷺ، مشکوٰۃ ص۵۱۳ باب فضائل سید المرسلین ﷺ)‘‘ ﴿حضور ﷺ نے فرمایا میں تم کو اپنے اوّل امر کی خبر دیتا ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی ماں کا خواب ہوں۔﴾

حکم شرعی: ’’الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر

الحق وکنتم عن ایته تستکبرون (انعام:۹۳)'' ﴿آج (قیامت کے دن) سخت ذلت کا عذاب ان کو دیا جائے گا کہ کیوں تم اللہ پر جھوٹ لگاتے تھے اور اللہ کی آیات سے اینٹھتے تھے۔﴾

حدیث: ''عن ابن عباسؓ عن النبیﷺ ومن قال فی القرآن برأیه فلیتبوأ مقعده من النار (ترمذی ج۲ ص۱۲۳ باب ماجاء فی الذی یفسر القرآن برأیه)'' ﴿ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے قرآن کریم میں اپنی رائے سے کہا اس کو اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالینا چاہئے۔﴾

اجماع امت: ''کذالك وقع الاجماع علی تکفیر کل من دافع نص الکتاب (شفاء ج۲ ص۲۴۷)'' ﴿ایسا ہی اس شخص کی تکفیر پر اجماع ہے جو نص کتب اللہ کو رد کرے۔﴾

مرزائی عقیدہ نمبر۹..... قرآنی آیات کا مصداق مرزا ہے

مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کا ایمان ہے کہ مرزا قادیانی مذکورہ ان آیات کے مصداق ہیں۔

۱..... ''اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن کریم وحدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله'' (اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ ص۱۱۳)

۲..... ''جس طرح خدا نے حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت یعقوب اور حضرت یوسف کو نبی کہہ کر پکارا ہے۔ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو بھی قرآن کریم میں رسول کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک تو آیت مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد! سے ثابت ہے۔'' (حقیقت النبوۃ ص۱۸۸)

اسلامی عقیدہ نمبر۱۰..... کسی نبی کی کوئی پیشین گوئی جھوٹی نہیں ہوسکتی

۱..... ''ان الله لا یخلف المیعاد (رعد:۳۱)'' ﴿اللہ اپنے وعدہ کے ہرگز خلاف نہیں کرتا۔﴾

۲..... ''ویستعجلونك بالعذاب ولن یخلف الله وعده

(الحج:۴۷) ''﴿آپ سے جلدی عذاب مانگتے ہیں۔ حالانکہ اللہ اپنے وعدہ کے ہرگز بھی خلاف نہ کرے گا۔﴾

۳...... ''فلا تحسبن اللّٰه مخلف وعده رسله ان اللّٰه عزيز ذو انتقام (ابراهيم:۴۷) ''﴿اللہ تعالیٰ جو اپنے رسولوں سے وعدہ کر لیتا ہے۔ اس کے ہرگز خلاف نہیں کرتا۔ ضرور اللہ غالب انتقام لینے والا ہے۔﴾

۴...... ''ما يبدل القول لدى (ق:۲۹) ''﴿یعنی میرے قول میں تغیر نہیں ہوسکتا۔﴾

۵...... ''من اصدق من اللّٰه قيلاً (نساء:۱۲۲) ''﴿اللہ سے بڑھ کر کون سچا ہوگا۔﴾

نوٹ! یہ بھی صریح نص قرآن کے انکار کرنے کی وجہ سے اجماعاً کفر ہے۔''كذالك وقع الاجماع على تكفير كل من دافع نص الكتاب (شفاء ج۲ ص۲۴۷) ''﴿یعنی ایسا ہی اس شخص کی تکفیر پر اجماع ہے جو نص کتاب اللہ کی مدافعت کرے۔﴾

مرزائی عقیدہ نمبر۱۰...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشین گوئیاں جھوٹی نکلیں

''ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشین گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے''

(اعجاز احمدی ص۱۴، خزائن ج۱۹ ص۱۲۱)

اسلامی عقیدہ نمبر۱۱...... جہاد

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جہاد کا مسئلہ جو قرآن میں موجود ہے ایک پاک مسئلہ ہے جو قیامت تک فرض رہے گا۔ علی وجود الشرائط۔

۱...... ''كتب عليكم القتال (بقره:۲۱۶) ''﴿تم پر دینی لڑائی یعنی جہاد فرض کیا گیا ہے۔﴾

۲...... ''ان اللّٰہ اشتریٰ من المؤمنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنة ۰ یقاتلون فی سبیل اللّٰہ فیقتلون ویقتلون وعداً علیه حقاً فی التوریة والانجیل والقرآن (توبه:۱۱۱)'' ﴿تحقیق اللہ نے مومنین سے ان کے نفسوں اور مالوں کو خرید لیا ہے۔ اس امر کے ساتھ کہ ان کو جنت ملے وہ اللہ کے رستہ میں جہاد کرتے ہیں۔ پس قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں۔ اس پر یہ وعدہ تورایت وانجیل اور قرآن کریم میں ثابت ہے۔﴾

۳...... ''قال رسولؐ اللّٰہ والذی نفسی بیده لوددت ان اقتل فی سبیل اللّٰہ ثم احییٰ ثم اقتل ثم احییٰ ثم اقتل ثم احییٰ ثم اقتل (متفق علیه بخاری ج۲ ص۱۰۷۳، باب ماجاء فی التمنی ومن تمنی الشهادة، مشکوٰة ص۳۲۹ کتاب الجهاد)'' ﴿فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قسم ہے خدا کی میں چاہتا ہوں کہ اللہ کے رستہ میں قتل کیا جاؤں۔ پھر زندہ ہوں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ ہوں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ ہوں پھر قتل کیا جاؤں۔﴾

۴...... ''قال رسول اللّٰہ ﷺ لن یبرح هذا الدین قائماً یقاتل علیه عصابة من المسلمین حتیٰ تقوم الساعة (رواه مسلم ج۲ ص۱۴۳، باب قوله ﷺ لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق، مشکوٰة ص۳۳۰)'' ﴿حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ یہ دین قائم رہے گا۔ ایک جماعت مسلمانوں کی قیامت تک جہاد کرتی رہے گی۔﴾

نوٹ! یہاں مرزاقادیانی نے صاف طور پر شریعت جدیدہ کا دعویٰ کیا ہے۔ جو خود ان کے مسلمہ سے کفر ہے باقرار خود کافر ہیں۔

قبل دعویٰ نبوت تشریعیہ (ازالہ اوہام ص۱۳۷،۱۳۸، خزائن ج۳ ص۱۷۰) میں لکھتے ہیں۔ ''اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہوسکتا۔ جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغیر کرسکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔'' جب جہاد کا حکم منسوخ کردیا تو خمس اور غنیمت کے احکام بھی منسوخ ہوگئے اور آیت خمس ما غنمتم وغیرہ سب کو منسوخ کردیا۔

مرزائی عقیدہ نمبر۱۱...... جہاد حرام

مرزا قادیانی اور مرزائی اس عقیدہ کے منکر ہیں اور مسئلہ جہاد کو خراب مسئلہ بتاتے ہیں۔ کیونکہ شریعت مرزائیہ میں یہ حکم منسوخ ہوگیا ہے۔

۱...... ’’جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔‘‘ (حاشیہ اربعین نمبر۴ ص ۱۳، خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۳)

۲...... ’’کافروں کے ساتھ لڑنا مجھ پر حرام کیا گیا ہے۔‘‘

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

۳...... ’’یہ بات تو بہت اچھی ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کی جائے اور جہاد کے خراب مسئلہ کے خیال کو دلوں سے مٹایا جائے۔‘‘ (اعجاز احمدی ص ۳۴، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۴)

اسلامی عقیدہ نمبر۱۲...... معجزات مسیح علیہ السلام حق ہیں

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت سے معجزے ظاہر کئے جن میں سے احیاء موتی اور خلق طیور باذن اللہ بہت مشہور اور قرآن میں بھی مذکور ہیں اور ان کی صداقت وحقانیت پر مسلمانوں کا ایمان ہے۔

۱...... ’’اذقال اللہ یعیسیٰ ابن مریم اذکر نعمتی علیك وعلیٰ والدتك...... واذتخلق من الطین کھیئة الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیراً باذنی...... واذتخرج الموتی باذنی (مائدہ:۱۱۰)‘‘ ﴿جب کہا اللہ نے اے عیسیٰ علیہ السلام یاد کر میری نعمت کو جو تجھ پر اور تیری والدہ پر ہوئیں......اور جب تو بنائے مٹی سے میرے حکم سے پرندے کی شکل پھر اس میں پھونک مارے۔ پس وہ میرے حکم سے پرندہ ہو جائے گا......اور زندہ کرے تو مردے کو میرے حکم سے۔﴾

۲...... ’’انی قد جئتکم بایة من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیراً باذن اللّٰہ...... واحیی الموتیٰ باذن اللّٰہ (آل عمران:۴۹)‘‘ ﴿اے قوم میں تمہارے خدا کی طرف سے معجزے اور نشان صداقت لایا ہوں کہ تحقیق میں بناؤں گا۔ مٹی سے مثل ہیئت پرندے کے پھر پھونک ماروں گا۔ پس وہ اللہ کے حکم سے پرندہ ہوجائے گا اور اللہ کے حکم سے مردے زندہ کروں گا۔﴾

۳...... ’’واتینا عیسیٰ ابن مریم البینٰت وایّدناه بروح القدس (بقره:۸۷)‘‘ ﴿ہم نے عیسیٰ بن مریم کو بیّن معجزے دیئے اور روح القدس سے ان کی تائید کی۔﴾

۴...... ’’(تفسیر ابوالسعود ج۲ ص۳۹ زیر آیت وأحی الموتی باذن اللّٰہ) میں ہے کہ: ’’بعض مردے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے سے زندہ ہوئے تھے۔ بعد زندہ ہونے کے ان سے اولادیں ہوئیں۔ کفار نے کہا کہ نئے مردوں کو زندہ کیا ہے۔ شاید سکتہ میں ہوں گے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سام بن نوح علیہ السلام کو زندہ کیا اور باتیں کیں۔ تفسیر کشاف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے سے ۴ ہی اشخاص زندہ ہوئے تھے اور حزقیل کے معجزے سے آٹھ ہزار۔‘‘ (کشاف ج۱ ص۳۰۷)

نوٹ! معجزات خارق عادت ہوتے ہیں۔ جو خداتعالیٰ اپنے نبی کی صداقت پر حجت قائم کرتا ہے۔ یہ عادت مستمرہ وقانون قدرت کلیہ سے مستثنیٰ ہوتے ہیں۔ چنانچہ خود مرزاقادیانی (حقیقت الوحی ص۴۹، ۵۰، خزائن ج۲۲ ص۵۲) میں لکھتے ہیں کہ: ’’اس قدر زور سے صدق اور وفا کی راہوں پر چلتے ہیں کہ ان کے ساتھ خدا کی ایک الگ عادت ہوجاتی ہے۔ گویا ان کا خدا ایک الگ خدا ہے۔ جس سے دنیا بے خبر ہے اور ان سے خداتعالیٰ کے وہ معاملات ہوتے ہیں۔ جو دوسروں سے وہ ہرگز نہیں کرتا۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام۔‘‘

مثلاً یہ قانون کلی ہے۔ ’’انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج (الدھر:۲)‘‘ یعنی ہم انسان کو نطفہ مختلط سے پیدا کرتے ہیں۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا اور حضرت آدم علیہ السلام وحوا کو بغیر ماں باپ کے کیا۔ کوئی مسلمان اس قانون قدرت عامہ کو دیکھ کر قرآن کریم کی ان باتوں کا بھی انکار کردے گا۔

حکم شرعی

۱...... ’’وما یجحد بایاتنا الا کل ختّار کفور (لقمان:۳۲)‘‘ ﴿ہماری آیات معجزات کا کوئی انکار نہیں کرے گا۔ مگر بدعہد ناشکرا۔﴾

۲...... ’’والذین کذّبوا بایتنا واستکبروا عنها اولئك اصحب النّار هم فیها خالدون (اعراف:۳۶)‘‘ ﴿وہ لوگ جو اللہ کے معجزات کو جھٹلاتے ہیں اور ان سے اعراض کرتے ہیں وہ دوزخی ہیں۔ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔﴾

۳...... ’’فمن اظلم ممن کذّب بایات اللّٰه وصدف عنها سنجزی الذین یصدفون عن ایاتنا سوء العذاب بما کانوا یصدفون (انعام:۱۵۷)‘‘ ﴿اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ کے معجزوں کو جھٹلائے اور ان سے اعراض کرے۔ جو ہمارے معجزات اور آیات سے اعراض کرتے ہیں۔ ہم ان کے اعراض کرنے کی وجہ سے ان کو سخت عذاب کا بدلہ دیں گے۔﴾

حدیث:’’عن ابن عباسؓ عن النبیﷺ ومن قال فی القرآن برأیه فلیتبوّأ مقعده من النار (ترمذی ج۲ ص۱۲۳، باب ماء جا فی الذی یفسر القرآن برأیه)‘‘ ﴿حضورﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی اس کو اپنی جگہ دوزخ میں بنانا چاہئے۔﴾

کتب عقائد:’’کذالك وقع الاجماع علیٰ تکفیر کل من دافع نص الکتاب (شفاء ج۲ ص۲۴۷)‘‘ ﴿ایسا ہی اس شخص کی تکفیر پر اجماع ہے جو نص کتاب اللہ کی مدافعت کرے۔﴾

مرزا قادیانی کے اقوال

۱...... ’’یہ مسلم ہے کہ النصوص تحمل علی ظواهرها‘‘

(ازالہ ص۵۴۱، خزائن ج۳ ص۳۹۰)

۲...... ’’جو شخص الحاد کا ارادہ نہیں رکھتا اس کے لئے سیدھی راہ یہی ہے کہ قرآن کریم کے معنی اس کے مروجہ اور مصطلحہ الفاظ کے لحاظ سے کرے ورنہ تفسیر بالرائے ہوگی۔‘‘

(ازالہ ص۴۶۷، خزائن ج۳ ص۳۵۰)

مرزائی عقیدہ نمبر۱۲...... معجزات مسیح علیہ السلام کا انکار واستہزاء

مرزا قادیانی اور ان کی ذریت ان معجزات کے منکر ہیں اور ان کو لہو ولعب ومکروہ وقابل نفرت بتاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ایسے کھیل کھلونے کلکتہ اور بمبئی میں بہت بنتے اور بکتے ہیں۔ یہ قرآن کریم کی نص صریح کا انکار ہے۔

۱...... ''غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح صرف مٹی کے پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا۔ جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔'' (حاشیہ ازالہ اوہام ص۳۲۲، خزائن ج۳ ص۲۶۳)

۲...... ''یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا۔ جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہرحال معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی۔ جیسے سامری کا گوسالہ'' (حاشیہ ازالہ ص۳۲۲، خزائن ج۳ ص۲۶۳)

نوٹ! مرزا قادیانی روح القدس کی تاثیر تالاب میں تو تسلیم فرماتے ہیں اور اس سے کوئی شرک لازم نہیں آتا اور اپنے لئے (براہین حصہ۵ ص۹۵، خزائن ج۲۱ ص۱۲۴) میں مرتبہ کن فیکون کا یعنی ''انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول له کن فیکون'' یعنی اے مرزا تیری شان یہ ہے کہ جب تو کسی شئے کا ارادہ کرے اور کن کہے فوراً ہو جائے گی۔ ثابت کریں تو بھی شرک نہ ہو۔ مگر عیسیٰ علیہ السلام سے وہی فعل بطریق معجزہ جو فی الحقیقت فعل اللہ ہوتا ہے نہ فعل نبی، اور نیز قرآن کریم میں باذن اللہ بھی موجود ہے۔ صادر ہو تو شرک ہے۔ دوسرے قرآن مجید کی بھی توہین کی کہ ایسے کھیل کھلونوں کو آیات بینات بتاتا ہے اور انبیاء علیہم السلام کی شان مرزا قادیانی کے نزدیک معاذ اللہ ایک مداری تماشا کرنے والے کے برابر ہوئی اور جیسے سامری کا گوسالہ بتا کر صاف اس معجزے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

۳...... ''مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے امید قوی رکھتا تھا۔ کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔''

(حاشیہ ازالہ ص۳۰۹، خزائن ج۳ ص۲۵۸)

نوٹ! افسوس یہ معجزات تو خدا کے حکم سے دکھلاتے تھے۔ نہ اپنی رائے سے اور خود مرزا قادیانی نے بھی (ازالہ حاشیہ ص۳۰۸، خزائن ج۳ ص۲۵۷) میں لکھ دیا ہے کہ ''عیسیٰ علیہ السلام نے یہ فعل باذن الٰہی اختیار کیا تھا۔'' تو خود خدا ہی اس فعل مکروہ کا مرتکب ہوا؟۔ معاذ اللہ!

۴...... ''کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو۔ جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو۔ جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے۔ یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو۔

کیونکہ حضرت مسیح بن مریم اپنے باپ یوسف (معاذ اللہ) کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں...... اور ایسا معجزہ دکھلانا عقل سے بعید بھی نہیں۔ کیونکہ حال کے زمانہ میں دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بنالیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں۔ بمبئی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں بکثرت ہیں۔''

(ازالہ ص ۳۰۳، ۳۰۴، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵)

۵...... ''یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے۔ مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کی کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کاروائی کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔''

(حاشیہ ازالہ ص ۳۱۰، خزائن ج ۳ ص ۲۵۸)

۶...... ''ان آیات کے روحانی طور پر یہ معنی بھی کر سکتے ہیں کہ مٹی کی چڑیوں سے مراد وہ امی اور نادان لوگ ہیں جن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا رفیق بنایا ہے۔ گویا اپنی صحبت میں لے کر پرندوں کی صورت کا خاکہ کھینچا۔ پھر ہدایت کی روح ان میں پھونک دی جس سے وہ پرواز کرنے لگے۔''

(حاشیہ ازالہ ص ۳۰۴، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵)

نوٹ! یہ قرآن کریم کی تحریف ہے۔ جب مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہدایت کے کام میں ناکام بتاتے ہیں تو ایسے معنی لینے کی ضرورت کیا پڑی صرف یہ کہ مرزا قادیانی باوجود دعویٰ مسیحیت ان میں سے کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

۷...... ''مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے۔ جو مسیح کی ولادت سے بھی پہلے مظہر عجائبات تھا۔ جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم مفلوج مبروص وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے۔ لیکن بعد کے زمانوں میں جو لوگوں نے اس قسم کے خوارق دکھلائے اس وقت تو کوئی تالاب بھی موجود نہیں تھا۔''

(حاشیہ ازالہ ص ۳۲۱، خزائن ج ۳ ص ۲۶۳)

۸...... ''ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آ سکیں۔''

(ازالہ ص ۳۰۵، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵)

۹...... ''اور اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ مسیح بن مریم باذن وحکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے۔ گو الیسع کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے۔ کیونکہ الیسع کی لاش نے بھی وہ معجزہ دکھلایا کہ اس کی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہو گیا۔ مگر چوروں کی لاشیں مسیح کے جسم کے ساتھ لگنے سے ہرگز زندہ نہ ہو سکیں۔ یعنی وہ دو چور جو مسیح کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے۔'' (حاشیہ ازالہ ص ۳۰۹، خزائن ج ۳ ص ۲۵۷)

نوٹ! اس کلام میں قرآن کریم کے بالکل خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مصلوب ہونا بھی کہہ دیا۔ جو ماصلبوہ کے صریح خلاف ہے اور یقینی کفر ہے۔

۱۰...... ''یہی حال حضرت عیسیٰ کے پرندے بنانے کا ہے...... اس سے ظاہر ہے کہ یہ واقعہ جو قرآن شریف میں مذکور ہے۔ اپنے ظاہری معنوں پر محمول نہیں بلکہ اس سے کوئی خفیف امر مراد ہے۔ جو بہت وقعت اپنے اندر نہیں رکھتا۔''

(حاشیہ حقیقت الوحی ص ۳۹۰، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۵)

۱۱...... ''میں فی الفور دعا میں مشغول ہو گیا اور بعد دعا کے عجیب نظارہ قدرت دیکھا کہ وہ تین گھنٹے میں خارق عادت کے طور پر اسحاق کا تپ اتر گیا اور گلٹیوں کا نام ونشان نہ رہا...... یہی ہے احیاء موتی۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ کے احیاء موتی میں اس سے ایک ذرہ کچھ زیادہ نہ تھا اب لوگ جو چاہیں ان کے معجزات پر حاشیہ چڑھائیں۔ مگر حقیقت یہی تھی کہ جو شخص حقیقی طور پر مر جاتا ہے اور اس دنیا سے گذر جاتا ہے اور ملک الموت اس کی روح کو قبض کر لیتا ہے وہ ہرگز واپس نہیں آتا۔'' (حقیقت الوحی ص ۳۲۹، خزائن ج ۳ ص ۳۴۲)

اسلامی عقیدہ نمبر ۱۳...... احیاء موتی

قرآن کریم میں مذکور ہے کہ اللہ جل شانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے دنیا میں مرے ہوئے کو دوبارہ زندہ کیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں کئی ہزار کا تذکرہ ہے۔

۱...... ''اوکالذی مرّ علی قریة وهی خاویة علی عروشها قال انی یحییٰ هذه الله بعد موتها فاماته الله مائة عام ثم بعثه قال کم لبثت ، قال لبثت یوما اوبعض یوم ، قال بل لبثت مائة عام فانظر الیٰ طعامك وشرابك لم یتسنه ، وانظر الیٰ حمارك ولنجعلك ایة للناس وانظر الی العظام کیف

ننشزها ثم نكسوها لحما، فلما تبين له قال اعلم ان الله علي كل شئي قدير (بقرہ:۲۵۹)'' ﴿یا جیسے وہ شخص (عزیر علیہ السلام) کہ ایک شہر (بیت المقدس جب بخت نصر نے تباہ و برباد کر دیا تھا) پر گذرا جو اپنی چھتوں پر گرا پڑا تھا۔ وہ بولا اللہ مر جانے کے بعد کیسے زندہ کرے گا۔ پس خدا نے اس کو موت دی سو برس تک مردہ رہا۔ پھر اسے زندہ کر کے اٹھایا اور پوچھا تو کتنی دیر ٹھہرا بولا ایک دن یا کچھ کم خدا نے فرمایا نہیں تو سو برس تک مرا رہا ہے۔ پس دیکھ اپنے کھانے اور پینے کی چیز کو کہ وہ سڑی نہیں اور اپنے گدھے کو بھی دیکھ کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ تجھ کو لوگوں کے لئے نشان بنائیں دیکھ ہم ہڈیوں کو کیسے ابھارتے ہیں اور پھر کس طرح ان ہڈیوں کے اوپر گوشت کو پہناتے ہیں۔ پس جب اس شخص پر یہ کچھ ظاہر ہوا تو کہا کہ میں جانتا ہوں کہ بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔﴾

(تفسیر بیضاوی انوار التنزیل واسرار التاویل ج۱ ص۱۱۹) میں ہے کہ:''انه اتیٰ قومه علي حماره وقال انا عزير فكذبوه فقرا التورات من الحفظ ولم يحفظها احد قبله فعرفوه بذالك وقالوا هوا بن الله...... لما رجع الیٰ منزله كان شاباً واولاده شيوخاً ''یعنی حضرت عزیر علیہ السلام سو برس کے بعد زندہ ہو کر اپنے گدھے پر سوار ہو کر قوم میں آئے اور کہا میں عزیر ہوں لوگوں نے باور نہ کیا۔ حضرت عزیر نے تورات کو اپنے حفظ سے سنایا اور ان سے پہلے تورات کا کوئی حافظ نہ ہوا تھا۔ پس اس سے لوگوں نے ان کو پہچانا اسی واقعہ کی وجہ سے یہود حضرت عزیر کو ابن اللہ کہنے لگے...... جب حضرت عزیر اپنے گھر کو لوٹ کر آئے تو وہ خود تو جوان تھے اور ان کی اولاد بوڑھی اور (مستدرک ج۲ ص۶۷۸ حدیث نمبر ۴۱۷۳ کتاب التفسیر باب قصۂ عزیر علیہ السلام) حدیث علیؓ میں ہے کہ سب سے پہلے ان کی آنکھیں پیدا کی گئیں وہ اپنی ہڈیوں کو گوشت پہناتے اور پیدا ہوتے ہوئے دیکھتے تھے۔

۲...... ''الم ترالی الذين خرجوا من ديارهم وهم الوف حذر الموت، فقال لهم الله موتوا ثم احياهم (بقرہ:۲۴۳)'' ﴿دیکھ تو ان لوگوں کو جو موت سے ڈر کر (جب ان میں وبا پڑی تھی) اپنے شہروں سے بھاگ نکلے تھے اور وہ کئی ہزار تھے۔ اللہ نے ان سے فرمایا مر جاؤ پھر ان کو زندہ کیا۔﴾

(جلالین ص۳۷) میں اس آیت کے تحت میں ہے کہ:''ثم احياهم بعد ثمانية ايام او اكثر بدعاء حزقيل...... فعا شوادهراً'' ﴿پھر ان کو آٹھ دن یا کچھ زیادہ کے بعد حزقیل کی دعا سے زندہ کیا اور پھر مدت تک زندہ رہے﴾

اورخود مرزا قادیانی (ازالہ اوہام ص۳۰۹، خزائن ج۳ص۲۵۷) میں لکھتے ہیں کہ: ''الیسع کی لاش سے ایک مردہ زندہ ہوگیا۔ اب سوائے عناد کے انکار کی کوئی صورت باقی نہیں رہی۔ غرض اس میں بھی صریح نص قرآن کا انکار ہے جو اجماعاً کفر ہے۔

مرزائی عقیدہ نمبر۱۳...... انکار احیاء موتی

مرزا قادیانی اور مرزائی اس نص کے منکر ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ کوئی شخص مرنے کے بعد زندہ نہیں کیا جاسکتا۔

۱...... ''جو شخص حقیقی طور پر مر جاتا ہے اور اس دنیا سے گذر جاتا ہے اور ملک الموت اس کی روح کو قبض کر لیتا ہے۔ وہ ہرگز واپس نہیں آسکتا۔''

(حقیقت الوحی ص۳۲۹، خزائن ج۲۲ص۳۴۲)

۲...... ''کوئی اس بات کا ثبوت نہیں دے سکتا کہ کبھی حقیقی اور واقعی طور پر کوئی مردہ زندہ ہوگیا اور دنیا میں واپس آیا'' (ازالہ اوہام ص۶۴۰، خزائن ج۳ص۴۴۵)

اسلامی عقیدہ نمبر۱۴...... معراج جسمانی حق ہے

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جناب سرور کائنات ﷺ کو معراج جسمانی ہوئی ہے۔

۱...... ''سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ (الاسراء:۱)'' ﴿پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو یعنی رسول اللہ ﷺ کو ایک رات میں مسجد الحرام مکہ سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔﴾

۲...... ''عن ابن عباسؓ ھی رویاً عین اریھا رسول اللہ ﷺ لیلۃ اسریٰ بہ (بخاری شریف ج۱ ص۵۵۰ باب المعراج)'' ﴿ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ معراج میں جو کچھ واقعات حضور ﷺ نے دیکھے وہ اسی آنکھ سے دیکھے ہیں۔﴾

۳...... ''حدیث میں ہے کہ حضرت ام ہانیؓ شب معراج میں آنحضرت ﷺ کی عدم موجودگی کی وجہ سے سخت پریشان ہوئیں اور نیند جاتی رہی۔ (دیکھو تفسیر ابن کثیر ج۵ص۳۸)

۴...... ''حضرت عباسؓ تلاش کرنے ذی طویٰ تک پہنچے اور یا محمد ﷺ یا محمد ﷺ کہہ کر آوازیں دیتے تھے۔'' (دیکھو تفسیر روح المعانی ج۱۵ص۶)

۵...... ''عن ابی بکرؓ من روایة شداد بن اوسؓ عنه انه قال للنبی ﷺ للیلة اسریٰ به طلبتك یا رسول الله البارحة فی مکانك فلم اجدك فاجابه ان جبریل علیه السلام حملنی الیٰ المسجد الاقصیٰ (شفاء ج۱ ص۱۱۵)'' ﴿یعنی ابوبکرؓ نے عرض کی یارسول اللہ! میں نے آپ کو کل رات (معراج کی رات) آپؐ کے مکان پر تلاش کیا آپ کو موجود نہ پایا حضور ﷺ نے جواب دیا کہ مجھ کو جبرئیل علیہ السلام مسجد اقصیٰ کی طرف اٹھا کر لے گیا تھا۔﴾

۶...... ''(اخرج الحاکم وصححه ج٤ ص٥ حدیث نمبر٤٤٦٣ وابن مردویه والبیهقی فی الدلائل ج۲ ص٣٦١، باب الاسراء برسول الله من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصی) عن عائشةؓ قالت لما اسریٰ بالنبی ﷺ الی المسجد الاقصیٰ اصبح یتحدث الناس بذلك فارتد ناس ممن کانوا اٰمنوا به وصدقوه وسعوا بذلك الیٰ ابی بکرؓ فقالو اهل لك الی صاحبك یزعم انه اسریٰ به لیلة الیٰ بیت المقدس قال اوقال ذالك؟ قالو انعم قال لان کان قال ذلك لقد صدق قالوا اوتصدقه انه ذهب لیلة الی بیت المقدس وجاء قبل ان یصبح قال نعم انی اصدقه فیما هوا بعد من ذلك اصدقه بخبر السماء فی غدوة اوروحة فلذلك سمي ابابکرؓ صدیق (تفسیر ابن کثیر ج٥ ص٣٨)'' ﴿اس حدیث کی حاکم نے تخریج کی اور تصحیح کی ہے اور ابن مردویہ نے اور بیہقی نے بھی دلائل میں تخریج کی ہے کہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ عائشہؓ نے کہا کہ جب حضور ﷺ کو مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی گئی تو صبح کو حضور ﷺ نے لوگوں سے بیان فرمایا۔ اس واقعہ کو سن کر بہت سے لوگ مرتد ہوگئے اور دوڑتے ہوئے ابوبکرؓ کے پاس آئے (اور ابوبکرؓ ابھی تک حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے تھے) اور کہا کہ کیا تم اب بھی محمد ﷺ کی تصدیق کرو گے وہ کہتے ہیں کہ آج رات مجھ کو بیت المقدس تک سیر کرائی گئی؟۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ کیا حضور ﷺ نے ایسا فرمایا ہے۔ لوگوں نے کہا بے شک! ابوبکرؓ نے کہا۔ اگر حضور ﷺ نے فرمایا ہے تو سچ فرمایا ہے؟۔ لوگوں نے کہا تو کیا تم تصدیق کرتے ہو کہ رات بھر میں بیت المقدس گئے اور پھر صبح سے قبل لوٹ آئے ابوبکرؓ نے کہا بے شک! میں اس سے زیادہ البعد کی تصدیق کر رہا ہوں اور صبح وشام کی آسمانی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں۔ پس اسی وجہ سے حضور ﷺ نے ابوبکرؓ کا نام صدیقؓ رکھا۔﴾

۷...... تمام قرآن کریم اور لغت عرب میں عبد کا اطلاق مجموعہ روح اور جسد پر ہوا ہے۔ ''فان العبد عبارة عن مجموع الروح والجسد (ابن کثیر ج ۵ ص ۴۱)''

''فان الله انما اخبر فی کتابه انه اسریٰ بعبده ولم یخبرنا انه اسریٰ بروح عبده ولیس جائز لاحد ان یتعدی ما قال الله تعالیٰ الیٰ غیره...... ولا دلالة تدل علی ان المراد اسریٰ بروح عبده (ابن جریر ج ۱۵ ص ۱۷) ''یعنی عبد مجموعہ روح اور جسد کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اسریٰ بعبده فرمایا ہے۔ بروح عبده نہیں فرمایا اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ اللہ کے قول کے خلاف اور معنی لے اور روح عبد مراد لینے پر کوئی دلالت نہیں ہے۔

۸...... کفار مکہ کا تعجباً پوچھنا کہ چھ مہینے کا رستہ ایک رات میں کیسے طے کر لیا اور پھر صبح لوٹ بھی آئے اور پھر قریش کا بیت المقدس کی علامات پوچھنا اور حضورﷺ کا تمام علامتوں کو بتانا (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۵۳۰) اور بہت سے ضعیف الایمان لوگوں کا مرتد ہو جانا اور قریش کے دو قافلوں کا صحیح صحیح نشان اور پتہ بتانا یہ سب واقعات بتلا رہے ہیں کہ یہ اسریٰ جسد اطہر کے ساتھ ہوا تھا۔ اگر محض خواب یا کشف ہوتا تو یہ واقعات ہرگز پیش نہ آتے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اس اسریٰ جسمی کے علاوہ ۳۳ اور معراجیں روحی بھی ہوئی ہیں۔ جیسا کہ شیخ اکبر محی الدین ابن العربی نے (فتوحات کے باب ۳۶۷ ج ۳ ص ۳۴۲، ۳۴۳) میں لکھا ہے۔ یعنی معراج کے بیان میں ہے۔ ''ولوکان الاسرآء بروحه وتکون رؤیا رأها کما یراه النائم فی نومه ما انکره احد ولا نازعه وانما انکر واعلیه کونه اعلمهم ان الاسرآء کان بجسمه فی هذه المواطن کلها وله صلی الله اربعة وثلاثون مرة الذی اسریٰ به منها اسرآء واحد بجسمه والباقی بروحه رؤیا رأها...... وبهذا زاد علی الجماعة رسول اللهﷺ باسرآء الجسم ''یعنی اگر اسراء روحی ہوتا اور کشف ہوتا تو کوئی شخص انکار نہ کرتا۔ کفار نے انکار تو اس وجہ سے کیا کہ ان کو حضورﷺ نے اسراء جسمی کی خبر دی تھی...... حضورﷺ کو ۳۴ مرتبہ اسریٰ ہوا ہے۔ ایک اسریٰ بجسمہ اور باقی اسریٰ روحی اور کشفی ہوئی ہیں...... حضورﷺ کو اسریٰ جسمی کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کی جماعت پر فضیلت ہے۔ یعنی اس اسریٰ جسمی میں حضورﷺ مخصوص ہیں۔

اور (یواقیت ج ۲ ص ۳۵) میں بھی شیخ سے اسی طرح منقول ہے۔ مرزا قادیانی (ازالہ اوہام ص ۳۷۵، خزائن ج ۳ ص ۲۹۳) میں لکھتے ہیں کہ "سلف خلف کے لئے بطور وکیل کے ہوتے ہیں اور ان کی شہادتیں آنے والی ذریت کو ماننی پڑتی ہیں۔" جب یہ بات ہے تو سنیئے کہ اس اسراء جسمی پر اکیس صحابہ جلیل القدر کی فہرست (شفاء ج ۱ ص ۱۱۲ تا ۱۱۸) میں موجود ہے اور حضرت شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب (خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۷۷ باب خصوصیت بالاسراء) میں ۴۵ صحابہؓ سے یہ حدیث روایت فرمائی ہے۔ پھر انکار کی کون سی وجہ ہے؟۔

حکم شرعی

"فی کتاب الخلاصة من انکر المعراج ینظران انکر الاسرآء من مکة الیٰ بیت المقدس فهو کافر ولو انکر المعراج من بیت المقدس لا یکفر وذلك لان الاسراء من الحرم الیٰ الحرم ثابت بالایة وهی قطعیة الدلالة والمعراج من بیت المقدس الیٰ السماء ثبت بالسنة وهی ظنیة الروایة والدرایة (شرح فقه اکبر ملاعلی قاری ص ۱۳۰)" ﴿کتاب الخلاصہ میں ہے کہ جس نے معراج کا انکار کیا دیکھا جائے۔ اگر مکہ سے بیت المقدس تک کے اسراء کا انکار کیا۔ تو وہ کافر ہے اور اگر بیت المقدس سے آگے کا انکار کیا تو کافر نہ ہوگا۔ کیونکہ مکہ سے بیت المقدس تک کا اسراء تو آیت قطعی قرآنیہ سے ثابت ہے اور معراج بیت المقدس سے آسمان تک یہ سنت سے ثابت ہے۔ جو ظنی ہے۔﴾

"واجمعنا علی ان من انکر المعراج الیٰ بیت المقدس یصیر کافرا ثم هٰهنا ثلثة اشیاء الاسراء والمعراج ولا عراج فاما الاسراء من مکة الیٰ بیت المقدس فهذاهما لا ینکره المعتزلة ومن انکر یصیر کافر الان هذا ثبت بالنص (تمهید ابو شکور سلمی قلمی ص ۱۲۷)" ﴿اس پر اجماع امت ہو چکا ہے کہ جس نے انکار کیا معراج کا بیت المقدس تک کافر ہو جائے گا۔ پھر اس جگہ تین باتیں ہیں۔ اسراء، معراج، اعراج۔ لیکن اسراء مکہ سے بیت المقدس تک اس کا معتزلہ بھی انکار نہیں کرتے اور جو شخص اس کا انکار کرے گا، کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ نص سے ثابت ہے۔﴾

باقی رہا حضرت عائشہؓ کا قول "ما فقدت (اوما فقد) جسد رسول اللہ ﷺ (شفاء ج ۱ ص ۱۱۳)" یعنی میں نے جسم رسول اللہ ﷺ کو گم نہ کیا تھا۔ یا جسم رسول اللہ ﷺ گم نہ

کیا گیا تھا۔''جو مرزا قادیانی نے بیان کیا۔ وہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ یہ معراج شروع زمانہ بعثت میں مکہ میں ہوئی ہے اور عائشہؓ اس وقت حضورﷺ کے نکاح میں بھی نہ آئیں تھیں۔ بلکہ پیدا ہی نہ ہوئی تھیں۔ چنانچہ ملا علی قاری نے (شرح فقہ اکبر ص۱۳۵) میں لکھا ہے۔''والصحیح ان المعراج کان بمکة فی اوائل البعثة حین لم تولد عائشةؓ''

اور زرقانی نے (شرح مواہب الدنیہ ج۶ ص۴) میں لکھا ہے کہ یہ قول عائشہؓ ما فقدت موضوع ہے۔ صحیح احادیث کے رد کرنے کے لئے کسی نے اس کو وضع کیا ہے۔''ھذا حدیث لایصح وانما وضع رداً للحدیث الصحیح...... ھذا حدیث موضوع علیھا'' دوسرے حضرت عائشہؓ کی صحیح حدیث میں اوپر نقل کر چکا۔ جس میں خاص اسراء جسمی متعین ہے اور اگر قول عائشہؓ کو بالفرض صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو یہ قول یقیناً اس اسراء کے متعلق نہیں۔ بلکہ کسی معراج روحی کے متعلق ہے۔ جو عائشہؓ کی موجودگی میں مدینہ میں ہوئی ہوگی۔ کیونکہ آپ کو ۳۳ معراجیں روحی بھی ہوئی ہیں اور ما فقد جسد رسول اللہﷺ کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ آپ کا جسم روح سے الگ نہ کیا گیا تھا۔ یعنی جسم سمیت معراج ہوئی اور حضرت معاویہؓ بھی اس زمانہ میں ایمان نہیں لائے تھے۔ بہت بعد میں لائے تھے۔

مرزائی عقیدہ نمبر۱۴...... انکار معراج جسمانی

مرزا قادیانی اور مرزائی معراج جسمانی کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ معراج جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ ایک قسم کا کشف تھا اور اس قسم کے کشفوں میں خود مرزا قادیانی کو خوب تجربہ ہے اور سبحن الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً''(تذکرہ ص۷۵،۲۷۹) مرزا قادیانی پر بھی وحی ہوئی ہے۔

۱...... ''یہ معراج جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ اعلیٰ درجہ کا کشف تھا...... اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے۔''(ازالہ اوہام ص۴۷، خزائن ج۳ ص۱۲۶ حاشیہ)

۲...... ''باوجود یہ کہ آنحضرتﷺ کے رفع جسمی کے بارہ میں کہ وہ جسم سمیت شب معراج میں آسمان کی طرف اٹھائے گئے تھے۔ تقریباً تمام صحابہؓ کا یہی اعتقاد تھا...... لیکن پھر بھی حضرت عائشہؓ اس بات کو تسلیم نہیں کرتیں اور کہتی ہیں کہ رویاء صالحہ تھی۔''

(ازالہ ص۲۸۹،۲۹۴، خزائن ج۳ ص۲۴۷،۲۵۰)

۳...... ’’خلاف اجماع صحابہ حضرت عائشہ صدیقہؓ جناب رسول اللہ ﷺ کے معراج کے دونوں ٹکڑوں کی نسبت یہی رائے ظاہر کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ جسم کے ساتھ نہ بیت المقدس میں گئے نہ آسمان پر۔ بلکہ وہ ایک رویاء صالحہ تھی۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۲۹۴، خزائن ج۳ ص۲۵۰)

۴...... ’’سبحن الذی اسریٰ بعبدہ لیلا‘‘ مرزا قادیانی پر وحی ہوئی۔

(ضمیمہ حقیقت الوحی ص۸۱، خزائن ج۲۲ ص۷۰۷)

’’یعنی مرزا قادیانی کو بھی معراج ہوئی ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۸، خزائن ج۲۲ ص۸۱)

اسلامی عقیدہ نمبر۱۵...... قیام قیامت

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن مردے قبروں سے نکل کر حساب کتاب کے لئے میدان محشر میں جمع ہوں گے۔ صور پھونکا جائے گا۔ زمین وآسمان بدلے جائیں گے۔ تمام خلق اللہ زلزلۃ الساعۃ سے پریشان ہوں گے۔ اعمال کا وزن ہوگا۔ پل صراط قائم ہوگا۔ اس پر سے ہر شخص عبور کرے گا۔ ’’ان منکم الاواردھا (مریم:۷۱)‘‘ ہول قیامت سے انبیاء علیہم السلام بھی نفسی نفسی پکاریں گے۔ تمام انبیاء علیہم السلام شفاعت سے انکار کریں گے۔ سرور عالم ﷺ اس منصب کو قبول فرمائیں گے اور بعض جہنمی شفاعت سے اور بعض بلاشفاعت خارج کر کے جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ وغیرھا من التفاصیل!

مرنے کے بعد صرف روح کے لئے جنت یا دوزخ کی کھڑکی تاقیامت کھولی جاتی ہے۔ علی قدر مراتب اور روح کا جسم کے ساتھ تعلق رہتا ہے۔ کامل طور پر تعلق نہیں ہوتا۔

’’یا یتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربك راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی (فجر:۲۷ تا ۳۰)‘‘ ﴿اے روح اطمینان والی اپنے رب کی طرف آ۔ میرے بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں داخل ہو۔﴾

قیامت کے دن مردے قبروں سے نکلیں گے اور دوبارہ زندہ ہوں گے۔

۱...... ’’ونفخ فی الصور فاذاھم من الاجداث الیٰ ربھم ینسلون (یسین:۵۱)‘‘ ﴿صور پھونکا جائے گا۔ اس وقت سب کے سب اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف چلیں گے۔﴾

۲...... ''قال من یحی العظام وهی رمیم ۰ قل یحیها الذی انشاء ها اوّل مرة وهو بکل خلق علیم (یسین:۷۸)'' ﴿کہا کہ کون بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرے گا۔ کہہ دے کہ جس نے پہلی مرتبہ زندہ کر دکھایا وہی دوبارہ زندہ کرے گا اور وہ ہر خلق کو خوب جانتا ہے۔﴾

۳...... ''منها خلقنکم وفیها نعید کم ومنها نخرجکم تارة اخریٰ (طه:۵۵)'' ﴿تم کو ہم نے مٹی سے پیدا کیا اور اسی میں لوٹائیں گے اور پھر اسی سے دوبارہ نکالیں گے۔﴾ حساب کے بعد پھر جسم کے ساتھ کامل طور پر جنت میں داخل ہوں گے اور ہمیشہ رہیں گے۔ اب اس کے بعد جنت سے نہیں نکالے جائیں گے۔

۱...... ''ونفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوٰت ومن فی الارض (زمر:۶۸)'' ''الیٰ قوله وسیق الذین اتقوا ربهم الیٰ الجنة زمراً ۰ حتیٰ اذاجاؤها وفتحت ابوابها وقال لهم خزنتها سلام علیکم طبتم فادخلوها خالدین (زمر:۷۳)'' ﴿اور صور پھونکا جائے گا۔ پس سب جو زمین اور آسمان میں ہیں۔ بیہوش ہو جائیں گے اور چلائے جائیں گے متقی لوگ جنت کی طرف گروہ در گروہ جب جنت کے قریب پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھولے جائیں گے تو فرشتے خازن جنت کہیں گے۔ تم پر سلامتی ہو۔ خوش رہو جنت میں داخل ہو ہمیشہ کے لئے۔﴾

۲...... ''ونفخ فی الصور ذلك یوم الوعید...... ادخلوها بسلام ذلك یوم الخلود (قٓ:۳٤)'' ﴿اور صور پھونکا جائے گا۔ یہی وہ دن ہے جس کا وعدہ کیا تھا...... داخل ہو جنت میں سلامتی کے ساتھ یہ ہے دن ہمیشہ رہنے کا۔﴾

۳...... ''یوم یات لا تکلم نفس الا باذنه فمنهم شقی وسعید...... اما الذین سعد وافغی الجنة خالدین فیها مادامت السمٰوٰت والارض الا ماشاء ربك عطاء غیر مجذود (هود:۱۰۵،۱۰۸)'' ﴿یعنی قیامت کے دن...... لیکن وہ لوگ جو نیک بخت ہوں گے وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ بقدر مدت اس زمانہ کے کہ جس قدر زمین وآسمان قائم رہے تھے۔ غیر اس مدت کے جو اللہ نے چاہی ہے۔ (یعنی ہمیشگی) یہ بخشش ہے غیر منقطع۔﴾

نوٹ! ان آیات سے معلوم ہوا ہے کہ قیامت کے دن حساب کتاب کے بعد جنت

میں داخل ہوں گے اور پھر ہمیشہ رہیں گے۔ ’’وماھم منھا بمخرجین (الحجر:۴۸)‘‘ اس موقع پر ہے ورنہ حضرت آدم وحوا علیہم السلام جنت میں ٹھہرائے جانے کے بعد جنت سے کیسے نکالے گئے۔ ’’یادم اسکن انت وزوجك الجنة (بقرہ:۳۵)‘‘ ہاں قیامت سے پہلے دخول روحی تھا اور روح کا جسم کے ساتھ کچھ معمولی تعلق تھا اور قیامت کے بعد دخول جسمی ہوگا اور روح کا جسم کے ساتھ کامل تعلق ہوگا۔ جیسا کہ اب دنیا میں ہے۔ ورنہ قیامت کے بعد جنت میں رہتے ہوئے ان کو ادخلوا الجنة کہنا صحیح نہ ہوگا۔ جیسا کہ کوئی شہر میں ہے اور اس کے کسی خاص گھر میں جانا چاہے تو اس کو ادخلو البلد نہیں کہہ سکتے۔

حدیث شریف میں ہے کہ: ’’وانا اوّل من یقرع باب الجنة (رواہ مسلم ج۱ ص۱۱۲، باب اثبات الشفاعة واخراج الموحدین من النار)‘‘ ﴿سب سے پہلے جو جنت کے دروازے کو کھٹکھٹائے گا حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ میں ہوں۔﴾

’’انا اول من یحرك حلق الجنة فیفتحها الله لی (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص۵۱۳، باب فضائل سید المرسلین صلوٰۃ الله وسلامه دارمی ج۱ ص۲۶ کیف کان اوّل شان النبی)‘‘ ﴿حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں سب سے پہلے جنت کی کنڈی ہلاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ میرے لئے کھولے گا۔﴾

’’اتی باب الجنة یوم القیامة فاستفتح فیقول الخازن من انت فاقول محمد فیقول بك امرت لا افتح لا حد قبلك (مسلم ج۱ ص۱۱۲، باب اثبات الشفاعة واخراج الموحدین من النار)‘‘ ﴿میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازہ کھلواؤں گا۔ خازن جنت پوچھے گا تو کون ہے۔ میں کہوں گا محمد ﷺ پھر کہے گا آپ ہی کے لئے مجھ کو امر ہوا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں۔﴾

میدان محشر خود جنت ودوزخ نہیں ہے۔ بلکہ جنت دوزخ سے خارج ہے۔

۱...... ’’یحشر الناس فی صعید واحد یوم القیامة (مشکوٰۃ ص۴۸۷، باب الحساب والقصاص والمیزان)‘‘ ﴿حضور ﷺ نے فرمایا لوگ قیامت کے دن ایک میدان واحد میں جمع کئے جائیں گے۔﴾

۲...... ’’یحشر الناس یوم القیامة علی ارض بیضاء عفراء کقرصة النقی لیس فیها معلم لا حد متفق علیه (بخاری ج۲ ص۹۶۵، باب یقبض الله الارض)‘‘ ﴿حضور ﷺ نے فرمایا لوگ قیامت کے دن ایک میدان سفید مٹیالے

میں جمع کئے جائیں گے جو مثل چپاتی کے ہموار اور صاف ہوگا۔ اس میں کسی کی کچھ علامت نہ ہوگی۔﴾

۳...... ''عن عائشةؓ قالت سئلت رسول اللهﷺ عن قوله یوم تبدل الارض غیر الارض والسموٰت فاین یکون الناس یومئذٍ قال علی الصراط (رواه مسلم، مشکوٰة ص٤٨٢، باب النفخ فی الصور)'' ﴿عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضورﷺ سے اس آیت کا مطلب پوچھا کہ جس دن زمین وآسمان بدلے جائیں گے۔ لوگ اس دن کہاں ہوں گے۔ حضورﷺ نے فرمایا پل صراط پر۔ جو جہنم کی پشت پر ہے۔ لوگ اس سے گذر کر جنت میں داخل ہوں گے۔﴾

نوٹ! ان احادیث سے معلوم ہوا کہ میدان حشر خود جنت ودوزخ نہیں ہے۔ بلکہ جنت ودوزخ سے خارج شے ہے۔ اگر اپنے اپنے فکر اعمال کی وجہ سے جو حالت طاریہ ہوگی اس کا نام جنت ودوزخ رکھنے کی ٹھہرے تو پھر دنیا میں بھی ایک قسم کا جنت اور دوزخ ماننا چاہئے۔ کیا دنیا میں ایسی کچھ حالتیں طاری نہیں ہوتیں۔ علاوہ ازیں حدیث شریف میں ہے کہ: ''عن عائشةؓ قالت سمعت رسول اللهﷺ یقول یحشر الناس یوم القیامة حفاتاعراتا غرلا قلت یا رسول الله ۰ الرجال والنساء جمیعاً ینظر بعضهم بعضا فقال یا عائشةؓ الامر اشد من ان ینظر بعضهم الیٰ بعض (متفق علیه مشکوٰة ص٤٨٢ باب الحشر)'' ﴿حضورﷺ فرماتے تھے کہ لوگ قیامت کے دن ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ اٹھا کر جمع کئے جائیں گے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! مرد عورتیں سب بعض بعض کی طرف نظر اٹھا کر دیکھیں گے۔ حضورﷺ نے فرمایا عائشہؓ وہاں کی حالت اس سے زیادہ اشد ہوگی کہ بعض بعض کی طرف نظر اٹھائے۔ صحیحین بلکہ صحاح ستہ میں حدیث شفاعت مکرر سہ کرئی جگہ آئی ہے۔ دیکھو ہول قیامت سے انبیاء علیہم السلام بھی نفسی نفسی پکاریں گے اور پل صراط کے عبور کے وقت سب مبہوت ہوں گے۔ سوائے انبیاء علیہم السلام کے کوئی کلام نہ کرے گا۔ ان کا کلام بھی اللهم سلم سلم ہوگا۔﴾ (بخاری ج۲ ص۱۱۰٦)

تو کیا معاذ اللہ! سب دوزخ میں ہوں گے۔ غرض مرزا قادیانی نے جو محض خودغرضی کی بناء پر (جوازالہ ص۳۴۹، خزائن ج۳ ص۲۷۸ میں ظاہر کی کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام بہشت میں داخل

ہو چکے اب دوبارہ نہیں آسکتے اور مسیح موعود میں خود ہوں) قرآن کریم کی تحریف کی مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کے خلاف کیا اور بہت ہوشیاری سے حشر کا انکار کر دیا۔ بجز لفظی اقرار اور حقیقی انکار کے کچھ نتیجہ نہیں۔

مرزائی عقیدہ نمبر ۱۵...... قیام قیامت کا انکار

مرزائی اور مرزا قادیانی اس عقیدہ کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ مردے قبروں سے نکل کر میدان محشر میں جمع نہیں ہوں گے۔ بلکہ ہر شخص مرنے کے بعد ہی جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ پھر قیامت کے دن کسی کو جنت و دوزخ سے نہ نکالا جائے گا۔ ہاں ایک درجہ سے دوسرے درجہ میں ترقی کرتا ہے۔ یہی حشر اجساد ہے۔ یعنی حشر اجساد بھی روحی طور پر ہوگا۔ لفظوں میں حشر اجساد و حساب و یوم آخرت سب کا اقرار ہے۔ لیکن حقیقت میں عقائد اسلامیہ کے بالکل خلاف ہے۔

مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص ۳۵۰، خزائن ج ۳ ص ۲۷۹) میں لکھا ہے کہ: ''اگر بہشتی لوگ بہشت میں داخل شدہ تجویز کئے جائیں تو طلبی کے وقت انہیں بہشت سے نکلنا پڑے گا اور اس لق و دق جنگل میں جہاں تخت رب العالمین بچھایا گیا ہے۔ حاضر ہونا پڑے گا۔ ایسا خیال تو سراسر جسمانی اور یہودیت کی سرشت سے نکلا ہوا ہے۔''

پھر خود مرزا قادیانی نے (ازالہ ص ۳۵۳، خزائن ج ۳ ص ۲۸۰) میں پہلے یہ ثابت کیا کہ جو شخص بہشت میں داخل کیا جاتا ہے پھر وہ اس سے کبھی خارج نہیں کیا جاتا۔

اور (ص ۳۵۴، خزائن ج ۳ ص ۲۸۱) میں یہ ثابت کیا کہ مومن کو فوت ہونے کے بعد بلاتوقف بہشت میں جگہ ملتی ہے۔

اور پھر (ص ۳۵۷، خزائن ج ۳ ص ۲۸۲) میں جنت اور جہنم کے تین درجے بیان کئے۔

پھر (ص ۳۶۰، خزائن ج ۳ ص ۲۸۴) میں لکھا ہے کہ: ''اب حاصل کلام یہ ہے کہ ان تینوں مدارج میں انسان ایک قسم کی بہشت یا ایک قسم کی دوزخ میں ہوتا ہے اور جب کہ یہ حال ہے تو اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ ان مدارج میں سے کسی درجہ پر ہونے کی حالت میں انسان بہشت یا دوزخ میں سے نکالا نہیں جاتا۔ ہاں جب اس درجہ سے ترقی کرتا ہے تو ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ میں آجاتا ہے۔''

اسلامی عقیدہ نمبر ۱۶......وجود ملائکہ

مسلمانوں کے عقیدہ میں فرشتے خدا کے مکرم فرمانبردار بندے ہیں۔ جو جسم نورانی لطیف رکھتے ہیں۔ اشکال مختلف میں متشکل ہوسکتے ہیں۔ بعض اپنے مستقر (ہیڈکوارٹر) آسمان سے تعمیل حکم کے لئے زمین پر بھی نازل ہوتے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام فرشتہ حامل وحی خدا کی طرف سے احکام لے کر انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوتا ہے۔

۱...... ’’بل عباد مکرمون ۰ لایسبقونه بالقول وهم بامره یعملون (انبیاء:۲۶،۲۷)‘‘

’’لا یعصون الله ما امرهم ویفعلون ما یؤمرون (تحریم:٦)‘‘ ﴿بلکہ وہ اللہ کے بندے ہیں عزت دیئے گئے وہ قول میں اللہ سے پیشدستی نہیں کرتے اور وہ اللہ کے حکم سے عمل کرتے ہیں۔ وہ اللہ کے حکم سے نافرمانی نہیں کرتے اور وہی عمل کرتے ہیں جس کا ان کو حکم ہوتا ہے۔﴾

۲...... ’’اولی اجنحة مثنیٰ وثلاث ورباع (فاطر:۱)‘‘ ﴿دو دو بازو والے تین تین بازو والے چار چار بازو والے۔﴾

(بخاری ج۱ص۴۵۸، باب ذکر الملائکہ) میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔’’انه ﷺ رأی جبرائیل علیه السلام له ست مائة جناح کہ حضورﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو اصلی صورت میں دیکھا اس کے ۶۰۰ بازو ہیں۔

۳...... ’’وما نتنزل الا باذن ربك (مریم:٦٤)‘‘ (بخاری ج۱ص۴۵۷) میں ہے کہ حضورﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ اس سے زیادہ مرتبہ ملاقات کیا کیجئے تو یہ آیت نازل ہوئی خداتعالیٰ جبرائیل علیہ السلام کی زبان سے فرماتا ہے کہ ہم بغیر حکم خدا کے نازل نہیں ہوتے۔

۴...... ’’اذتستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالفٍ من الملائکة مردفین...... اذیوحی ربك الیٰ الملئکة انی معکم فثبتوا الذین امنوا سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منهم کل بنان (انفال:۱۱،۱۲)‘‘ ﴿جب تم لگے فریاد کرنے اپنے رب سے تو پہنچا تمہاری پکار کو کہ میں مدد بھیجوں گا۔ تمہاری ہزار فرشتے لگاتار آنے والے...... جب حکم بھیجا تیرے رب نے فرشتوں

کو، کہ میں ساتھ ہوں تمہارے سوتم دل ثابت کرو مسلمانوں کے میں ڈال دوں گا۔ دل میں کافروں کے دہشت، سو مارو اوپر گردنوں کے اور کاٹو ان کے پور پور (موضح) ﴾

(بخاری ج۲ ص۵۶۹، باب شہود الملائکۃ بدرا) میں ہے کہ: ”جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ تم بدریوں کو کیسے جانتے ہو۔ فرمایا افضل المسلمین جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ہم فرشتے بھی ان فرشتوں کو جو بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔ دوسرے فرشتوں سے افضل جانتے ہیں۔

اور انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ گویا میں جبرائیل علیہ السلام کے لشکر کا غبار بنی غنم کے کوچہ میں اڑتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری ج۱ ص۴۵۷، باب ذکر الملائکۃ)

۵...... ”عن ابن عباسؓ ان النبی ﷺ قال یوم بدر ھذا جبرائیل علیہ السلام اخذ براس فرسه علیه اداة الحرب (بخاری ج۲ ص۵۷۰، باب شهود الملائکة بدر:۱)“ ﴿ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے بدر کے دن فرمایا۔ یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ اپنے گھوڑے کا سر پکڑے ہوئے ہتھیار پہنے ہوئے۔ ﴾

۶...... ”عن سعد ابن ابی وقاصؓ قال رأیت رسول الله ﷺ یوم احد ومعه رجلان یقاتلان عنه علیهما ثیاب بیض کاشد القتال مارأیتهما قبل ولا بعد یعنی جبرائیل علیه السلام ومیکائیل علیه السلام (مسلم ج۲ ص۲۵۲، باب اکرامه ﷺ بقتال الملائکة معه ﷺ. بخاری ج۲ ص۵۸۰، باب غذوة احد)“ ﴿سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ احد کے دن میں نے حضور ﷺ کے ساتھ دو آدمیوں کو سخت قتال کرتے ہوئے دیکھا۔ سفید کپڑے پہنے ہوئے نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا نہ اس کے بعد کبھی دیکھا۔ یعنی جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام۔ ﴾

۷...... ”روی الحاکم وصححه البیهقی عن سهیل بن حنیف لقد رائینا یوم بدر ان احدنا یشیر بسیفه الی المشرك فیقطع راسه قبل ان یصل الیه سیفه (از کمالین برحاشیه جلالین ص۱۱۴ مطبوعه نظامی دهلی)“ ﴿سہیل بن حنیف کہتے ہیں کہ ہم نے بدر کے دن دیکھا کہ جب کوئی تلوار سے مشرک پر حملہ کرتا تھا تو قبل تلوار پہنچنے کے سر قطع ہو جاتا تھا۔ ﴾

”ومثله عن ابن عباسؓ فی قصة حیزوم (مسلم ج۲ ص۹۳، باب الامداد بالملائکة فی غزوة بدر واباحة الغنائم)“

۸...... ''كان جبرائيل عليه السلام يلقاه فى كل ليلة من رمضان فيدارسه القرآن (بخارى شريف ج ۱ ص ٤٥٧، باب ذكر الملائكة)''
﴿رمضان شریف میں ہر رات جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ سے ملاقات کرتے تھے اور قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے۔﴾

۹...... ''عن ابى مسعودؓ يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول نزل جبرائيل عليه السلام فامنى فصليت معه ثم صليت معه ثم صليت معه ثم صليت معه ثم صليت معه (بخارى شريف ج ۱ ص ٤٥٧، باب ذكر الملائكة)''
﴿حضور ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے نازل ہو کر مجھ کو پانچوں نمازیں پڑھائیں۔﴾

۱۰...... ''عن ابن عباسؓ قال بيننا جبرائيل عليه السلام قاعد عند النبى ﷺ سمع نقيضا من فوقه فرفع راسه فقال هذا باب من السماء فتح اليوم لم يفتح قط الا اليوم فنزل منه ملك فقال هذا ملك نزل الى الارض لم ينزل قط الا اليوم فسلم (مسلم ج ۱ ص ۲۷۱، باب فضل الفاتحه وخواتم سورة البقرة)'' ﴿ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دروازے کھلنے کی آواز اوپر سے سنی سر اٹھایا اور کہا کہ آسمان کا یہ ایک دروازہ کھولا گیا ہے۔ جو آج تک کبھی نہیں کھلا۔ اس سے ایک فرشتہ اترا، کہا یہ فرشتہ آج ہی زمین پر اترا ہے۔ اس سے پہلے کبھی نہیں اترا۔ پھر اس فرشتہ نے سلام کیا۔﴾

۱۱...... (بخاری شریف کے ج ۱ ص ۲، باب كيف كان بدء الوحى الى رسول الله ﷺ) میں حدیث ہے کہ حضور ﷺ کے پاس پہلے غار حرا میں جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور تین دفعہ آپ کو بھینچا اور پھر اقراء باسم ربك! نازل فرمائی۔

۱۲...... (بخاری ج ۱ ص ۱۲، باب سوال جبرائيل عليه السلام النبى ﷺ من الايمان والاسلام والاحسان) میں حدیث ہے کہ تمام صحابہؓ کے روبرو جبرائیل علیہ السلام بہت سفید لباس پہنے حضور ﷺ کی خدمت میں دوزانو بیٹھے اور چند سوال کئے۔ آپ ﷺ نے جواب دیئے پھر اٹھ کر چلے گئے اور غائب ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام تھے تم کو دین سکھلانے آئے تھے۔

۱۳...... حضور ﷺ نے (بخاری ج ۱ ص ۴۹۲، باب حدیث ابرص واقرع واعمى)

میں فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین آدمیوں کے پاس (یعنی ابرص، اقرع، اعمیٰ کے پاس) ایک فرشتہ بشکل سائل اللہ تعالیٰ نے بطور ابتلاء بھیجا تھا۔

نوٹ! غرض بہت سی آیات واحادیث سے ثابت ہے کہ فرشتے باذن اللہ آسمان سے زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی محض خودغرضی سے انکار کے درپے ہیں اور تحریف پر تلے ہوئے ہیں۔ صرف مقصود یہ ہے کہ نزول ورفع عیسیٰ علیہ السلام کے امکانی رستے مسدود ہوجائیں۔ شیخ عبدالوہاب شعرانی نے (میزان الکبریٰ ص۶۰ تا۶۴) میں لکھا ہے کہ آئمہ اربعہ کے نزدیک ظاہر نص سے عدول کرنا بلاکسی دلیل شرعی کے قطعی حرام ہے اور جمہور اہل سنت کا اجماعی مسئلہ ہے کہ ''النصوص یحمل الیٰ ظواہر ہاو العدول عنہا الحاد'' چنانچہ مرزا قادیانی نے خود اس کو تسلیم کیا ہے۔ (ازالہ اوہام ص۵۴۰، خزائن ج۳ص۳۹۰)

اور (ازالہ اوہام ص۴۶۶، ۴۶۷، خزائن ج۳ص۳۵۰) کی عبارتیں میں نقل کرچکا۔

حضورﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے قرآن کریم کی تفسیر اپنی رائے سے کی اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ (ترمذی ج۲ص۱۲۳، باب ماجاء فی الذی یفسر القرآن برأیہ)

اور نیز مرزا قادیانی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ''اگر قرآن اور حدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو تو ہرگز اسکو قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے۔''

(ازالہ ص۸۳۵، خزائن ج۳ص۵۵۲)

مرزائی عقیدہ نمبر۱۶...... انکار نزول ملائکہ

مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے عقیدہ میں یہ بالکل باطل ہے۔ ملائک ارواح کواکب کا نام ہے وہ کبھی زمین پر اپنا مستقر چھوڑ کر نہیں آسکتے۔ نہ جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر زمین پر آسکتا ہے۔ صرف روح کواکب نیّر کی تاثیر کا نام نزول وحی ہے اور بس!

۱...... ''محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ ملائک اپنے شخصی وجود کے ساتھ انسانوں کی طرح پیروں سے چل کر زمین پر اترتے ہیں اور خیال بہ بداہت باطل بھی ہے۔ کیونکہ اگر یہی ضروری ہوتا کہ ملائک اپنی اپنی خدمات کی بجاآوری کے لئے اپنے اصلی وجود کے ساتھ زمین پر اتراء کرتے تو پھر ان سے کوئی کام انجام پذیر ہونا بغایۃ درجہ محال تھا۔''

(توضیح المرام ص۲۹، خزائن ج۳ص۶۶)

۲...... ''بلکہ فرشتے اپنے اصلی مقامات سے جو ان کے لئے خداتعالیٰ کی طرف

سے مقرر ہیں ایک ذرہ کے برابر بھی آگے پیچھے نہیں ہوتے۔ جیسا کہ خداتعالیٰ ان کی طرف سے قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وما منا الا لہ مقام معلوم ۰ وانا لنحن الصافون پس اصل بات یہ ہے جس طرح آفتاب اپنے مقام پر ہے اور اس کی گرمی اور روشنی زمین پر پھیل کر اپنے خواص کے موافق زمین کی ہر ایک چیز کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ اسی طرح روحانیات سماویہ خواہ ان کو یونانیوں کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ کہیں یا دساتیر اور وید کی اصطلاحات کے موافق ارواح کواکب سے ان کا نامزد کریں یا نہایت سیدھے اور مواحدانہ طریق سے ملائکۃ اللہ کا لقب دیں۔ درحقیقت یہ عجیب مخلوقات اپنے اپنے مقام میں مستقر اور قرار گیر ہے۔''

(توضیح المرام ص ۳۲، ۳۳، خزائن ج ۳ ص ۶۷، ۶۸)

۳...... ''اور بعض بعض اشارات قرآنیہ سے نہایت صفائی سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض وہ نفوس طیبہ جو ملائک سے موسوم ہیں۔ ان کے تعلقات طبقات سماویہ سے الگ الگ ہیں...... پس اس میں کچھ شک نہیں کہ بوجہ مناسبت نوری وہ نفوس طیبہ ان روشن اور نورانی ستاروں سے تعلق رکھتے ہوں گے۔ جو آسمانوں میں پائے جاتے ہیں...... روشن ستاروں کے ساتھ ایک مجہول الکنہ تعلق ہے اور ایسا شدید تعلق ہے کہ اگر ان نفوس طیبہ کا ان ستاروں سے الگ ہونا فرض کر لیا جائے تو پھر ان کے تمام قویٰ میں فرق پڑ جائے گا...... وہ نفوس نورانیہ کواکب اور سیارات کے لئے جان کا ہی حکم رکھتے ہیں اور ان کے جدا ہو جانے سے ان کی حالت وجودیہ میں بکلی فساد راہ پا جانا لازمی وضروری امر ہے۔''

(توضیح المرام ص ۳۷، ۳۸، خزائن ج ۳ ص ۷۰)

۴...... ''مگر شریعت فرقانی نے تو ایسا نہیں کیا۔ بلکہ ان نفوس نورانیہ کو جو اجرام سماویہ سے یا عناصر یا دخانات سے ایسا تعلق رکھتے ہیں۔ جیسے جان کا جسم سے تعلق ہوتا ہے۔ صرف ملائک یا جنات کے نام سے موسوم کیا ہے۔''

(توضیح المرام ص ۴۳، خزائن ج ۳ ص ۷۳)

۵...... ''مثلاً جبرائیل علیہ السلام جو ایک عظیم الشان فرشتہ ہے اور آسمانوں کے ایک نہایت روشن نیّر سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کو کئی قسم کی خدمات سپرد ہیں۔ انہیں خدمات کے موافق جو اس کے نیّر سے لے جاتی ہیں۔ سو وہ فرشتہ اگرچہ ہر ایک ایسے شخص پر نازل ہوتا ہے۔ جو وحی الٰہی سے مشرف کیا گیا ہو۔ (نزول کی اصل کیفیت جو صرف اثر اندازی کے طور پر ہے نہ واقعی طور پر یاد رکھنی چاہئے) لیکن اس کے نزول کی تاثیرات کا دائرہ مختلف استعدادوں اور مختلف ظروف کے لحاظ سے چھوٹی چھوٹی یا بڑی بڑی شکلوں پر تقسیم ہو جاتا ہے۔''

(توضیح المرام ص ۶۸، خزائن ج ۳ ص ۸۶)

۶...... ''یایوں کہو کہ اس وقت جبرائیل علیہ السلام اپنا نورانی سایہ اس مستعد دل پر ڈال کر ایک عکسی تصویر اپنی اس کے اندر لکھ دیتا ہے۔ تب جیسے اس فرشتہ کا جو آسمان پر مستقر ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نام ہے اس عکسی تصویر کا نام بھی جبرائیل علیہ السلام ہی ہوتا ہے۔ یا مثلاً اس فرشتہ کا نام روح القدس ہے۔ تو عکسی تصویر کا نام بھی روح القدس ہی رکھا جاتا ہے۔ سو یہ نہیں کہ فرشتہ انسان کے اندر گھس آتا ہے۔ بلکہ اس کا عکس انسان کے آئینہ قلب میں نمودار ہو جاتا ہے۔''

(توضیح المرام ص۷۰، خزائن ج۳ ص۸۷)

اسلامی عقیدہ نمبر ۱۷...... مفتری علی اللہ کافر ہے

مسلمانوں کے عقیدہ میں خدا اور رسول ﷺ پر افتراء کرنے والا، وحی الٰہی کے نزول اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا قطعی کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

۱...... ''فمن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذباً اوقال اوحی الیّ ولم یوح الیہ شئی (انعام:۹۳)'' ﴿جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے۔ حالانکہ کچھ وحی نہیں کی گئی۔ اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے۔﴾

نوٹ! مرزا قادیانی (حاشیہ حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۷) میں خود اقرار کرتا ہے کہ ظالم سے مراد اس جگہ کافر ہے۔

۲...... ''ویلکم لا تفتروا علی اللّٰہ کذبا فیسحتکم بعذاب ۰ وقد خاب من افتریٰ (طٰہٰ:۶۱)'' ﴿تم پر افسوس اللہ پر افتراء اور جھوٹ نہ لگاؤ ورنہ تم کو سخت عذاب سے ہلاک کرے گا اور جس نے افتراء کیا محروم رہے گا۔﴾

۳...... ''ولا تحسبن اللّٰہ مخلف وعدہ رسلہ (ابراھیم:۴۷)'' ﴿ہرگز خیال مت کر کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرے گا۔﴾

باقی آیات عقیدہ نمبر ۱ میں گذر چکیں۔

حدیث متواتر

''عن علی والزبیرؓ وانسؓ وابن الاکوعؓ والمغیرۃ بن شعبۃؓ وابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار (بخاری ج۱ ص۲۱، باب اثم من کذب علی النبی ﷺ، مسلم ج۱ ص۷، باب تغلیظ الکذب علی رسول اللّٰہ ﷺ، ابن ماجہ ص۵، باب التغلیظ فی تعمد الکذب علی

رسول اللہ ﷺ، ابوداؤد ونسائی) ’’﴿حضور ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ پر جھوٹ لگایا اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔﴾

مرزائی عقیدہ نمبر ۱۷...... مرزائی افتراء علی اللہ والرسول

مرزا قادیانی نے متعدد جگہ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ پر افتراء کیا ہے اور وحی الٰہی کا قطعاً جھوٹا دعویٰ کیا ہے۔ بطور نمونہ ملاحظہ ہو۔

منکوحہ آسمانی

۱...... ’’خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمایا ہے کہ مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو۔ لیکن آخرکار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۳۹۶، خزائن ج۳ ص۳۰۵)

اور (ازالہ اوہام ص۳۹۸، خزائن ج۳ ص۳۰۶) میں لکھا ہے کہ: ’’مجھے الہام ہوا، الحق من ربك فلا تكونن من الممترين یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے۔‘‘

۲...... ’’(شہادۃ القرآن ص۸۰، خزائن ج۶ ص۳۷۶) میں لکھتے ہیں کہ: ’’ان میں سے وہ پیشین گوئی جو مسلمانوں کی قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت عظیم الشان ہے۔ کیونکہ اس کے اجزاء یہ ہیں۔ ۱...... مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔ ۲...... اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔ ۳...... پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔ ۴...... اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔ ۵...... اور پھر یہ کہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورا ہونے تک فوت نہ ہو۔ ۶...... اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جائے اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔‘‘

۳...... ’’(انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ ص ایضاً) کے حاشیہ میں ہے کہ: ’’میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کی انتظاری کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔‘‘

اور (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸) میں لکھتے ہیں کہ: ''یاد رکھو کہ اس پیشین گوئی کی دوسری خبر (یعنی موت داماد احمد بیگ اڑھائی سال کے اندر) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افتراء نہیں یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں وہی رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔''

۴...... (انجام آتھم ص ۲۲۳، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً) عربی فارسی میں قسمیں کھا کر لکھتے ہیں کہ: ''ومن ایں را برائے صدق خود یا کذب خود معیار می گردانم ومن نہ گفتم الا بعد زانکہ از رب خود خبر دادہ شدم''

۵...... ''بھلا جس وقت سب باتیں پوری ہو جائیں گی (یعنی مرزا احمد بیگ کا داماد مر جائے گا اور اس کی بیوی میرے نکاح میں آ جائے گی) تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

نوٹ! ان پیشین گوئیوں کا جھوٹا ہونا اظہر من الشمس ہے۔ چنانچہ ۱۸۹۲ء میں اس کا نکاح ہوا اور ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی بے نیل ومرام مرے اور وہ دونوں میاں بیوی ہونے کی حالت میں زندہ رہے اور کاذب ہونے کا نتیجہ وہ خود لکھ چکے اور احمد بیگ کے مرنے سے وسوسہ نہ ہو کیونکہ اصل پیشین گوئی نکاح کی تو پوری نہ ہوئی یہ تو اس کا تتمہ تھا۔ دوسرے مرکب صادق وکاذب سے کاذب ہے اور یوں کیفما اتفق کوئی شخص دس پیشین گوئی کر دے۔ تو کسی نہ کسی کا واقع ہو جانا اتفاقی بات ہے دلیل صدق نہیں۔ طرفہ یہ کہ حضورﷺ کو بھی جھوٹا بنایا۔ (معاذ اللہ)

کیونکہ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷) میں لکھتے ہیں کہ: ''محمدی بیگم سے میرا نکاح ہونے اور اس سے ایک خاص لڑکا ہونے کے لئے جناب رسول اللہﷺ نے پیشین گوئی کی ہے۔ یعنی یتزوج ویولد!''

پیشین گوئی بابت آتھم

''میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ

کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزاء اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے۔ روسیاہ کیا جائے۔ میرے گلے میں رسا ڈالا جائے۔ مجھ کو پھانسی دیا جائے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔'' (جنگ مقدس ص۲۱۰،۲۱۱، خزائن ج۶ ص۲۹۲،۲۹۳)

اور (کرامات الصادقین اخر صفحہ، خزائن ج۷ ص۱۶۳) میں آتھم کی موت کے متعلق الہام درج ہے کہ: ''ومنها ماوعدنی ربی اذجاولنی رجل من المنتصرین الذی اسمه عبدالله اتهم...... فاذا بشرنی ربی بعد دعوتی بموته الیٰ خمسة عشرا شهر من یوم خاتمة البحث'' ﴿ان میں سے ایک یہ ہے جو میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ جب ایک نصرانی آدمی نے جس کا نام عبداللہ آتھم ہے۔ مجھ سے مجادلہ کیا...... پس میرے رب نے میری دعا کے بعد اس کی موت کی مجھ کو بشارت دی کہ بحث کے ختم ہونے کے دن سے ۱۵ ماہ کے عرصہ تک مر جائے گا۔﴾

نوٹ! یہ پیشین گوئی ۵؍جون ۱۸۹۳ء میں ہوئی اور ۶؍ستمبر ۱۸۹۴ء کو یہ مدت پوری ہوگئی۔ لیکن آتھم نہیں مرا۔ جس پر عیسائیوں نے بہت خوشیاں منائیں اور آتھم کئی سال بعد ۲۷؍جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروز پور اپنی موت سے مرا۔ اس پیشین گوئی اور الہام کے جھوٹے نکلنے پر مرزا قادیانی کو بذریعہ اشتہارات خوب ہی ذلیل کیا گیا کہ جس کو خیال کرنے سے آج بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اس کے جھوٹ نکلنے کے بعد مرزا قادیانی نے بے سود اور متضاد مختلف تاویلیں کیں۔ مگر سب غلط!

۱...... ''آتھم مرا نہیں بلکہ تمام عیسائی جو اس مباحثہ میں معاون تھے۔''

(انوارالاسلام ص۲، خزائن ج۹ ص۲)

مختصراً علاوہ صریح جھوٹ ہونے کے آتھم کے ساتھ ان سب عیسائیوں کا بھی ۱۵ ماہ کے اندر مرنا ثابت کرنا پڑے گا۔ جو اور بھی جھوٹ ہوگا۔

۲...... ''آتھم نے عین جلسہ مباحثہ میں حق کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ یعنی اس لئے پیشین گوئی کے رو سے نہیں مرا۔'' (کشتی نوح ص۶، خزائن ج۱۹ ص۶ مختصراً)

افسوس پھر آپ نے جلسہ کے بعد پیشین گوئی کیوں کی تھی۔

۳...... کبھی کہتے ہیں کہ پیشین گوئی پوری ہوگئی۔ کیونکہ ہول اور خوف نے اس کے دل کو پکڑ لیا تھا۔ یہی اصل ہاویہ تھا۔ (انوار الاسلام ص۵، خزائن ج۹ ص۵ مختصراً)

۴...... مدت کے بعد جب وہ اپنی موت سے مرا تو پھر بہت خوش ہوئے اور کہہ دیا مدت کا اعتبار نہیں۔ نفس واقعہ پر نظر چاہئے لہٰذا پیشین گوئی پوری ہوگئی۔

(حقیقت الوحی ص۱۸۵، خزائن ج۲۲ ص۱۹۳ مختصراً)

۵...... کبھی کہتے ہیں کہ پیشین گوئی یہ تھی جو جھوٹا ہوگا۔ وہ پہلے مرے گا۔ سو وہ مجھ سے پہلے مر گیا۔ (کشتی نوح ص۶، خزائن ج۱۹ ص۶ مختصراً)

۶...... آخر میں مجبور ہو کر مسئلہ ایجاد کیا کہ معاذ اللہ! نبیوں کی بعض پیشین گوئیاں جھوٹی بھی نکلی ہیں۔ تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسریؒ کے متعلق پیشین گوئی

’’اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں۔ تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت و حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے...... پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی ہی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں...... اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین! مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہؒ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے۔ حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے...... اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے...... اب میں تیری ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت

میں مفسد اور کذاب ہے۔اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے۔''

الراقم عبداللہ الصمد مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود۔

(اشتہار مرقومہ ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص ۵۷۸، ۵۷۹)

مرزائیوں کا عذر کہ یہ اشتہار الہامی نہیں، غلط ہے

اخبار بدر کا ایڈیٹر مرزا قادیانی کی ڈائری میں لکھتا ہے کہ مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ:
''زمانہ کے عجائبات ہیں۔رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی نہیں ہوتا کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا۔ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ایک دفعہ ہماری توجہ اس طرف ہوئی اور رات کو الہام ہوا۔اجیب دعوة الداع!''

(اخبار بدر ۲۵/اپریل ۱۹۰۷ء، ملفوظات ج۹ ص ۲۶۸)

نوٹ! بے شک خدا تعالیٰ نے مفسد اور کذاب کو صادق کی زندگی میں ہی اٹھالیا۔یعنی مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں مر چکے۔جس کو تقریباً اٹھارہ سال کا عرصہ ہو رہا ہے اور مولوی ثناء اللہؒ تاہنوز زندہ موجود ہیں۔(۱۹۴۸ء کے بعد سرگودہا پاکستان میں وصال فرمایا۔فقیر مرتب!)

قادیان میں اور مرزا قادیانی کے گھر میں طاعون نہ آنے اور مرزائیوں کے طاعون سے نہ مرنے کی بابت پیشین گوئی

۱...... ''انہ اوی القریہ! خدا نے اس گاؤں قادیان کو طاعون سے محفوظ رکھا''

(دافع البلاء ص۱۴، خزائن ج۱۸ ص۲۳۴)

۲...... ''تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔'' (دافع البلاء ص۱۰، خزائن ج۱۸ ص۲۳۰)

۳...... ''کوئی ہے کہ وہ بھی ہماری طرح اپنے اپنے شہر کی بابت کہے کہ انہ اوی القریة! یہاں طاعون کیوں نہیں آتا بلکہ جو کوئی آدمی باہر کا قادیان میں آجاتا ہے وہ بھی اچھا ہو جاتا ہے۔'' (دافع البلاء ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۲۶، تلخیص)

۴...... ''انی احافظ کل من فی الدار! یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ

اس گھر کی چاردیواری کے اندر ہیں سب کو میں طاعون سے بچاؤں گا۔“
(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۱۱، خزائن ج۲۲ ص۵۴۷)

۵...... ”اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چاردیوار کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا۔ وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے۔“ (کشتی نوح ص۲، خزائن ج۱۹ ص۲)

۶...... ”اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک وخشت کے گھر میں بودوباش رکھتے ہیں۔ بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں۔ میرے رُوحانی گھر میں داخل ہیں۔“ (کشتی نوح ص۱۰، خزائن ج۱۰ ص۱۰)

۷...... ”توسیع مکان کے چندے کے لئے اشتہار دیا۔
(کشتی نوح آخر ص۷۶، خزائن ج۱۹ ص۸۶)

نوٹ! یہ پیشین گوئی بھی غلط ثابت ہوئی اور قادیان میں بڑے زور وشور سے طاعون پھیلا۔ خود مرزاقادیانی کے گھر میں طاعون آئی۔ جس کا خود مرزاقادیانی بایں الفاظ اقرار کرتے ہیں۔

۱...... ”طاعون کے دنوں میں جب کہ قادیان میں طاعون کا زور تھا۔ میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوگیا۔“ (حقیقت الوحی ص۸۴، خزائن ج۲۲ ص۸۷)

۲...... ”(اخبار البدر ۱۶؍اپریل ۱۹۰۴ء ج۳ نمبر۱۵) میں مرزاقادیانی لکھتے ہیں کہ ”قادیان میں طاعون نے صفائی شروع کردی ہے۔“

۳...... روزنامجات قادیان سے معلوم ہوا تھا کہ مارچ واپریل ۱۹۰۴ء میں قادیان میں طاعون آیا دو ماہ میں ۲۸۰۰ کی آبادی میں ۳۱۴ آدمی مرے اور مرزاقادیانی کے گھر میں ان کے خاص الخاص مرید عبدالکریم سیالکوٹی بھی ہلاک ہوئے۔ اگر ان الہامات اور پیشین گوئیوں کی زیادہ تحقیق منظور ہو تو مولوی ثناءاللہ صاحب کا رسالہ الہامات مرزا ملاحظہ ہو۔

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں پٹیالوی کی بابت پیشین گوئی

”مجھے خدا نے خبر دی ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں پٹیالوی کو خدا ہلاک کرے گا۔“
(چشمہ معرفت ص۳۲۲، خزائن ج۲۳ ص۳۳۷)

نوٹ! خود مرزاقادیانی ڈاکٹر صاحب سے بہت پہلے مرے اور ڈاکٹر صاحب

مرزا قادیانی کے بعد برسوں زندہ رہے اور اپنی موت سے مرے۔ خود ڈاکٹر صاحب سلامتی کے شہزادے بنے رہے۔ کیونکہ ۱۶؍اگست ۱۹۰۶ء کو مرزا قادیانی نے ڈاکٹر صاحب کے مقابلہ میں اردو اخبارات میں اشتہار شائع کیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: ''میں سلامتی کا شہزادہ ہوں۔ کوئی مجھ پر غالب نہیں آسکتا۔ بلکہ خود عبدالحکیم خاں میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہو جائے گا۔

(منقول از رسالہ اعلان الحق ص ۴، ۵، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۵۹)

اس اشتہار کی پیشانی تھی کہ ''خدا سچے کا حامی ہو۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۵۷)

پھر ۵؍نومبر ۱۹۰۷ء کو تبصرہ شائع کیا۔ جس میں یہ الفاظ تھے کہ: ''دشمن (عبدالحکیم خاں) جو میری موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھوں کے سامنے اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔''

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۱، الحکم والبدر ریویو، بابت نومبر ۱۹۰۷ء، منقول از اعلان الحق ص ۳۶)

افتراء علی الرسول

۱...... ''لیکن ضرور تھا کہ قرآن واحادیث کی وہ پیشین گوئیاں پوری ہوتیں۔ جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو علماء اسلامی کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔''

(اربعین نمبر ۳ ص ۱۷، خزائن ج ۱۷ ص ۴۰۴، ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۱، خزائن ج ۱۷ ص ۵۳)

نوٹ! قرآن کریم کی کسی آیت میں یہ مضمون نہیں اور نہ کسی حدیث میں ہے۔ محض افتراء علی اللہ والرسول ہے۔

۲...... ''احادیث نبویہ میں پیشین گوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔

(حقیقت الوحی ص ۳۹۰، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

نوٹ! کسی حدیث میں یہ مضمون نہیں آیا محض افتراء علی الرسول ہے اور پھر وہ شخص جو پیدا ہوگا اور اپنے تئیں نبی وعیسیٰ وابن مریم کہلائے گا۔ کیا وہ جھوٹا ہوگا۔ کیونکہ درحقیقت نہ ہوگا بلکہ کہلائے گا۔ حدیث موضوع گھڑ کر افتراء علی الرسول بھی کیا لیکن پھر بھی خودغرضی پردۂ خفا میں رہی۔

۳...... ''ایک روایت میں لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے۔''

(البدر ۱۹؍دسمبر ۱۹۰۷ء، ملفوظات ج ۷ ص ۲۴۷)

نوٹ! کسی روایت سے ثابت نہیں بالکل جھوٹ افتراء علی الرسول ہے۔

۴...... ’’اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے۔ جو وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفہ کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ ھذا خلیفۃ اللّٰہ المھدی اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے۔ جو اصح الکتب بعد کتاب اللّٰہ میں ہے۔‘‘

(شہادت القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷)

نوٹ! یہ صریح جھوٹ ہے۔ صحیح بخاری میں ہرگز یہ حدیث نہیں آئی۔ اپنی خود غرضی سے بخاری کی طرف نسبت کر ڈالی۔

۵...... ’’اور (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۱، خزائن ج۱۱ ص۳۲۵) میں لکھا ہے کہ: ’’حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ مہدی کرعہ میں جو قادیان کا محرف ہے پیدا ہوگا۔ (کرعہ یمن میں ایک بستی ہے نہ قادیان) اور یہ کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی۔ جس میں اس کے ۳۱۳ اصحاب کا نام درج ہوگا۔ چنانچہ یہ پیشین گوئی آنحضرت ﷺ کی پوری ہوگئی۔ میرے پاس چھپی ہوئی کتاب ہے اور اس میں ۳۱۳ اصحاب کے نام بھی مندرج ہیں۔‘‘

نوٹ! اس مضمون کی کوئی صحیح حدیث نہیں اور نہ جواہر الاسرار کوئی معتبر کتاب حدیث کی دنیا میں مشہور ہے۔ جس کی طرف مرزا قادیانی نے نسبت کی۔ محض افتراء علی الرسول ہے اور بس!

۶...... اور (اعجاز احمدی ص۱۳، خزائن ج۱۹ ص۱۲۰) میں لکھتے ہیں کہ: ’’حدیث میں ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ کے علماء ان سب لوگوں سے بدتر ہوں گے۔ جو زمین پر رہتے ہوں گے۔‘‘

نوٹ! یہ بھی محض افتراء علی الرسول ہے۔

۷...... اور (ازالہ اوہام ص۶۹۶، خزائن ج۳ ص۴۷۵) میں لکھتے ہیں کہ: ’’بہت سی احادیث سے ثابت ہے کہ بنی آدم کی عمر سات ہزار برس کی ہے اور آخری آدم (جو مثل آدم اوّل کے ہوگا) چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہونے والا ہے۔‘‘

نوٹ! یہ بھی محض افتراء علی الرسول ہے کسی حدیث میں نہیں آیا۔

۸...... مرزا قادیانی (اشتہار ۱۲ راگست ۱۹۰۷ء) زیر سرخی تمام مریدوں کے لئے عام ہدایت میں لکھتے ہیں کہ: ’’آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر

کے لوگوں کو چاہئے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔‘‘

(ریویو آف ریلیجنز ج۶ نمبر۹ ص۶۵، ۳؍ستمبر ۱۹۰۷ء)

نوٹ! یہ بھی صریح افتراء علی الرسول ہے۔ حضورﷺ نے کسی حدیث میں نہیں فرمایا۔

۹...... (ضرورۃ الامام ص۱۵، خزائن ج۱۳ ص۴۸۵،۴۸۶) میں لکھتے ہیں کہ:

’’احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ شیطان لعین نے عیسیٰ علیہ السلام کے قلب میں وسوسہ ڈالا تھا۔ اس قصہ میں جو اناجیل میں مذکور ہے۔‘‘

نوٹ! یہ بھی محض افتراء علی الرسول ہے۔ کسی حدیث میں نہیں آیا خود ہی حدیث وضع کر لی۔ جیسے کہ:

۱۰...... (چشمہ معرفت کے آخر ضمیمہ ص۱۰، خزائن ج۲۳ ص۳۸۲) میں ایک حدیث وضع کی ہے کہ: ’’حضورﷺ نے فرمایا کان فی الهند نبیاً اسود اللون اسمه کاهناً یعنی ہند میں ایک نبی گذرا ہے جو سیاہ رنگ تھا اور نام اس کا کاہن یعنی کھنیا تھا۔‘‘

۱۱...... (حاشیہ انجام آتھم ص۳۰، خزائن ج۱۱ ص ایضاً) میں لکھتے ہیں کہ: ’’خداتعالیٰ نے یونس علیہ السلام نبی کو قطعی طور پر چالیس دن تک عذاب نازل ہونے کا وعدہ دیا تھا اور وہ قطعی وعدہ تھا۔ جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہ تھی۔ جیسا کہ تفسیر کبیر کے ص۱۶۴ اور امام سیوطی کی تفسیر درمنثور میں احادیث صحیحہ کی رو سے اس کی تصدیق موجود ہے۔ مگر وہ وعدہ پورا نہ ہوا۔‘‘

نوٹ! یہ بھی محض افتراء پر افتراء ہے۔ نہ کسی حدیث صحیحہ میں منجانب اللہ چالیس دن کا وعدہ قطعی پورا نہ ہونا مذکور اور نہ تفسیر کبیر ودرمنثور میں کسی جگہ ثابت حالانکہ تفسیر کبیر وروح المعانی وغیرہ میں صاف طور سے مذکور ہے کہ اگر ایمان نہ لائیں گے تو ان پر عذاب آئے گا اور ان پر عذاب کا آنا عذاب دیکھ کر ان کا ایمان لانا پھر عذاب مرتفع ہو جانا قرآن کریم سے ظاہر ہے۔

۱۲...... (تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ ص۱۵۳) میں لکھتے ہیں کہ: ’’حدیبیہ کی پیشین گوئی وقت اندازہ کردہ پر پوری نہیں ہوئی۔‘‘

نوٹ! یہ محض افتراء ہے حضورﷺ نے مکہ میں بے خوف داخل ہونے کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں فرمائی تھی۔ چنانچہ دوسرے سال یہ پیشین گوئی بڑے زور وشور سے پوری ہوئی۔ مرزاقادیانی نے محض اپنی غلط پیشین گوئیوں پر پردہ ڈالنے کی غرض سے یہ افتراء کیا ہے۔

(بخاری ج۱ ص۳۸۰، باب الشروط فی الجہاد)

نوٹ! اگر مرزا قادیانی کے جھوٹ دیکھنا چاہو تو خانقاہ مونگیر سے شائع شدہ رسائل کا مطالعہ کروان میں کئی سو جھوٹ گنائے گئے ہیں۔ (الحمدللہ وہ تمام رسائل احتساب قادیانیت کی ج ۵ اور ۷ میں شائع ہو چکے۔ فللحمد للہ فقیر مرتب!)

مرزا قادیانی کے بعض اعلانیہ جھوٹ اور حیرت انگیز تعلّیاں

بطور نمونہ چند جھوٹ بیان کرتا ہوں۔

۱...... ''مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ وہ اگر کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا۔ کیونکہ وہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح پر ان کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا۔''

(اربعین نمبر۳ ص۹، خزائن ج۱۷ ص۳۹۴)

نوٹ! یہ صریح کذب ہے بتاؤ کہاں اور کس کتاب میں ایسا لکھا ہے۔ مولوی غلام دستگیر کی کتاب مدت سے شائع ہو چکی ہے۔ دیکھو کس دلیری سے لکھتے ہیں کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔ (اشتہار انعامی پانچ سو ص۷، اربعین نمبر۳ ص۱۰، خزائن ج۱۷ ص۳۹۶)

نوٹ! الحمدللہ مولانا قصوری مرحوم کی کتاب بھی احتساب قادیانیت کی ج ۱۰ میں بھی شائع ہو چکی ہے۔ (فقیر مرتب)

۲...... (اخبار بدر ج۲ نمبر۵۲ ص۵، ۲۷ردسمبر ۱۹۰۶ء، ملفوظات ج۹ ص۹۹) میں لکھتے ہیں کہ ''جتنے لوگ مباہلہ کرنے والے ہمارے سامنے آئے سب کے سب ہلاک ہوئے۔''

نوٹ! یہ دعویٰ بھی محض غلط اور بڑا بھاری جھوٹ ہے۔ صوفی عبدالحق صاحب کے سوا کسی سے مرزا قادیانی نے مباہلہ نہیں کیا اور وہ زندہ رہے اور مرزا قادیانی ان کے سامنے برسوں پہلے مر گئے۔ صوفی صاحب نے مرزا قادیانی سے مباہلہ کے پندرہ ماہ بعد ۱۳۱۲ھ میں اس کے اثر کا اشتہار دیا۔ اس کی شروع کی عبارت یوں ہے۔ ''کیوں مرزا جی! مباہلہ کی لعنت اچھی طرح پڑ گئی یا کچھ کسر ہے۔'' مگر مریدوں کی کذب پرستی کا یہ حال ہے کہ اپنے مرشد کے اس دعویٰ کو سچ مان کر بڑے زور سے اب تک یہی دعویٰ کر رہے ہیں۔

۳...... ۱۹۰۲ء میں مرزا قادیانی (رسالہ تحفۃ الندوہ ص۴، خزائن ج۱۹ ص۹۶) میں لکھتے ہیں کہ: ''قرآن نے میری گواہی دی ہے رسول اللہ ﷺ نے میری گواہی دی ہے۔ پہلے نبیوں نے میرے آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے اور قرآن نے بھی میرے آنے کا زمانہ

متعین کر دیا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے اور میرے لئے آسمان نے بھی گواہی دی ہے اور زمین نے بھی اور کوئی نبی نہیں جو میرے لئے گواہی نہیں دے چکا۔"

نوٹ! یہ کل دعوے محض غلط اور صریح جھوٹ ہیں۔ اگر اس کا مطلب یہ کہا جائے کہ قرآن وحدیث نے جھوٹے ہونے کی گواہی دی ہے تو ہم اس قول کو نہایت سچا سمجھیں گے۔ مگر مرزا قادیانی کا مقصد تو یہی ہے کہ مختلف طور سے اپنا افضل الانبیاء ہونا ثابت کریں۔

۴...... "میرے ہی زمانہ میں ملک پر موافق احادیث صحیحہ اور قرآن کریم اور پہلی کتابوں کے طاعون آئی۔" (حقیقت الوحی ص۴۵، خزائن ج۲۲ ص۴۸)

۵...... "اور میری نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت توریت اور انجیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے کہ اس وقت آسمان پر خسوف کسوف ہوگا اور زمین پر سخت طاعون پڑے گی۔" (دافع البلاء ص۱۸، خزائن ج۱۸ ص۲۳۸)

نوٹ! قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں ہرگز ہرگز کوئی ایسی خبر نہیں ہے کہ جو مرزا قادیانی کی نسبت اور ان کے زمانہ کی نسبت دی گئی ہو۔ یہ محض غلط اور صریح جھوٹ ہے۔ آسمان پر معمولی خسوف کسوف کا واقع ہونا کوئی نئی بات نہیں۔ ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔ خاص رمضان بتاریخ ۱۳۔۲۸ کو کئی مدعیوں کے زمانہ میں خسوف کسوف واقع ہوا۔

دارقطنی کے اثر ضعیف[۱] کا مطلب مرزا قادیانی کے صریح خلاف ہے

"حدثنا یونس بن بکیر عن عمر بن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال ان لمهدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض ینکسف

۱؎ (التعلیق المغنی حاشیہ دارقطنی ج۲ ص۶۵) میں ہے کہ "عمر بن شمر عن جابر کلا هما ضعیفان لا یحتج بهما" اور شرح مسند امام اعظمؒ ملا علی قاری میں ہے کہ "قد روی الترمذی فی کتاب العلل من الجامع الکبیر حدثنا محمد بن غیلان عن جریر عن یحییٰ الجمانی قال سمعت ابا حنیفة یقول مارائیت اکذب من جابر الجعفی ولا افضل من عطاء بن رباح ۰ وفی المیزان الذهبی سمعت ابا حنیفة یقول مارأیت افضل من عطاء ولا اکذب من جابر الجعفی ما اتیته بشئی الا جاء نی فیه بحدیث وزعم ان عنده کذا وکذا الف حدیث لم یظهرها"

اور (تقریب التهذیب ج۲ ص۶۸۶) میں ہے کہ یونس بن کبیر بن واصل بن شیبانی صدوق یخطیٔ!

القمر فی اول لیلة من رمضان وتنکسف الشمس فی نصف منه ولم یکونا منذ خلق اللّٰه السموات والارض (دار قطنی ج۲ ص۶۵، باب صفة صلوٰة الخسوف والکسوف وحهیٔمها)'' ﴿مہدی کی دوعلامتیں ہیں جب سے آسمان اورزمین پیدا کئے گئے یہ ظاہر نہیں ہوئیں۔ رمضان کی پہلی تاریخ چاند گہن لگے گا اور رمضان کی ۱۴رکو سورج گہن لگے گا۔ جب سے اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا یہ واقعہ ظاہر نہیں ہوا۔ یعنی اس روایت میں بطورخرق عادت برخلاف اہل نجوم اول شب اور ۱۴ رتاریخ خسف اور کسف کے لئے مراد ہے۔ جب سے زمین وآسمان پیدا کئے گئے۔ یہ کسف اور خسف نہیں ہوئے اور خود قرآن کریم کے محاورہ میں قمر کا لفظ ہلال اور بدر کو عام ہے۔﴾

''والقمر قدرناه منازل حتی عاد کالعرجون القدیم (یٰسین:۳۹)''

''وقدرناه منازل لتعلموا عدد السنین والحساب (یونس:۵)'' علامہ زمخشری جو مرزا قادیانی کے نزدیک ''لغت کے بے مثل امام ہیں۔ جس کے مقابل پر کسی کو چون وچرا کی گنجائش نہیں۔'' (براہین حصہ پنجم ص۲۰۸، خزائن ج۲۱ ص۳۸۱)

(تفسیر کشاف ج۴ ص۱۶ از یرآیت والقمر قدرناه منازل) میں لکھتے ہیں کہ: ''وحی ثمانیة وعشرون منزلا ینزل القمر کل لیلة فی واحد منها لا یتخطاه ولا یتقاصر...... من لیلة المستهل الیٰ الثمانیة والعشرین ثم یستتر لیلتین اولیلة!'' ﴿یہ ۲۸ منزلیں ہیں ہر رات قمر ایک منزل میں نازل ہوتا ہے۔ نہ اس سے تجاوز کرتا ہے اور نہ کوتاہی...... پہلی رات سے ۲۸ تک پھر دورات یا ایک رات مستتر ہوتا ہے۔﴾

اور (مکتوبات مجدد ج۲ مکتوب ۶۷ ص۱۹۰،۱۹۱) میں ہے کہ: ''ودر زمان ظهور سلطنت او (مهدی) درچهار دهم شهر رمضان کسوف شمس خواهد شد ودر اوّل آن ماه خسوف قمر برخلاف عادت زمان وبرخلاف حساب منجمان'' ﴿مہدی کی سلطنت ظاہر ہونے کے زمانہ میں رمضان کی ۱۴ کو سورج گرہن اور اوّل تاریخ کو چاند گرہن بطورخرق عادت حساب منجمین کے برخلاف واقع ہوں گے۔﴾

اور قرآن کریم میں تو اس علامت کا کچھ ذکر ہی نہیں۔ یہ محض افتراء علی اللہ ہے اور بس! باقی رہا طاعون یہ بالکل افتراء علی اللہ ہے کہ قرآن کریم میں مرزا قادیانی کے زمانی میں طاعون آنے کا ذکر ہے۔ معاذ اللہ! کس قدر افتراء ہے۔ یا مہدی یا نزول مسیح کی علامت ہی بتلائی ہو۔ اپنے جی سے جو چاہتے ہیں قرآن کریم پر افتراء کرتے ہیں اور احادیث صحیحہ میں بھی طاعون کو کہیں

مہدی یا نزول مسیح کی علامت نہیں فرمایا۔ ویسے طاعون کا ہونا کوئی نئی بات نہیں۔ ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے اور ہوگا طاعون نے شہر کے شہر صاف کر دیئے۔ تواریخ کا مطالعہ کرو چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں طاعون ہوئی۔ تین دن میں ستر ہزار آدمی مرے۔ (برحاشیہ بخاری ج۱ ص۴۵۰)

اذا العشار عطلت کی تفسیر

مرزا قادیانی اس آیت سے بیان کرتے ہیں کہ ''یہ آیت مسیح موعود کے ظہور کے متعلق پیشین گوئی ہے۔ یعنی جب اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی ان پر کوئی سوار نہ ہوگا۔ اب ریل جاری ہوگئی ہے۔ لہٰذا یہ پیشین گوئی پوری ہوگئی۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۶۴، خزائن ج۱۷ ص۱۹۴)
یہ معنی جو مرزا قادیانی نے خود غرضی سے بیان کئے اور قرآن کریم کی تفسیر رائے سے لگائی۔ کئی وجہ سے غلط ہے۔

۱...... عشار کے معنی عربی میں دس مہینے کی حاملہ اونٹنی (قاموس)۔
(تفسیر خازن ج۷ ص۱۷۷، تفسیر کبیر ج۴۱ ص۶۷ وغیرہ)

۲...... عطلت کے معنی یہ ہیں کہ دس مہینہ کی حاملہ اونٹنی جو عرب کے نزدیک بہت ہی مرغوب مال ہے۔ بیکار چھوڑ دی جائیں گی۔ کسی کو ان کا فکر نہ رہے گا۔ اپنی جان کے فکر میں ڈوبے ہوں گے۔ یعنی قیامت کے خوف اور دہشت سے اپنے پیارے مالوں کو چھوڑ بیٹھیں گے اور ان کا خیال اور ان کی پرواہ نہ کریں گے اور یہ کیوں محض اس وجہ سے کہ ان کو اپنی جان کی پڑی ہوگی۔ مال کو کون پوچھے۔ (دیکھو تفسیر کبیر ج۴۱ ص۶۷ عن ابن عباسؓ)

۳...... یہ جملہ عطف ہے۔ اذا الشمس کورت پر اور اس کے معنی یہ ہیں۔
''قال ابن عباس اظلمت وغورت (خازن ج۷ ص۱۷۷ القیت ورمیت عن الفلك، تفسیر کبیر ج۴۱ ص۶۶ ابوالسعود ج۹ ص۱۱٤)''

اور کشاف اور مدارک سب میں ایک ہی مطلب ہے۔ یعنی جب آفتاب دھندلا کر کے نیچے گرا دیا جائے گا اور یہ قیامت کا واقعہ ہے۔ تو اذا العشار عطلت بھی قیامت کا واقعہ ہے۔

۴...... خداوند تعالیٰ نے ۱۲ چیزوں کا ذکر فرمایا اور سب کے سب ظرف یعنی مفعول فیہ ہیں۔ یعنی جب کہ آفتاب دھندلا کر کے گرا دیا جائے گا اور جبکہ ستارے ٹوٹ پڑیں گے اور جبکہ پہاڑ اکھیڑ کر اڑا دئے جائیں گے اور جبکہ حاملہ اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی۔ کسی کو رغبت نہ رہے گی اور جبکہ سب وحوش آدمیوں کے ساتھ جمع کئے جائیں گے اور جبکہ نفوس بدنوں کے ساتھ ملا دئے

جائیں گے۔(وغیرہ وغیرہ واقعات) ان سب کا معا جواب اور عامل یہ ہے کہ:''علمت نفس ما احضرت (تکویر:۱۴)''یعنی اس وقت ہر شخص اپنے کئے کو جان لے گا۔پس یہ سب واقعات انسان کے اعمال کو جاننے اور ان کی سزا و جزا معلوم کرنے کے وقت کے ہیں۔نہ مسیح علیہ السلام کے ظاہر ہونے کے۔

اسی طرح اس کے آگے آنے والے معطوف بھی صریح دلالت کرتے ہیں کہ یہ واقعات قیامت کے ہیں۔صرف اوّل وآخر کا تھوڑا سا فرق ہے۔مثلاً''اذا الموؤدۃ سئلت (تکویر:۸)''یعنی اور جبکہ زندہ درگور کی ہوئی لڑکی سوال کی جائے گی۔''بای ذنب قتلت (تکویر:۸)''یہ کس گناہ پر قتل کی گئی۔اب حضورﷺ کی تفسیر سنئے''عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ الشمس والقمر مکوران یوم القیامۃ (رواہ البخاری ج۱ ص۴۵۴، باب صفۃ الشمس والقمر بحسبان، مشکوٰۃ ص۴۸۲، باب النفخ فی الصور)''

''عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللّٰہﷺ من سرہ ان ینظر الیٰ یوم القیامۃ کانہ رای عین فلیقرا اذا الشمس کورت ۰ واذا السماء انفطرت واذا السماء انشقت (رواہ احمد ج۲ ص۳۶ والترمذی ج۲ ص۱۷۱، ابواب التفسیر (سورۃ اذا الشمس کورت)، مشکوٰۃ ص۴۸۴، باب الحشر)''یعنی رسول اللّٰہﷺ نے فرمایا جو قیامت کو اس طرح دیکھنا چاہے گویا وہ آنکھوں کے سامنے ہے تو وہ اذا الشمس کورت !اور اذا السماء انفطرت !اور اذا السماء انشقت !کو پڑھ لے۔کیوں جناب کیا اب بھی کوئی احتمال رہ گیا۔اور نزول عیسیٰ علیہ السلام میں جو حدیث آیا ہے۔''ویترکن القلاص ولا یسعیٰ الیہا (کنز العمال ج۱۴ ص۶۱۷ حدیث نمبر۳۹۷۲۲)''اس کے معنی یہ ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بوجہ کثرت مال اونٹ چھوڑ دئے جائیں گے۔کوئی ان سے بار برداری کے ذریعہ سے مزدوری نہ کرے گا۔یفیض المال اس پر قرینہ ہے.....مرزا قادیانی پر سخت افسوس ہے کہ اپنی خودغرضی میں اس قدر منہمک ہیں کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کی سینکڑوں علامات میں سے صرف اس وضعی علامت سے اپنا مسیح موعود ہونا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً

مرزا قادیانی اور مرزائی اس آیت کو پیش کر کے دلیل لاتے ہیں کہ یہ آیت مسیح موعود کی نسبت کھلی کھلی پیشین گوئی ہے۔یعنی چونکہ دنیا پر عذاب آرہے ہیں۔مرزا قادیانی کی موجودگی میں

زلزلے، قحط، طاعون وغیرہ آتے رہے اس لئے اس پیشین گوئی کے مطابق ضرور رسول آنا چاہئے۔ (خلاصہ تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۴، خزائن ج ۲۲ ص ۴۹۹)

جواب!

۱...... قرآن کی اس آیت سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول آئے گا اور قرآن کریم کی آیت ''خاتم النّبیین (احزاب:۴۰)'' اور احادیث متواتر ''لانبی بعدی (بخاری ج۲ ص۶۳۳ باب غزوۃ تبوک وحی غزوۃ العسرۃ)'' سے قطعاً ثابت ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲...... اور کنا ماضی کا صیغہ ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ زمانہ گذشتہ میں ہم نے عذاب نہیں بھیجا۔ جب تک کہ کوئی رسول نہیں بھیج دیا اور مرزا قادیانی غلط معنی کرتے ہیں جو استمرار لیتے ہیں۔

۳...... مرزا قادیانی خود (ازالہ اوہام ص ۷۶۱، خزائن ج ۳ ص ۵۱۱) میں لکھتے ہیں کہ ''قرآن کریم بعد خاتم النّبیین ﷺ کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔''

۴...... اس آیت کا مطلب تو صرف اس قدر ہے کہ ہم نے رسولوں کو بھیجا قوم نے انکار کیا۔ اس وجہ سے اس کے بعد ہم نے ان پر عذاب بھیجا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جب عذاب آتا ہے تو کسی رسول کے انکار ہی کی وجہ سے آتا ہے۔ ہاں رسولوں کے انکار کی وجہ سے بھی عذاب آتا ہے۔ ورنہ اگر مرزائی مطلب تسلیم کر لیا جائے تو حضور ﷺ کے بعد سینکڑوں رسول آگئے ہوتے۔ کیونکہ مرزا قادیانی سے پہلے سینکڑوں طرح کے عذاب آچکے ہیں۔ مختصراً فہرست ملاحظہ ہو۔ ۲۳۴ھ میں سخت زلزلہ آیا کہ موصل میں پچاس ہزار آدمی ہلاک ہوئے اور ۲۴۰ھ میں خلاط میں اور ۲۴۵ھ میں مصر کے قریب ایک سخت آواز آسمان سے سنائی دی۔ جس سے خلق کثیر مر گئی اور عراق میں مرغی کے انڈے برابر اولے گرے اور مغرب میں ۱۳ شہر خسف ہوئے۔ ۲۴۱ھ میں آسمان پر تاروں میں تموج ہوا اور بے شمار تارے ٹوٹے۔ جیسے ٹڈیوں کے دل۔ ۲۴۲ھ میں سخت زلزلہ ہوا کہ بڑے بڑے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور زمین میں بڑے بڑے غار ہو گئے۔ کہ آدمی چھپ جاتے تھے اور مصر کے قریب قریہ سویداء میں آسمان سے دس دس رطل کے پتھر برسے اور حلب میں ایک سفید چڑیا رمضان میں چیختی تھی۔ یا معشر الناس اتقو اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ! چالیس

آوازیں دے کراڑ جاتی تھی۔

(تاریخ الخلفاء ص۲۹۰، ۲۹۱، ذکر المتوکل علی اللہ جعفر مکتبہ نزار مصطفی مکہ مکرمہ)

اور ایک سال شوال میں رات کو چاند گرہن ہوا اور دنیا میں فجر تک سخت اندھیرا رہا پھر ایک کالی ہوا چلی تہائی رات تک رہی اس کے بعد ایک سخت زلزلہ آیا اکثر شہر تباہ ہوگئے۔ غاروں میں سے ایک لاکھ پچاس ہزار آدمی نکالے گئے اور ایک سال ایسا قحط پڑا کہ لوگوں نے مردار کھائے۔ (تاریخ الخلفاء ص۳۰۸، ذکر المعتضد باللہ احمد)

اور ۳۴۱ھ میں سخت سخت زلزلے بہت جگہ آئے اور کئی جگہ خسف ہوئے۔ شہر طالفان سب خسف ہوگیا۔ تیس آدمی بچے اور رے میں ۱۵۰ گاؤں خسف ہوگئے اور حلوان میں اس سے زیادہ اور بڑے بڑے مردے زمین نے پھینک دیئے اور چشمے بہ پڑے اور ایک قصبہ کا قصبہ مع انسانوں اور حیوانوں اور شجر وحجر کے نصف النہار تک آسمان اور زمین میں معلق رہا۔ پھر خسف کر دیا گیا اور اس قدر زمین پھٹی کہ اس سے سخت بدبودار پانی اور دخان عظیم نکلا۔

(تاریخ الخلفاء ص۳۲۹، ذکر المطیع اللہ ابو القاسم)

اور ۵۲۴ھ میں ایک بادل اٹھا اور موصل میں پانی کی جگہ آگ برسی جس سے بہت سے مواضع اور گھر جل کر خاکستر ہوگئے۔ (تاریخ الخلفاء ص۳۵۴)

اور ۵۴۵ھ میں یمن میں بالکل خون کی بارش ہوئی۔ جس سے تمام زمین خون سے تر ہوگئی۔ (تاریخ الخلفاء ص۳۵۷)

اور ۵۶۹ھ میں سواد میں نارنجی کے برابر اولے گرے کہ گھر اور مواشی اور بہت خلقت مرگئی اور تباہ ہوگئی۔ (تاریخ الخلفاء ص۳۶۳)

اور ۵۹۳ھ میں ایک تارا عظیم ٹوٹا اس کے ٹوٹنے سے بڑی دہشت ناک کھڑک ہوئی کہ تمام مکان ہل گئے۔ (تاریخ الخلفاء ص۳۶۹)

اور ۵۹۶ھ میں ایسا سخت قحط پڑا کہ آدمیوں نے مردار اور آدمیوں کو کھایا اور قبروں کو کھود کر مردوں کو کھایا اور مارے بھوک کے بہت خلقت مرگئی اور گاؤں کے گاؤں ہلاک ہوگئے۔ چلنے والوں کے قدم اور نگاہ مردوں پر پڑتی تھی اور ۵۹۹ھ میں محرم کی آخر تاریخوں میں اس قدر تموج ہوا۔ صبح تک جیسے ٹڈیوں کا دل اڑتا ہو۔ (تاریخ الخلفاء ص۳۶۹)

اور (ازالہ اوہام ص۳۷، ۳۹، خزائن ج۳ ص۱۲۱، ۱۲۲) میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ’’جب

خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے میرے پر کھول دیا ہے۔ یہ ہے کہ مسیح موعود کے دوبارہ دنیا میں آنے کا قرآن شریف میں تو کہیں ذکر نہیں قرآن شریف تو ہمیشہ کے لئے اس کو دنیا سے رخصت کرتا ہے۔ البتہ بعض حدیثوں میں جو استعارات سے پر ہیں۔ مسیح کے دوبارہ دنیا میں آنے کے لئے بطور پیشین گوئی بیان کیا گیا ہے......وہ مسیح موعود میں ہی ہوں۔“

دوسری آیت میں تحریف

”قال رجل من آل فرعون یکتم ایمانه اتقتلون رجلاً ان یقول ربی الله وقد جاء کم بالبینات من ربکم وان یك کاذباً فعلیه کذبه وان یك صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم“

مرزا قادیانی نے (حقیقت الوحی ص۱۹۰، خزائن ج۲۲ ص۱۹۷) اور (حقیقت الوحی ص۱۳۱، خزائن ج۲۲ ص۵۶۷) میں اس آیت کو پیش کر کے لکھا ہے کہ ”نص قرآنی سے یہ ثابت ہے کہ عذاب کی پیشین گوئی کا پورا ہونا ضروری نہیں“ اور پانچ چھ نصوص قرآنیہ کو ٹھکرادیا۔

اور (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۴، خزائن ج۲۲ ص۵۷۱) میں لکھا ہے کہ: ”عذاب کی پیشین گوئی ٹلنے کے بارے میں تمام نبی متفق ہیں۔“

اور (تحفہ غزنویہ ص۵، خزائن ج۱۵ ص۵۳۵) میں ہے کہ: ”یہ تمام دنیا کا مانا ہوا مسئلہ اور اہل اسلام اور نصاریٰ اور یہود کا متفق علیہ عقیدہ ہے۔“

معاذ اللہ! مرزا قادیانی نے احکام الٰہیہ نصوص قرآنیہ قطعیہ کو بنی اسرائیل کے ایک مسلمان کے قول سے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نقل فرمایا ہے رد کر دیا اور نص قرآنی سے ثابت ہونے کا دعویٰ کر دیا اور خدا تعالیٰ اور تمام انبیاء علیہم السلام کو کاذب بنا دیا اور پھر وہ مسلمان بھی جو آل فرعون سے تھا۔ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا کہ مبادا میرا مسلمان ہونا فرعون پر ظاہر نہ ہو جائے اور پھر موقعہ یہ تھا کہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ وہ مسلمان اپنے نبی کو قتل سے بچانے میں مضطر تھا تو بناء برتنزل توریہ کر کے منصفانہ فرعون سے گفتگوئی فرمائی ہے۔ چنانچہ ترجمہ یہ ہے۔ ”آل فرعون سے ایک مسلمان اپنے ایمان کو چھپاتا تھا۔ اس نے کہا کہ تم ایسے آدمی کو قتل کرو گے جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور اللہ کی طرف سے معجزات لایا ہے۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو جھوٹ کا وبال اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہے تو بعض عذاب جس کا وہ تم سے یہاں

دنیا میں آنے کا وعدہ کرتا ہے۔ ضرور تم کو پہنچے گا۔"یعنی مجموعہ عذاب دنیا و آخرت کا بعض جو دنیا کا عذاب ہے۔ فتفکر!

اسلامی عقیدہ نمبر ۱۸...... حضور ﷺ کے بعد مدعی نبوت کافر ہے

تقریباً چالیس کروڑ مسلمانان عالم کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ہرگز ہرگز نبی نہیں بلکہ قطعی مفتری، کافر، دائرہ اسلام سے خارج اور موافق فرمان حضور ﷺ خاتم النّبیین کے ان اشخاص میں سے ہیں۔ جن کا ذکر ذیل کی احادیث میں ہے اور قرآن کریم واحادیث وفقہ واجماع امت چاروں سے بالیقین ثابت ہے کہ مرزا قادیانی مخالف اسلام ہے اور بغرض فریب دہی اپنے کو مسلمان ہی کہتے تھے۔

۱...... حدیث میں ہے کہ: "عن ثوبانؓ قال قال رسول الله ﷺ انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی (وفی البخاری ج۱ ص۵۰۹، باب علامات النبوة فی الاسلام، وفی المسلم ج۲ ص۳۹۷، باب کتاب الفتن واشراط الساعة، وفی ابی داؤد ج۲ ص۱۳۶، باب فی خبر ابن صیاد، وفی الترمذی ج۲ ص۴۵، باب ماجاء لا تقوم الساعة یخرج کذابون)"

"عن ابی هریرةؓ کذابون دجالون قریب من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول الله "یعنی ثوبانؓ اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تیس دجال کاذب مدعی نبوت ہوں گے۔ حالانکہ میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲...... "عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا ابائکم فایاکم وایاهم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (رواه مسلم ج۱ ص۱۰، باب النهی عن الروایة عن الضعفاء والا حتیاط فی تحملها، مشکوٰة ص۲۸، باب الاعتصام بالکتاب والسنة)" ﴿ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ آخر زمانہ میں دجال کذاب پیدا ہوں گے۔ ایسی باتیں بیان کریں گے کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے کبھی نہیں سنی ہوں گی۔ بچو بچو کہیں تم کو گمراہ نہ کردیں۔ فتنہ میں نہ ڈال دیں۔﴾

نوٹ! مرزا قادیانی نے نبوت اور رسالت اور وحی نبوت و رسالت کا بڑے زور شور سے دعویٰ کیا۔ جیسا کہ پہلے صفحات میں مذکور ہوا اور حضورﷺ کے بعد مدعی منصب نبوت بالاتفاق قطعی کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے ہرگز ہرگز مسلمان نہیں۔

مرزائی عقیدہ نمبر ۱۸...... مرزا قادیانی تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ہے

۱...... مرزا قادیانی اپنے آپ کو تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر بتلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ: ''میں آدم ہوں۔ میں شیث ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحاق ہوں۔ میں اسماعیل ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں یوسف ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں۔'' (حاشیہ حقیقت الوحی ص ۷۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

''کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء علیہم السلام میں پائے جاتے تھے۔ وہ اب وہ سب حضرت رسول کریمﷺ میں ان سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریمﷺ سے ظلی طور پر ہم کو عطاء کئے گئے۔ اس لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے۔ پہلے تمام انبیاء علیہم السلام ظل تھے۔ نبی کریمﷺ کی خاص خاص صفات میں، اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریمﷺ کے ظل ہیں۔''

(ملفوظات ج ۳ ص ۲۷۰، الحکم اپریل ۱۹۰۲ء، تشحیذ الاذہان نمبر ۱۰، ۱۱ ج ۱۰ ص ۱۳، قول فیصل ص ۶)

۲...... میں مریم ہوں میں ابن مریم ہوں۔'' (براہین احمدیہ) تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے کہ دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گذر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص ۴۹۶ میں درج ہے۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم نمبر ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا...... پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے۔ دردزہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی۔'' (کشتی نوح ص ۴۶، ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰، ۵۱)

۳...... ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔''

(ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷، بدر ۵ / مارچ ۱۹۰۸ء)

''میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔''

(آخری مکتوب ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء، مجموعہ اشتہارات ج۳ص ۵۹۷)

(یأتی قمر الانبیاء!)''قمر الانبیاء ہوں۔''

(حقیقت الوحی ص۱۰۶، خزائن ج۲۲ص ۱۰۹)

۴...... ''میں تمام لوگوں کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں۔''

(اشتہار معیار الاخیار از البشریٰ ج۲ص ۵۶، مجموعہ اشتہارات ج۳ص ۲۷۰)

۵...... ''اب خدا تعالیٰ نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا ہے۔'' (اربعین نمبر۴، ص۶، حاشیہ خزائن ج۱۷ص ۴۳۵)

۶...... ''میرے معجزات سے ہزار نبیوں کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔''

(چشمہ معرفت ص۳۱۷، خزائن ج۲۳ص ۳۳۲)

۷...... ''میں بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص۸، خزائن ج۱۸ص ۲۱۲)

۸...... تقریباً چالیس کروڑ مسلمانان عالم جو مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے اور بیعت میں داخل نہیں ہوئے وہ کافر ہو گئے۔ مسلمان نہیں رہے۔

(تشحیذ الاذہان ج۶ نمبر۴ص ۱۴۰، ۱۴۱، بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ء)

۹...... ''میں عرفان میں کسی نبی سے کم نہیں ہوں۔''

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص ۴۷۷)

۱۰...... بعثت ثانی یعنی مرزا قادیانی کی بعثت، بعثت اوّل یعنی حضرت نبی ﷺ کی بعثت سے شان میں افضل ہے۔ بدر اور ہلال کی نسبت ہے۔

(خطبہ الہامیہ ص۲۷۲، خزائن ج۱۶ص ایضاً)

۱۱...... مرزا محمود قادیانی لکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نبی الانبیاء ہیں۔ کیونکہ تمام نبیوں سے عہد لیا گیا۔ جس میں حضور ﷺ بھی داخل ہیں کہ مسیح موعود پر ضرور ایمان لانا۔

(اخبار الفضل ج۳، ۳۸، ۳۹، مورخہ ۱۹، ۲۱ ستمبر ۱۹۱۵ء ص۶ کالم۲)

۱۲...... ''میرا نام بیت اللہ ہے'' (اربعین نمبر۴، حاشیہ ص۱۵، خزائن ج۱۷ص ۴۴۵)

۱۳...... ''میرا نام میکائیل بھی ہے۔ یعنی خدا کے مانند''

(اربعین نمبر۳، خزائن ج۱۷ص ۴۱۳ حاشیہ)

۱۴...... ''مجھے خدا نے کہا ہے کہ تو میرے پانی سے ہے۔''

(اربعین نمبر۳،ص۳۵،خزائن ج۱۷ص۴۲۵)

۱۵...... ''اور خدا نے فرمایا کہ تو بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے۔''

(حقیقت الوحی ص۸۶،خزائن ج۲۲ص۸۹)

۱۶...... ''اور خدا نے فرمایا کہ تو مجھ میں سے ہے اور میں تجھ میں سے ہوں۔''

(دافع البلاء ص۸۱،خزائن ج۱۸ص۲۲۸)

نوٹ! مفصل بحث پہلے گذر چکی۔

۱۷...... اور کہتے ہیں کہ: ''خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا۔ وہ تو ہی ہے۔ آریوں کا بادشاہ۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۸۵،خزائن ج۲۲ص۵۲۲)

۱۸...... ''اور مجھے الہام ہوا کہ ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے اب میں بحیثیت کرشن ہونے کے آریہ صاحبوں کو ان کی چند غلطیوں پر متنبہ کرتا ہوں۔''

(لیکچر سیالکوٹ ص۳۴،خزائن ج۲۰ص۲۲۹)

۱۹...... ''سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔'' (اربعین نمبر۴،ص۱۴،خزائن ج۱۷ص۴۴۵)

نوٹ! یعنی شریعت محمدیہ سورج کی کرنوں کے مشابہ ہے اور شریعت مرزائیہ چاند کی ٹھنڈی روشنی کے مشابہ ہے۔ لہٰذا اب شریعت محمدیہ جو تیرہ سو برس سے چلی آرہی ہے۔ منسوخ ہے۔ قابل برداشت نہیں اور شریعت مرزائیہ پر اب عمل کرنا ضروری ہے۔

۲۰...... ''مجھ پر وحی ہو چکی ہے۔ فاتخذوا من مقام ابراهیم مصلی ۰ انا انزلناه قریبا من القادیان'' (حقیقت الوحی ص۸۸،خزائن ج۲۲ص۹۱)

یعنی ابراہیم کی جگہ کو مصلی اور قبلہ ٹھہرالو ہم نے اس کو قادیان کے قریب نازل کیا ہے۔

نوٹ! ابراہیم سے مراد خود مرزا قادیانی ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے (اربعین نمبر۳، ص۳۴، خزائن ج۱۷ص۴۲۱) میں اپنا ایک الہام لکھا ہے۔ ''آخر زمانہ میں ایک ابراہیم (مرزا قادیانی) پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔''

مرزا قادیانی کی اس وحی پر اردپی پارٹی برابر عمل کرتی ہے اور محمودی پارٹی کا ایسی صریح وحی پر عمل نہ کرنا غلطی نہیں تو اور کیا ہے؟۔

اسلامی عقیدہ نمبر۱۹...... حیات مسیح علیہ السلام

اسلامی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نابجار کے ہاتھوں سے محفوظ صحیح وسالم بچا کر اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمانوں پر اٹھالیا ہے اور اب تک زندہ ہیں اور قیامت کے قریب زمین پر پھر دوبارہ تشریف لائیں گے اور وہ وقت ابھی نہیں آیا ہے۔

قرآن کریم سے ثبوت

ا...... ’’وقولهم انا قتلنا المسيح عيسیٰ بن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفی شك منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا ۰ بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيماً (نساء:۱۵۷،۱۵۸)‘‘ ﴿اور (ہم نے یہود پر لعنت کی) بوجہ ان کے اس قول کے، کہ ہم نے اللہ کے رسول عیسیٰ بن مریم کو قتل کیا۔ حالانکہ نہ انہوں نے قتل کیا اور نہ سولی پر لٹکایا۔ لیکن ان کو اشتباہ میں ڈال دیا گیا اور جو اس معاملہ میں اختلاف رکھتے ہیں وہ خود شک میں ہیں۔ ان کو اس کا کچھ علم نہیں۔ لیکن اٹکل کرتے ہیں اور انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔﴾

توضیح ا!

چونکہ قرآن کریم یہود ونصاریٰ میں حکم اور قول فیصل ہوکر نازل ہوا ہے۔ لہٰذا اس آیت میں یہود اور نصاریٰ کے باہمی اختلاف میں فیصلہ فرماتے ہیں۔ یہود کا متفقہ قول ہے کہ انا قتلنا المسيح یعنی ہم نے مسیح کو قتل کیا۔ پھر یہود میں دو فریق ہیں۔ ایک فریق کا قول تھا کہ پہلے قتل کیا۔ پھر تشہیر اور اہانۃً سولی پر لٹکائے گئے۔ دوسرے فریق کا قول تھا کہ پہلے سولی پر چار میخ کئے گئے پھر قتل کر دیئے گئے۔

ا کیونکہ جب وما قتلوہ پہلے آچکا ہے۔ تو پھر دوبارہ وما قتلوہ محض تکرار اور لغو ہوگا۔ یہ پہلی آیت میں قتل کی نفی کے ساتھ صلب کی نفی ماصلبوہ سے کی گئی۔ مگر دوسری آیت میں ماصلبوہ نہیں لائے اور جبکہ پہلی آیت میں یہود کا متفقہ قول ہے۔ انا قتلنا المسيح تو پھر دوسری ایت میں ان الذين اختلفوا فيه سے قتل میں باہم اختلاف کرنے والے کون لوگ ہیں۔

رفع الی السماء کس وقت ہوا؟۔

چنانچہ مرزا قادیانی نے بھی اس اختلاف کو (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۶۹، خزائن ج ۲۱ ص ۳۳۷) میں لکھا ہے اور تسلیم کیا ہے۔ اللہ جل شانہ فیصلہ فرماتے ہیں اور دونوں قولوں کی تغلیط فرماتے ہیں۔ ’’ماقتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم‘‘ اور نصاریٰ متفق ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ لیکن رفع میں دو فریق تھے ایک فریق کہتا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام سولی پر قتل کئے گئے اور تمام امت کی جانب سے کفارہ ہوگئے۔ پھر تین دن بعد زندہ کر کے آسمانوں پر اٹھائے گئے۔ قیامت میں نازل ہوں گے اور دوسرا فریق کہتا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کے ہاتھ سے محفوظ صحیح سالم بچا کر آسمانوں پر زندہ اٹھالیا گیا اور دوسرا شخص ان کی جگہ مصلوب ہوا۔ پھر قیامت میں نازل ہوں گے۔ جیسا کہ علامہ ابن تیمیہ نے الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح وغیرہ میں خوب تفصیل سے لکھا ہے۔ بعض عبارتیں آئندہ نقل کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرماتا ہے۔ ماقتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ ! یعنی قائلین قتل غلطی پر ہیں۔ ان کو کچھ علم نہیں۔ محض تخمینہ اور اٹکل کرتے ہیں۔ صرف یہ صحیح ہے کہ اللہ نے ان کو آسمانوں پر اٹھالیا ہے۔ پس یہود کے ہر دو فریق کے اقوال کو بالکلیہ غلط فرمایا اور نصاریٰ کے جس فریق کا قول غلط تھا اس کو غلط فرما کر نفی کر دی، اور جو صحیح تھا اس کو صحیح رکھا۔ پس اگر رفع عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ غلط اور مشرکانہ عقیدہ اور خلاف واقع ہوتا تو واجب تھا کہ اس عقیدہ کی نفی فرمائی جاتی اور بہت زور سے نفی کی جاتی۔ جیسا کہ نصاریٰ کے دوسرے غلط اور مشرکانہ عقیدوں کی تردید زور سے فرمائی گئی ہے نہ کہ وہی عقیدہ ثابت کیا جائے اور صحیح بتلایا جائے اور وہی لفظ رفع عیسیٰ علیہ السلام کا استعمال فرمایا جائے۔ بلکہ واجب تو یہ تھا کہ ایسے موقعہ پر لفظ موہم بھی استعمال نہ کیا جائے۔ صاف بل اماتہ اللہ کا لفظ استعمال کرنا چاہئے تھا۔

۲...... یہود نامسعود تو بقول مرزا قادیانی رفع روح کا انکار کرتے ہیں۔ مگر اللہ جل شانہ علی وجہ الترقی فرماتے ہیں کہ میں نے تو ان کا ایسا اکرام کیا ہے کہ رفع روح تو رفع روح، میں نے ان کے جسم کو بھی رفع کر لیا۔ بل جو ترقی کے لئے آیا ہے اس کا پورا مفہوم جب ہی واضح ہوگا۔ جبکہ رفع سے رفع جسمانی مراد ہو، ورنہ ماقتلوہ وما صلبوہ اور رفعہ اللہ الیہ کا مفہوم ایک ہی ہے۔ ان دونوں کے درمیان لفظ بل چسپاں نہ ہوگا۔ کیونکہ رفع روحانی کے انکار کی وجہ ان کے مصلوب ہونے کو قرار دیا جاتا ہے اور وہ ماصلبوہ سے نفی کر دی گئی۔

۳...... بل رفعه الله الیه یہ بیان منشاءِ غلطی کا ہے اور واقعہ کی تحقیق ہے۔ یعنی وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے غائب ہو جانے سے غلطی میں پڑ گئے اور یہ منشاء رفع جسمانی ہی ہو سکتا ہے نہ کہ طبعی موت اور شبه لهم لام سے فرمایا شبه علیهم سے نہیں فرمایا تا کہ معلوم ہو کہ یہ اشتباه عیسیٰ علیه السلام کی صیانت کے لئے مقدر کیا گیا نہ اتفاقی طور پر وقوع میں آیا۔ جیسا کہ اکثر ایسا ہو جاتا ہے اور وما قتلوه یقیناً! سے مراد تو لاریب یہی ہے کہ جس وقت یہود قتل کرنے کے درپے تھے اس وقت قتل سے ان کو محفوظ رکھا اور وہ قتل نہ کر سکے اور بل رفعه الله الیه بعینه اسی وقت کی جگہ واقع ہوا نہ کہ ۸۷ برس کے بعد کشمیر میں۔

۴...... بل کے مابعد اور ماقبل میں تضاد ضروری ہے۔ پس قتل اور رفع درجہ میں بھی تضاد ہونا چاہئے۔ حالانکہ عقلاً ونقلاً تضاد نہیں کیونکہ بے گناہ ظلماً قتل کئے جانے سے کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ رفع درجات نہیں ہوا۔ ورنہ شہادت کوئی چیز ہی نہ رہی۔ توریت کا حوالہ خود گنہگار واجب القتل کے لئے ہے۔ توریت کی عبارت کتاب استثناء باب ۲۱ میں یہ ہے۔ (۲۲) اور اگر کسی نے کچھ ایسا گناہ کیا ہو جس سے اس کا قتل واجب ہو اور وہ مارا جائے اور تو اسے درخت میں لٹکا دے۔ (۲۳) تو اس کی لاش رات بھر درخت پر لٹکی نہ رہے۔ بلکہ تو اسی دن گاڑ دے۔ کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے۔ خدا کا ملعون ہے۔ (کتاب مقدس ص ۱۷۹، برٹش اینڈ فارن انار کلی لاہور ۱۹۲۷ء)

اور توریت میں جھوٹے مدعی نبوت کی سزا پھانسی ہے۔ جیسا کہ (کتاب استثناء باب ۱۸ آیت ۲۰،۲۱،۲۲) میں ارشاد ہے۔

''لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے۔ جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا تو وہ نبی قتل کیا جائے اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیوں کر جانوں کہ یہ بات خداوند تعالیٰ نے نہیں کہی۔ بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی ہے۔'' (کتاب مقدس ص ۱۷۴)

یعنی توریت میں یہ سیاسی حکم ہے کہ جھوٹا نبی قتل کر دیا جائے اور جھوٹے نبی کی شناخت یہ ہے کہ جو اس نے خدا کے نام سے کہا وہ واقع یا پورا نہ ہوا۔ ورنہ قرآن کریم کی اس آیت سے پہلے یہ آیت بھی ہے۔ ''قتلهم الانبیاء بغیر حق (نساء:۱۵۵)'' اور دوسری جگہ ''ویقتلون النّبیین بغیر الحق (بقره:۶۱، آل عمران:۲۱)'' اور دوسری جگہ ہے۔ ''ففریقاً کذبتم وفریقاً تقتلون (بقره:۸۷)'' لہٰذا رفع جس سے وہ قتل نہ کر سکے اور قتل کا متضاد ہو اوہ رفع جسمانی ہی ہو سکتا ہے۔ نہ رفع روحانی۔

۵...... بل رفعه الله اليه میں صرف رفع الدرجہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ نبی کو رفع من حیث الدرجات والعزۃ اعطاء منصب نبوت کے وقت سے حاصل ہے۔ ”کان وجیھاً فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین (آل عمران:٤٥)“ لہٰذا یہ رفع بروقت وعدہ ”یعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الی (آل عمران:٥٥)“ موجود ہے۔ جو بالکل تحصیل حاصل ہوگا اور رفع درجات تو کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مخصوص بھی نہیں۔ بلکہ رفع درجات تو ہر مومن کو حاصل ہے۔ ”یرفع الله الذین امنوا منکم والذین اوتو العلم درجٰت (مجادلة:١١)“ پس وہ رفع مراد ہوسکتا ہے۔ جو بروقت وعدہ حاصل نہ تھا اور وہ رفع جسمی ہی ہوسکتا ہے۔ جیسے کہ مطہرک اور توفی کا وعدہ تھا اور وہ حاصل نہ تھے۔ کیونکہ وعدہ اسی چیز کا دیا جاتا ہے۔ جو موعود کے پاس موجود نہ ہو۔

٦...... جب کہ لفظ بل کے بعد ماضی ہے۔ تو اس کی ماضویت بہ نسبت ماقبل بل کے ہے۔ اس صورت میں رفع روح یعنی موت قبل واقعہ قتل کے ہونی چاہئے۔ ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی اس کے کب قائل ہیں کہ موت واقعہ صلیب اور قتل سے پہلے ہوئی ہے اور پھر جملہ کان الله عزیزاً حکیما کو کچھ ربط نہیں رہتا۔ کیونکہ اس قسم کا کلام جب بولا جاتا ہے کہ جہاں دشوار اور نادر امر کو آسان اور سہل بتلانا مد نظر ہو اور بطور خرق عادت ظاہر کرنا منظور ہو اور ظاہر ہے کہ رفع روح یعنی موت کوئی دشوار اور انوکھا و نادر امر نہیں بخلاف رفع جسمانی کے۔

۷...... اس آیت میں ماقتلوہ اور بل رفعہ کی ضمیروں کا مرجع ایک ہی ہے اور ظاہر ہے کہ قتل کا مورد جسم ہے تو رفع کا مورد بھی جسم ہی ہے۔ دوسرے ضروری ہے کہ بل سے پہلے جس کے لئے قتل کی نفی کی گئی ہے اسی کے لئے اثبات رفع ہو وہ جسم مع روح ہے۔ کیونکہ جھگڑا جسم کا ہے۔ یہودی جسم کو صلیب کا عذاب دینا چاہتے تھے اور انہوں نے تجویز کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کر کے طرح طرح کے عذاب دے کر قتل کریں اور خدا نے تجویز کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچائے، اللہ غالب تجویز والا ہے۔ یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے۔ جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسماً بچائے۔ کیونکہ روح کو تو نہ کوئی پکڑ سکتا ہے اور نہ صلیب دے سکتا ہے۔ یہ سب تجویزیں جسم کے واسطے ہو رہی تھیں۔ یہودی جسم کو عذاب دے کر ذلیل کرنا چاہتے تھے اور خدا تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو صلیب کے عذابوں سے بچانا چاہتا تھا۔ اللہ کی تجویز غالب رہی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا لیا رفعہ اللہ۔ پس جب جسم بچایا گیا تو رفع جسمانی ثابت ہوا۔ کیونکہ جس جسم نے قتل ہونا تھا اور صلیب دیا جانا تھا وہی اٹھایا گیا۔ اور اسی کا رفع ہوا اور روح نہ تو قتل کی جا

سکتی ہے اور نہ صلیب پر لٹکائی جاسکتی ہے۔ پس رفع روح یا رفع روحانی کے معنی کرنا بالکل غلط ہیں اور نیز اس رفع کے مقابلہ میں احادیث نبویہ میں لفظ نزول آیا ہے۔ اگر رفع سے رفع عزت مراد ہوتو نزول سے نزول ذلت مراد ہوگا۔ معاذاللہ! اور یہ باطل، لہٰذا رفع جسمی مراد ہے اور احادیث میں نزول جسمی۔ لاغیر!

۸...... اور نیز یہ بھی معلوم ہو کہ یہاں پر رفع جسم بھی علی وجہ الاکرام والدرجہ ہے۔ جیسے اماموں اور خطیبوں کا رفع علی المنابر اور حضورﷺ کی معراج۔ نہ صرف رفع مکانی جیسے مزدوروں اور معماروں وغیرہ کو ہوتا ہے۔ غرض یہاں رفع مکانی جو رفع رتبی کو متضمن ہے۔ مراد ہے یہ کوئی نہ سمجھے کہ اس میں عزت ملحوظ ہی نہیں۔ (تفسیر کبیر ج۸ ص۶۹ تا ۷۵) میں مفصل مذکور ہے اور امام نے اثبات رفع جسمانی میں کئی صفحے خرچ کئے ہیں اور لکھا ہے۔ (اکرمہ بسان رفعہ الی السماء ج۸ ص۷۱ اور ج۱۱ ص۱۰۳ زیر آیت بل رفعه الله الیه) میں لکھتے ہیں کہ ''رفع عیسیٰ علیه السلام الی السماء ثابت بهذاه الا یة ''اور (تفسیر روح البیان ج۱ ص۳۳۱) میں ہے۔ جعل ذالك رفعاً الیه للتفخیم والتعظیم! یہ مرزائیوں کی حیا اور ان کاتدین ہے یاقلة فهم ہے جو اس سے محض رفع رتبی ہی سمجھے اور (مفردات راغب ص۱۹۹) کی عبارت کا بھی مطلب یہی ہے۔

۹...... اگر مسیح علیہ السلام کو یہود نے صلیب پر چڑھایا تھا اور سخت تکلیفیں پہنچائیں تھیں تو اللہ تعالیٰ سلک جرائم یہود کے بیان میں ''كما قال الله فبما نقضهم میثاقهم ۰ وكفرهم بایات الله وقتلهم الانبیاء بغیر حق ۰ وقولهم قلوبنا غلف (نساء:۱۵۵) ''''وبكفرهم وقولهم علی مریم بهتانا عظیما (نساء:۱۵۶)'' ''وقولهم انا قتلنا المسیح (نساء:۱۵۷)'' صرف وقولہم فرما کر غلط بیانی ہی کو منجملہ جرائم شمار کرتا ہے۔ مقتضی مقام کا یہ تھا کہ ان کی ایذارسانی کو بھی ضروری ذکر کیا جاتا۔ وصلبهم المسیح ورنہ یہود کے مردود ہونے کے اسباب میں سے ایک سبب قوی واجب الذکر کو ترک کرنا خلاف بلاغت ہوگا۔

۱۰...... اور پھر ایسی صورت میں جب کہ مسیح علیہ السلام کے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا ہو کہ طمانچے مارے گئے۔ کانٹوں کا تاج سر پر رکھا گیا۔ ہاتھوں پاؤں میں میخیں ٹھوک دی گئیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو قیامت میں اپنی نعمت واحسان کا ذکر فرمائے گا۔ ''اذ كففت بنی اسرائیل عنك (مائده:۱۱۰)'' یعنی یاد کرو اس واقعہ کو جب میں نے بنی

اسرائیل کو تجھ سے روک لیا تھا اور ان کو تجھ تک پہنچنے نہیں دیا۔ کیا یہی نعمت ہے کہ سب گت بنوا دیئے یہ کیسا کف ہے؟۔

۱۱...... اور پھر کیسی تسلی دی تھی اور اطمینان کرایا تھا۔ ’’انی متوفیك ورافعك الیّ (آل عمران:۵۵)‘‘ معاذاللّٰہ! یہ تو دھوکہ بازی ہوئی کیونکہ اس کا ثمرہ یہی نکلا کہ یہود کے ہاتھ پکڑوا کر صلیب پر لٹکا دینے کے بعد تیرا دم نکلنے نہ دوں گا اور تجھے قریب المرگ بنا دوں گا۔ یہاں تک کہ یہود مردہ جان کر اور اپنی دانست میں مار کر چھوڑ جائیں گے۔ کیا اطمینان دہی اسی کا نام ہے؟۔

۱۲...... اور کیا ’’مکروا ومکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین (آل عمران:۵٤)‘‘ میں یہی اللہ کی تدبیر کا غلبہ ہے۔

۱۳...... واضح ہو کہ صلبوہ میں یہ صلیب اس صلب سے مشتق نہیں ہے۔ جس کے معنی عربی میں پیٹھ کے ہیں۔ بلکہ یہ صلب صلیب سے ماخوذ ہے۔ جو چلیپا کا معرب ہے۔

(کمافی مجمع البحار ج۳ ص۳٤۲، والمنجد ص۲۸۵، لسان العرب)

جس کے معنی خون اور چربی کے ہیں اور سولی پر چڑھانے اور چار میخ کرنے سے بھی چونکہ خون اور چربی بہتی ہے۔ لہٰذا اس شخص کو جو سولی پر چڑھایا جائے مصلوب کہا جاتا ہے اور یہ نہیں کہ مصلوب کا اطلاق اس کے مرجانے کے بعد ہوگا اور قبل از مقتولیت نہیں ہوسکتا۔ (منجد ص۲۸۵) میں ہے۔ ’’صلبه وصلب علقه علی الصلیب استخرج ودكها ای مایسیل منها‘‘ یعنی صلبہ اور صلّبہ کے معنی سولی پر لٹکانے کے ہیں کہ اس سے چربی اور خون بہے۔ ہاں سولی پر چڑھانا بھی چونکہ منجملہ اسباب قتل کے ہے اس وجہ سے صلب کا اطلاق سبب یعنی قتل پر بھی آتا ہے۔ چنانچہ (لسان العرب ج۷ ص۳۸۱) میں ہے۔ الصلب القتل المعروفة! اور آیت میں چونکہ مطلقاً قتل کی نفی پہلے وماقتلوہ سے ہو چکی ہے۔ جس میں قتل صلیبی بھی داخل ہے۔ بلکہ قتل سے مراد ہی اس جگہ قتل صلیبی ہے۔ لہٰذا وماصلبوہ سے معنی قتل کے مجازی طور پر بھی نہیں لے سکتے۔ ورنہ کلام الٰہی لغو ہوا جاتا ہے۔ بلکہ آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا اور نہ صلیب پر لٹکایا۔

۱۴...... رفع کے حقیقی اور لغوی معنی جب کہ رفع کا مورد کوئی جسم ہوتا ہے تو رفع جسمانی ہی کے ہوتے ہیں۔ ’’قال الراغب فی المفردات الرفع یقال تارة فی الاجسام الموضوعة اذا أعلیتها من مقرها نحوور فعنا فوقكم الطور وقوله

تعالیٰ اللہ الذی رفع السمٰوٰت بغیر عمد ترونھا ۰ وتارة فی البناء اذا طولته نحوقوله تعالیٰ واذیرفع ابراهیم القواعد من البیت واسماعیل وتارة فی الذکر اذا مدحته نحوقوله تعالیٰ ورفعنا لك ذكرك ۰ وتارة فی المنزلة اذا شرفتها نحوقوله تعالیٰ رفعنا بعضهم فوق بعض درجات ۰ نرفع درجت ونرفع درجاتٍ من نشاء ۰ رفيع الدرجات انتهیٰ كلامه (تاج العروس ج۱۱ ص ۱۷۱، ۱۷۲، مفردات ص ۱۹۹) ‘‘ ﴿امام راغب نے مفردات میں فرمایا ہے کہ رفع کا کبھی جسم میں استعمال ہوتا ہے۔ جس کو تو اس کی جگہ سے اوپر اٹھائے جیسے ’’رفعنا فوقکم الطور (بقره:۶۳) ‘‘ یعنی ہم نے تمہارے اوپر طور کو اٹھالیا اور ’’قوله تعالیٰ الذی رفع السمٰوٰت بغیر عمد (رعد:۲) ‘‘ یعنی وہ ذات جس نے بغیر ستون کے آسمانوں کو اٹھالیا اور کبھی بنا میں استعمال ہوتا ہے جس کو تو طویل کرے۔ جیسے ’’اذیرفع ابراهيم القواعد من البيت واسماعيل (بقره:۱۲۷) ‘‘ یعنی جب ابراہیم واسماعیل علیہم السلام بیت اللہ شریف کی بنیاد کو اٹھاتے تھے اور کبھی ذکر میں استعمال ہوتا ہے۔ جب تو اس کی مدح کرے اور اس کو شہرت اور عزت دے اور جیسے ’’رفعنا لك ذكر (انشراح:۴) ‘‘ یعنی ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا اور کبھی مرتبہ میں استعمال ہوتا ہے۔ جب تو کسی کو بلند درجہ عطاء کرے یا بلند درجہ بیان کرنا چاہے۔ جیسے ’’رفعنا بعضهم فوق بعض درجت (زخرف:۳۲) ‘‘ یعنی ہم نے بعض کے مرتبہ کو بعض پر بلند کیا۔ ’’نرفع درجت من نشاء (یوسف:۷۶) ‘‘ یعنی ہم جس کو چاہتے ہیں درجہ بلند کرتے ہیں۔ ’’رفيع الدرجت (غافر:۱۵) ‘‘ بلند مرتبہ والا۔﴾ لہٰذا آیت ’’رفعه الله اليه ‘‘ میں کہیں درجات کا لفظ تک نہیں اور نہ کوئی قرینہ صارفہ ہے۔ محض اپنی خود غرضی سے روح یا درجہ کا رفع مراد لینا نصوص قطعیہ سے اعراض ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

۱...... ’’لایرفع ثوبه حتیٰ يدنو من الارض ‘‘ ﴿یعنی حضور ﷺ رفع حاجت کے لئے اپنا کپڑا نہیں اٹھاتے تھے۔ یہاں تک کہ زمین کے قریب ہوتے تھے۔﴾
(مجمع البحار ج۲ ص۳۵۷)

۲...... ’’كان يكثر ان يرفع طرفه الى السماء ‘‘ ﴿یعنی حضور ﷺ انتظار وحی میں اکثر اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے تھے۔﴾ (مجمع البحار ج۲ ص۳۵۸)

۳...... ’’فرفع الى رسول الله ﷺ الصبى ونفسه تقعقع (مشكوٰة

باب الجنائز ص ۱۰۰) ''﴿یعنی لڑکے کو حضور ﷺ کی طرف اٹھا کر لایا گیا اور اس کا سانس اکھڑ رہا تھا اور تیز حرکت کر رہا تھا۔﴾

۴...... ''فرفعه الی یده لیراه الناس'' ﴿یعنی حضور ﷺ نے پانی کو اپنے ہاتھ میں لے کر بلند کیا تا کہ لوگ اس کو دیکھیں۔﴾ (مجمع البحار ج۲ ص۳۵۶)

۵...... ''لا ترفعن رؤسکن حتیٰ یستوی الرجال جلوساً'' ﴿یعنی حضور ﷺ نے عورتوں سے فرمایا تھا کہ اپنے سروں کو سجدے سے مت اٹھایا کرو یہاں تک آدمی برابر سیدھے بیٹھ جائیں۔﴾ (مجمع البحار ج۲ ص۳۵۶)

۶...... ''ارفع یدك فرفع یده ماذا ایة الرجم (بخاری ج۲ ص۱۰۱۱، باب احکام اهل الذمه)'' ﴿یعنی عبداللہ بن سلام نے یہودی سے فرمایا کہ اپنا ہاتھ تو اٹھا اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اس کے نیچے آیت رجم نکلی۔﴾

۷...... ''رفع یدیه، رفع راسه'' کثرت سے احادیث میں آیا ہے۔

۸...... عامر بن فہیرہ کا بیر معونہ کے دن شہید ہونے کے بعد بجسد عنصری آسمان کی طرف اٹھا جانا درج ہے۔ ''قال لقد رائیته بعد ماقتل فرفع الی السماء حتیٰ انی لا نظر الی السماء بینه وبین الارض ثم وضع (بخاری شریف ج۲ ص۵۸۷، باب غزوة الرجیع ورعل وذکوان)'' ﴿یعنی میں نے قتل ہو جانے کے بعد ان کو دیکھا کہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ یہاں تک کہ میں نے ان کو زمین وآسمان میں معلق دیکھا پھر رکھے گئے۔﴾

۹...... حضور ﷺ نے ایک دفعہ صاحبزادی امامہؓ بنت زینبؓ کو کندھے پر اٹھا کر نماز پڑھی۔ ''فاذارکع وضعها واذا رفع رفعها'' ﴿یعنی جب رکوع کو جاتے اتار دیتے تھے اور جب سجدہ سے فارغ ہو کر اٹھتے تھے تو امامہؓ کو کندھے پر اٹھا لیتے تھے۔﴾

۱۰...... ''قد رفع اکلته الی فیه فلا یطعمها (بخاری ج۲ ص۱۰۵۵)'' ﴿یعنی اچانک قیامت قائم ہو جائے گی کہ ایک شخص لقمہ منہ کی طرف اٹھائے گا وہ اس کو کھا نہیں سکے گا۔﴾

۱۱...... اس آیت کے متعلق حضرت ابن عباسؓ وحاطبؓ ابن بلتعہ رئیس المفسرین کی تفسیر سنئے۔ ''عن ابن عباسؓ قال لمّ اراداللّٰه ان یرفع عیسیٰ علیه السلام الی السماء خرج الی اصحابه وفی البیت اثناء عشر رجلا من

الحواريين يعنى فخرج عليهم من عين فى البيت ورأسه يقطر ماء فقال ان منكم من يكفر بى اثنتى عشرة مرة بعد ان امن بى قال ثم قال ايكم يلقى عليه شبهى فيقتل مكانى ويكون معى فى درجتى...... فقام الشاب فقال انا فقال هوانت ذاك فالقى عليه شبه عيسىٰ ورفع عيسىٰ من روزنة فى البيت الى السماء هذا اسناد صحيح الى ابن عباسؓ (رواه النسائى فى السنن الكبرىٰ ج٦ ص٤٨٩، باب كتاب التفسير)''

''عن ابى كريب عن ابى معاوية بنحوه وكذا ذكر غيره واحد من السلف (تفسير ابن كثير ج۲ ص۳۹۸، زیر آیت وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم) ''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھا لینے کا ارادہ فرمایا تو عیسیٰ علیہ السلام اپنے اصحاب کی طرف نکلے اور گھر میں بارہ حواری تھے۔ گھر میں جو چشمہ تھا اس سے غسل فرما کر نکلے اور سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ آپ نے فرمایا تم میں بعض ایسے بھی ہیں کہ مجھ پر ایمان لانے کے بعد بارہ دفعہ کفر کریں گے۔ پھر فرمایا تم میں کون ہے کہ جس پر میری شبیہ ڈالی جائے اور میری جگہ قتل کیا جائے۔ وہ جنت میں میرا رفیق بنے...... ایک جوان کھڑا ہوا اس نے کہا وہ میں ہوں۔ آپ نے فرمایا بے شک تو ہی اس کا مستحق ہے۔ چنانچہ اس پر شبیہ عیسیٰ علیہ السلام کی ڈالی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام گھر کے روزن سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ یہ اسناد ابن عباسؓ تک بالکل صحیح ہے اور نسائی نے بھی بواسطہ ابی کریب ابو معاویہ سے اسی طرح روایت کیا ہے اور اسی طرح بہت سے سلف نے ذکر کیا ہے۔

ذیل کی ان سب تفاسیر میں رفع جسم الی السماء ہے۔

(ابن جریر ج۶ ص۱۲،۱۳، کشاف ج۱ ص۵۸۷، کبیر ج۱۱ ص۱۰۰،۱۰۱، ابی السعود ج۲ ص۲۵۱،۲۵۲)

نوٹ! اس آیت سے جیسا کہ نصاً بلا کسی قرینہ کے بھی صاف طور سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو نہ یہود نے قتل کیا اور نہ صلیب پر لٹکایا اور نہ کوئی اور گزند پہنچا سکے۔ بلکہ محفوظ وصحیح وسالم یہود سے بچا کر اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمانوں میں اٹھالیا ہے۔ اسی طرح ان پندرہ دلائل قویہ سے بھی ثابت ہوا ہے کہ ''رفعه الله اليه'' میں صرف رفع عزت یا طبعی موت یا رفع روح ہرگز ہرگز مراد نہیں ہوسکتا یہ محض مرزا قادیانی کی خودغرضی کا کرشمہ ہے اور بس!'' اخرج البيهقى عن حاطب بن ابى بلتعة ان الله تعالىٰ رفع عيسىٰ فى السماء (خصائص الكبرىٰ ج۲ ص۱۳۹، ماوقع عند كتابيه الى المقوقس)'' ﴿یعنی حاطب بن

ابی بلتعہ سے روایت ہے کہ اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا ہے۔﴾

ایک شبہ کا ازالہ

مرزائی مجبور ہو کر کہا کرتے ہیں کہ ''رفعہ اللہ الیہ ''اور رافعک الیّٰ میں آسمان کا لفظ کہاں ہے۔ بلکہ ان میں تو یہ ہے کہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ کیا خدا تعالیٰ آسمانوں میں محدود ہے۔

جواب!

۱...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''رافعک الیّ کے یہی معنی ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے تو ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی...... جہاں جہاں رافعک یابل رفعہ اللہ الیہ ہے اس سے مراد ان کی روح کا اٹھایا جانا ہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۲۶۴، خزائن ج ۳ ص ۲۳۳)

اور لکھتے ہیں کہ: ''ہم بھی کہتے ہیں کہ مسیح بھی مع جسم آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ مگر اس جسم کے ساتھ جو اس عنصری جسم سے الگ ہے...... اس قسم کے جسم کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السلام کا آسمان پر جانا ہمیں دل وجان منظور ہے۔''

(ضمیمہ براہین حصہ پنجم ص ۲۱۴، ۲۱۵، خزائن ج ۲۱ ص ۳۹۰)

جس جگہ سے مرزا قادیان نے آسمان کو سمجھا ہے وہیں سے اہل اسلام بھی لیتے ہیں۔

مرزا قادیانی کی وحی ہے کہ: ''انا نبشرک بغلام مظہر الحق والعلی کأن اللہ نزل من السماء'' ﴿یعنی ایک لڑکے کی ہم تجھے بشارت دیتے ہیں۔ گویا آسمان سے خدا اترے گا۔ پس اگر خدا آسمان پر نہیں تو یہ الفاظ لغو اور مہمل ہیں۔﴾

(حقیقت الوحی ص ۹۵، خزائن ج ۲۲ ص ۹۸، ۹۹)

۲...... قرآن کریم میں ہے کہ: ''آامنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض (الملک:۱۶)'' ﴿یعنی کیا تم اس ذات سے بے خوف ہو گئے جو آسمان میں ہے کہ تم کو زمین میں خسف کر دے۔﴾

''ثم استویٰ علی العرش (اعراف:۵٤)'' ﴿یعنی پھر اللہ تعالیٰ عرش پر مستولی ہوا۔﴾

حدیث شریف میں ہے کہ: ''فقال لہا این اللہ قالت فی السماء قال من انا

قالت انت رسول الله فقال اعتقها فانها مؤمنة (صحيح مسلم ج ۱ ص ۲۰۴، باب تحريم الكلام فى الصلوة ونسخ ماكان من اباحته)" ﴿یعنی ایک لونڈی کو حضورﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ حضورﷺ نے لونڈی سے پوچھا اللہ کہاں ہے۔ لونڈی نے جواب دیا اللہ آسمان کے اوپر ہے۔ پھر حضورﷺ نے پوچھا میں کون ہوں لونڈی نے جواب دیا آپﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ حضورﷺ نے لونڈی کے مالک سے کہا آزاد کردے یہ لونڈی مؤمنہ ہے۔﴾

"عن عبدالله بن مسعودؓ انه قال والله فوق العرش لا يخفى عليه شئى من اعمالكم (رواه البيهقى باسناد صحيح فى كتاب الاسماء والصفات ص ۴۰۱، باب ماجاء فى العرش والكرسى، وكذا رواه ابن المنذر وعبدالله بن احمد بن جنبل وابوالقاسم الطبرانى ج ۹ ص ۲۰۲ حديث نمبر ۸۹۸۷)"" وغير هما كما قال الذهبى فى كتاب العرش منقول (از فتاوى مولنا عبدالحى ج ۱ ص ۳۰) " ﴿یعنی عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ اللہ فوق العرش پر ہے۔ تمہارا کوئی عمل اس سے پوشیدہ نہیں۔﴾

تمہید میں ہے کہ: "قال ابو مطيع البلخى سألت ابا حنيفةؒ فيمن قال لا ادرى اين الله فقال ابو حنيفةؒ انه يكفر لانه...... خالف النص (ابو شكور سلمى ص ۴۲) " ﴿یعنی ابو مطیع بلخی نے ابوحنیفہ سے پوچھا ایسے شخص کے بارے میں کہ جس نے کہا کہ میں نہیں جانتا اللہ کہاں ہے ابوحنیفہؒ نے جواب دیا وہ کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے نص کی مخالفت کی۔﴾ (فتاوی مولانا عبدالحی ج ۱ ص ۲۷، ۳۲، ۳۳) میں امام مالکؒ وامام شافعیؒ وامام احمد بن حنبلؒ سے منقول ہے کہ اللہ عرش کے اوپر ہے اور اس کا علم اور اس کی قدرت ہر جگہ ہے۔) عقائد الٰہیہ میں ہے کہ: "رب العرش فوق العرش لاكن...... بلا وصف التمكن واتصال" یعنی رب العرش فوق العرش ہے۔ لیکن بغیر وصف تمکن اور اتصال کے۔

اور امام غزالیؒ (کیمیاء سعادت ترجمہ اکسیر ہدایت ص ۶۰ بیان اعتقاد اہلسنت) میں لکھتے ہیں کہ: "وهرچه درعالم است همه زير عرش است وعرش زير قدرت اومسخراست ووے فوق عرش است نه چنانكه جسمے فوق جسمے باشد كه وے جسم نيست وعرش حامل وبردارنده ونيست بلكه عرش وحمله عرش همه برداشته ومحمول لطف وقدرت وے اندو امر وزهم بآں صفت است كه

درازل بود پیش ازانکه عرش را آفرید (از فتاوی مولانا عبدالحی ج۱ ص۳۱)''

اور ابن ہمام مسایرہ میں لکھتے ہیں کہ:''نؤمن انه تعالیٰ مستو علی العرش مع الحکم بان استواء لیس کاستواءالاجساد من التمکن والمماسة والمحاذاة بل بمعنی یلیق به وهوا علم به (از فتاوی مولانا عبدالحی ج۱ ص۲۳،۲۴)'' ﴿یعنی ہم ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے۔لیکن اس کا عرش پر ہونا اس طرح نہیں ہے۔جیسے اجسام کا تمکن اوران کی مماسته اور محاذات ہوتی ہے۔بلکہ اس طرح پر جو اس کی شان کو لائق ہے اور وہ خوب جانتا ہے۔﴾

نوٹ! غرض قرآن کریم اور احادیث رسول اللہ ﷺ وائمہ مجتہدین وعلماء محققین کی عبارات سے معلوم ہوا کہ متقدمین اور سلف صالحین سب کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فوق العرش ہے۔لیکن بلا کیف یعنی جسم اور تمکن اور حدود اور اطراف اور احتیاج اور جہات اور اتصال ومحاذات ومماسته وغیرہ سے مبرا اور منزہ ہے اور کیفیت مجہول ہے۔ہم اس کی کنہ ادراک نہیں کر سکتے۔جب کیفیت مجہول کہی گئی اور خیال'' لیس کمثله شئی (شوریٰ:۱۱)'' کا بھی رہا اور تنزیہ تمام کی گئی محدودیت اور تجسم کسی طرح سے لازم نہیں آتا اور جمہور متکلمین متاخرین نے ان سب کی تاویل کی ہے اور منشاء تاویل کا صرف اس قدر ہے کہ جب مجسمہ نے اس قسم کی آیات اور احادیث سے خیال تجسم کا کیا تو علماء نے ان کے الزام واسکات کے واسطے محاورات عرب کے مطابق ایک دوسرے معنی ظاہر کئے نہ اس غرض سے کہ یہی معنی ماؤل مراد ہیں۔بلکہ اس غرض سے کہ شبہ تجسم دفع ہو جائے۔پس اگر متاخرین کا مذہب پسند ہے تو جیسے انہوں نے دیگر آیات واحادیث کی تاویلیں کیں۔اسی طرح اس آیت'' رفعه الله الیه ورافعك الیّ'' کی تاویل ہے۔

۱...... اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہجرت گاہ کو اپنی جگہ فرمایا ہے۔کیونکہ خاص اللہ کی عبادت اور اس کے احکام بجالانے کے لئے وہاں ہجرت کی جاتی ہے۔جیسے خانہ کعبہ کو بیت اللہ کہا جاتا ہے۔اور مسجدوں کو اللہ کے گھر کہا جاتا ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کے وقت فرمایا تھا کہ:''انی مهاجر الیٰ ربی (عنکبوت:۲۶)''''انی ذاهب الی ربی (الصفات:۹۹)'' ﴿یعنی میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں۔﴾ ٹھیک اسی طرح جب عیسیٰ علیہ السلام کو بطور ہجرت آسمان کی طرف رفع کیا گیا تو'' رفعه الله الیه'' فرمایا گیا۔

۲...... چونکہ آسمانوں میں خاص اللہ ہی کی سلطنت ہے اور اسی کا فرمان جاری ہے۔ لہٰذا آسمانوں کو اپنی جگہ فرمایا ہے۔

۳...... یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے۔ یعنی ”رفعه الله الیٰ سمائه“ اللہ نے ان کو اپنے آسمان کی طرف اٹھالیا۔ مضاف کو محذوف کر کے تفخیماً لشانہ اپنی طرف نسبت کردی۔

۴...... جیسے کعبہ کو بیت اللہ کہا جاتا ہے کہ قبلہ مصلین ہے۔ آسمان اسی طرح دعا مانگنے والوں کا قبلہ ہے۔ کیونکہ جب داعی دعا مانگتا ہے تو آسمان کی طرف منہ اٹھاتا ہے۔ لہٰذا داعین کے لئے وہ بیت اللہ ہے۔ پس جب عیسیٰ علیہ السلام نے یہود کی تکالیف سے بچنے کی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرما کر اپنی طرف اٹھالیا۔ یعنی آسمان پر جو داعین کے لئے بیت اللہ ہے۔ بہرحال یہ آیت نص ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے نہ قتل کیا اور نہ صلیب پر لٹکایا۔ اللہ نے ان کو اپنی طرف یعنی آسمان پر اٹھالیا ہے اور رفعه اللّٰه الیه میں الیٰ بمعنی جانب ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازیؒ اپنی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ: ”رفع عیسیٰ علیه السلام الی السماء ثابت بهذاه الآیة اکرمه بان رفعه الی السماء (تفسیر کبیر ج۸ ص۷۱)“ ﴿یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا اس آیت سے ثابت ہے۔ اللہ نے ان کا ایسا اکرام کیا کہ ان کو آسمان کی طرف اٹھالیا۔﴾

دوسری آیت سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت

۲...... ”وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیامة یکون علیهم شهیدا (نساء:۱۵۹)“ ﴿اور کوئی اہل کتاب نہیں۔ مگر البتہ ضرور ایمان لائیں گے۔ عیسیٰ پر عیسیٰ کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔﴾

توضیح!

کیونکہ اس رکوع میں سات آٹھ ضمیریں پے در پے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں اور بہ اور موتہ کی ضمائر بھی عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں۔ لہٰذا بہ کی ضمیر خدا کی طرف یا آنحضرت ﷺ کی طرف یا اور کسی طرف راجع کرنا صحیح نہیں۔ کیونکہ اس رکوع میں خدا تعالیٰ کی طرف جتنی بھی ضمیریں راجع کی گئی ہیں وہ سب ضمائر متکلم ہیں۔ ”فعفونا، رفعنا، قلنا، قلنا دودفعہ اخذنا، حرمنا، اعتدنا، سنوتیهم“ لہٰذا بہ کی ضمیر خدا کی طرف راجع نہیں

ہوسکتی اور آنحضرت ﷺ کے لئے تمام ضمیریں خطاب کی لائی گئی ہیں۔ ''یسالك ان تنزل، الیك، من قبلك '' لہٰذا یہ ضمیر حضور ﷺ کی طرف راجع کرنا صحیح نہیں۔ علاوہ ازیں ان دونوں صورتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے کوئی ربط نہیں رہے گا۔ سباق وسیاق کے بالکل منافر اور قتل کی طرف راجع کرنا بھی صحیح نہیں۔ جیسا کہ بعض مرزائی مرزا قادیانی کے خلاف کہتے ہیں۔ کیونکہ قتل حسّیات سے ہے اور ایمان بمعنی اذعان کا تعلق حسّیات سے نہیں ہوا کرتا اور عرف اور محاورہ قرآن کریم کے بالکل خلاف ہے اور قتل کے لئے ایمان کا استعمال بھی عجیب ہے۔ بلکہ ایسی جگہ لفظ یقین استعمال کیا جاتا ہے۔ فلان مؤمن بقتل فلان نہیں کہا جاتا۔ بلکہ فلان موقن یقتل فلان کہا جاتا ہے۔ البتہ ایمان کا اطلاق غائب عزیز الوجود پر ہوا کرتا ہے۔ مثلاً ان المسلمین مؤمنون بعد م موته علیه السلام یا ان المسلمین مؤمنون بحیاته علیه السلام اور اگر یہی معنی کئے گئے کہ یہودی عیسیٰ علیہ السلام کے قتل پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو کیا یہود نصاریٰ کے ہم عقیدہ ہوگئے۔ کیونکہ نصاریٰ بزعم کفارہ قتل کو پسند کر کے ایمان رکھتے ہیں۔ اگر قبل موتہ کی ضمیر اہل کتاب کی طرف پھرائی جائے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے (ضمیمہ براہین حصہ پنجم ص۲۳۴، خزائن ج۲۱ ص۴۰۹) میں ضمیر کتابی کی طرف پھرائی ہے کہ ہر ایک شخص جو اہل کتاب میں سے ہے وہ اپنی موت سے پہلے آنحضرت ﷺ پر یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے۔

۱...... ایمان سے ایمان غیر شرعی بلاوجہ وقرینہ مراد لینا ہوگا۔ کیونکہ اگر زہوق روح کے وقت ایمان لاتے ہیں تو یہ شرعاً معتبر نہیں اور قرآن عزیز کے استعمال کے خلاف ہوگا۔ چنانچہ سورہ بقرہ میں ہی ۶۰ جگہ ایمان کا لفظ آیا ہے اور سب جگہ ایمان شرعی مراد ہے۔

اور مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص۲۶۷، خزائن ج۳ ص۳۵۰) میں لکھا ہے کہ ''جو شخص الحاد کا ارادہ نہیں رکھتا اس کے لئے سیدھی راہ یہی ہے کہ قرآن کریم کے معنی اس کے مروجہ اور مصطلحہ الفاظ کے لحاظ سے کرے ورنہ تفسیر بالرائے ہوگی۔''

اور (حقیقت الوحی ص۱۴۲، خزائن ج۲۲ ص۱۴۶) میں ہے کہ: ''ہم اس بات کے مجاز نہیں کہ اپنی طرف سے کوئی ایسے معنی ایجاد کریں کہ جو قرآن کریم کے بیان کردہ معنوں سے مغائر اور مخالف ہوں۔''

۲...... ایسے موقعہ پر بجائے لفظ قبل موتہ کے عند موتہ یا حین موتہ چاہئے تھا۔ اس

موقعہ قبل موتہ بالکل خلاف بلاغت ہوگا۔

۳...... اور اگر یہ معنی ہیں کہ اپنی زندگی میں کسی دن مرنے سے پہلے ایمان لے آتے ہیں تو یہ بالبداہتہ غلط ہے۔ کیونکہ واقعہ کے خلاف ہے اور نیز یہ قید بھی لغو ہوگی۔ اس کے لانے سے کچھ فائدہ نہیں محض لاطائل ہے۔ جیسا کہ کوئی شخص کہے میں نے اپنے مرنے سے پہلے نماز پڑھی یا روزہ رکھا۔

۴...... اس صورت میں مضارع مؤکد بنون تاکید خالص استقبال کے لئے نہیں رہتا۔ جس پر تمام نحویوں کا اجماع ہے۔ (شرح جامی کا حاشیہ تکملہ عبدالحکیم ص۱۶۱، مطبوعہ نولکشور) میں ہے۔ ''ان النون تخلص المضارع للاستقبال''

۵...... اگر قبل موتہ کی ضمیر کتابی کی طرف راجع کریں تو یکون کی ضمیر کس طرف راجع ہوگی۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ یہ ضمیر تو حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کے لئے ہے۔ اور آٹھ ضمیریں اس کے قبل بھی عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں۔ تو پھر یہ انتشار ضمائر لازم آتا ہے۔

۶...... خود مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص۳۸۵، خزائن ج۳ص ۲۹۸) میں قبل موتہ کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع کی ہے اور معنی میں تحریف کی ای قبل ایمانہ بموتہ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ یعنی کوئی اہل کتاب نہیں مگر البتہ ضرور ایمان رکھتے ہیں کہ مسیح یقینی طور پر صلیب کی موت سے نہیں مرا صرف شکوک وشبہات ہیں۔ ان کی طبعی موت پر ایمان لانے سے پہلے مرزا قادیانی نے اس میں مضارع مؤکد کو جو استقبال کے لئے ہے حال بنایا اور قبل موتہ میں ایمان مقدر نکالا اور ایک مہمل مطلب نکالا اور پھر بھی غلط اور خلاف واقع ہے۔ کیونکہ وہ یہود جو حضورﷺ کے زمانہ میں تھے اور اس وقت تک ہیں۔ قتل کو یقینی جانتے ہیں یہ استغراق اور کلیہ غلط ہوگیا۔ طرفہ یہ کہ پھر بھی یہ مطلب نکل سکتا ہے کہ ان کا یہ اتباع ظن عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے پہلے ہے۔ لیکن قرب موت کے زمانہ میں جب عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ مشاہدہ کرلیں گے۔ تو ان کو ظاہر ہو جائے گا کہ ہمارا ظن غلط تھا۔ بعض مرزائیوں نے اپنے نبی کی غلطی کی اصلاح کی ہے اور بہ کی ضمیر قتل کی طرف راجع کرتے ہیں اور محاورہ قرآن کے خلاف ایمان سے ایمان لغوی یعنی غیر شرعی مراد لیتے ہیں اور مضارع موکد بنون ثقیلہ کو بمعنی حال کے جو باجماع نحاۃ خالص استقبال کے لئے ہے اور تمام ضمیروں میں انتشار ڈالتے ہیں۔ یعنی بہ کی ضمیر قتل کی طرف اور موتہ کی ضمیر کتابی کی طرف اور یکون کی ضمیر عیسیٰ کی طرف۔ یعنی کوئی اہل کتاب نہیں۔ مگر ضرور ایمان رکھتا ہے۔ عیسیٰ

علیہ السلام کے قتل پر اپنی موت سے پہلے اور عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔
حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں قبل موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع فرمائی گئی ہے جو مرفوع بھی ہے۔ ''عن ابی هريرةؓ قال قال رسول اللهﷺ يوشك ان ينزل فيكم ابن مريم عدلا يقتل الدجال ويقتل الخنزير ويكسر الصليب ويضع الجزية ويفيض المال حتى يكون السجدة الواحدة لله رب العالمين واقروا ان شئتم وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته...... الخ! ثم يعيدها ابو هريرةؓ ثلث مرات (مسلم ج۱ ص۸۷، باب نزول عيسىٰ عليه السلام حاكما بشريعة نبيناﷺ، تفسير ابن كثير ج۲ ص۴۰۴، زير آيت ان من اهل الكتاب، درمنثور ج۲ ص۲۴۲) '' ﴿ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ تم میں ابن مریم خلیفہ اور امیر عادل ہو کر نازل ہوں گے۔ دجال کو قتل کریں گے اور خنزیر کے قتل کا اور صلیب کے توڑنے کا حکم دیں گے اور جزیہ کو موقوف کر دیں گے اور مال کو بہا دیں گے۔ یہاں تک کہ سجدہ ایک اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہو جائے گا۔ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو ''وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته'' یعنی ہر اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی موت سے پہلے ایمان لائے گا۔ پھر ابو ہریرہؓ اس کو تین دفعہ دہراتے تھے۔ یہ حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ خود حضورﷺ نے حدیث نزول عیسیٰ علیہ السلام فرمانے کے بعد استشہاداً یہ آیت تلاوت فرمائی ہے۔ پھر اس کو ابو ہریرہؓ بھی دہراتے تھے اور بخاری و مسلم وغیرہ کی روایتوں میں ہی لفظ جن میں ابو ہریرہؓ پر موقوف ہے۔ وہ بھی مرفوع ہی کے حکم میں ہے۔ بلکہ مرفوع ہی ہے۔﴾

کیونکہ امام طحاوی نے ابن سیرین سے لکھا ہے۔ ''عن محمد بن سيرين انه كان اذا حدث عن ابى هريرةؓ فقيل له عن النبىﷺ فقال كل حديث ابى هريرةؓ عن النبىﷺ (شرح معانى الآثار ج۱ ص۱۹، باب سور الهرة) '' ﴿محمد بن سیرین سے ہے کہ جب یہ ابو ہریرہؓ سے حدیث بیان کرتے تو ان سے کسی نے پوچھا کہ کیا نبیﷺ سے ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ ابن سیرین نے کہا کہ ابو ہریرہؓ کی ہر حدیث نبیﷺ سے ہے۔﴾

۲...... ''عن ابى هريرةؓ مرفوعاً ليس بينى وبين عيسىٰ عليه السلام نبى وانه نازل فاذا رأيتموه فاعرفوه رجل مربوع الى الحمرة والبياض ينزل بين الممصرتين كأن راسه يقطروان لم يصبه بلل

فیقاتل الناس علی الاسلام فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویھلك اللہ فی زمانہ الملل کلھا الا الاسلام ویھلك اللہ فی زمانہ المسیح الدجال فیمکث فی الارض اربعین سنة ثم یتوفی فیصلی علیہ المسلمون (اخرج ابوداؤد ج۲ ص۱۳۵، باب خروج الدجال) ”﴿ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور تحقیق وہ نازل ہوں گے۔ جب ان کو دیکھو پہچان لو وہ ایک آدمی متوسط سرخ سفید ہوں گے۔ دو چادروں میں نازل ہوں گے گویا کہ سر سے پانی ٹپک رہا ہے۔ اگرچہ تری نے مس نہیں کیا۔ اسلام پر جہاد کریں گے۔ صلیب کو توڑنے اور خنزیر کو قتل کرنے کا حکم دیں گے اور جزیہ کو موقوف کریں گے۔ ان کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا تمام دینوں کو ہلاک کردے گا اور ان کے زمانہ میں مسیح دجال کو ہلاک کرے گا۔ چالیس برس زمین میں رہیں گے پھر وفات ہوگی۔ مسلمان نماز جنازہ پڑھیں گے۔﴾

اور حضرت ابن عباسؓ کی صحیح روایت میں ہے کہ:”قبل موته ای قبل موت عیسیٰ علیه السلام (تفسیر ابن جریر ج٦ ص١٨، ابن کثیر ج٢ ص٤٠١) ”﴿یعنی قبل موتہ کی ضمیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام ہے۔﴾

اور علامہ حافظ ابن جریر لکھتے ہیں کہ:”وانما قوله لیؤمنن به فی سیاق ذکر عیسیٰ اوامه والیهود فغیر جائز صرف الکلام عماهو فی سیاقه الی غیره الا بحجة یحب التسلیم لها من دلالة ظاهر التنزیل اوخبر عن الرسول تقوم به الحجة فاما الدعاوی فلاتعذر علی احدفتاویل الایة اذاکان الامر علی ماوصفت وما من اهل الکتاب الا لیؤمنن بعیسیٰ قبل موت عیسیٰ (تفسر ابن جریر ج٦ ص٢٣) ”﴿بے شک قول باری تعالیٰ لیومنن بہ قبل موتہ سیاق ذکر عیسیٰ یا ان کی ماں اور یہود میں ہے۔ پس سوق کلام سے غیر کی طرف کلام کو پھیرنا غیر جائز ہے۔ لیکن حجت کے ساتھ جس کا تسلیم کرنا واجب ہو ظاہر تنزیل کی دلالت سے یا حدیث رسول اللہﷺ سے جو اس پر حجت قائم ہو۔ لیکن محض دعاوی کرنا تو کسی پر مشکل نہیں ہیں۔ پس جب امر ایسا ہے جیسا تو نے وصف کیا تو آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ نہیں کوئی اہل کتاب مگر البتہ ضرور ایمان لائیں گے عیسیٰ علیہ السلام پر عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے سے پہلے۔﴾

اور علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:''ھو الصحیح لانه المقصود من سیاق الایة ھذا القول ھوا لحق (تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۴۰۲)'' ﴿یعنی یہی صحیح ہے۔آیت کے سیاق سے یہی مقصود ہے اور یہی قول حق ہے۔﴾

اور حافظ حدیث علامہ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ:''ھذا مصیر من ابی ھریرةؓ الی ان الضمیر...... فی قوله قبل موته یعود علی عیسیٰ علیه السلام ای الا لیؤمنن بعیسیٰ قبل موت عیسیٰ وبھذا جزم ابن عباسؓ فیما رواہ ابن جریر من طریق سعید بن جبیر عنه باسناد صحیح ومن طریق ابی رجاء عن الحسن قال قبل موت عیسیٰ علیه السلام واللّٰه انه الان لحی ولٰکن اذانزل اٰمنوا به اجمعون ونقله عن اکثر اھل العلم (شرح صحیح بخاری ج٦ ص٣٥٧، باب واذکر فی الکتاب مریم)'' ﴿یہ حدیث ابو ہریرہؓ سے ظاہر کرتی ہے کہ یہ اور موتہ کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے۔یعنی لیکن ہر اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی موت سے پہلے ایمان لائے گا اور اسی پر ابن عباسؓ نے جزم کیا ہے۔اس روایت میں جو سعید بن جبیر کے طریق سے اسناد صحیح کے ساتھ ان سے مروی ہے اور ابی رجاء کے طریق سے حسن بصری سے روایت ہے کہ قبل موت عیسیٰ علیہ السلام کے۔اللہ کی قسم عیسیٰ علیہ السلام اس وقت تک زندہ ہیں۔لیکن جب نازل ہوں گے تو سب کے سب ایمان لائیں گے اور اس کو اکثر اہل علم سے نقل کیا ہے۔﴾

(عینی شرح صحیح بخاری ج۷ ص۴۵۲، مرقاۃ شرح مشکوۃ ج۱۰ ص۲۳۱، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام، تفسیر کبیر ج۱۱ ص۱۰۴، تفسیر ابی السعود ج۲ ص۲۵۲، ۲۵۳، تفسیر درمنشور ج۲ ص۲۴۱) وغیرہ میں بھی اسی طرح ہے اور شہید کے صلہ میں علیٰ اس وجہ سے ہے کہ شہید معنی رقیب کو متضمن ہے۔پس اس کے صلہ میں بھی علیٰ آجاتا ہے۔جیسے کہ اس آیت میں ہے۔''وکذٰلك جعلنکم امة وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیداً (بقرہ:۱۴۳)'' حالانکہ اس سے قبل جو مذکور ہوئے وہ خیار امت ہیں۔جن پر حضور ﷺ شہید ہوں گے اور ''کنت علیھم شھیداً ما دمت فیھم (مائدہ:۱۱۷)''

قبل موتھم کی قرأت شاذ ہے

قرأت شاذہ بالاتفاق قرآن کریم نہیں بلکہ قرأت متواترہ قرآن ہے اور اس کی تینوں روایتیں غیر صحیح اور منکر اور ضعیف ہیں۔

۱...... ایک روایت میں علیؒ بن طلحہ ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں۔ (میزان الاعتدال ج۵ ص۱۶۳،مطبوعہ بیروت) میں ہے کہ:''قال احمد بن حنبل له (ای لعلیؒ بن طلحه) اشیاء منکرات وقال وحیم لم یسمع علی بن طلحه عن ابن عباسؓ''

یعنی امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ علی بن طلحہ کی بہت سی روایتیں منکر ہیں اور وحیم فرماتے ہیں کہ علی بن طلحہ نے ابن عباس سے کچھ سنا ہی نہیں اور (تہذیب التہذیب ج۵ ص۷۰۱) میں ہے کہ:''روی علی بن طلحه عن ابن عباس ولم یسمع عنه بینهما مجاهد''

اور (ج۵ ص۷۰۲) میں ہے کہ:''قال یعقوب بن سفیان ضعیف الحدیث منکر لیس بمحمود المذهب''یعنی علی بن طلحہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں۔حالانکہ ان سے سماع حاصل نہیں ان دونوں کے درمیان مجاہد کا واسطہ ہے اور یعقوب بن سفیان نے کہا کہ علی بن طلحہ ضعیف الحدیث منکر ہے۔اس کا مذہب اچھا نہیں۔

اور (تقریب التہذیب ج۱ ص۴۱۵) میں ہے کہ:''علی بن طلحه ارسل عن ابن عباسؓ ولم یره''یعنی علی بن طلحہ ابن عباسؓ سے روایت کرتا ہے۔حالانکہ علی بن طلحہ نے ان کو دیکھا تک نہیں۔

۲...... اور دوسری روایت ابوحذیفہ سے ہے یہ کنیت ہے۔موسیٰ بن مسعود کی یا شیخ یحییٰ بن ہانی کی پہلا بالکل ضعیف اور دوسرا مجہول (میزان اعتدال ج۶ ص۵۶۲) میں ہے کہ:''تکلم فیه احمد وضعفه الترمذی وقال ابن خزیمه لااحتج به''یعنی امام احمد نے اس میں کلام کیا اور ترمذی نے اس کو ضعیف کہا اور ابن خزیمہ نے کہا کہ اس کی روایت سے حجت نہ پکڑی جائے اور (تقریب التہذیب ج۲ ص۷۱۰) میں ہے کہ:''ابوحذیفه غیر منسوب شیخ یحییٰ بن هانی مجهول''

۳...... اور تیسری روایت محمد بن حمید الرازی سے ہے۔ (میزان الاعتدال ج۶ ص۱۲۶،۱۲۷) میں ہے کہ:''قال ابن شیبة کثیر المناکیر وقال البخاری فیه نظر وکذبه ابوزرعه...... وعن الکوسخ قال اشهدانه کذا وقال صالح کنانتهم ابن حمید فی کل شئی یحدثنا مارایت اجری علی الله منه کان یاخذ احادیث الناس فیقلب بعضه''یعنی ابن شیبہ نے فرمایا کہ محمد بن حمید کثیر منکر بیان کرنے والا ہے۔بخاری نے کہا اس میں نظر ہے۔ابوزرعہ نے اس کو جھوٹا کہا کوسخ نے کہا میں شہادت

دیتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔ صالح نے کہا کہ ہم ابن حمید کو ہر حدیث میں جو بیان کرتا متہم سمجھا کرتے تھے۔ میں نے کسی کو اس سے بڑھ کر دلیر نہیں دیکھا۔ حدیث کو لیتا تھا اور اس کے بعض کو الٹ پلٹ کر دیتا تھا۔

علاوہ ازیں قراۃ شاذہ کو قرأت متواترہ اور احادیث متواترہ کے معنی پر عمل کرنا واجب ہے۔ نہ کہ قرآۃ متواترہ کو قراۃ شاذہ پر لہٰذا اس قرآۃ شاذہ کی رو سے یہ معنی ہوں گے کہ سب اہل کتاب اپنی موت سے پہلے یعنی قوم یہود اپنے فنا ہونے سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے۔ گو اس وقت بہت قلیل ایمان لاتے ہیں یا سب اہل کتاب اپنی موت سے پہلے ایمان لائیں گے۔ اوّل زہوق روح کے وقت جو معتبر اور مفید نہیں، نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اپنی مذہبی موت سے پہلے سب کے سب ایمان لائیں گے۔ علامہ نووی باوجود احادیث متواترہ سے حیاتِ ونزول عیسیٰ علیہ السلام مانتے ہوئے صرف اس قراۃ شاذہ ضعیفہ کی وجہ سے اس آیت کے معنی میں مغالطہ کھایا ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

قرآن کریم کی اس آیت سے اور احادیث نبویہ سے ثابت ہے کہ قریب قیامت میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے زمانہ میں سوائے اسلام کے سب دین ہلاک کر دئے جائیں گے۔ نہ یہودیت رہے گی نہ نصرانیت۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی بھی تسلیم کرتے ہیں۔

اور عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کفر و شرک پھیلے گا یہاں تک کہ ایک قسم کی ٹھنڈی ہوا چلے گی اس سے تمام مسلمان ہلاک ہو جائیں گے اور دنیا میں سب مشرکین اور کافر رہ جائیں گے کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا۔ ان پر صور پھونکا جائے گا اور دنیا کا خاتمہ ہوگا۔

’’لاتقوم الساعة الا علی شرار الناس (ابن ماجه ص۲۹۲، باب شدة الزمان) ‘‘ ’’عن انس قال قال رسول اللهﷺ لاتقوم الساعة حتیٰ لا یقال فی الارض الله الله ۰ لاتقوم الساعة علی احد یقول الله الله (مسلم ج۱ ص۸۴، باب ذهاب الایمان اخر الزمان)‘‘

لیکن آیت ’’اغرینا بینهم العداوة والبغضاء الی یوم القیٰمة (مائده:۱٤)‘‘ یعنی ہم نے یہود میں باہمی بغض وعداوت قیامت تک ڈال دی۔

اور آیت ’’والقینا بینهم لعداوة والبغضاء الی یوم القیامة (مائده:٦٤)‘‘ یعنی ہم نے نصاریٰ میں باہمی بغض وعداوت قیامت تک ڈالدی۔

اورآیت''جاعل الذین اتبعوك فوق الذین كفروا الی یوم القیامة (آل عمران:۵۵) ''یعنی اے عیسیٰ علیہ السلام میں تیرے متبعین کو کافروں پر قیامت تک غالب رکھنے والا ہوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود اور نصاریٰ قیامت تک رہیں گے۔

''قال رسول اللہﷺ لن یبرح هذا الدین قائماً یقاتل علیه عصابة من المسلمین حتیٰ تقوم الساعة (صحیح مسلم ج۲ ص۱۴۳، باب قولهﷺ لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق مشكوٰة ج۳۳۰، كتاب الجهاد)''

''اخرج مسلم عن جابر قال سمعت النبیﷺ یقول لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین الی یوم القیامة قال فینزل عیسیٰ علیه السلام بن مریم (مسلم ج۱ ص۸۷، باب نزول عیسیٰ بن مریم، مشكوٰة ص۴۸۰، باب قرب الساعة)''

''وقال معاذ وهم بالشام (بخاری ج۱ ص۵۱۴)''

''وفی حاشیته ان فی المسلم حتیٰ یاتیهم الساعة ''یعنی یہ دین اسلام قیامت رہے گا۔ مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک اسلام پر جہاد کرتی رہے گی۔ پھر عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان بھی قیامت تک رہیں گے۔ یہاں تک کہ ان پر قیامت آئے گی۔ الیٰ یوم القیمة سے مراد زمانہ نزول عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام یوم القیامہ کی ایک بڑی علامت ہیں اور ان کا نزول بالکل قیامت کے قریب ہی ہے۔ چنانچہ درمنثور میں بہت آثار لکھے ہیں۔ ابن ابی حاتمؒ اور ابن عساکر نے نعمان بن بشیر سے یہ حدیث روایت کی اور اس کے بعد نعمان بن بشیرؓ نے استشہاداً یہ آیت پڑھی ''جاعل الذین اتبعوك فوق الذین كفروا الی یوم القیمة ''اور (کنزالعمال ج۱۴ ص۴۵،۴۷ حدیث نمبر۳۷۸۹۱،۳۷۸۹۶) میں بھی ہے۔ اور ابن عساکر نے معاویہؓ سے اس حدیث کا اخراج کیا اور معاویہؓ نے اس کے بعد اس آیت کو پڑھا۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے کہ:''ان المراد بقیام الساعة ساعتهم وان المراد بالذین یكونون ببیت المقدس الذین یحصرهم الدجال اذا خرج فینزل عیسیٰ علیهم فیقتل الدجال ویظهر الدین فی زمن عیسیٰ ثم بعد موت عیسیٰ تهب الریح المذكوره ''قیامت سے مراد خاص ان کی قیامت مراد ہے اور وہ لوگ جو بیت المقدس میں ہوں گے ان سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو

دجال محاصرہ کرے گا جب وہ نکلے گا۔ پس عیسیٰ علیہ السلام ان پر نازل ہوں گے اور دجال کو قتل فرمائیں گے اور ان کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ دین کو غالب کرے گا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بعد ٹھنڈی ہوا چلے گی۔ جس سے تمام مسلمان ہلاک ہو جائیں گے۔ غرض عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں سب یہود و نصاریٰ فنا ہو جائیں گے اور ان پر قیامت آ جائے گی اور عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بعد مسلمان بھی ہلاک ہو جائیں گے اور ان پر قیامت آ جائے گی۔ پھر قیامت کبریٰ شرار الناس پر قائم ہوگی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ یوم القیامہ کے حقیقی معنی تو یہاں متصور ہی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یوم القیامہ کے حقیقی معنی یہ ہیں۔ قبروں سے اٹھنے کا دن اور فنا کے دن کو تو مجازاً قیامت کہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس وقت تک جب کہ کوئی بھی دنیا میں موجود نہ ہوگا۔ یہود اور نصاریٰ میں بغض اور عناد اور کافرین پر غلبہ کیسے متصور ہو سکتا ہے؟۔ بہر حال یوم القیامہ کے مجازی معنی لئے جائیں گے۔

بمصداق حدیث ''من مات فقد قامت قیامته ''یعنی خاص ان کی قیامت مراد ہے۔ جو صغریٰ قیامت ہے۔ لہٰذا آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ ہم نے یہود اور نصاریٰ میں ان پر قیامت قائم ہونے تک بغض اور عناد ڈال دیا اور ان پر قیامت قائم ہونے کا زمانہ، زمانہ نزول عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ ایسے ہی مسلمانوں کو ان پر قیامت قائم ہونے تک کافروں پر غالب رکھے گا اور ان پر قیامت قائم ہونے کا زمانہ ٹھنڈی ہوا چلنے کا زمانہ ہے۔

یا الیٰ یوم القیامة سے مراد زمانہ نزول عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام یوم القیامہ کی ایک بڑی علامت ہیں۔ اور ان کا نزول بالکل قیامت کبریٰ کے قریب ہی ہے اور قیامت کی علامات کبریٰ کا یوم القیامہ میں ہی شمار ہے۔ کیونکہ اس وقت صغریٰ قیامتیں شروع ہو جائیں گی۔ یعنی ایک ایک نوع کا فنا ہونا اور ان پر قیامت قائم ہونا۔

تیسری آیت سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت

۳...... ''انه لعلم للساعة فلا تمترن بها واتبعوا هذا صراط مستقیم (زخرف:٦١) ''انه کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ جن کا ذکر اوپر کی آیتوں میں مذکور ہے۔ چنانچہ ابن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں بلکہ یہ تفسیر حکماً مرفوع ہے۔ خود حضور ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔

''وانه لعلم للساعة قال ابن عباس ای خروج عیسیٰ بن مریم علیهما السلام قبل یوم القیامة (واخرجه فتح البیان ج٨ ص٣١١، الحاکم ج٢

ص٤٤٨)"" وابن مردویه عنه مرفوعا وعن ابی هریرةؓ نحوه اخرجه عبدبن حمید"

"اخرج العریابی وسعید بن منصور ومسدود عبدبن حمید وابن ابی حاتم وطبزانی من طرق عن ابن عباس فی قوله وانه لعلم للساعة قال خروج عیسیٰ قبل یوم القیامة (تفسیر درمنشور ج٦ ص٢٠)"

﴿ابن عباسؓ نے کہا کہ انه لعلم للساعة یعنی عیسیٰ بن مریم کا قیامت سے پہلے ظہور فرمانا۔ حاکم اور ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے اس کو مرفوعاً روایت کیا ہے اور اسی طرح ابو ہریرہؓ سے عبدبن حمید نے روایت کی ہے۔﴾

"الصحیح انه عائد علی عیسیٰ علیه السلام فان السیاق فی ذکره ثم المراد بذلك نزوله قبل یوم القیامة کماقال تبارك وتعالیٰ وان من اهل الکتاب الا لیؤمن به قبل موته ای قبل موت عیسیٰ علیه السلام ویوم القیامة یکون علیهم شهیدا ویؤید هذا المعنی القراة الاخری وانه لعلم للساعة ای امارة دلیل علی وقوع الساعة قال مجاهد وانه لعلم للساعة ای ایة للساعة خروج عیسیٰ علیه السلام قبل یوم القیامة وهکذاروی عن ابی هریرةؓ وابن عباسؓ وابی العالیه وابی مالك وعکرمه والحسن وقتادة وضحاك وغیرهم وقد تواترت الاحادیث عن رسول اللہ ﷺ انه خبر بنزول عیسیٰ علیه السلام قبل یوم القیامة اماماً عادلاً وحکماً مقسطاً (تفسیر ابن کثیر ج۷ ص۲۱۷)" ﴿صحیح یہ ہے کہ ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے۔ کیونکہ آیت کا سیاق انہی کے ذکر میں ہے۔ پھر اس سے ان کا قیامت سے پہلے نزول مراد ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔"وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته" یعنی سب اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے اور اس معنی کی دوسری قرآۃ بھی تائید کرتی ہے۔ انه لعلم للساعة یعنی عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے وقوع پر دلیل اور علامت ہیں اور مجاہد نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کا خروج قیامت کی علامت ہے اور اسی طرح ابو ہریرہؓ وابن عباسؓ اور ابو العالیہ اور ابو مالک اور عکرمہ اور حسن اور قتادہ اور ضحاک وغیرہم سے مروی ہے اور رسول اللہ ﷺ سے احادیث تواتر کو پہنچ گئیں کہ حضور ﷺ نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے نازل ہوں گے۔ امام عادل اور حاکم عادل ہو کر۔﴾

''(تفسیر معالم التنزیل ج٤ ص٥٠، تفسیر کشاف ج٤ ص٢٦١، تفسیر مدارك ج٤ ص٩٣، تفسیر خازن ج٦ ص١١٦، تفسیر روح المعانی ج٢٥ ص٨٧،٨٨، تفسیر کبیر ج٢٧ ص٢٢٢، تفسیر ابی السعود ج٨ ص٥٢،٥٣، بیضاوی ج٢ ص٢٩٤، جلالین ص٤٠٧، درمنشور ج٦ ص٢٠)''سب میں اسی طرح ہے۔

اور بعض نے جو ضمیر کو قرآن کریم یا محمد ﷺ کی طرف عائد کیا ہے بالکل غیر صحیح اور خلاف ظاہر ہے۔ کیونکہ ان کا پہلے کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔ بلا مرجع ضمیر کیسے عائد کی جاسکتی ہے۔ مرجع کا صریحاً، ضمناً، حکماً مقدم ذکر ضروری ہے۔ جیسا کہ:''انا انزلناه فی لیلة القدر (قدر:۱)''اس میں ضمیر منزل یعنی قرآن کی طرف راجع ہے۔ جو انزلنا میں منزل ضمناً مذکور ہے اور''قل هو الله احد (اخلاص:۱)''میں حکماً۔ واضح ہو کہ جب صحابہ کرامؓ نے بلکہ خود حضور ﷺ نے جیسا کہ ان تفسیروں کا حکماً مرفوع ہونا ثابت ہو گیا۔ یہ تفسیر فرمادی ہے تو اب کسی کو حق نہیں ہے کہ صحابہ کرامؓ بلکہ حضور ﷺ کے خلاف کوئی دوسری تفسیر کرے۔ اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت کی نشانی اور علامت ہے۔ وہ قیامت سے پہلے ضرور تشریف لائیں گے۔ قیامت کے وقوع میں ہرگز شک مت کرو ضرور واقع ہو کر رہے گی اور فرما دیجئے کہ اتباع میری کرو یہی صراط مستقیم ہے۔ اسی پر قائم رہو کیونکہ میرا دین منسوخ نہ ہوگا۔ قیامت تک رہے گا۔ کیونکہ میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اس امت میں نبی ہونے کی حیثیت سے نہ ہوگا۔

چوتھی آیت سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت

۴...... ''اذ کففت بنی اسرائیل عنك (مائده:۱۱۰)''﴿اے عیسیٰ علیہ السلام یاد کر اس واقعہ کو کہ جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روک دیا تھا۔﴾

نوٹ! اس آیت سے خوب ظاہر ہے کہ یہود عیسیٰ علیہ السلام کے قریب بھی نہیں پہنچ سکے۔ ایذارسانی تو کجا۔ جبکہ مسیح علیہ السلام کے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا ہو کہ طمانچے مارے گئے کانٹوں کا تاج سر پر رکھا گیا۔ ہاتھوں پاؤں میں میخیں ٹھوک دی گئیں۔ یہود اپنی دانست میں مار کر چھوڑ گئے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ اسلام کو قیامت میں اپنی نعمت واحسان کا ذکر فرمائے گا کہ بنی اسرائیل کو تجھ تک پہنچنے نہیں دیا۔ کیا یہی نعمت ہے کہ سب گت بنوادے۔ یہ کیسا کف ہے؟۔ کہ یہود کے ہاتھ پکڑوا کر صلیب پر لٹکا دینے کے بعد تیرے سب کرم کروادوں گا۔ پر

تیرا دم نکلنے نہ دوں گا اور تجھے جاں بلب بنادوں گا۔ مرزا قادیانی کے مدعا کا سارا گورکھ دھندا اسی میں ہے اور اس آیت نے اس گورکھ دھندے کو پاش پاش کر دیا۔ لفظ کف اور پھر بنی اسرائیل کو مفعول بنانا اور اس کے صلہ میں لفظ عنک لانا اسی لئے ہے اور معنی ہیں کہ میں نے بنی اسرائیل کو تجھ تک پہنچنے سے روک لیا اور دوسرے کے یہ معنی ہیں کہ میں نے تجھ کو بنی اسرائیل سے بچالیا۔ اوّل صورت میں ایذارسانی ممکن ہی نہیں ورنہ اس کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو تجھ سے بچالیا اور ان کو تجھ سے روک لیا اور لفظ اعتصام میں بھی یہ بات نہیں ہے۔

(صحیح مسلم ج۲ ص۱۱۶، باب قول الله تعالیٰ وهو الذی کفا ایدیهم عنکم) میں انسؓ بن مالکؓ اور سلمۃ بن الاکوعؓ سے مروی ہے کہ اہل مکہ سے ۸۰ آدمی مسلح جبل التنعیم سے اترے اور نبی ﷺ اور آپؐ کے اصحابؓ پر غفلت میں حملہ کرنا چاہا۔ فاخذهم سلما ان کو صلح سے بلاقتال پکڑ لیا۔ حضور ﷺ نے معاف فرما کر سب کو چھوڑ دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”وهو الذی کف ایدیهم عنکم وایدیکم عنهم ببطن مکة من بعد ان اظفرکم علیهم (فتح:۲٤)“ یعنی اللہ وہ ذات ہے کہ جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روک لیا اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک لیا بطن مکہ میں بعد اس کے کہ میں نے تم کو ان پر فتح مند کیا۔ اس آیت میں گو کف ہے اور ہر ایک دوسرے سے بلاایذارسانی بچائے گئے۔ لیکن جو بات کففت بنی اسرائیل عنك میں ہے وہ اس میں بھی نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں بنی اسرائیل کا کف ہے۔ ذات عیسیٰ علیہ السلام سے جس کے یہ معنی ممکن نہیں کہ میں نے بنی اسرائیل کو عیسیٰ سے بچالیا اور روک لیا۔ فافهم!

پانچویں آیت سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت

۵...... ”ومکروا ومکر الله والله خیر الماکرین (آل عمران:٥٤)“

﴿انہوں نے تجویز خفی کی اور اللہ نے بھی تجویز خفی کی اور اللہ کی تجویز سب پر غالب ہے۔﴾

توضیح!

۱...... انہوں نے تجویز کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کر کے طرح طرح کے عذاب دے کر قتل کریں اور خدا نے تجویز کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچائے اللہ غالب تجویز والا ہے۔ یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسماً بچائے۔ کیونکہ روح کو تو نہ کوئی پکڑ سکتا ہے اور نہ صلیب دے سکتا ہے۔ یہ سب تجویزیں جسم واسطے ہو

رہی تھیں۔ کیونکہ جھگڑا جسم کا ہے۔ یہودی جسم کو صلیب کے عذاب دے کر ذلیل کرنا چاہتے تھے اور خدا تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو صلیب کے عذابوں سے بچانا چاہتا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی تجویز غالب رہی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھالیا اور جس جسم نے قتل ہونا اور صلیب دیا جانا تھا وہی اٹھالیا گیا۔ یہی اللہ کی تجویز تھی۔

۲...... جملہ مکروا اور جملہ مکر اللہ دنوں جملے فعلیہ ہیں۔ جو حکم میں نکرے کے ہوتے ہیں اور اعادہ نکرہ سے ثانیہ نکرہ وغیرہ اولی ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہود کی تجویز اور اللہ کی تجویز مغائر تھی جو جمع نہیں ہوسکتی۔ اگر رفع روحانی مراد لیا جائے تو قتل کے ساتھ جمع ہوتا ہے اور نہ اس کا مغائر ہے تو معلوم ہوا کہ رفع جسمانی ہے۔ جو بالکل قتل کے منافی ہے۔

۳...... مکر کے معنی تجویز خفی کے ہیں۔ اگر صلیب پر لٹکائے گئے اور قریب ہلاکت کئے گئے تو یہ تجویز خفی کیسے ہوگی اور خداوند عالم خیر الماکرین کیسے ہوگا؟۔ مطلب یہ ہوا کہ ''مکروا ای بالقتل ''یعنی انہوں نے طرح طرح کے عذاب دے کر قتل کرنے کی تجویز کی۔ ومکر اللہ ای بالرفع الی السماء یعنی اللہ نے بھی تجویز کی کہ ان کو یہود سے بچا کر آسمان پر رفع کر لیا۔

''(تفسیر ابن جریر ج۳ ص۲۸۹، ابن کثیر ج۲ ص۳۹، کبیر ج۸ ص۶۹، ۷۰، ابی السعود ج۲ ص۴۲، وروح المعانی ج۳ ص۱۵۷، کشاف، ج۱ ص۳۶۶، ومدارك التنزیل ج۱ ص۱۲۴، وبیضاوی ج۱ ص۱۴۰، جلالین ص۵۰)'' وغیرہ سب میں یہی مطلب مذکور ہے۔

چھٹی آیت سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت

۶...... ''اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ ومطهرك من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفرو الی یوم القیمة (آل عمران:۵۵)'' ﴿جب کہ کہا اللہ نے اے عیسیٰ تحقیق میں تم کو پورا پورا اپنے قبضہ میں یعنی یہود سے بچا کر اپنی حفاظت میں رکھنے والا ہوں اور تم کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تم کو ان کافروں سے پاک کر دینے والا ہوں اور تیرے متبعین کو کافروں پر فوق کرنے والا ہوں۔ قیامت کے روز تک۔﴾

توضیح!

توفی کا مادہ وفا ہے اور وفا کے معنی پورا دینا اور پورا کرنا ہے اور توفی باب تفعل سے جس کے معنی پورا بہ تمامہ لینے کے ہیں اور توفی المیت کا لفظ عربی میں ایسا ہے جیسا کہ اردو میں وصال اور انتقال کے معنی کنایۃً موت کے لئے جاتے ہیں۔ حالانکہ اصلی حقیقی معنی موت کے نہیں۔ چنانچہ (اساس البلاغت ج۲ ص۳٤٠) میں علامہ زمخشری نے جن کی بابت مرزا قادیانی (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۰۸، خزائن ج۲۱ ص۳۸۰) میں لکھتے ہیں کہ: ''اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ زبان عرب کا ایک بے مثل امام جس کے مقابل پر کسی کو چون وچرا کی گنجائش نہیں۔'' یعنی علامہ زمخشری نے لکھا ہے کہ: ''واوفاه واستوفاه وتوفاه استكمله ومن المجاز توفی وتوفاه الله ادركته الوفات'' یعنی پورا پورا لینے کے ہیں اور مجاز سے ہے۔ توفی یعنی مر گیا۔ اس کو موت نے پالیا اور توفاہ اللہ یعنی اللہ نے اس کو موت دی۔

''واوفاه فاستوفاه وتوفاه ای لم يدع منه شيئا فهم مطاوعان لا وفاه ووفاه وافاه ومن المجاز ادركته الوفاة ای الموت والمنية (تاج العروس شرح قاموس ج۲۰ ص۳۰۱)'' یعنی استوفا اور توفاہ کے معنی کسی چیز کو پورا پورا لینا کہ کوئی چیز اس سے چھوٹنے اور رہنے نہ پائے اور موت کے معنی مجازی ہیں۔

''(التوفی) الاماتة وقبض الروح وعليه استعمال العامة اولاستيفاء واخذ الحق وعليه استعمال البلغاء (كليات ابی البقاء ص۱۲۹)'' یعنی توفی کے معنی موت دینا اور قبض روح کے ہیں اور اس پر عام لوگوں کا استعمال ہے۔ یا پورا پورا لینے اور اخذ حق کے ہیں اور اس پر بلغاء کا استعمال ہے۔

''التوفی وهو جنس تحته انواع بعضها بالموت وبعضها بالاصعاد الى السماء (تفسیر کبیر ج۸ ص۷۲)'' یعنی توفی جنس ہے۔ اس کے نیچے کئی انواع ہیں۔ بعض کی توفی موت کے ساتھ ہوتی ہے اور بعض کی توفی آسمان پر اٹھا لینے کے ساتھ ہوتی ہے۔

''قل يتوفاكم ملك الموت يستوفی نفوسكم لا يترك منها شيئا من اجزائها ولا يترك شيئا من جزئياتها ولا يبقى احد منكم واصل التوفی اخذ الشئ به تمامه (روح المعانی ج۲۱ ص۱۱۲)'' یعنی یتوفاکم ملک الموت کے یہ معنی ہیں کہ

ملک الموت تمہارے نفوس کو پورا پورا لے گا۔ اس کے اجزاء میں سے کوئی جز اور جزئیات میں سے کوئی جزئی نہیں چھوڑے گا۔ اور تم میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا اور اصل توفی کے معنی کسی شے کو پورا بہ تمامہ لینا ہے۔

نوٹ! معلوم ہوا کہ لغت عرب میں توفی کے معنی حقیقی پورا پورا بہ تمامہ کسی شے کو لینے کے ہیں۔ خواہ جسم ہو خواہ روح ہو خواہ کوئی اور شے ہو۔ چنانچہ عرب ... ورہ مشہور ہے۔ توفیت المال، (لسان العرب ج۱۵ص ۳۵۹ اور منجد ص ۲۱ ۷، شرح قاموس) میں ہے۔

انت بوفاه ای فی طول العمر اور توفی کا لفظ موت کے معنی میں حقیقی نہیں۔ بلکہ کنایۃً اس کی ایک نوع میں استعمال ہوتا ہے اور بلغاء کا استعمال اسی معنی میں ہے کہ کسی چیز کو پورا پورا بہ تمامہ لینا لم یدع منہ شئی کہ کوئی چیز اس سے رہنے اور چھوٹنے نہ پائے اور امام فخر الدین رازیؒ نے فرمایا ہے کہ بعض کی توفی آسمان پر اٹھا لینے کے ساتھ ہوتی ہے۔

''عن مطر الوراق فی قول اللّٰہ انی متوفیك قال متوفیك من الدنیا ولیس بوفات موت (تفسیر ابن جریر ج۳ ص۲۹۰ اور ابن کثیر ج۲ ص۳۹) ''یعنی مطر الوراق سے ہے کہ متوفیک کے معنی وفات موت کے نہیں بلکہ زمین سے اٹھا لینے کے ہیں۔

''عن کعب الاحبار انی متوفیك ورافعك الیّ ولیس من رفعته عندی میتاً وانی سابعثك علی الاعور الدجال فتقتله (تفسیر ابن جریر ج۳ ص۲۹۰) ''یعنی کعب الاحبار سے ہے کہ مار کر اٹھانا مراد نہیں بلکہ میں اعور دجال پر تم کو بھیجوں گا اور تو اس کو قتل کرے گا۔

''قال ابن زید لم یمت بعد حتیٰ یقتل الدجال وسیموت (ابن جریر ج۳ ص۲۹۰) ''یعنی ابن زید نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی مرے نہیں یہاں تک کہ دجال کو قتل فرمائیں گے اور پھر مریں گے۔

''عن الحسن واللّٰہ انه لحیی الان عند اللّٰہ ولاکن اذ انزل اٰمنوا به اجمعون (ابن کثیر ج۲ ص۴۰۱) ''یعنی حسن سے مروی ہے کہ اللہ کی قسم تحقیق عیسیٰ علیہ السلام اس وقت زندہ ہیں۔ لیکن جب نازل ہوں گے تو سب کے سب ایمان لے آئیں گے۔ پس مرزا قادیانی اور مرزائیوں کا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ توفی کے معنی حقیقی موت کے ہیں، ہرگز نہیں۔ مرزا قادیانی نے دیکھا کہ کسی انسان کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا آسمان پر اٹھائے جانے کا

قطعی ثبوت اور توفی کا اس صورت میں استعمال تو مل نہیں سکتا۔ لہٰذا یہ قاعدہ اختراع کیا کہ توفی کا فاعل اللہ تعالیٰ ہو اور ذی روح مفعول ہو تو وہاں موت کے ہی معنی ہوں گے۔ ایسی صورت میں اس کے سوا اور کوئی معنی نہیں۔ (ازالہ اوہام ص۳۳۲،۳۳۴،۳۳۶،۸۸۵،۸۸۶، خزائن ج۳ ص۲۶۹،۲۷۰، ۲۷۱،۵۸۴، ضمیمہ براہین پنجم ص۲۰۶، خزائن ج۲۱ ص۳۷۹) میں مرزا نے لکھا۔

''اور قرآن کریم میں اوّل سے آخیر تک توفی کے معنی روح کو قبض کرنے اور جسم کو بیکار چھوڑ دینے کے ہیں۔'' مرزا قادیانی سے کوئی پوچھے کہ صاحب آپ نے یہ قاعدہ لغات کی کس کتاب میں لکھا دیکھا ہے۔ اگر صرف یہ قاعدہ آپ ہی کا اختراع ہے تو ہماری طرف سے بھی یہ ایک قاعدہ سن لیجئے کہ اگر فعل توفی رفع کے ساتھ مستعمل ہو اور فاعل دونوں کا اللہ اور مفعول جسم ذی روح ذات واحد ہو تو وہاں صرف اخذ جسم مع رفع جسم ہی کے معنی ہوں گے۔ حالانکہ تمہارا یہ قاعدہ مخترعہ بھی غلط ہے۔ خود قرآن کریم میں موجود ہے کہ: ''وھو الذی یتوفاکم بالیل (انعام:۶۰)'' اللہ فاعل ذی روح مفعول فعل توفی اور معنی نیند کے ہیں۔ اور باب تفصیل سے تو بہت جگہ قرآن میں پورا لینے کے معنی میں آیا ہے۔

۱…… ''ثم توفی کل نفس ماکسبت وھم لا یظلمون (آل عمران:۱۶۱)''

۲…… ''وتوفی کل نفس ماعملت وھم لا یظلمون (النحل:۱۱۱)''

۳…… ''ووفیت کل نفس ماکسبت وھم لا یظلمون (آل عمران:۲۵)''

۴…… ''واما الذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت فیوفیھم اجورھم واللہ لا یحب الظلمین (آل عمران:۵۷)'' غرض قرآن میں کسی جگہ بھی توفی کے معنی موت کے حقیقتاً نہیں۔ لفظ اپنے مادہ سے الگ نہیں ہوسکتا۔ بلکہ سب جگہ مادہ کا مفہوم ماخوذ ہے۔ چونکہ توفی وفا سے ہے۔ لہٰذا ہر جگہ پورا لینے کا مفہوم ہوگا۔ کہیں روح کا پورا لینا جو کنایہ ہے۔ موت سے اور اگر مع الارسال ہو تو نیند مراد ہے اور کہیں جسم وروح وغیرہ کا پورا لینا مراد ہے اور خود مرزا قادیانی بھی قبل دعویٰ کے موت کے معنی نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ (براہین احمدیہ ص۵۲۰، خزائن ج۱ ص۶۲۰) میں اسی آیت کا ترجمہ لکھتے ہیں کہ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔

قرآن کریم سے ثبوت کہ توفی کے حقیقی معنی موت کے نہیں

۱...... خداتعالیٰ نے ہر جگہ حیوٰۃ اور موت میں مقابلہ کیا ہے۔ توفی اور حیوٰۃ میں کہیں مقابلہ نہیں کیا۔ بلکہ توفی کو مادمت فیہم وغیرہ کے مقابلہ میں رکھا ہے۔ معلوم ہوا توفی کے معنی موت کے نہیں۔

۱...... ’’الذی یحیی ویمیت (بقرہ:۲۵۸)‘‘

۲...... ’’یحییکم ثم یمیتکم (الجاشیہ:۲۶)‘‘

۳...... ’’هوا مات واحییٰ (نجم:٤٤)‘‘

۴...... ’’لا یموت فیها ولا یحیی (طه:۷٤)‘‘

۵...... ’’احیی الموتی باذن الله (آل عمران:٤٩)‘‘

۶...... ’’اموات غیر احیاء (نحل:۲۱)‘‘

۷...... ’’علی ان یحییٰ الموتی (احقاف:۳۳)‘‘

۸...... ’’وانه یحیی الموتی‘‘

۹...... ’’کذلك یحیی الله الموتی (بقره:۷۳)‘‘

۱۰...... ’’یحیی الارض بعد موتها (روم:۱۹)‘‘

۱۱...... ’’کفاتاً احیاء وامواتا (مرسلات:۲٦)‘‘

۱۲...... ’’تخرج الحیی من المیت وتخرج المیت من الحیی (آل عمران:۲۷)‘‘

۱۳...... ’’ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین (غافر:۱۱)‘‘

۱۴...... ’’توکل علی الحیی الذی لا یموت (فرقان:۵۸)‘‘

۱۵...... ’’لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات بل احیاء (بقره:۱۵٤)‘‘

اور توفی کو مادمت فیهم کے مقابلہ میں رکھا ہے۔ ’’وکنت علیهم شهیدا مادمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم (مائده:۱۱۷)‘‘

ان میں موجود ہونے کے مقابلہ میں ان میں موجود نہ ہونا ہے اور یہی توفی کے معنی ہیں۔

۲...... اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لفظ امانت کی اسناد اپنی ہی طرف کی ہے۔

غیر اللہ کی طرف ہرگز نہیں کی اور توفی کی اسناد ملائکہ کی طرف بھی اکثر ہوتی ہے۔ ’’حتیٰ اذاجاء احدکم الموت توفته رسلنا (انعام:٦١)‘‘ معلوم ہوا کہ توفی اور اماتت غیر غیر ہیں۔

۳…… ’’الله یتوفی الا نفس (زمر:٤٢)‘‘ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نفوں کا استیفاء کرتا ہے۔ یعنی استیفاء نفس کے معنی ہیں اور نہیں صحیح ہے کہ اس کے معنی یمیتها ہو۔ اس لئے کہ نفس کو موت نہیں۔

۴…… قرآن کریم میں ہے کہ: ’’حتی یتوفهن الموت (نساء:١٥)‘‘ اس کے معنی یمیتهن الموت کے کس قدر رکیک ہیں۔ کلام اللہ اور یہ رکاکت؟۔

۵…… ’’الله یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها فیمسك الله التی قضیٰ علیه الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمیً (زمر:٤٢)‘‘ ﴿اللہ تعالیٰ نفوں کو لے لیتا ہے ان کی موت کے وقت اور ان نفوں کو جو نہیں مرے۔ ان کو نیند میں لے لیتا ہے۔ پس وہ نفس کو جس پر موت وارد ہوئی روک لیتا ہے اور دوسرے کو مدت مقرر تک چھوڑ دیتا ہے۔ پہلے جملہ میں توفی نفس کو حین موتها کے ساتھ مقید کیا ہے۔ معلوم ہوا توفی عین موت نہیں اور توفی کو منقسم کیا ہے۔ موت اور منام کی طرف پس نصاً معلوم ہوا کہ توفی موت کے مغائر ہے۔ یجامعه ویفارقه ! اور توفی کی صورت منام کو لم تمت کے ساتھ بیان کیا ہے معلوم ہوا کہ توفی کا اطلاق منام پر موت کے قائم مقام کرنے کے اعتبار سے نہیں۔ بلکہ حقیقتاً توفی کی انواع میں سے ایک نوع ہے اور توفی بالموت بھی مجموعہ بدن اور روح پر واقع ہوتی ہے۔ کیونکہ بدن تحت التراب مدفون اور غائب ہو جاتا ہے۔ لیکن لغویین نے بوجہ عدم خفاو وضوح مراد کے روح پر اقتصار کیا۔ ورنہ کسی نے روح کے ساتھ بدن کی نفی نہیں کی۔﴾

۶…… ’’والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجاً (بقره:٢٣٤)‘‘ حضرت علیؓ کی قرأۃ بصیغہ معروف کے ساتھ یعنی تم میں سے وہ لوگ جو اپنی عمر پوری پوری کر لیتے ہیں اور اپنے بعد بیویوں کو چھوڑتے ہیں۔

دیکھو اس میں اماتت کے معنی ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ صیغہ معروف ہے۔ بلکہ استیفاء عمر کے معنی میں متعین ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ توفی کبھی اپنے معنی موضوع لہ میں مقصوداً مستعمل ہوتا ہے اور کبھی اپنی موضوع لہ میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ لیکن موت کے معنی کنایتہً مراد ہوتے ہیں۔ جب مرزا قادیانی نے دیکھا کہ موت دینے کے معنی اس آیت میں کچھ صحیح نہیں معلوم ہوتے۔

کیونکہ متوفی کا لفظ جو مرنے کے قریب ہو اس پر بولا جاتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کو کشمیر میں ۸۷ برس کے قریب زندہ رکھنا منظور ہے تو (ازالہ اوہام ص۳۹۴، خزائن ج۳ ص۳۰۲، ضمیمہ براہین پنجم ص۲۰۵، خزائن ج۲۱ ص۳۷۷) پر اقرار کیا کہ یہ آیت وعدہ وفات ہے۔ یعنی دلیل وخبر وفات نہیں۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب یہود نے گھیر لیا تھا اور بدرگاہ رب العزت یہود نامسعود کے عذابوں سے بچنے کی دعا کی تو خداتعالیٰ نے اس وقت یہ آیت بطور تسلی اور اطمینان دہی کے نازل فرمائی تھی۔ پس مرزاقادیانی کے معنی کی رو سے لفظ متوفیك (میں تم کو موت دینے والا ہوں) سے تسلی دینا بھی ایسے وقت میں جو اپنے سامنے موت کے سامان دیکھ رہا ہو اور وہ بھی اس طرح پر کہ خوب گت کروا کر جان بلب بنا کر سولی پر چار میخ کرا کر اس وقت مرنے نہ دوں گا۔ بلکہ ۸۷ برس کے بعد خود موت دوں گا۔ عجیب بلاغت ہے۔ ایسے موقعہ دلدہی اور اطمینان پر ایسے لفظ کا استعمال دنیا کی کسی زبان میں بھی مستعمل نہیں ہے۔ سننے سے کان بھی نفرت کرتے ہیں۔

۲...... اور نیز کیا عیسیٰ علیہ السلام یہ خیال کر بیٹھے تھے کہ مجھ کو موت دینے والا خدا نہیں بلکہ یہود ہیں یا یہ عقیدہ ہوگیا تھا کہ مجھ پر موت وارد نہ ہوگی اور ''کل نفس ذائقة الموت (آل عمران:۱۵۸) '' پر ایمان نہ رہا تھا۔ جس کا خدا کو متوفیك سے جواب دینا پڑا اور ان کے خیال کو توڑنا پڑا کہ میں تم کو موت دینے والا ہوں۔

۳...... اور نیز جب وہ نبی تھے اور اولوالعزم رسول تھے ان کو اپنے نیک خاتمہ پر ایمان تھا۔ تو پھر بقول مرزاقادیانی لعنتی موت کا خیال ہی کیوں آسکتا۔ یا کیا عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کی مخالفت دیکھ کر اپنے نبی ہونے میں شک ہوگیا تھا یا سلب ایمان کا ڈر۔ معاذ اللہ! حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی پیدائش کے وقت ہی معلوم ہوگیا تھا کہ میں لعنتی موت سے ہرگز نہ مروں گا۔ بلکہ سلامتی کی موت سے مروں گا۔ ''وسلام علیّ یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا (غافر:۳۳) ''

۴...... مرزاقادیانی کو بھی آخری تصنیف میں کچھ ہوش آیا اور (حاشیہ ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص۲۰۵، خزائن ج۲۱ ص۳۷۷) میں لکھتے ہیں کہ: ''معلوم رہے کہ زبان عرب میں لفظ توفی صرف موت دینے کو نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ طبعی موت دینے کو کہتے ہیں۔''

اسی بناء پر لکھا ہے کہ: ''توفی المیت استیفاء مدته التی وفیت وعدد ایامه وشهوره واعوامه فی الدنیا (لسان العرب ج۱۵ ص۳۵۹، تاج العروس ج۲۰

ص ۳۰۱) ''یعنی مرنے والے کی توفی سے یہ مراد ہے کہ اس کی مدت مقررہ اور دن اور مہینے اور سال سب کا پورا پورا ہونا۔ دیکھئے اس میں صاف معنی حقیقی مراد لئے گئے کہ استیفاء مدت پھر یہ ایام مقررہ خواہ قرب قیامت تک پورے ہوں خواہ صلیب پر پورے ہو جائیں۔ کیونکہ شریعت میں طبعی موت کی کوئی خاص مدت مقرر نہیں ہے اور چونکہ یہ توفی المیت یعنی مرنے والے کی توفی کے معنی بتلائے جاتے ہیں۔ یعنی نوع ثانی توفی بالموت کے لہٰذا اس موقعہ تسلی عیسیٰ علیہ السلام کے جب کہ وہ بقید حیات محصور یہود تھے۔ بغیر کنایہ کے مقصوداً حقیقی طور پر موت کے معنی لینا کچھ بھی مناسب نہیں۔ ہاں استیفاء ایام عمر کی طرف کنایہ ہو سکتا ہے۔ ورنہ کیا عیسیٰ علیہ السلام یہ خیال کر بیٹھے تھے کہ مدت مقررہ سے پہلے یہود مجھ کو مار ڈالیں گے اور ''اذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون (اعراف:۳٤)'' پر ایمان نہ رہا تھا؟۔ اور پھر اس طبعی موت کو مکر و تدبیر یہود سے نجات دینے میں کیا دخل وہ تو اجل مقررہ ہے۔ ان کے مکر کے رد کرنے میں موت کچھ محل فائدہ نہیں ہے اور نیز اگر تطہیر سے مراد کفار سے علیحدگی اور تخلیص ہے تو یہ توفی اور یا رفع روح یا رفع درجہ سے مقدم ہے اور اگر تہمت یہود سے تطہیر مراد ہے جو بقول مرزا قادیانی قرآن کی آیات سے ہوئی تو یہ ''جاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا'' سے مؤخر ہے۔ جو بقول مرزا قادیانی ''حضرت مسیح کے بعد اسلام کے ظہور تک بخوبی پوری ہوگئی۔''

(ازالہ اوہام ص ۴۳۵، خزائن ج ۳ ص ۳۳۰)

بہر حال ترتیب گئی جو بقول مرزا قادیانی یہودیانہ تحریف ہے اور پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر میں ۸۷ برس کے قریب کفرستان میں زندہ رہے۔

(ضمیمہ براہین پنجم ص ۲۲۵، خزائن ج ۲۱ ص ۴۰۱)

تو یہ ''مطھرك من الذین کفروا'' کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟۔ کافروں کی تہمتوں سے پاک کرنے والا ہوں۔ یہ معنی اور مطلب بالکل غلط ہیں۔ اوّل تو تہمتوں کا لفظ اپنی طرف سے لگا دیا۔ قرآن میں کہیں ذکر نہیں۔ دوسرے کافر تو صلیب دینا چاہتے تھے اور طرح طرح کے عذاب سے قتل کرنا چاہتے تھے۔ تہمتوں کا کہاں ذکر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ''یعیسیٰ انی متوفیك ثم رافعك الی ثم مطھرك'' ثم سے فرماتے تو وعدوں میں تراخی مطلوب ہوتی۔ مگر باوجود اس کے واو سے فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وعدے ایک ہی دفعہ ایک ہی وقت میں پورے کرنے کا ارادہ تھا۔ جو پورے کئے گئے۔ پس مرزا قادیانی نے جو اپنے دعوے کے دھن میں خود

غرضی نے اس آیت کے معنے اور اس کا مطلب بیان کیا ہے بالکل غلط ہے۔صحیح معنی یہ ہیں کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں تم کو پورا پورا اپنے قبضہ میں یعنی یہود سے بچا کر اپنی حفاظت میں رکھنے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھا لینے والا ہوں اور کفار سے تم کو پاک کر دینے والا ہوں اور تیرے متبعین کو کفار پر فوق کرنے والا ہوں۔قیامت کے روز تک'' ومعناه انی عاصمك من ان يقتلك الكفار ومؤخرك الى اجل كتبته لك (کشاف ج ۱ ص ۳٦٦)''

دیکھئے کس قدر صاف اور صریح معنی ہیں اور موقعہ کے بھی مناسب ہیں۔ایک اور بلاغت دیکھئے کہ لفظ متوفيك اختیار کیا گیا اور حافظك یا عاصمك اختیار نہ کیا گیا۔تا کہ رداً لليهود ايهاماً وكناية معلوم ہو جائے کہ حفاظت الٰہی کی انتہا پوری عمر اور موت مقرر تک ہے۔جس کی مدت بہت طویل ہے۔''انت بوفاء اى فى طول العمر (منجد)''

یہ لفظ ان دونوں سے زیادہ ابلغ اور افصح ہو گیا۔دوسرے اس لفظ سے ايهاماً وكناية معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آخر موت آئے گی اور ان کی عمر کا پیالہ بھی لبریز اور پورا ہوگا۔تا کہ رداً للنصارى الوهيت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی ابطال ہو جائے کہ جو فانی و ہالک ہو وہ کیسے خدا بن سکتا ہے۔غرض اس لفظ کے یہاں پر حقیقی طور پر موت دینے کے مقصوداً معنی مراد لینا بالکل غلط ہیں۔بلکہ اپنے موضوع لہ اور حقیقی معنی میں مقصوداً مستعمل ہے اور استیفاء ایام عمر کی طرف کنایہ ہی مقصود ہو سکتا ہے؟۔جیسا کہ تبت يدا ابى لهب میں معنی تو ایک خاص شخص کے علم کے ہی مقصود اور مراد ہیں۔لیکن ترکیب اضافی سے جو دوسرے معنی ہیں جہنمی ہونے کی طرف کنایہ بھی مقصود ہے۔

نوٹ! متبعین حقیقی اب مسلمان ہی ہیں۔کیونکہ یہ صفت حضور ﷺ کی بعثت سے امت محمدی میں منتقل ہو آئی۔حاصل مطلب یہ ہے کہ یہود نے مکر کیا تھا کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑیں اور طرح طرح کے عذاب دے کر ان کو قتل کریں اور پھر خوب بے حرمت اور رسوا اور ذلیل کریں اور اس ذریعہ سے ان کے دین کو فنا کر دیں کہ کوئی متبع اور نام لیوا بھی نہ رہے اور انہی چاروں چیزوں کا اندیشہ طبعاً عیسیٰ علیہ السلام کو بھی لاحق ہوا تھا۔جن سے بچنے کے لئے دعا کی اور ان کی ہر تجویز کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی تجویزیں ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے وحی فرما کر عیسیٰ علیہ السلام کو تسلی دی اور ان کی دعا قبول فرما کر ان کو اطمینان دلایا۔''انى متوفيك ورافعك الىّ ''یعنی ان کے پکڑنے کے مقابلہ میں انى متوفيك یعنی میں خود ان کو بہ تمامہ بھرپور لینے والا ہوں اور میری حفاظت میں

ہیں اور ارادہ ایذا و قتل کے مقابلہ میں رافعك الیّ یعنی رفع الی السماء میں آسمان پر اٹھالوں گا اور رسواء تشہیر و بے حرمت کرنے کے مقابلہ میں ''مطهرك من الذین كفروا'' یعنی میں تم کو ان یہود نامسعود سے ہی پاک کر دوں گا۔ رسوائی بے حرمتی کجا اور اعدام امت اور اعدام دین کے مقابلہ میں ''جاعل الذین اتبعوك فوق الذین كفروا'' یعنی تیرے رفع کے بعد تیرے متبعین کو ان کفار پر فوق کر دوں گا۔

بالفرض اگر توفی بالموت ہی کے معنی تسلیم کر لئے جائیں تو علماء امت تقدیم و تاخیر کے قائل ہوئے ہیں۔ کیونکہ کسی وجہ سے از روئے بلاغت قرآن میں لفظاً تقدیم و تاخیر بہت ہے اور حضرت ابن عباسؓ اور آئمہ تفسیر اس کو جائز مانتے ہیں۔

''اخرج ابن عساكر واسحاق بن بشر عن ابن عباسؓ قال قوله تعالىٰ يعيسىٰ انى متوفيك ورافعك الى قال انى رافعك ثم متوفيك فى آخر الزمان (تفسیر درمنشور ج۲ ص۳۶) '' ﴿یعنی ابن عساکر اور اسحاق بن بشر نے بروایت صحیح ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ میں آپ کو اٹھا لینے والا ہوں اپنی طرف۔ پھر آخر زمانہ میں بعد نزول آپ کو موت دینے والا ہوں۔ مرزا قادیانی اور مرزائیوں کا حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر پر بڑا زور ہے کہ متوفیک کی تفسیر ممیتک فرمائی ہے۔ حالانکہ یہ تفسیر کسی طرح ہمارے مدعا کے خلاف نہیں اور ان کے لئے کچھ بھی حجت نہیں۔ اوّل تو معلوم ہو گیا کہ ابن عباسؓ تقدیم و تاخیر اس آیت میں مانتے ہیں اور آئمہ تفسیر بھی اس کو جائز سمجھتے ہیں۔﴾

(معالم التنزيل ج۱ ص۱۶۲، ابن كثير ج۲ ص۳۹، تفسير كبير ج۸ ص۷۱، وخازن ج۱ ص۲۵۶، ابوالسعود ج۲ ص۲۸۶، كشاف ج۱ ص۳۶۶، فتح البيان ج۲ ص۴۹، مجمع البحار ج۳ ص۴۰۴) وغیرہ دیکھو۔

قرآن میں تقدیم و تاخیر

''واسجدى واركعى مع الراكعين (آل عمران:۴۳) '' حالانکہ رکوع سجود پر بالاجماع مقدم ہے۔ ایک جگہ قرآن میں ہے کہ: ''ادخلوا الباب سجداً وقولوا حطة (بقره:۵۸) '' دوسری جگہ ہے کہ: ''قولوا حطة وادخلوا الباب سجدا (اعراف:۱۶۱) ''

اگر واؤ میں ترتیب ہو تو ان دونوں میں تعارض لازم آتا۔ ''واوحينا الى ابراهيم

واسماعیل واسحاق ویعقوب والاسباط وعیسیٰ وایوب ویونس وھارون وسلیمان (نساء:۱۶۳)'' حالانکہ حضرت ایوب، حضرت یونس، حضرت ہارون، حضرت سلیمان علیہم السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مقدم ہیں۔''قال تعالیٰ ما ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحییٰ (الجاشیہ:۲٤)'' حالانکہ حیاۃ موت پر مقدم ہے۔''قولہ تعالیٰ حتیٰ تستانسوا وتسلموا'' حالانکہ شرعاً سلام مقدم ہوتا ہے۔ استیذان پر اور''ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ'' جب نازل ہوئی تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ پہلے صفا کا طواف کریں یا مروہ کا تو حضورﷺ نے فرمایا صفا سے اگر واؤ ترتیب کے لئے موضوع ہوتا تو اس سوال کی کوئی حاجت نہ تھی اور جمیع نحاۃ کا اتفاق ہے کہ واؤ ترتیب کے لئے نہیں ہے۔ مطلق جمع کے لئے ہے۔ ہاں از روئے بلاغت حسب موقع مناسب ترتیب ہونا چاہئے سو وہ یہاں ہے۔ یعنی یہاں پر رداً للنصاریٰ رداً للیھود متوفیك کو مقدم لانا مہتم بالشان ہے اور الیٰ یوم القیٰمۃ کو چاروں وعدوں کے ساتھ تعلق ہے۔ یعنی یہ چاروں وعدے قیامت تک پورے ہوں گے اور مرزا قادیانی کے معنی میں لاعلاج تقدیم وتاخیر ہے۔ لہٰذا خود یہودیانہ تحریف کرتے ہیں۔

دوسرے یہ اثر ابن عباسؓ صاف ظاہر کر رہا ہے کہ ابن عباسؓ کے نزدیک بھی متوفی کے حقیقی معنی ہی مراد ہیں۔ صرف مقصوداً استیفاء مدت عمر کی طرف کنایہ ہونا ظاہر فرما رہے ہیں۔ نہ حقیقتاً معنی موت کے مراد لیتے ہیں اور لفظ ممیتک کے ساتھ جو تفسیر ابن عباسؓ علی بن طلحہؒ سے مروی ہے۔ دیکھو (سند تفسیر ابن جریر ج۳ ص۲۹۰) میں بالکل غیر صحیح ہے۔ کیونکہ اس کا ضعیف منکر غیر محمود المذہب ہونا اور حضرت ابن عباسؓ کو اس نے دیکھا بھی نہیں میں پہلے لکھ چکا اور ان کا صحیح مذہب تین آیات کی تحت میں معلوم ہو چکا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور آسمان پر اٹھائے گئے اور قرب قیامت میں نازل ہوں گے۔

علاوہ اس کے مرزا قادیانی (ازالہ اوہام ص۶۴۰، خزائن ج۳ ص۴۴۵) میں لکھتے ہیں کہ: ''مات کے معنی لغت میں نام کے بھی ہیں۔'' پس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ میں آپ کو سلا دینے والا ہوں۔ پھر اپنی طرف اٹھا لینے والا ہوں۔ (تفسیر خازن) وغیرہ میں اور (تفسیر ابن جریر ج۳ ص۲۸۹) میں آثار صحیحہ کثیرہ سے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نیند کی حالت میں اٹھا لیا۔''متوفیك ای منیمك'' تاکہ آپ کو خوف لاحق نہ ہو۔ پس مرزا قادیانی کے بیان کے رو سے بھی اس آیت سے نیز تفسیر منکرہ ابن عباسؓ سے عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت

نہیں ہوسکتی اور قرآن کریم کی ایک دوسری آیت میں توفی کے معنی سلا دینا ہی ہے۔ ”ھو الذی توفاکم باللیل (انعام:۶۰)“ اب مرزا قادیانی کے پاس کیا حجت رہی۔

ساتویں آیت سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت

۷...... ”واذقال اللہ یعیسیٰ بن مریم ء انت قلت للناس وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شئی شھید (المائدہ:۱۱۷،۱۱۶)“ ﴿یعنی جب قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کی امت کے شرک کے بارے میں سوال ہوگا تو یہ ارشاد فرمائیں گے کہ جب تک میں ان میں موجود رہا اس وقت تک تو میں نگہبان رہا اور جب تو نے مجھے بہ تمامہ بھرپورا لے لیا۔ یعنی ان سے علیحدہ کر کے اپنی حفاظت میں آسمان پر اٹھا لیا تھا۔ اس وقت آپ نگہبان تھے۔﴾

”فلما توفیتنی المرادبہ وفاۃ الرفع الی السماء من قولہ انی متوفیك ورافعك الی (تفسیر کبیر ج۱۲ ص۱۳۵)“

”فلما توفیتنی بالرفع الی السماء کما فی قولہ تعالیٰ انی متوفیك ورافعك فان التوفی اخذالشئ وافیا والموت نوع منہ (تفسیر ابی السعود ج۳ ص۱۰۱)“

”فلما توفیتنی یعنی فلما رفعتنی فالمرادبہ وفاۃ الرفع لاوفاۃ الموت (تفسیر خازن ج۱ ص۵۴۲)“

”فلما توفیتنی بالرفع الی السماء والتوفی اخذ الشئی وافیاً (جامع البیان برحاشیہ جلالین ص۱۱۱)“

”فلما توفیتنی ای قبضتنی بالرفع الی السماء کما یقال توفیت المال اذا قبضتہ (تفسیر روح المعانی ج۷ ص۶۰)“

”انما المعنی فلمارفعتنی الی السماء واخذتنی وافیا بالرفع (تفسیر فتح البیان ج۳ ص۱۳۳)“

اور (تفسیر معالم التنزیل ج۱ ص۳۰۸، تفسیر مدارک ج۱ ص۲۴۲، تفسیر بیضاوی ج۱ ص۲۵۳، تفسیر درمنثور ج۲ ص۳۴۹) میں بھی اسی طرح ہے۔ سب کا مطلب یہ ہے کہ توفی کے معنی بہ تمامہ بھرپور لینے کے ہیں اور توفیت المال عرب کا محاورہ

مشہور ہے اور فلما توفیتنی کے معنی یہ ہیں کہ جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھا کر بہ تمامہ بھرپور لے لیا تھا جیسا کہ انی متوفیك ورافعك الیّ سے ثابت ہو چکا اور توفی مادمت فیهم کے مقابلہ میں ہے۔ یعنی موجودگی کے مقابلہ میں عدم موجودگی کے معنی میں ہے۔ اسی لئے مادمت حیاً نہیں فرمایا۔ لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی امت میں موجود نہ ہونے کی دونوں صورتوں کو شامل ہے۔ یعنی بعد رفع کے بھی اور بعد موت کے بھی یعنی میری عدم موجودگی میں تو ہی نگہبان تھا اور اسی طرح مادمت فیهم یعنی ان کا موجود ہونا قبل رفع اور بعد نزول دونوں کو شامل ہے۔

مرزا قادیانی (ازالہ اوہام ص۶۰۲، خزائن ج۳ ص۴۲۵) میں لکھتے ہیں کہ: ’’اور ظاہر ہے کہ قال کا صیغہ ماضی کا ہے اور اس کے اوّل اذ موجود ہے۔ جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا۔ نہ زمانہ استقبال کا اور پھر ایسا ہی جو جواب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ہے۔ یعنی فلما توفیتنی وہ بھی صیغہ ماضی ہے۔‘‘

اس سے پہلے لکھتے ہیں کہ: ’’تعجب ہے کہ اس قدر تاویلات رکیکہ کرنے سے ذرا بھی شرم نہیں کرتے۔‘‘

ناظرین! اس آیت میں مرزا قادیانی کس قدر شدومد کے ساتھ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ قصہ ماضی ہے اور علماء کو شرم دلاتے ہیں۔ لیکن خود ہی اسی آیت کی نسبت بڑے شدومد کے ساتھ یہ دعویٰ کر دیا کہ مضارع کے معنی میں ہے اور قیامت کا واقعہ ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی اس وحی پر اعتراض ہوا۔ ’’عفت الدیار محلها و مقامها‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص۴، خزائن ج۲۱ ص۱۵۶)

یہ مصرع لبید کا ہے اس نے گذشتہ زمانہ کی خبر دی ہے کہ خاص خاص مقام ویران ہو گئے۔

اس کا جواب (ضمیمہ براہین پنجم ص۶، خزائن ج۲۱ ص۱۵۹،۱۶۰) میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ’’جس شخص نے کافیہ یا ہدایۃ النحو بھی پڑھی ہوگی۔ وہ خوب جانتا ہے کہ ماضی مضارع کے معنی پر بھی آ جاتی ہے۔ بلکہ ایسے مقامات میں جب کہ آنے والا واقعہ متکلم کی نگاہ میں یقینی الوقوع ہو مضارع کو ماضی کے صیغہ پر لاتے ہیں۔ تا کہ اس امر کا یقینی الوقوع ہونا ظاہر ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ’’ونفخ فی الصور ۰ واذ قال الله یعیسیٰ بن مریم ء انت قلت للناس اتخذونی وامی الهین من دون الله ۰ ولوتریٰ اذوقفوا علی ربهم‘‘ وغیرہ اب معترض صاحب فرمائیں کہ کیا قرآنی آیات ماضی کے صیغہ ہیں۔ یا مضارع

کے اور اگر ماضی کے صیغہ ہیں تو ان کے معنی اس جگہ مضارع کے ہیں یا ماضی کے جھوٹ بولنے کی سزا تو اس قدر کافی ہے کہ آپ کا حملہ صرف میرے پر نہیں بلکہ یہ تو قرآن کریم پر بھی ہو گیا۔ گویا صرف ونحو آپ کو معلوم ہے۔ خدا کو معلوم نہیں اسی وجہ سے خدا نے جا بجا غلطیاں کھائیں اور مضارع کی جگہ ماضی کو لکھ دیا۔"

اور (حقیقت الوحی ص ۳۱، خزائن ج ۲۲ ص ۳۳) میں لکھتے ہیں کہ: "قرآن کریم کی انہیں آیات سے ظاہر ہے کہ یہ سوال (أنت قلت للناس) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے دن ہوگا۔"

اس کا قرینہ کہ یہ قیامت کا واقعہ ہے۔ اوّل "یوم یجمع الله الرسل فیقول ماذا اجئتم (مائده:۱۰۹)" شروع رکوع ہے۔

دوسرا "هذا یوم ینفع الصادقین صدقهم (مائده:۱۱۹)" اسی آیت میں ہے اور خود حضور ﷺ نے اس کی تفسیر یوں فرمائی ہے۔ "روی ابن عساکر عن ابی موسیٰ الاشعری قال قال رسول الله ﷺ اذا کان یوم القیامة دعی الانبیاء وامهم ثم یدعیٰ بعیسیٰ فیذکره الله نعمة علیك فیقرأ بهافیقول یعیسیٰ ابن مریم اذکر نعمتی علیك واعلی والدتك الایة ثم یقول وأنت قلت للناس اتخذونی وامی الهین من دون الله فینکر ذلك (تفسیر ابن کثیر ج۳ ص۲۰۹، کنز العمال ج۲ ص۲۰ حدیث نمبر ۲۹۷۹)" ﴿ابن عساکر نے ابی موسیٰ اشعری سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی امت کو پکارا جائے گا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کو پکارا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کو یاد دلائیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام اقرار فرمائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا ءانت قلت للناس یعنی کیا تو نے لوگوں سے یہ کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھ کو اور میری ماں کو معبود بناؤ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انکار فرمائیں گے کہ میں نے ہرگز ایسا نہیں کہا۔﴾

لیکن مرزا قادیانی نے جب دیکھا کہ میں نے اردو خوانوں کے لئے اسی آیت کو جال بنا کر پھیلایا تھا اور اب اس کو قیامت کا واقعہ کہہ دیا تو دوسرے طریقہ سے استدلال بنایا۔ اب ظاہر ہے کہ اگر یہ بات سچ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے دنیا میں آئیں گے...... تو وہ قیامت کو خدا تعالیٰ کے حضور میں کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ جب تو نے مجھے وفات دی تو

اس کے بعد مجھے کیا علم ہے۔''

(تذکرۃ الشہادتین ص۱۸، خزائن ج۲۰ ص۲۰، ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص۱۱۷، خزائن ج۲۱ ص۲۸۲)

یعنی جب قیامت سے پہلے زمین پر آکر اپنی امت کی ضلالت اور تثلیث پرستی پر واقف ہو جائیں گے تو پھر قیامت کے دن اپنی لاعلمی کہ مجھے کچھ علم نہیں کیسے کہہ سکتے ہیں؟۔ کیا جھوٹ بولیں گے؟۔ افسوس مرزا قادیانی اپنے دعوے کے دھن میں بے تاب ہیں اور چاہتے ہیں کہ پھندے میں پھنسے ہوؤں کو کچھ اطمینان دلایا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام مر چکے۔ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ مرزا قادیانی کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی امت کے بگڑنے کی قیامت تک کوئی خبر نہیں ہوئی۔ لہٰذا قیامت کے دن لاعلمی ظاہر فرمائیں گے۔ مگر اس کے برخلاف ملاحظہ ہو۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۵۴، خزائن ج۵ ص ایضاً)

''اور میرے پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ زہرناک ہوا جو عیسائی قوم سے دنیا میں پھیل گئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کی خبر دی گئی۔ تب ان کی روح روحانی نزول کے لئے حرکت میں آئی۔''

(ص۳۴۱، خزائن ج۵ ص ایضاً مضمون واحد)

''پھر دوسری مرتبہ مسیح کی روحانیت اس وقت جوش میں آئی کہ جب نصاریٰ میں دجالیت کی صفت اتم اور اکمل طور پر آگئی۔''

(ص۳۴۲،۳۴۳، خزائن ج۵ ص ایضاً)

''اور یہ بھی کھلا کہ یوں مقدر ہے کہ ایک زمانہ کے گذرنے کے بعد کہ خیر اور صلاح اور غلبہ توحید کا زمانہ ہوگا۔ پھر دنیا میں فساد اور شرک اور ظلم عود کرے گا...... اور دوبارہ مسیح کی پرستش شروع ہو جائے گی...... تب پھر مسیح کی روحانیت سخت جوش میں آکر جلالی طور پر اپنا نزول چاہے گی۔ تب اک قہری شبیہ میں اس کا نزول ہو کر اس زمانہ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ تب آخر ہوگا اور دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی۔'' تیسری مرتبہ نزول

(آئینہ کمالات ص۳۴۶، خزائن ج۵ ص ایضاً)

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ قیامت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی امت کی ہر گمراہی کی اطلاع دی جاتی تھی۔ اب جب کہ حسب زعم مرزا قادیانی، عیسیٰ علیہ السلام قبل از قیامت اپنی امت کے احوال پر مطلع ہو چکے تھے تو پھر قیامت کے دن یہ کہنا مجھے ان کے حال کا کیا علم تھا کیا صریح کذب نہیں؟۔ والعیاذ باللہ! حالانکہ یہاں لاعلمی کا کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ محض قرآن کی تحریف ہے۔ سوال خداوندی تو صرف یہ ہے۔'' ءانت قلت للناس اتخذونی وامیی الھین من دون اللہ '' کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو معبود بناؤ اللہ

کے سوا، اس کا صراحتہً اصل جواب توقلت یا ماقلت (میں نے کہا ہے یا نہیں کہا ہے) ہی ہوسکتا ہے۔ مگر رعائت ادب سے اوّل جواب سے پہلے اللہ جل شانہ کی ایسے ناپاک خیال سے پاکیزگی ظاہر کی۔ سبحانک! پھر اس کے بعد قبل صریح جواب کے خود اپنا بھی ایسے عقائد اور افعال سے بیزار ہونا بتلایا۔ ’’مایکون لی ان اقول مالیس لی بحق ۰ ان کنت قلته فقد علمته…… انك انت علام الغیوب (مائدہ:۱۱۶)‘‘ میں ہرگز ناحق بات نہیں کہہ سکتا۔ اگر میں نے کہا ہے تو تو جانتا ہی ہے…… اس کے بعد اصل صریح جواب دیا۔ ’’ماقلت لهم الا ما امرتنی به ان اعبدوالله ربی وربكم (مائدہ:۱۱۷)‘‘ میں نے ہرگز ان کو ایسا نہیں کہا۔ میں نے ان کو وہی کہا ہے جس کا تو نے مجھ کو امر کیا کہ ایک اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ: ’’کنت علیهم شهیداً مادمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم (مائدہ:۱۱۷)‘‘ اوّل تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب تک میں ان میں موجود تھا اس وقت تک تیرا شہید اور تیری طرف سے ان کے افعال کا گواہ تھا۔ میں نے ان کو ہرگز ایسا نہیں کہا۔ میں ایسی بات کیوں کر کہہ سکتا تھا۔ رہا بعد کا معاملہ جو میری عدم موجودگی میں ہوا سو میری شہادت سے خارج ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوسکتا کہ مجھے اس کا علم نہیں میں بے خبر ہوں۔ اور دوسرے اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امت کے اعمال خیر وشر پر بطور سرکاری گواہ کے ہوں گے۔ ’’فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید وجئنا بك علی هؤلاء شهیدا (نساء:۴۱)‘‘ اور خود عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے کہ: ’’ویوم القیمة یکون علیهم شهیدا (نساء:۱۵۹)‘‘ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی امت کی شہادت میں بطور اعتذار کے یہ فرماتے ہیں اور اس کے بعد سفارش آمیز کلمات بھی فرماتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اپنی امت کی گمراہی کا علم ہے۔ ’’فان تعذبهم فانهم عبادك (مائدہ:۱۱۸)‘‘ اب ظاہر ہے کہ یہ جملہ جواب اس سوال کا نہیں ہے۔ بلکہ یہ الگ اپنی امت کے نیک وبد پر ادائے شہادت ہے۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقولہ ضرور ہے۔ جمیع مقولوں کو جواب سمجھنا سخت نادانی ہے۔ خدا تعالیٰ تو پوچھے ’’ءانت قلت للناس‘‘ اور جواب دیا جائے ’’کنت علیهم شهیدا ما دمت فیهم‘‘ بالکل بے ربط ہے یہ سوال تھوڑا ہی تھا کہ تم کو اس کا علم ہے یا نہیں۔ یا تم اس بات پر گواہ ہو یا نہیں ورنہ مشرکوں کے لئے غفران کیسا۔ کیا عیسیٰ علیہ السلام اس عقیدے سے ناواقف اور بے خبر تھے کہ شرک کے بعد ان تغفر لهم بھی

ہوسکتا ہے اور مــادمــت فیھم میں زمانہ بعد نزول بھی داخل ہے۔لہٰذا ان پر گواہی دیں گے۔ ’’ویوم القیٰمۃ یکون علیھم شھیداً‘‘ اور نفی شہادت زمانہ عدم موجودگی میں ہے اور حدیث ’’اقول کما قال العبد الصالح‘‘ کا مطلب آگے بیان ہوگا وہاں دیکھو۔

مرزا قایانی (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص۲۲۶، خزائن ج۲۱ص۴۰۲) میں بحوالہ بعض مورخ اور (حاشیہ انجام آتھم) میں بحوالہ ڈریپر صاحب قبول کر چکے ہیں کہ عیسائی مذہب عیسیٰ علیہ السلام کے ۳۰۰ برس کے بعد بگڑا اور (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص۱۱۷، خزائن ج۲۱ص۲۸۲ اور نصرۃ الحق ص۴۰، خزائن ج۲۱ص۵۱) میں لکھتے ہیں کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کی توفی یعنی موت کے بعد ہی بگڑے ہیں۔ نصاریٰ کا بگڑنا ان کی موت کی دلیل ہے۔ جب تک زندہ رہے نہیں بگڑے ان کا صراط مستقیم پر ہونا عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی تک وابستہ ہے۔

۲...... (براہین احمدیہ ص۵۲۰، خزائن ج۱ص۶۲۰) میں مرزا قادیانی متوفی کے معنی پوری نعمت دینے کے کرتے ہیں اور (ازالہ اوہام اور توضیح المرام وبراہین احمدیہ پنجم) وغیرہ میں موت کے معنی۔

۳...... (ازالہ اوہام ص۳۸۹، خزائن ج۳ص۲۹۸) میں قبل موتہ کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع کی ہے اور (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص۲۳۴، خزائن ج۲۱ص۴۰۹) میں کتابی کی طرف۔

۴...... اور انہ لعلم للساعۃ کی ضمیر (ازالہ اوہام ص۴۲۴، خزائن ج۳ص۳۲۲) میں قرآن کریم کی طرف اور (حمامۃ البشریٰ ص۹۰، خزائن ج۷ص۳۱۶) میں عیسیٰ علیہ السلام کی طرف۔

۵...... اور اس آیت میں مراد ساعت سے (حمامۃ البشریٰ ص۹۰، خزائن ج۷ ص۳۱۶) میں قیامت ہے اور (اعجاز احمدی ص۲۱، خزائن ج۱۹ص۱۳۰) میں ہے کہ اس سے مراد عذاب بنی اسرائیل ہے۔ جو بعد مسیح کے آیا تھا۔

۶...... ’’اور (ازالہ اوہام ص۲۶۴، خزائن ج۳ص۲۳۳، حاشیہ حمامۃ البشریٰ ص۹۰، خزائن ج۷ص۲۵۶) میں ہے کہ رفعہ اللہ الیہ میں رفع روح مراد ہے طرف آسمان کے۔ پھر رفع درجات مراد لی گئی۔ مرزائی رفع درجات کو رفع روحانی اور دوسرے کو رفع روح سے تعبیر کیا کرتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کا مرنے کے بعد زندہ کر کے آسمان پر اٹھایا جانا جمہور مسلمانوں کا مذہب نہیں ہے بلکہ بالکل غیر صحیح اور نصاریٰ کا مذہب ہے؟۔

۱...... ’’قال ابن اسحاق والنصاری یزعمون ان اللّٰه تعالیٰ توفاه سبع ساعات ثم احیاه (تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۳۹زیر آیت یعیسیٰ انی متوفیك) ‘‘﴿ابن اسحاق صاحب مغازی نے فرمایا کہ نصاریٰ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سات ساعت موت دے کر پھر عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ کیا تھا۔﴾

۲...... ’’فلما توفیتنی ای قبضتنی بالرفع الی السماء کما یقال توفیت المال اذا قبضته وروی هذا عن الحسن وعلیه الجهور وروی عن الجبائی امتنی وادعی ان رفعه علیه السلام الی السماء کان بعد موته والیه ذهب النصاری (تفسیر روح المعانی ج۷ ص۶۰) ‘‘﴿توفیتنی کے معنی یہ ہیں کہ جب تو نے آسمان پر اٹھا کر مجھ کو قبضہ میں لے لیا۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ توفیت المال جب تو مال پر قبضہ کرے یہ حسن سے مروی ہے اور جمہور مسلمان اسی پر ہیں اور جبائی سے منقول ہے کہ توفیتنی کے معنی امتنی کے ہیں اور دعویٰ کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا بعد موت کے تھا اور نصاریٰ اسی طرف گئے ہیں۔﴾

۳...... ’’وحکایة ان اللّٰه تعالیٰ توفاه سبع ساعات ذکره ابن اسحاق انها من زعم النصاریٰ وهم فی هذا المقام کلام تقشعر منه جلود ویزعمون انه فی الانجیل وحاشاللّٰه ما هوالا افتراء وبهتان عظیم (تفسیر روح المعانی ج۳ ص۱۵۸، زیر آیت یعیسیٰ انی متوفیك) ‘‘﴿اس حکایت کو کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو سات ساعت موت دی ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ یہ نصاریٰ کا زعم ہے اور اس مقام میں نصاریٰ کا ایسا قول ہے کہ اللہ سے ڈرنے والوں کے بدن کانپ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ انجیل میں ہے۔ حاشاللہ یہ محض افتراء اور بہتان عظیم ہے۔﴾

۴...... ’’قیل ان اللّٰه تعالیٰ توفاه ثلاث ساعات من نهار ثم رفعه وفیه ضعف (تفسیر فتح البیان ج۲ ص۴۹) ‘‘﴿کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین ساعت موت دی پھر اٹھالیا یہ ضعیف ہے۔﴾

۵...... ’’قیل هذا یدل علی اللّٰه سبحانه وتعالیٰ توفاه قبل ان یرفعه ولیس بشئی لان الاخبار قد تظافرت بانه لم یمت وانه یاتٍ فی السما علی الحیوة التی کان علیها فی الدنیا حتیٰ ینزل الی الارض اٰخرالزمان

(فتح البیان ج۳ ص۱۳۳) ’’ ﴿ کہا جاتا ہے کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبل اٹھا لینے کے موت دی تھی یہ محض غلط ہے۔ کیونکہ احادیث متواترہ سے یہ ثابت ہو چکا کہ عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں وہ آسمان پر اسی حیات پر باقی ہیں۔ جس پر دنیا میں تھے یہاں تک کہ آخر زمانہ میں زمین پر نازل ہوں گے۔ ﴾

مرزا قادیانی نے دیکھا کہ شاذ و نادر بعض نصاریٰ کی طرح موت کے بعد پھر زندہ کر کے آسمان پر اٹھائے جانے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ پس پھر کیا تھا مرزا قادیانی نے اس سے جاہلوں کا بہکانے کے لئے دروغ آمیز یہ فائدہ اٹھایا اور خیانة فی النقل اور غباوت فی الفہم کی پوری داد دی کہ حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ پر اہل اسلام کا اجماع نہیں ہے۔ بلکہ اختلافی مسئلہ ہے۔ بعض موت کے بھی قائل ہیں کہ وہ مر چکے۔ اب دوبارہ تشریف نہیں لائیں گے۔ یا للعجب!

حیات عیسیٰ علیہ السلام پر اجماع امت ہے اور اہل اسلام کا اتفاق ہے

خلفاء اربعہؓ اور صحابہؓ کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ پھر دوبارہ تشریف لا کر دجال کو قتل فرمائیں گے اور کسی صحابیؓ نے اختلاف نہیں کیا۔

۱...... (مشکوٰۃ ص۴۷۹، باب قصہ ابن صیاد میں متفق علیہ حدیث بخاری و مسلم سے اور شرح السنہ ج۷ ص۴۵۴، باب ذکر ابن صیاد) سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ مع جماعت صحابہ ابوبکرؓ و عمرؓ وغیرہما جب ابن صیاد کی طرف تشریف لے گئے۔ طویل حدیث کے بعد ہے کہ حضرت عمرؓ نے اجازت چاہی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اس کو قتل کر دوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ’’ان یکن هو فلست صاحبه انما صاحبه عیسیٰ بن مریم والا یکن هو فلیس لك ان تقتل رجل من اهل العهدی فلم یزل رسول اللہ ﷺ مشفقاً هو الدجال (رواه فی شرح السنة) ‘‘یعنی اگر ابن صیاد دجال ہے تو تو اس کو قتل نہیں کر سکتا۔ اس کا قاتل عیسیٰ بن مریم ہوگا اور اگر دجال نہیں تو تو ایک نابالغ ذمی کے مارنے میں خیر نہیں۔ ’’لا نه کان غیر بالغ وکان فی ایام مهاونة الیهود وخلفائهم (حاشیه بخاری ج٤ ص٧٩) ‘‘معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ جماعت صحابہؓ سب کا یہی عقیدہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام بذاتہ نزول فرمائیں گے۔ ورنہ ابوبکرؓ و عمرؓ و دیگر صحابہؓ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ ﷺ! وہ کشمیر میں مر چکے، قتل کرنے کون آئے گا۔

۲...... ’’اخرج ابن المغازی فی مسنده عن علیؓ بن ابیطالب قال

یقتل اللّٰہ تعالیٰ الدجال بالشام علی عقبة یقال لها عقبة افیق لثلاث ساعات یمضین من النهار علی یدی عیسیٰ بن مریم (کنزالعمال ج ١٤ ص ٦١٤، حدیث نمبر ٣٩٧٠٩) ''یعنی حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کے ہاتھ سے دجال کو شام میں تین ساعت دن چڑھے ایک گھاٹی پر جس کو افیق کی گھاٹی کہا جاتا ہے قتل کرے گا۔

۳...... ''عن حذیفة ابن اسید الغفاریؓ قال اطلع النبی علینا ونحن نتذاکر الساعة فقال ماتذاکرون قالوا نذکر الساعة قال انها لن تقوم حتیٰ ترون قبلها عشرات فذکر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسیٰ علیه السلام (مسلم ج ٢ ص ٣٩٣، کتاب الفتن واشراط الساعة، ابوداؤد ج ٢ ص ١٣٤، باب امارات الساعة) ''یعنی حذیفہؓ بن اسید غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم صحابہؓ قیامت کا ذکر کر رہے تھے کہ حضور ﷺ ہم پر تشریف لے آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم کیا ذکر کرتے ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم قیامت کا ذکر کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہرگز قیامت نہ آئے گی۔ یہاں تک کہ اس کے قبل دس علامتیں نہ دیکھ لو۔ پھر دخان، دجال، دابۃ، مغرب سے سورج کا نکلنا، نزول عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا۔ اس حدیث سے اجماع صحابہؓ ثابت ہے۔ کیونکہ ان سب کا یہی عقیدہ تھا کہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اصالۃً ہوگا۔ ورنہ عرض کرتے کہ یارسول اللہ ﷺ عیسیٰ علیہ السلام تو کشمیر میں مدفون ہیں۔ وہ کس طرح آسکتے ہیں۔

۴...... ''عن مجمع جاریة الانصاری یقول سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول یقتل ابن مریم الدجال بباب لد (وفی الباب وعن عمرانؓ بن حصین ونافعؓ ابن عتبه وابی برزه وحذیفةؓ بن اسید وابی هریرةؓ وکیسان وعثمانؓ ابی العاصؓ وجابرؓ وابی امامةؓ وابن مسعودؓ وعبداللّٰہ بن عمرؓ وسمرةؓ بن جندب والنواسؓ بن سمعان وعمر بن عوفؓ وحذیفةؓ بن الیمان هذا حدیث صحیح ترمذی ج ٢ ص ٤٩، باب ماجاء فی قتل عیسیٰ بن مریم الدجال) ''یعنی سولہ صحابہؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ عیسیٰ بن مریم دجال کو باب لد کے قریب عقب (افیق پر) قتل فرمائیں گے۔

۵...... ''عن ابن عباسؓ کنا فی المسجد نتذاکر فضل الانبیاء فذکرنا نوحاً بطول عبادته وابراهیم بخلته وموسیٰ بتکلیم اللّٰہ ایاه وعیسیٰ برفعه الی السماء وقلنا رسول اللّٰہ افضل منه بعث الی الناس کافة

غفرله ماتقدم من ذنبه وما تاخروهو خاتم الانبياء فدخل عليه السلام فقال فيم انتم فذكر ناله فقال لاينبغی لاحدان یكون خيراً من يحيىٰ بن زكريا عليه السلام فذكر انه لم يعمل سيّة قط ولم يهم بها (كشاف خرج بعضه فی الدر المنثور ج٤ ص٢٦٢ ، من المعجم الكبير للطبرانی ج١٢ ص١٦٨، ١٦٩، حديث نمبر١٢٩٣٨) ’’ ﴿یعنی ابن عباسؓ سے ہے کہ ہم صحابہؓ مسجد میں فضیلت انبیاء کا ذکر کرتے تھے کہ نوح علیہ السلام کو طول عبادت کے ساتھ اور ابراہیم علیہ السلام کو خلت کے ساتھ اور موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ کے ساتھ اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھائے جانے کے ساتھ فضیلت دی اور ہم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان سب سے افضل ہیں۔ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے۔ آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ حضور ﷺ داخل ہوئے حضور ﷺ نے پوچھا تم کیا ذکر کرتے تھے۔ ہم نے بتایا حضور ﷺ نے فرمایا کسی کے لئے مناسب نہیں کہ نبی کو یحییٰ علیہ السلام سے بھی بہتر کہے۔ پھر ان کی فضیلت بیان کی کہ انہوں نے کبھی بدی نہیں کی اور نہ کبھی اس کا قصد کیا۔﴾

۲..... ’’عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ينزل اخی عيسىٰ ابن مريم من السماء (كنزالعمال ج١٤ ص٦١٩، حديث نمبر٣٩٧٢٦) ’’یعنی ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرا بھائی عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوگا اور ابن عباسؓ کی تفسیر پہلی تین آیتوں میں صحیح روایت کے ساتھ نقل کر چکا اور تفسیر ابن عباسؓ متوفيك ای مميتك !اوّل تو غیر صحیح ہے۔ دوسرے تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں۔ اس کی مفصل بحث بیان کر چکا۔ اگر کہا جائے کہ بخاری نے اپنی صحیح میں اس تفسیر کو تعالیقات میں ذکر کیا ہے۔ اگر یہ تفسیر صحیح نہ ہوتی تو اپنی صحیح میں ہرگز نہ لاتے۔ جواب یہ ہے کہ بخاری کو اپنی تعالیق اور آثار کی صحت پر اقرار نہیں۔ صرف احادیث صحیحہ مسندہ پر اقرار ہے۔ چنانچہ (فتح المغیث کے ص۲۰) پر ہے کہ: ’’قول البخاری ماادخلت فی كتابی الاما صح علی مقصودبه هو الاحاديث الصحيحة المسندة دون التعاليق والاثار الموقوفه علی الصحابةؓ فمن بعدهم والاحاديث المترجم بهاونحو ذلك ‘‘یعنی بخاری کا یہ کہنا کہ میں نے اپنی کتاب میں نہیں داخل کیا۔ مگر صحیح حدیث کو وہ حدیثیں مراد ہیں۔ جو مسندہ ہیں۔ نہ تعالیق اور آثار موقوفہ اور حادیث ترجمہ باب وغیرہ...... اور ۴۳ حدیثوں اور ۲۷ آثار سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام زندہ ہیں اور قرب قیامت میں پھر دوبارہ تشریف لائیں گے۔ اگر تفصیل منظور ہو تو رسالہ التصریح بما تواتر فی نزول المسیح مترجمہ حضرت شیخ الحدیث مولانا انور شاہ صاحب مدرس اوّل مدرسہ دیوبند ملاحظہ ہو۔

آئمہ اربعہ اور امام بخاریؒ کا مذہب یہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور اصالتاً نزول فرمائیں گے

۱...... حضرت امام اعظمؒ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں اور حنفیوں میں مشہور ہے کہ یہ کتاب امام اعظمؒ کی تصنیف ہے۔ ”نزول عیسیٰ علیه السلام من السماء وسائر علامات یوم القیامة علی ماوردت الاخبار الصحیحة حق کائن (شرح فقه اکبر ملا علی قاری ص۱۳۶،۱۳۷) “یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور باقی تمام علامات قیامت جیسے کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے۔ ضرور ہوں گی اور امام مالک اپنی کتاب عتبیہ میں لکھتے ہیں کہ: ”وفی العتبیة قال مالك بینما الناس قیام یستصفون لا قامة الصلوٰة فتغشاهم غمامة فاذا عیسیٰ قد نزل (عبارة صحیح مسلم مع شرح اکمال اکمال المعلم ج۱ ص۴۴۶، طبع دار الکتب بیروت) “یعنی عتبیہ میں مالکؒ نے لکھا ہے کہ ایسی حالت میں کہ لوگ کھڑے ہوئے نماز کی تکبیر سنتے ہوں گے۔ بادل ان کو گھیر لے گا۔ پس اچانک عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صاحب مجمع البحار کو اصل کی طرف رجوع کا اتفاق نہیں ہوا ورنہ تاویل کے ہرگز محتاج نہ ہوتے۔ ”لعله اراد رفعه علی السماء اوحقیقتاً ویحییٰ اخر الزمان لتواتر خبر النزول (مجمع البحار ج۱ ص۵۳٤) “یعنی شاید امام مالکؒ نے موت سے مراد رفع علی السماء لیا ہے یا حقیقتاً مرنے کے بعد زندہ کئے گئے اور آخر زمانہ میں تشریف لائیں گے۔ کیونکہ نزول عیسیٰ احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔

۳...... (مسند امام احمد بن حنبلؒ ج۱ ص۳۱۸) میں ہے کہ: ”عن ابن عباسؓ انه لعلم للساعة قال لے خروج عیسیٰ بن مریم علیهما السلام قبل یوم القیامة“ یعنی ابن عباسؓ سے ہے کہ آیت انه لعلم للساعة میں ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے۔ یعنی قیامت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کا ظاہر ہونا ہے۔

اور (مسند امام احمد بن حنبلؒ ج ا ص ۳۷۵) میں ہے کہ: ''وصححه الحاكم كمافى الفتح عن ابن مسعود عن رسول الله ﷺ قال لقيت ليلة اسرى به ابراهيم وموسىٰ وعيسىٰ عليهم السلام قال فتذكروا امر الساعة فردوا امرهم الىٰ ابرهيم فقال لا علم لى بها فردوا امرهم الىٰ موسىٰ فقال لا علم لى بها فردوا امر الىٰ عيسىٰ فقال اما وجبتها فلا يعلم بها احد الا الله وفيما عهد الىّ ربى عزوجل ان الدجال خارج ومعى قضيبان فاذا رانى ذاب كما يذوب الرصاص (وفى ابن ماجة ص۲۹۹، باب فتنة الدجال وخروج عيسىٰ بن مريم) قال فانزل فاقتله فيرجع الناس الى بلادهم (تفسير ابن كثير ج۲ ص۴۰٦، زير آيت وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به، مستدرك ج٥ ص٦٨٧، حديث نمبر۸٥٤۹، ج٥ ص٧٥٦، حديث نمبر ٨٦٨٢) '' ﴿عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں معراج کی رات میں ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ملا اور قیامت کے متعلق ذکر کیا۔ پہلے ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا مجھ کو اس کا علم نہیں۔ پھر یہ امر موسیٰ علیہ السلام کے حوالہ کیا گیا۔ انہوں نے بھی لاعلمی ظاہر کی۔ پھر آخر میں یہ امر عیسیٰ علیہ السلام پر ڈالا گیا۔ انہوں نے کہا قیامت کے واقع ہونے کا اصل علم تو خدا کے سوا کسی کو نہیں۔ مگر میرے ساتھ اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ جب دجال نکلے گا تو میں نازل ہو کر اس کو قتل کروں گا اور مجھ کو دیکھ کر رانگے کی طرح پگھلے گا۔﴾

۴...... امام شافعیؒ کا ان اماموں پر انکار نہ کرنا اور ساکت رہنا اتفاق کی دلیل ہے اور دوسرے تمام علماء ومحدثین اور تمام خاص وعام مقلدین امام شافعیؒ کا یہی مذہب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام شافعیؒ کا یہی مذہب ہے۔

۵...... امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں کتاب الانبیاء میں نزول عیسیٰ بن مریم کا مستقل باب باندھا ہے اور اس کے تحت حدیث ابی ہریرہؓ لائے ہیں۔ جس میں قبل موته کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع کی گئی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں اور قبل قیامت نزول فرمائیں گے اور ان کی موت سے پہلے سب اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔'' روى البخارى فى تاريخه والطبرانى عن عبدالله بن سلام قال يدفن عيسىٰ بن مريم مع رسول الله ﷺ وصاحبيه فيكون قبره رابعاً (درمنثور ج۲

ص۲٤٥،۲٤٦ مجمع الزوائد ج۸ ص۲۰۹) ''یعنی بخاری نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی نے بھی عبداللہ بن سلام سے روایت کی کہ عیسیٰ بن مریم حضورﷺ کے ساتھ مدفون ہوں گے اور ابوبکرؓ وعمرؓ کے ساتھ اور ان کی قبر چوتھی ہوگی۔

حیات مسیح اور ان کے نزول پر اہل اسلام کا اتفاق ہے کسی کا اختلاف نہیں معتزلہ بھی متفق ہیں۔ کیونکہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ صرف فلاسفہ اور ملاحدہ کا اختلاف ہے۔

۱...... ''واجمعت الامة علی ان اللہ عزوجل رفع عیسیٰ الی السماء (کتاب الابانة للشیخ الاشعری ص۵۳ طبع دار بن حزم بیروت) '' ﴿امت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ عزوجل نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا ہے۔﴾

۲...... ''امارفع عیسیٰ فاتفق اصحاب الاخبار والتفسیر علی انه رفع ببدنه حیاً وانما اختلفو اهل مات قبل ان یرفع اونام (تلخیص الحبیر لا بن حجر ج۳ ص٤٦۲، کتاب الطلاق طبع بیروت) '' ﴿لیکن رفع عیسیٰ علیہ السلام تمام محدثین اور مفسرین کا اتفاق ہے کہ ان کو زندہ بجسمہ اٹھایا گیا۔ ہاں اس میں اختلاف ہوا ہے کہ موت دے کر زندہ کر کے اٹھائے گئے یا سوتے سے اٹھائے گئے۔﴾

۳...... ''واجمعت الامة علی ان عیسیٰ حیی فی السماء ینزل الی الارض (تفسیر النهر المعاد ج۲ ص٤۷۳) '' ﴿تمام امت کا اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں اور زمین پر نازل ہوں گے۔﴾

۴...... ''واجمعت الامة علی ماتضمنه الحدیث المتواتر من ان عیسیٰ فی السماء حیی وانه ینزل فی اخرالزمان (بحر المحیط ج۲ ص۷٥٦، زیر آیت اذقال اللہ یعیسیٰ انی متوفیك) '' ﴿تمام امت کا اس پر اجماع ہے۔ جو احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں ہیں اور آخر زمانہ میں نزول فرمائیں گے۔﴾

۵...... ''والاجماع علی انه حییّ فی السماء وینزل ویقتل الدجال ویوئد الدین ''(تفسیر جامع البیان تلخیص ابن کثیر کے حاشیہ تفسیر وجیز جو خود اسی مصنف کی ہے ص۵۲ پر ہے) ﴿اس پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں اور نازل ہوں گے اور دجال کو قتل فرمائیں گے اور دین کی تائید فرمائیں گے۔﴾

۶...... ''وقد تواترت الاحادیث بنزول عیسیٰ جسماا وضح ذلك

الشوکانی فی مؤلف مستقل یتضمن ذکر اورد فی المهدی المنتظر والدجال والمسیح وغزّه فی غیره وصححه الطبری هذا القول وورد بذلك الاحادیث المتواترة (فتح البیان ج۲ ص۳٤٤)‘‘ ﴿عیسیٰ علیہ السلام کے جسماً نازل ہونے میں احادیث متواترہ وارد ہیں۔ علامہ شوکانی نے ایک مستقل رسالہ جومہدی موعود اور دجال ومسیح کے بارے میں ہے۔ واضح کیا ہے اور اس کے غیر میں بھی اس کو بیان کیا ہے اور اس قول کی طبری نے تصحیح کی اور اس کے بارے میں احادیث متواترہ وارد ہیں۔﴾

۷…… ’’ان الاحادیث الواردة فی المهدی المنتظر متواترة والاحادیث الواردة فی نزول عیسیٰ بن مریم متواترة انتهیٰ کلام الشوکانی واما الاجماع فقال السفارینی فی اللوامع قد اجتمعت الامة علی نزوله ولم یخالف فیه احد من اهل الشریعة وانما انکر ذلك الفلا سفة والملاحدة ممن لا یعتد بخلافه وقد انعقد اجماع الامة علی انه ینزل ویحکم هذه الشریعة المحمدیة ولیس ینزل بشریعة مستقلة عندنزوله من السماء وان کانت النبوة قائمة به وهو متصف بها (کتاب الاذاعة ص۷۷)‘‘ ﴿پس ثابت ہو چکا کہ وہ احادیث جومہدی موعود کے بارے میں وارد ہیں متواتر ہیں اور وہ احادیث جونزول عیسیٰ بن مریم کے بارے میں وارد ہیں متواتر ہیں۔ انتہیٰ کلام الشوکانی۔ لیکن اجماع پس سفارینی نے لوامع میں فرمایا کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام پر امت کا اجماع ہے۔ کسی نے اہل شریعت میں سے اس میں خلاف نہیں کیا۔ بس صرف فلاسفہ اور ملاحدہ نے انکار کیا ہے۔ جن کے خلاف کا کچھ اعتبار نہیں اور تحقیق امت کا اجماع منعقد ہوا کہ وہ نازل ہوں گے اور شریعت محمدیہ پر حکم کریں گے اور آسمان سے نزول کے زمانہ میں شریعت مستقل لے کر نازل نہ ہوں گے۔ اگرچہ نبوت ان کے ساتھ قائم ہے اور وہ نبوت کے ساتھ متصف ہوں گے۔﴾

۸…… علامہ زمخشری امام المعتزلیین لکھتے ہیں کہ: ’’فان قلت کیف کان اٰخر الانبیاء وعیسیٰ علیه السلام ینزل فی اٰخر الزمان قلت معنی کونه اٰخر الانبیاء انه لاینبأ احد بعده وعیسیٰ ممن نبیّ قبله (تفسیر کشاف ج۳ ص٥٤٤، ٥٤٥، زیر آیت ماکان محمد ابا احدٍ)‘‘ ﴿اگر تو کہے کہ حضور ﷺ آخر الانبیاء کیسے ہوئے حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں نازل ہوں گے میں کہوں گا کہ آخر الانبیاء ہونے کے

معنی یہ ہیں کہ حضورﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام ان نبیوں میں سے ہیں جن کو نبوت پہلے مل چکی ہے۔﴾ معلوم ہوا کہ معتزلہ بھی اس عقیدہ میں خلاف نہیں ہیں۔ جیسا کہ عقیدہ سفارینی میں مذکور ہے۔ صرف ملاحدہ اور فلاسفہ خلاف ہیں اور بعض علماء نے جو لکھا ہے کہ معتزلہ اس کے خلاف ہیں۔ وہ وہی معتزلہ ہیں جو فلسفی العقیدہ ہو کر ملاحدہ میں جا ملے۔ یہ بالکل لایعبا بہ ہیں۔ اجماع میں ان کے خلاف سے کچھ خلل لازم نہیں آتا۔

جمیع صوفیاء کرام اور عارفین اور اہل کشف سب متفق ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام بجسدہ آسمانوں پر زندہ ہیں اور آخر زمانہ میں بذاتہ نزول فرمائیں گے

۱...... حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادرؒ جیلانی لکھتے ہیں کہ: ’’والتاسع رفع الله عزوجل عیسیٰ بن مریم الی السماء فیه (غنیة الطالبین عربی ج۲ ص۵۵ طبع مصر) ‘‘یعنی نویں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریم کو آسمان پر اٹھایا یوم عاشورہ میں۔

۲...... رئیس المکاشفین شیخ اکبر محی الدین بن العربی حدیث معراج میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ’’فلما دخل اذا بعیسیٰ علیه السلام بجسده عینه فانه لم یمت الی آلان بل رفعه الله الی هذه السماء واسکنه بها (فتوحات مکیه ج۳ ص۳۴۱، باب ۳۶۷) ‘‘اور شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ نے بھی (یواقیت والجواہر ج۲ ص۳۴) میں شیخ اکبر کی یہی عبارت تحریر فرمائی ہے۔﴿ جب اس آسمان میں حضورﷺ داخل ہوئے تو عیسیٰ علیہ السلام کو بعینہ اسی جسم کے ساتھ دیکھا کیونکہ وہ اس وقت تک مرے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس آسمان پر اٹھایا اور اس آسمان میں ان کو ٹھہرایا ہے۔﴾

اور لکھتے ہیں کہ: ’’ان عیسیٰ علیه السلام نبی ورسول وانه لا خلاف انه ینزل فی آخرالزمان حکما مقسطاً عدلاً بشرعنا (فتوحات مکیه ج۲ ص۳ بـاب ۷۳) ‘‘یعنی بے شک عیسیٰ بن مریم نبی اور رسول ہیں اور بے شک اس میں خلاف نہیں کہ آخر زمانہ میں نازل ہوں گے اور ہماری شریعت کے ساتھ نہایت عدل کے ساتھ حکومت کریں گے۔

’’ابقی الله تعالیٰ بعد رسول اللهﷺ من الرسل الاحیاء باجسادهم فی هذه الدار الدنیا ثلاثة وهم ادریس علیه السلام بقی حیاً بجسده واسکنه الله فی السماء الرابعة والسموات سبع هن من عالم الدنیا...... وابقی

فی الارض ایضاً الیاس وعیسیٰ وکلاھما من المرسلین (فتوحات مکیہ ج۲ ص۵، باب۷۳) ’’یعنی رسول اللہ ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں تین رسولوں کو ان کے انہی جسموں کے ساتھ زندہ رکھا ہے۔ ایک ادریس علیہ السلام جو بجسدہ چوتھے آسمان پر زندہ سکونت پذیر ہیں اور ساتوں آسمان عالم دنیا میں ہیں...... اور زمین میں الیاس علیہ السلام کو اور عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ کھا ہے۔ حالانکہ دونوں رسُول ہیں۔

۳...... اور شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ لکھتے ہیں اور شیخ اکبر نے (فتوحات کے باب ۳۵۳) میں لکھا ہے کہ: ’’وقد جاء الخبر الصحیح فی عیسیٰ علیہ السلام وکان ممن اوحی الیہ قبل رسول اللہ ﷺ انہ اذانزل اٰخرالزمان لاّ یؤمنا الابنا ای بشریعتنا وسنتنا مع اولہ الکشف التام اذا نزل زیادۃ علی الالھام الذی یکون لہ کما لخواص ھذہ الامۃ (یواقیت ج۲ ص۸٤) ’’یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں صحیح حدیث آچکی ہے کہ حضور ﷺ سے پہلے ان پر وحی کی جاتی تھی۔ لیکن جب آخر زمانہ میں نازل ہوں گے تو ہماری شریعت اور سنت پر حکومت وامامت فرمائیں گے اور جب نازل ہوں گے تو الہام سے بڑھ کر ان کو کشف تام ہوگا۔

۴...... اور شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ لکھتے ہیں کہ: ’’فان قیل فما الدلیل علی نزول عیسیٰ علیہ السلام من القرآن فالجواب الدلیل علی نزولہ قولہ تعالیٰ وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ای حین ینزل ویجتمعون علیہ وانکرت المعتزلۃ والفلاسفۃ والیھود والنصاریٰ عروجہ بجسدہ الی السماء وقال تعالیٰ فی عیسیٰ علیہ السلام وانہ لعلم للساعۃ قری لعلم بفتح اللام والعین والضمیر فی انہ راجع الی عیسیٰ علیہ السلام بقولہ تعالیٰ ولما ضرب ابن مریم مثلا ومعناہ ان نزولہ علامۃ القیامۃ وفی الحدیث فی صفۃ الدجال فبینماھم فی الصلوٰۃ اذبعث اللہ المسیح ابن مریم فنزل عندالمنارۃ البیضاء شرقی دمشق...... فقد ثبت نزولہ علیہ السلام بالکتاب والسنۃ وزعمت النصاری ان ناسوتہ صلب ولا ھوتہ رفع والحق انہ رفع بجسدہ الی السماء والایمان بذلک واجب قال تعالیٰ بل رفعہ اللہ الیہ (یواقیت ج۲ ص۱٤٦) ’’ اگر کہا جائے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام پر قرآن سے دلیل کیا ہے تو جواب یہ ہے کہ

ان کے نزول پر ایک تو یہ قول بارتعالیٰ دلیل ہے۔وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن قبل موته !یعنی جب نازل ہوں گے تو سب کے سب ایمان لے آئیں گے اور معتزلہ اور فلاسفہ اور یہود اور نصاریٰ ان کے آسمان پر آٹھائے جانے سے انکار کرتے ہیں اور دوسرا یہ قول باری تعالیٰ دلیل ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے۔وانه لعلم للساعة!یعنی ان کا نزول قیامت کی علامت ہے۔تیسرے حدیث دجال کے بیان میں ہے کہ اس حالت میں کہ لوگ نماز کی تیاری میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو دمشق کے شرقی منارے سفید کے پاس نازل فرمائیں گا......پس عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ان کے ناسوت کو سولی دی گئی اور ان کے لاہوت کو اٹھالیا گیا اور حق یہ ہے کہ ان کو بجسدہ آسمان پر اٹھالیا گیا اور اس پر ایمان واجب ہے۔بقوله تعالیٰ بل رفعه الله الیه!﴾

۵...... اور شیخ محمد اکرم صابری تحریر فرماتے ہیں کہ:’’یك فرقه برآں رفته اندکه مهدی آخرالزمان عیسیٰ بن مریم است واین روایت بغایت ضعیف است زیر اکه اکثر احادیث صحیح ومتواتر از حضرت رسالت پناه ﷺ ورود یافته که مهدی ازبنی فاطمةؓ خواهد بود عیسیٰ بن مریم باواقتداء کرده نماز خواهد گذارد وجمیع عارفان صاحب تمکین براین متفق اند چنانچه شیخ محی الدین ابن عربی قدس سره درفتوحات مکی مفصل نوشته است که مهدی آخرالزمان ازآل رسول ﷺ من اولاد فاطمه زهراؓ ظاهر شود واسم اواسم رسول الله ﷺ باشد (اقتباس الانوار ص۷۲)‘‘

مرزائی صرف دجل کی رو سے اتنا نقل کرتے ہیں کہ:’’بعضے برانند که روح عیسیٰ علیه السلام درمهدی بروز کندونزول عبارت ازاین بروز است مطابق این حدیث لا مهدی الا عیسیٰ بن مریم (اقتباس الانوار ص۵۲)‘‘

حالانکہ اس کے بعد یہ بھی لکھا ہے کہ:’’واین مقدمه بغایت ضعیف است‘‘

۶...... حضرت مجدد الف ثانی لکھتے ہیں کہ:’’وخاتم این منصب سید البشر است حضرت عیسیٰ علیه السلام بعد از نزول متابع شریعت خاتم الرسل ﷺ خواهد بود (مکتوب ج۱ ص۶۳۶ مکتوب نمبر۳۰۱)‘‘

’’حضرت عیسیٰ علیه السلام که از آسمان نزول خواهد فرمود

متابعت شریعت خاتم الرسل ﷺ خواهد نمود (مکتوب۱۷ دفتر سوم ص ۳۰۵)‘‘

نوٹ! مرزا قادیانی کا کشف اور الہام جب تمام اہل کشف کے اجماع کے خلاف ہے تو اس کشف کے جھوٹ یا غلط ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا۔ اہل کشف تو فرما چکے ہیں کہ: ’’انہ رفع بجسدہ الی السماء والایمان بذلك واجب ‘‘اور جمیع عارفان صاحب تمکین بریں متفق اند اور مرزا قادیانی اس کو شرک بتلاتے ہیں۔

فائدہ

حضرت عمرؓ نے سعد بن ابی وقاصؓ کو جو قادسیہ میں حاکم تھے۔ لکھا کہ نضلہ بن معاویہ انصاری کو حلوان عراق کی طرف جہاد کے لئے روانہ کر، چنانچہ سعد نے نضلہ کو تین سو سوار کے ساتھ بھیجا فتح کے بعد ایک پہاڑ کے قریب نماز کے لئے اذان کہنا شروع کی پہاڑ سے اجابت کی آواز آتی تھی۔ جب نضلہ اذان سے فارغ ہوئے تو سب لوگ ۳۰۰ کہنے لگے کیا اس پہاڑ میں کوئی فرشتہ ہے یا جن یا کوئی اللہ کا نیک بندہ۔ پکار کر آواز دی، اے! اللہ کے بندے! ذرا اپنی صورت بھی دکھادے۔ ہم سب لشکر رسول اللہ کے اور عمرؓ خلیفہ وقت کے بھیجے ہوئے ہیں۔ پس اسی وقت ایک سفید ریش اور سر پہاڑ کی شگاف میں سے نکلا اور السلام علیکم کہا۔ سب نے جواب دیا۔ پوچھا تو کون ہے؟۔ جواب دیا میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا وصی، زریت بن برثملا ہوں اس نے مجھے اس پہاڑ میں ساکن کیا ہے اور میرے لئے دعا کی ہے کہ جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل نہ ہوں اور آپ سے دوبارہ نہ ملوں زندہ رہوں۔ (اس حدیث میں الی حین نزوله من السماء کا لفظ ہے) اور میری طرف سے عمرؓ کو سلام کہہ دو اس کے بعد کچھ نصیحتیں کیں۔ چنانچہ سلام پہنچایا گیا۔ حضرت عمرؓ نے پھر سعدؓ کو لکھا کہ اپنے ساتھ مہاجرین اور انصار کو لے کر اسی پہاڑ پر جاؤ اور میرا سلام کہو۔ چنانچہ سعدؓ چار ہزار مہاجرین اور انصار کے ساتھ وہاں گئے اور چالیس دن وہیں اذان کہہ کر نماز پڑھتے رہے۔ مگر پھر وہ نظر نہ آئے۔‘‘

(ازالۃ الخفاج ۲ ص۱۶۷،۱۶۸)

مکاشفات عمرؓ میں یہ موجود ہے اور شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے (فتوحات مکیہ ج۱ ص۲۲۳،۲۲۴، باب نمبر۳۶) میں اس کی اسناد کو کشفی طور پر صحیح کہا ہے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوگیا کہ حضرت عمرؓ اور چار ہزار مہاجرین اور انصار صحابہؓ سب کا یہی عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقید

حیات ہیں اور قرب قیامت میں نزول فرمائیں گے۔ ورنہ تمام صحابہؓ واقعہ سن کر اور جنہوں نے دیکھا دیکھ کر یہ فرماتے کہ یہ غلط کہہ رہا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو بنصوص قطعیہ قرآن وحادیث سے ثابت ہے کہ وہ کشمیر میں مرچکے ہیں یہ تو شرکیہ عقیدہ ہے۔ بلکہ تمام صحابہؓ زریت بن برثملا کی ملاقات کے شوق میں تشریف لے گئے اور سب نے اس کے بیان کو صحیح سمجھا۔

خاندان رسالت کا عقیدہ یعنی امام حسنؓ اور امام زین العابدینؒ اور امام باقرؒ اور امام جعفرؒ اور امام محمد بن الحنفیہؒ سب کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور قرب قیامت میں نازل ہوں گے۔

۱...... ''عن جعفر عن ابیه عن جده قال قال رسول اللہ ﷺ...... کیف تهلك امة انا اولها والمهدی وسطها والمسیح اخرها (رواه رزین مشکوٰة ص۵۵۳، باب ثواب هذه الامة، ویسمیٰ مثل هذاالسند سلسلة الذهب، ازمرقاة ج۱۱ ص۴۶۷، باب ثواب هذه الامة الفصل الثالث فی حاشیتها)'' ﴿حضرت امام جعفرؒ صادق نے اپنے والد حضرت امام محمد باقرؒ سے اور حضرت امام محمد باقرؒ نے اپنے دادا حضرت امام حسنؓ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا...... کیونکر ہلاک ہوسکتی ہے یہ امت۔ اس کے اوّل میں ہوں اور درمیان میں مہدی اور آخر میں مسیح علیہم السلام۔﴾ اس حدیث کی سند کو سلسلۃ الذہب کہا جاتا ہے۔ یعنی سونے کی لڑی۔

۲...... ''اخرج عبدالله بن حمید وابن المنذر عن شهر بن حوشب وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته عن محمد بن علی بن ابی طالب یعنی ابن الحنفیه...... ان عیسیٰ لم یمت وانه رفع الی السماء وهونازل قبل ان تقوم الساعة (درمنثور ج۲ ص۲۴۱)'' ﴿یعنی محمد بن الحنفیہ حضرت علیؓ کے صاحبزادے اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں اور وہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور وہی اتریں گے۔ قیامت سے پہلے۔﴾

مرزا قادیانی نے جن علماء باللہ پر موت مسیح کا اتہام لگایا ہے وہ سب حیات مسیح کے قائل ہیں۔

۱...... حضرت عباسؓ کا مذہب اوران کے آثار صحیحہ میں پہلے نقل کر چکا۔

۲...... اور حضرت امام مالکؒ کا مذہب عتبیہ سے ابھی نکل کر چکا۔

۳...... امام بخاریؒ کا مذہب بھی بیان کر چکا۔

۴...... اور شیخ اکبر محی الدین ابن العربی کا مذہب بھی بیان ہو چکا۔

۵...... علامہ ابن حزم لکھتے ہیں کہ: ''ھذا مع سماعھم قول اللّٰہ تعالیٰ ولکن رسول اللّٰہ ﷺ وخاتم النّبیین وقول رسول اللّٰہ ﷺ لا نبی بعدی فکیف یستجیز مسلم ان یثبت بعدہ علیہ السلام نبیاً فی الارض حاشاما استثناہ رسول اللّٰہ ﷺ فی الاثار المسندۃ الثابتۃ فی نزول عیسیٰ بن مریم علیھما السلام فی آخر الزمان (کتاب الفصل فی الملل والنحل ج۳ ص۱۱۳، ۱۱۴ طبع بیروت) '' ﴿قول باری تعالیٰ ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین ﷺ اور حضور ﷺ کا فرمان لا نبی بعدی سن کر کوئی مسلمان حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کے ثبوت کو کیسے جائز تسلیم کر سکتا ہے۔ سوائے نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے آخر زمانہ میں جو رسول اللّٰہ ﷺ نے احادیث صحیحہ مسندہ میں اس کا استثنا فرمایا ہے۔﴾

اور لکھتے ہیں کہ: ''واما من قال ان اللّٰہ عزوجل ھو فلان لانسان بعینہ اوان اللّٰہ یحل فی جسم من اجسام خلقہ اوان بعد محمد ﷺ نبیاً غیر عیسیٰ بن مریم فانہ لایختلف اثنان فی تکفیرہ لصحۃ قیام الحجۃ بکل ھذا علی کل احد (کتاب الفصل فی الملل والنحل ج۲ ص۲۶۹ طبع بیروت) '' ﴿جس شخص نے کسی انسان معین کو کہا کہ یہ اللہ ہے۔ یا کہا کہ اللہ اپنی خلقت کے اجسام میں سے کسی جسم میں حلول کرتا ہے۔ یا کہا کہ محمد ﷺ کے بعد بھی نبی ہے۔ سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے۔ پس ایسے شخص کی تکفیر میں دو آدمیوں کا اختلاف نہیں۔ کیونکہ ہر ہر بات کے ساتھ ہر ایسے شخص پر حجت قائم ہو چکی ہے۔﴾ اس سے معلوم ہوا کہ علامہ ابن حزم نزول عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں۔ یہ مرزا قادیانی کی کمال دیانت ہے یا خودغرضی میں انہماک ہے کہ بغیر اصل کی طرف رجوع کئے ہوئے ادھر ادھر سے تمسک پکڑتے ہیں۔

۶...... حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ: ''نیز از ضلالت ایشاں یعنی نصاری یکے آنست کہ جزم میکنند کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

مقتول شده است وفی الواقعه درقصه عیسیٰ علیه السلام اشتباهے واقع شدهٔ بود رفع برآسمان راقتل گمان کردند وکابراً عن کابرهماں غلط را روایت نمودند خدا تعالیٰ در قرآن شریف ازاله شبه فرموده که وماقتلوه وما صلبوه ولکن شبّه لهم (فوز الکبیر ص۱۱) ’’اورشاہ صاحب ترجمہ قرآن میں فلما توفیتنی کے معنی لکھتے ہیں کہ: پس هر گه که برداشتی مرا!

۷..... علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ:’’وصعود الادمی ببدنه الی السماء قد ثبت فی امر المسیح عیسیٰ بن مریم علیه السلام فانه صعد الی السماء وسوف ینزل الی الارض وهذا مم یوافق النصاریٰ علیه المسلمین فانهم یقولون ان المسیح صعد الی السماء ببدنه وروحه کما یقوله المسلمون ویقولون انه سوف ینزل الی الارض ایضاً کما یقوله المسلمون وکما اخبربه النبی ﷺ فی الاحادیث الصحیحة لا کن کثیراً من النصاریٰ یقولون انه صعد بعد ان صلب وانه قام من القبر وکثیر من الیهود یقولون انه صلب ولم یقم من قبره واما المسلمون وکثیر من النصاریٰ فیقولون انه لم یصلب ولا کن صعد الی السماء بلا صلب والمسلمون ومن وافقهم من النصاریٰ یقولون انه ینزل الی الارض قبل القیامة وان نزوله من اشراط الساعة کما دل علی ذلك الکتاب والسنة وکثیر من النصاریٰ یقولون ان نزوله هو یوم القیامة وانه هو الله الذی یحاسب الخلق (الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح ج٤ ص١٦٩،١٧٠)‘‘

اور لکھتے ہیں کہ:’’هذا تفسیر قوله تعالیٰ وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ای یؤمن بالمسیح قبل ان یموت حین نزوله الی الارض وحینئذٍ لا یبقی یهودی ولا نصرانی ولا یبقی دین الادین الاسلام وهذا موجود فی نعته عند اهل الکتاب (ج٣ ص٣٢٥، فصل الدیانات السابقة بشرت بمحمد والمسیح)‘‘ ﴿آدمی کا بدن سمیت آسمان کی طرف صعود عیسیٰ علیہ السلام کے امر میں ثابت ہو چکا۔ کیونکہ وہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور پھر زمین پر نازل ہوں گے اور اس عقیدے میں نصاریٰ بھی مسلمان کے موافق ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کی طرح نصاریٰ بھی کہتے ہیں

کہ مسیح علیہ السلام ببدنه وروحه آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ پھر زمین پر اتریں گے۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے۔ لیکن بہت سے نصاریٰ کہتے ہیں کہ بعد صلیب کے اٹھائے گئے اور قبر میں سے اٹھے اور بہت سے یہود کہتے ہیں کہ وہ صلیب دیئے گئے اور قبر سے نہیں اٹھے۔ لیکن مسلمان اور بہت سے نصاریٰ کہتے ہیں کہ وہ ہرگز صلیب پر نہیں لٹکائے گئے۔ بلکہ بلا صلیب آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور پھر مسلمان اور بعض نصاریٰ جو مسلمانوں کے موافق ہیں کہتے ہیں کہ وہ قیامت سے پہلے زمین پر اتریں گے اور ان کا نزول قیامت کی علامت ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم اور سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور بہت سے نصاریٰ کہتے ہیں کہ ان کا نزول ہی قیامت کا دن ہے اور وہی اللہ ہیں جو خلقت سے حساب کتاب لیں گے اور (ج۳ ص۳۲۵) میں ہے کہ یہی تفسیر ہے اس قول باری تعالیٰ کی وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته! یعنی مسیح پر ایمان لائیں گے۔ جب وہ زمین پر اتریں گے۔ ان کے مرنے سے پہلے اور اس وقت نہ کوئی یہودی باقی رہے گا اور نہ نصرانی اور نہ کوئی دین باقی رہے گا۔ مگر دین اسلام۔«

۸…… علامہ حافظ ابن قیم لکھتے ہیں کہ: ''ان المسيح رفع وصعد الى السماء (هداية الحيارى من اليهود والنصارىٰ ج۲ ص۶۳) ''یعنی مسیح علیہ السلام آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔

اور لکھتے ہیں کہ: ''ان المسيح نازل من السماء فيكم بكتاب الله وسنة رسولـه (ص۱۰٤) ''یعنی بے شک مسیح آسمان سے تمہارے اندر اتریں گے اور کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کریں گے۔

اور اسی میں ہے کہ: ''ومسيح المسلمين الذى ينتظرونه هو عبدالله ورسوله وروحه وكلمته القاها الىٰ مريم العذراء البتول عيسىٰ بن مريم اخو عبدالله ورسوله محمد بن عبدالله فيظهر دين الله وتوحيده ويقتل اعداهٔ عباد الصليب الذين اتخذوه وامه الهين من دون الله واعدء ه اليهود الذين رفوه وامه بالعظائم فهذا هوالذى ينتظره المسلمون وهو نازل على المنارة الشرقية بدمشق واضعاً يديه على منكبى ملكين يراه الناس عيانا بابصارهم ناز لا من السماء فيحكم بكتاب الله وسنة رسوله…… وتعقد الملل كلها فى زمانه ملة واحدة''

اور دوسری جگہ ہے کہ:''وان ربه تعالیٰ اکرم عبده ورسوله ونزهه وصهانه ان ینال اخوان القردة منه مازعمته النصاریٰ انهم نالوه منه بل رفعه الله الیه مؤیداً منصوراً لم یشکه اعدآء ه فیه بشوکة ولا نالته ایدیهم باذیٰ فرفعه الیه واسکنه سماء ه وسیعهوده الی الارض ینتقم به من مسیح الضلال واتباعه ثم یکسر به الصلیب ویقتل به الخنزیر ویعلی به الاسلام ینصر به ملة اخیه واولی الناس به محمد علیه الصلوٰة والسلام (منقول از عقیدة الاسلام ص۱۰۹، ۱۱۰) '' ﴿اور جس مسیح علیہ السلام کے مسلمان منتظر ہیں وہ وہی ہیں جو اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔ جو مریم بتول کنواری کی طرف اس کو ڈالا۔ یعنی عیسیٰ بن مریم حضور رسول اللہ ﷺ کے بھائی وہ دین اور توحید الٰہی کو غلبہ دیں گے اور اللہ کے دشمن صلیب پرستوں کو جنہوں نے ان کو اور ان کی ماں کو اللہ کے سوا معبود بنایا قتل کریں گے اور اللہ کے دشمن یہود کو جنہوں نے ان کو اور ان کی ماں کو بڑے بڑے عیب لگائے۔ یہ ہیں وہ جن کے مسلمان منتظر ہیں اور وہ دمشق کے شرقی منارہ پر دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ لوگ ان کو آسمان سے اترتے ہوئے کھلم کھلا آنکھوں سے دیکھیں گے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر حکم کریں گے...... اور ان کے زمانہ میں تمام مذہب مٹ کر ایک مذہب اسلام رہ جائے گا۔﴾

﴿ترجمہ عبارت ثانی: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے اور رسول کا اکرام کیا اور ان کو یہودی بندروں کے بھائی کی ایذا سے محفوظ رکھا۔ جس کو نصاریٰ نے گمان کیا ہے کہ آپ کو یہود نے ایذا دی بلکہ اللہ نے ان کو مؤید اور منصور اپنی طرف اٹھالیا کہ دشمن ایک کانٹا بھی نہ چبھو سکے اور نہ ہاتھوں سے کوئی ایذا پہنچا سکے۔ پس اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا اور اپنے آسمان میں ان کو ساکن کیا اور پھر زمین کی طرف لوٹائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے دجال مسیح ضلال اور اس کے گروہ کو ہلاک کردے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور اسلام کو بلند کرے گا اور حضور ﷺ کے مذہب اسلام کو مدد کرے گا۔﴾

مرزا قادیانی کو اقرار ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی پیشین گوئی اوّل درجہ کی پیشین گوئی ہے اور اصحاح ستہ میں مذکور ہے۔ اس کو تواتر کا اوّل درجہ حاصل ہے۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اوّل درجہ کی

پیش گوئی ہے۔ جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں کہی گئی ہیں کوئی پیشین گوئی اس کے ہم پلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۵۵۷، خزائن ج ۳ ص ۴۰۰)

مرزا قادیانی ہی کے اصول مسلمہ سے حیات عیسیٰ علیہ السلام ثابت ہے

مرزا قادیانی ایک عادت الٰہیہ لکھتے ہیں کہ: ''خدا ان کو موت نہیں دیتا جب تک وہ کام پورا نہ ہو جائے۔ جس کے لئے وہ بھیجے گئے ہیں اور جب تک پاک دلوں میں ان کی قبولیت نہ پھیل جائے تب تک البتہ سفر آخرت ان کو پیش نہیں آتا۔'' (ازالہ اوہام ص ۴۴۸، خزائن ج ۳ ص ۳۳۸)

اور اس سے قبل لکھا ہے کہ: ''گو حضرت مسیح علیہ السلام جسمانی بیماروں کو اس عمل (مسمریزم) کے ذریعے سے اچھا کرتے رہے۔ مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۳۱۰، ۳۱۱، خزائن ج ۳ ص ۲۵۸ حاشیہ)

ان دونوں فقروں کے ملانے سے ظاہر ہے کہ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام ہدایت کرنے میں ناکام رہے اور عادت الٰہیہ ہے کہ جب تک وہ کام کہ جس کے لئے وہ بھیجے گئے پورا نہ ہو موت نہیں دی جاتی۔ لہٰذا وہ زندہ ہیں۔ قرب قیامت میں نازل ہو کر ہدایت کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ اس کے بعد سفر آخرت پیش آئے گا۔ ہاں حضور ﷺ چونکہ خاتم النّبیین اور کافۃ الناس رسول اللہ ہیں اور حضور ﷺ ہی کے احکام قیامت تک رہیں گے اور آپ کی بعثت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی ڈیوٹی ختم ہو چکی۔ لہٰذا اب ان کا ہدایت میں کامیاب کرنے کی یہی صورت ہو سکتی ہے کہ نزول کے بعد بحیثیت خلیفہ نبی صاحب الزمان محمد ﷺ کے اپنی قوم کو ان کی تمام شرکیات کو مٹا کر اور کسر صلیب کر کے موحدوں میں داخل فرمادیں اور یہودیت کو بھی فنا کردیں۔

انجیل سے بھی ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ اٹھائے گئے اور پھر آئیں گے

۱..... ''اور وہ یہ کہہ کر ان کے دیکھتے ہوئے اوپر اٹھایا گیا اور بدلی نے اسے ان کی نظروں سے چھپالیا اور وہ اس کو آسمان پر جاتے ہوئے تاکتے ہی تھے کہ دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس آ کھڑے ہوئے اور بولے اے جلیلی مردو تم کیوں کھڑے آسمان کی

طرف دیکھتے ہو۔ یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ جس طرح تم نے اسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے اسی طرح پھر آئے گا۔"

(انجیل اعمال باب ۱ آیات ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، کلام مقدس حصہ دوم ص ۱۵۲، طبع سوسائٹی آف سینٹ پال روما ۱۹۵۸ء)

۲...... "تم سن چکے ہو کہ میں نے تم کو کہا کہ میں جاتا ہوں اور تم پاس پھر آتا ہوں۔" (انجیل یوحنا باب ۱۴ آیت ۲۸ از کلام مقدس حصہ دوم ص ۱۴۱ طبع ایضاً)

۳...... "اور عنقریب میرا ایک شاگرد مجھے تیس سکوں کے ٹکڑوں کے بالعوض بیچ ڈالے گا اور اس بناء پر مجھ کو اس بات کا یقین ہے کہ جو شخص مجھے بیچے گا۔ وہ میرے ہی نام سے قتل کیا جائے گا اس لئے کہ اللہ مجھ کو زمین سے اوپر اٹھائے گا اور بے وفا کی صورت بدل دے گا۔ یہاں تک کہ ہر ایک خیال کرے گا کہ میں ہوں۔ مگر جب مقدس محمد رسول اللہ ﷺ آئے گا وہ اس بدنامی کے دھبہ کو مجھ سے دور کر دے گا۔"

(انجیل برنباس ص ۲۱۸، باب ۱۱۲ آیت ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، کشمیر بک ڈپو منٹگمری ۱۹۱۶ء)

عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کا نزول احادیث متواترہ سے ثابت ہے

خبر متواترہ وہ خبر ہے۔ جس کے نقل کرنے والوں کی تعداد اس کثرت سے پائی جائے کہ ان کی کثرت وحیثیت کو دیکھ کر عقل کو یہ گنجائش نہ ہو کہ ان سب کا جھوٹ پر متفق ہو جانا تسلیم کر لے۔ مثلاً بغداد کو ہم نے دیکھا نہیں۔ سکندر و دارا کو ہم نے دیکھا نہیں۔ لیکن ان کے وجود کا علم بوجہ خبر متواتر یقینی اور قطعی ہے۔ اسی طرح حدیث متواتر کو سمجھنا چاہئے کہ جس حدیث کو آنحضرت ﷺ سے روایت کرنے والے آپؐ کے عہد مبارک سے لے کر آج تک اس کثرت سے ہوں کہ ان کا کسی خلاف واقعہ بات پر اتفاق کر کے جھوٹ بولنا محال ہو وہ حدیث متواتر ہے۔ اس کے کلام نبوی ہونے کا یقین بالکل بدیہی ہوتا ہے اور اسی لئے تمام امت کا اجماعی فیصلہ ہے کہ حدیث متواترہ پر ایمان لانا قرآن کی طرح فرض اور اس کا انکار کفر صریح ہے۔ کیونکہ وہ درحقیقت ایک حدیث کا انکار نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا انکار اور آپؐ کے صدق و دیانت پر حملہ ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کا یہ مطلب کسی کے نزدیک نہیں ہو سکتا کہ آپؐ کے حلیہ شریفہ اور آپ کی جسمانی کیفیات پر ایمان لائے۔ بلکہ ایک نبی پر ایمان لانے کا اس کے سوا کوئی مطلب نہیں ہو سکتا کہ ان کے ہر قول پر جو یقیناً معلوم ہو جائے کہ نبی نے فرمایا ہے۔ یقین کرے۔ اس میں کوئی شک بھی نہ کرے۔ اس کے بعد یہ معلوم کر

لینا کوئی دشوار نہیں کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث متواتر المعنی میں چنانچہ حضرت مولانا مولوی انور شاہ صاحب کشمیری صدر المدرسین مدرسہ عالیہ دیوبند نے رسالہ التصریح بما تواتر فی نزول المسیح میں ۷۳ حدیثیں اور ۱۲۷ آثار صحابہ حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات و نزول کے متعلق لکھی ہیں۔ مشتے نمونہ از خروارے چند حدیثیں یہاں بیان کرتا ہوں۔

آسمان سے اتریں گے

۱...... ''عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من السماء (کنز العمال ج۱۴ ص۶۱۹، حدیث نمبر ۳۹۷۲۶)''
﴿ابن عباسؓ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میرا بھائی عیسیٰ علیہ السلام مریم علیہا السلام کا بیٹا آسمان سے اترے گا۔﴾

۲...... ''عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم من السماء و امامکم منکم (کتاب الاسماء والصفات للبیھقی ص۴۲۴)'' ﴿ابوہریرہؓ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تمہارا کیا ہی حال ہوگا۔ جب کہ تمہارے اندر مریم علیہا السلام کے بیٹے آسمان سے اتریں گے درانحالیکہ تمہارا امام بعض تمہارا ہوگا۔ (یعنی امام مہدی)﴾

اس حدیث ابوہریرہؓ میں یہ بھی ہے کہ: ''اذ انزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم (بخاری ج۱ ص۴۹۰، باب نزول عیسیٰ بن مریم، مسلم ج۱ ص۸۷، باب نزول عیسیٰ بن مریم، مشکوٰۃ ص۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام ۰ ابوداؤد ترمذی ج۲ ص۴۷، باب ماجاء فی نزول عیسیٰ بن مریم)''

نزول کا معنی

اور دیگر بعض احادیث میں ینزل فیکم ابن مریم وغیرہ الفاظ ہیں۔ لیکن نزول کے معنی بالکل رفع کے خلاف ہیں۔ جو آیت رفعہ اللہ الیہ میں ہے۔ کیونکہ اسی کے مقابلہ میں ہے۔ پس اگر رفع کے معنی بقول مرزا قادیانی رفع عزت ہے تو یہاں نزول کے معنی نزول ذلت ہوں گے معاذ اللہ!...... اور اگر رفع کے معنی رفع جسمانی ہے تو نزول سے بھی مراد نزول جسمانی ہے۔ لہٰذا سب جگہ نزول من السماء ہی مراد ہے اور امامکم منکم کے معنی یہ بھی

ہو سکتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام تمہارے امام ہوں گے۔ تم میں سے ہو کر یعنی قرآن وسنت کی اقتداء کریں گے۔ لیکن مرزائی معنی کہ تم میں پیدا ہوں گے۔ اس کا سوائے خودغرضی کے اور کوئی منشاء صحیح نہیں۔ کیونکہ ’’قد انزلنا علیکم لباسا (اعراف:۲۶)‘‘ اور ’’وانزلنا الحدید (حدید:۲۵)‘‘ اور ’’انزل لکم من الانعام ثمانیة ازواج (الزمر:٦)‘‘ وغیرہ سب میں یہ مطلب ہے کہ ہم نے اس چیز کو اتارا جو پیدائش رزق یا لباس یا لوہا یا چار پائے وغیرہ کے اسباب ہیں۔ جیسے اردو کا محاورہ ہے کہ جب پانی برستا ہے تو کہتے ہیں اناج برس رہا ہے۔ (تفسیر کبیر دیکھو)

اور حدیث میں دجال کے متعلق جو ینزل آیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ احد کے پیچھے اپنے گدھے سے اتر کر ٹھہرے گا۔ منزل کو منزل بھی اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ اکثر مسافر اپنی سواری سے اپنے سامان کو اتارتے ہیں۔ ’’قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً (طلاق:۱۰)‘‘ میں اوّل ذکر مصدر رسولاً اس کا مفعول ہے۔ یعنی ذکر رسول اللہ ﷺ کو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا یا ذکر سے مراد قرآن یا جبرائیل علیہ السلام ہے اور رسول اللہ ﷺ اس سے بدل ہے۔ یا ’’انزل اللہ ذکراً وارسل رسولا (کشاف ج٤ ص٥٦٠، کبیر ج٣٠ ص٣٨، بیضاوی ج٢ ص٣٨٢)‘‘

اور پھر یہ نزول رفع کے مقابلہ میں واقع نہیں ہے اور نہ نزول کی وہ صورت ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے لئے حدیث صحیح میں ہے کہ دمشق کے مشرقی منارہ سفید پر دو چادریں پہنے ہوئے دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے زمین پر اتریں گے۔

زمین پر اتر کر ۴۰، ۴۵ برس زندہ رہیں گے
مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کے پاس دفن کئے جائیں گے

۳...... ’’عن عبداللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولدله ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبریٰ فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکرؓ وعمرؓ (رواه ابن الجوزی فی کتاب الوفاء ٨٣٢ باب فی حشر عیسیٰ بن مریم مع نبینا، مشکوٰة ص٤٨٠، باب نزول عیسیٰ علیه السلام)‘‘ ﴿عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ عیسیٰ علیہ السلام بیٹا مریم علیہا السلام کا زمین پر اترے

گا۔ پس نکاح کرے گا اس کے اولاد ہوگی۔ ۴۵ برس رہیں گے پھر مریں گے۔ میرے قبرستان میں میرے ساتھ دفن کئے جائیں گے۔ پھر میں اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی قبرستان سے ابوبکرؓ وعمرؓ کے بیچ میں اٹھیں گے۔﴾

تاریخ الخمیس جلد اوّل کے ص ۲۶۴ پر ہے کہ: ''وفی ربیع الابرار عن ابی ھریرةؓ عن النبی ﷺ اذا ھبط اللّٰہ عیسیٰ فانه یعیش فی ھذہ الامة ماشاء اللّٰہ ثم یموت بمدینتی ھذہ ویدفن الیٰ جانب قبر عمرؓ فطوبیٰ لا بی بکرؓ وعمرؓ فانھما یحشران بین نبیین ۰ انتھیٰ''۔

''واخرج البخاری فی تاریخه والطبرانی عن عبداللّٰہ بن سلام قال یدفن عیسیٰ بن مریم مع رسول اللّٰہ وصاحبیه فیکون قبرہ رابعاً (درمنثور ج۲ ص۲۴۵، مجمع الزوائد ج۸ ص۲۰۹)'' ﴿بخاری نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی نے عبداللہ بن سلام سے روایت کی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ اور آپؐ کے صاحبینؓ (ابوبکرؓ اور عمرؓ) کے ساتھ دفن کئے جائیں گے اور ان کی قبر چوتھی ہوگی۔﴾

اور ترمذی میں ہے کہ: ''عن عبداللّٰہ بن سلام مکتوب فی التورٰة صفة محمد وعیسیٰ بن مریم یدفن معه وقال ابومودود وقد بقی فی البیت موضع قبر (ترمذی ج۲ ص۲۰۲، ابواب المناقب)'' ﴿عبداللہ بن سلام سے ہے کہ حضور ﷺ کی صفت تورات میں لکھی ہوئی ہے اور عیسیٰ بن مریم حضور ﷺ کے پاس مدفون ہوں گے اور ابومودود نے کہا کہ گھر میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔﴾

۴...... (منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد ج۶ ص۵۷ اور کنز العمال ج۱۴ ص۶۲۰، حدیث نمبر ۳۹۷۲۸) میں حدیث ہے کہ حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ مجھ کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں آپؐ کے بعد زندہ رہوں گی۔ پس آپؐ اجازت فرمادیں کہ آپؐ کے پہلو میں دفن کی جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس سوائے میری قبر اور ابوبکرؓ وعمرؓ وعیسیٰ بن مریم کی قبر کے کسی کی گنجائش نہیں۔

نوٹ! حضرت عائشہؓ کی زندگی میں ان کے حجرے میں تین ہی چاند گرے۔ لہٰذا حضرت عائشہؓ کا خواب یہی صحیح ہے۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام عائشہؓ کے انتقال کے سینکڑوں برس بعد مدفون ہوں گے۔ جب کہ حجرہ عائشہؓ نہ ہوگا۔ کیونکہ نسبت ملکیت ان کی زندگی تک ہے۔ فافھم!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک مرے نہیں
دوبارہ خود تشریف لائیں گے پھر مریں گے

۵...... ’’عن ابی هريرةؓ عن النبی ﷺ الانبياء اخوة لعلات امهاتهم شتیٰ ودينهم واحد اونا اولی الناس بعيسیٰ بن مريم لا نه لم يكن نبی بينی وبينه وانه نازل (تفسير ابن كثير ج۲ ص۴۰۵، مسند احمد ج۲ ص۴۳۷)‘‘ ﴿حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمام انبیاء علیہم السلام آپس میں علاّتی بھائی ہیں ان کی مائیں مختلف ہیں اور دین ایک ہے۔ یعنی فروعات میں اختلاف ہے اور اصول سب کے متحد ہیں اور میں عیسیٰ بن مریم سے زیادہ قریب ہوں۔ کیونکہ ان کے درمیان اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور وہ نازل ہوں گے۔﴾

۶...... ’’روی ابن جرير وابن حاتم عن الربيع قال ان النصاری اتوا النبی ﷺ فخاصموا النبی ﷺ الی ان قال الستم تعلمون ان ربنا حیّ لا يموت وان عيسیٰ يأتی عليه الفنا (تفسير درمنثور ج۲ ص۳، تفسير كبير ج۷ ص۱۶۶، تفسير ابی السعود ج۲ ص۳)‘‘ ﴿ربیع سے روایت ہے کہ نصاریٰ وفد نجران حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور حضور ﷺ سے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جھگڑا کیا۔ یہاں تک کہ آپؐ نے ان سے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب حی لا یموت ہے اور عیسیٰ علیہ السلام پر موت آئے گی۔﴾

۷...... ’’عن الحسنؒ قال رسول الله ﷺ لليهود ان عيسیٰ عليه السلام لم يمت وانه راجع اليكم قبل يوم القيامة (تفسير ابن كثير بسند صحيح ج۲ ص۴۰)‘‘ ﴿حسنؒ نے کہا کہ حضور ﷺ نے یہود سے فرمایا کہ بے شک عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں اور وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف لوٹ کر آئیں گے۔﴾

ف: حضرت حسن بصری کی مراسیل معتبر ہیں۔ کیونکہ سوال کرنے پر انہوں نے فرمایا تھا کہ: ’’انی فی زمان كما تریٰ وكان فی عمل الحجاج سمعتنی كل شئ اقول قال رسول الله ﷺ فهو عن علیؓ بن ابی طالب غيرانی فی زمان لا استطيع

ان اذکر علیاً (خلاصة التهذیب حاشیه ص۷۷) ''یعنی ہر حدیث جس میں بلاواسطہ صحابیؓ کے قال رسول اللہ ﷺ کہوں وہ حدیث حضرت علیؓ سے ہے۔ لیکن سلطنت موجودہ حضرت علیؓ کے سخت مخالف ہے اور سخت فتنہ کا زمانہ ہے۔ اس وجہ سے علیؓ کا نام نہیں ذکر کرتا اور وہ زمانہ حجاج اور مروان کا تھا۔

دمشق کے مشرقی منارہ کے پاس اتریں گے

۸...... ''عن نواسؓ بن سمعان قال قال رسول اللہ ﷺ فیبعث اللہ المسیح بن مریام فینزل عندالمنارة البیضآء الشرقی دمشق بین مهروذتین واضعاً یدیه علی اجنحة ملکین (مسلم ج۲ ص۴۰۱، باب ذکر الدجال، ترمذی ج۲ ص۴۸، باب ماجاء فی فتنة الدجال، ابوداؤد ج۲ ص۱۳۵، باب خروج الدجال، ابن ماجه ص۲۹۷، باب فتنة الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم) '' ﴿نواسؓ بن سمعان سے ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ مسیح بیٹے مریم کو بھیجے گا۔ پس وہ دمشق کے شرقی منارے سفید کے پاس دو چادریں اوڑھے ہوئے دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے اور اسی حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعد نزول کے یہ معجزہ عطا کیا جائے گا کہ ان کے منہ کی ہوا سے کافر مر جائیں گے اور منہ کی ہوا حد بصر تک پہنچے گی۔﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت امام مہدی محمد بن عبداللہ نماز پڑھاتے ہوں گے

۹...... ''اخرج مسلم عن جابرؓ قال رسول اللہ ﷺ لایزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین الیٰ یوم القیامة قال فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول امیرهم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة اللہ تعالیٰ هذه الامة (مسلم ج۱ ص۸۷، باب نزول عیسیٰ بن مریم، مشکوٰة ص۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیه السلام) '' ﴿جابرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ایک طائفہ ہمیشہ حق پر لڑتا رہے گا۔ قیامت تک غالب رہے گا۔ فرمایا پھر عیسیٰ علیہ السلام مریم علیہا السلام کا بیٹا اترے گا۔ مسلمانوں کا امیر کہے گا۔ آیئے نماز پڑھایئے جواب دیں گے کہ نہیں اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ بزرگی دی ہے کہ تمہارا بعض پر بعض امیر ہو۔﴾

ف: یہ جملہ ایک فائدہ زائدہ کے لئے فرمایا ہے کہ یہ امت اپنی ولایت پر ہے اور میں خود بھی امتی ہو کر آیا ہوں۔ اس کو عملاً ظاہر کرنے کے لئے اس وقت امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور زبان سے بھی ظاہر فرمادیں گے۔ اس کے بعد پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام نماز ہوں گے۔

۱۰...... ''امامهم رجل صالح قد تقدم یصلی بهم الصبح اذنزل عیسیٰ بن مریم علیهما السلام فرجع ذلك الامام یمشی القهقری لتقدم عیسیٰ فیضع یده عیسیٰ بین کتفیه ثم یقول تقدم فصل فانهالك اقیمت فیصلی بهم امامهم (ابن ماجه ص۲۹۸، باب فتنة الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم) '' ﴿مسلمانوں کا امام ایک مرد صالح ہوگا۔ صبح کی نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے گا۔ اچانک عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے۔ وہ امام پچھلے قدم لوٹے گا۔ تاکہ عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھیں۔ پس عیسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ امام علیہ السلام کی پیٹھ پر رکھیں گے پھر کہیں گے آگے بڑھئے نماز پڑھایئے۔ تمہارے لئے اقامت کہی گئی ہے۔ پس وہ امام نماز پڑھائیں گے۔﴾

۱۱...... ''عن کعب الحدیث ثم یکون عیسیٰ الامام بعد (وفی عمدة القاری ج۷ ص۴۵۳ وفی کتاب الفتن لا بی نعیم ج۲ ص۵۷۷، حدیث نمبر۱۶۱۳، باب نزول عیسیٰ بن مریم علیه السلام) '' ﴿ابونعیم نے کتاب الفتن میں کعب سے یہی حدیث بیان کی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس کے بعد پھر عیسیٰ علیہ السلام امام ہوں گے۔﴾

۱۲...... ''قال مسلم فی صحیحه فی حدیث طویل اذا اقیمت الصلوٰة فینزل عیسیٰ بن مریم فیؤمهم (مسلم ج۲ ص۳۹۲، کتاب الفتن واشراط الساعة، ابن کثیر ج۲ ص۴۰۶) '' ﴿جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے گی اس وقت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے۔ پھر مسلمانوں کی امامت فرمائیں گے۔﴾

ف: یہاں امامت کبریٰ مراد ہے۔ کیونکہ اس امت میں اماماً عادلاً ہوں گے اور اگر امام نماز مراد کی جائے تو بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ کیونکہ حدیثوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ مہدی کا نماز پڑھانا صرف ایک ہی وقت ہوگا۔ وہ بھی صرف اس وجہ سے کہ عین نماز پڑھانے کی حالت میں تشریف لائیں گے اور قولاً وفعلاً اس امت کو اپنی ولایت پر ہونا ثابت کرنا منظور ہوگا۔ تو اس کو کالعدم شمار کیا گیا۔ لہٰذا اس کا ذکر نہیں کیا اور پھر عیسیٰ علیہ السلام ہمیشہ نماز پڑھائیں گے تو فرمایا فیؤمهم!

۱۳...... ''عن جعفرؓ عن ابیه عن جده قال قال رسول اللهﷺ کیف تهلك امة انا اولها والمهدی وسطها والمیسح علیه السلام اٰخرها (رواه رذین مشکوٰة ص۵۸۳، باب ثواب هذه الامة) '' ﴿حضرت امام جعفر صادقؓ نے اپنے والد حضرت امام محمد باقرؒ سے اور انہوں نے اپنے دادا حضرت امام حسنؓ سے روایت کی کہ حضورﷺ نے فرمایا کیوں کر ہلاک ہوسکتی ہے امت اس کے اوّل میں ہوں اور درمیان میں مہدی اور آخر میں مسیح علیہ السلام۔﴾ اس حدیث کی سند کو سلسلۃ الذہب کہا جاتا ہے۔ یعنی سونے کی لڑی۔

ف: اس حدیث میں بھی ظاہر ہے کہ مہدی اور مسیح علیہ السلام الگ الگ ہستیاں ہوں گی۔

نزول فرمانے کے بعد حج بھی کریں گے۔

۱۴...... ''عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللهﷺ والذی نفسی بیده لیهلن ابن مریم بفج الروحاء حاجاً او معتمراً اولیثینهما (مسلم کتاب الحج ج۱ ص۴۰۸، باب جواز التمتع فی الحج والقران) '' ﴿ابوہریرہؓ نے کہا فرمایا رسول اللہﷺ نے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ مریم علیہا السلام کا بیٹا فج الروحاء سے حج یا عمرہ یا دونوں کا احرام باندھیں گے۔﴾

۱۵...... ''عن ابی هریرةؓ مرفوعاً لیهبطن عیسیٰ بن مریم حکماً عدلاً واماماً مقسطاً ویسلکن فجأ حاجاً اومعتمراً اویثنیهما ولیأتین قبری حتیٰ یسلم علی ولاردن علیه (عون المعبود شرح ابی داؤد ج۴ ص۲۰۵، درمنثور ج۲ ص۲۴۵، الحاکم فی المستدرك ج۳ ص۴۹۰، حدیث نمبر۴۲۱۸، باب هبوط عیسیٰ علیه السلام وقتل الدجال) '' ﴿حاکم نے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ ضرور عیسیٰ بن مریم امام اور حاکم عادل ہوکر اتریں گے اور ضرور حج یا عمرہ کے لئے رستہ چلیں گے اور ضرور میری قبر پر آئیں گے۔ یہاں تک کہ مجھ پر سلام کہیں گے اور میں ان کو سلام کا جواب دوں گا۔﴾

نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام جہاد فرمائیں گے اور کفار سے قتال کریں گے۔ سوائے دین اسلام کے سب دین فنا ہوجائیں گے۔ صلیب کے توڑنے کا اور خنازیر کے قتل کا حکم دیں گے اور مال بہتا بہتا پھرے گا۔ کوئی زکوٰۃ کا مال قبول کرنے والا نہ ملے گا اور دجال کو مقام لد کے قریب قتل کریں گے اور ان کے زمانہ میں قوم یاجوج ماجوج ان کی بددعا سے سب ہلاک ہوجائیں گے۔

۱۶...... ۰ ’’(اخرج البخاری ج۱ ص ۴۹۰، باب نزول عیسیٰ علیه السلام، مسلم ج ۱ ص۸۷، باب نزول عیسیٰ بن مریم، والترمذی ج ۲ ص۴۷، باب ماجاء فی نزول عیسیٰ بن مریم) عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللهﷺ والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما مقسطاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة اویضع الحرب ویفیض المال حتیٰ لا یقبله احد صدقته (مشکوٰة ص۴٦۵، باب الملاحم و زکوٰة ماله، مشکوٰة ص٤٦٩، باب اشراط الساعة) حتیٰ تکون السجدة الواحدة خیراً من الدینا ومافیها ثم یقول ابوهریرةؓ اقروا ان شئتم وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته (مشکوٰة ص۴۷۹، باب نزول عیسیٰ علیه السلام)‘‘

لفظ اقرؤا ان شئتم مرفوع بھی ہے۔ ’’عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللهﷺ یوشك ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلا یقتل الدجال ویقتل الخنزیر ویکسر الصلیب ویضع الجزیة ویفیض المال وتکون السجدة واحدة لله رب العالمین قال ابوهریرةؓ اقرؤا ان شئتم وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته موت عیسیٰ بن مریم ثم یعیدها ابوهریرةؓ ثلاث مرات (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص۴۰۴، درمنثور ج ۲ ص۲۴۲)‘‘ ﴿ابوہریرہؓ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہﷺ نے کہ قسم ہے۔ اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب تمہارے اندر ابن مریم حاکم عادل ہوکر اتریں گے۔ صلیب کے توڑنے اور خنزیر کو قتل کرنے کا حکم دیں گے اور جزیہ کو موقوف کریں گے یا لڑائی کو موقوف کردیں گے۔ کیونکہ کوئی کافر ہی نہ رہے گا۔ کما قال الله تعالیٰ تضع الحزب اوزارها! اور مال بہتا بہتا پھرے گا۔ کوئی صدقہ اور زکوٰۃ قبول کرنے والا نہ ملے گا۔ جو مال کی زکوٰۃ قبول کرے اور دجال کو بھی قتل کریں گے۔ یہاں تک کہ ایک اللہ ہی کے لئے سجدہ ہوگا اور ایک سجدہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہوگا۔ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو کہ ہر اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے گا۔ پھر ابو ہریرہؓ اس کو تین دفعہ دہراتے۔﴾

ف: حضرت عیسیٰ علیہ السلام بذاتہ بھی صلیب کو اسی طرح توڑ سکتے ہیں۔ جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰﷺ نے بتوں کو توڑا تھا۔ مگر یہاں اسناد اولی الامر کی بنا پر فرمایا گیا ہے۔ بنی الامیر المدینة کی طرح جو ہر زبان کا عام محاورہ ہے۔ یعنی نصرانیت کے

مٹانے کی غرض سے صلیب کو توڑنے کا اور خنزیر کے قتل کا حکم دیں گے۔ جیسے حضورﷺ نے کتوں کو قتل کرایا تھا۔ چونکہ مرزا قادیانی کو عوام مسلمانوں کا اغواء ہی مقصود ہے۔ خود ہی مطلب بناء کر حضورﷺ کی حدیث صحیح پر تمسخر اڑاتے ہیں کہ خنزیروں کا شکار کھیلتے پھریں گے۔ معاذاللہ! کیا کوئی مرزائی بتا سکتا ہے کہ اب تک کسی مسلمان نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان کیا ہے۔ جس پر یہ تمسخر اڑایا جاتا ہے۔

۱۷...... ''عن ابی ھریرۃؓ مرفوعاً لیس بینی وبینه نبی یعنی عیسیٰ وانه نازل فاذا رأیتموه فاعرفوه رجل مربوع الی الحمرة والبیاض بین الممصرتین کأن راسه یقطر وان لم یصبه بلل فیقاتل الناس علی الاسلام فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویهلك الله فی زمانه الملل کلها الا الاسلام ویهلك المسیح الدجال فیمکث فی الارض اربعین سنة ثم یتوفی فیصلی علیه المسلمون (اخرج ابوداؤد ج۲ ص۱۳۵، باب خروج الدجال) '' ﴿ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں اور تحقیق وہی اتریں گے۔ پس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لو کہ وہ ایک آدمی متوسط قد سرخ سفید دو زرد چادریں اوڑھے ہوئے اتریں گے۔ گویا کہ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے۔ اگرچہ ان کو پانی نے نہیں مس کیا ہوگا۔ پس لوگوں سے اسلام پر مقاتلہ اور جہاد کرے گا۔ صلیب کو توڑنے اور خنزیر کو قتل کرنے کا حکم دے گا اور جزیہ کو موقوف کردے گا اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں تمام ملل کو ہلاک کردے گا۔ سوائے اسلام کے یعنی جب تمام مذاہب اسلام کے سوا ہلاک ہو جائیں گے تو جزیہ کس سے لیا جائے گا۔ یہی وضع جزیہ کے معنی ہیں یا پہلے بوجہ کثرت مال مسلمانوں کو جزیہ لینے کی حاجت نہ ہوگی۔ اس وجہ سے جزیہ موقوف کر دیا جائے گا۔ پھر سب مسلمان ہی رہ جائیں گے اور ان کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ مسیح دجال کو ہلاک کرے گا۔ پس وہ زمین میں چالیس برس رہیں گے۔ پھر وفات دیئے جائیں گے۔ مسلمان ان پر نماز پڑھیں گے۔﴾

ف: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ نازل ہونے والے مسیح علیہ السلام کا حلیہ سرخ سفید ہوگا اور سیدھے بال والے ہوں گے۔ ''کما جاء فی حدیث المسلم رأیت عیسیٰ بن مریم مربوع الخلق الی الحمرة والبیاض سبط الرأس (مسلم ج۱ ص۹۴، باب الاسراء برسول، بخاری ج۱ ص۴۵۹، باب اذا قال احدکم آمین والملائکة فی السماء)''

اوردوسری حدیث (بخاری ج۱ ص۴۸۹، باب قول اللّٰه عزوجل واذکر فی الکتاب مریم) میں فاحمر جعد عریض الصدر ہے۔ یہاں جعد جعودة الجسم سے مشتق ہے۔ یعنی سرخ رنگ پر گوشت چوڑے سینے والے اور ایک روایت (مسلم ج۱ ص۹۶، باب الاسراء برسول الی السموات وفرض الصلوت) میں آدم حسن ماتری من ادم الرجال…… رجل الشعر ہے۔ یعنی گندمی رنگ تمام گندمیوں سے احسن اور سیدھے بال، ظاہر ہے کہ ان دونوں حلیوں میں ہرگز اختلاف نہیں۔ جب تمام گندمیوں سے احسن ہوں گے تو وہ احمر ہی ہوں گے۔ یعنی سرخ سفید مگر اس میں سفیدی بہ حق نہ ہوگی۔ بلکہ ملاحت کے ساتھ مائل الی الادمتہ ہوگی۔ اسی لئے تمام گندمیوں سے احسن ہوں گے نہ بالکل مرزا قادیانی کی طرح پنجابی گندمی وہ بھی معمولی، اور جعد کے معنی یہاں پر گھنگروالے بال غلط ہیں۔ اگر بالفرض جعد کے معنی گھنگروالے بال مراد لئے جائیں تو بھی کچھ اختلاف نہیں۔ کیونکہ نہ ایسے سیدھے ہی بال ہیں اور نہ بالکل گھنگروالے۔ لہٰذا دونوں صادق آسکتے ہیں اور اس اختلاف سے یہ استدلال غلط ہے کہ جن کے حلیہ میں راویوں کے اختلاف بیان کی وجہ سے اختلاف ہو وہ دو یا تین شخص سمجھے جائیں اس طرح تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی دو ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ابن عباسؓ والی حدیث میں ان کے حلیہ میں جعد مذکور ہے۔

(بخاری ج۱ ص۳۷۳، ۱۰۹ ومسلم ج۱ ص۹۴، ۹۵، ۹۶، باب الاسراء برسول ﷺ الی السموات وفرض الصلوٰت اور ذکر الانبیاء) میں جو حدیث ہے۔ اس میں رجل الشعر ہے۔ (بخاری ج۱ ص۴۸۱، باب قول اللّٰه عزوجل وهل اتاك حديث موسىٰ، عن ابن عمر سبط الراس ج۱ ص۴۸۹، باب قول اللّٰه عزوجل واذکرفی الکتاب مریم عن ابی ہریرۃؓ، مسلم ج۱ ص۹۵، باب الاسراء برسول اللّٰه ﷺ الی السموات وفرض الصلوٰت) تو کیا اس اختلاف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام دو ہو گئے۔ ہرگز نہیں تو پھر عیسیٰ علیہ السلام کیسے دو ہو گئے۔

۱۸…… ’’(اخرج احمد ج۱ ص۳۷۵ وابن ماجه ص۲۹۹، باب فتنة الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم وصححه الحاکم ج۳ ص۱۴۰، حدیث نمبر ۳۵۰۰، مذاکرة الساعة بین الانبیاء فی لیلة الاسراء فی الفتح ج۲ ص۳۸۴) عن ابن مسعودؓ عن رسول اللّٰه ﷺ قال لقیت لیلة اسریٰ بی ابراهیم وموسیٰ وعیسیٰ علیهم السلام فتذکر والامر الساعة فردوا امرهم الیٰ ابراهیم فقال لا علم لی

بها فردوا امرهم الیٰ موسیٰ فقال لا علم لی بها ، فردوا امرهم الیٰ عیسیٰ فقال اما وجبتها فلا یعلم بها احد الا الله وفیما عهد الیّ ربی عزوجل ان الدجال خارج ومعی قضیبان فاذارانی ذاب کما یذوب الرصاص (وفی ابن ماجه ص۲۹۹، باب ایضاً فذکر خروج الدجال) قال فانزل فاقتله فیرجع الناس الی بلادهم قال یهلکه الله اذارانی حتیٰ ان الشجر والحجر یقول یا مسلم ان تحتی کافر فتعال فاقتله فیهلکهم الله ثم یرجع الناس الی بلادهم واوطاعم فعند ذالك یخرج یاجوج وماجوج (تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۴۰٦)''

﴿عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں معراج کی رات ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ملا اور قیامت کے متعلق ذکر کیا۔ پہلے ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا مجھ کو اس کا علم نہیں۔ پھر یہ امر موسیٰ علیہ السلام کے حوالہ کیا گیا۔ انہوں نے بھی لاعلمی ظاہر کی۔ پھر آخر میں یہ امر عیسیٰ علیہ السلام پر ڈالا گیا۔ انہوں نے کہا قیامت کے واقع ہونے کا اصل علم تو خدا کے سوا کسی کو نہیں۔ مگر میرے ساتھ اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ جب دجال نکلے گا تو میں اتر کر اسے قتل کروں گا اور میرے ساتھ دو قطع کرنے والی تلواریں ہوں گی اور وہ مجھ کو دیکھ کر رانگے کی طرح پگھلے گا۔ یہاں تک کہ شجر وحجر بول اٹھیں گے کہ اے مسلم میرے نیچے کافر چھپا ہوا ہے۔ آ قتل کر! پس اللہ تعالیٰ ان سب کو ہلاک کر دے گا۔ پھر لوگ اپنے شہروں اور وطنوں کی طرف لوٹ آئیں گے۔ پھر اسی زمانہ میں قوم یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا'' فیرغب نبی الله عیسیٰ واصحابه الی الله فیرسل الله علیهم ای یاجوج وماجوج النغف فی رقابهم فیصبحون فرسی کموت نفس واحدة (مسلم ج۲ ص۴۰۲، باب ذکر الدجال) ''یعنی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی دعا مانگیں گے۔ پس اللہ یاجوج وماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کر دے گا۔ جس سے وہ نفس واحدہ کی طرح مرجائیں گے۔'' فاذاراه عدوالله ذاب کما یذاب الملح فی الماء فلوترکه لا نذاب حتی یهلك ولا کن یقتله الله بیده فیریهم دمه فی حرمته (مشکوٰۃ ص٤٦٦، باب الملاحکم، مسلم ص۳۹۲، کتاب الفتن واشراط الساعة) ''یعنی جب عیسیٰ علیہ السلام کو دجال، اللہ کا دشمن دیکھے گا تو ایسا پگھلے گا جیسے نمک پانی میں اگر ویسے ہی چھوڑ دیں تو پگھل کر ہلاک ہوجائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ سے قتل کرائے گا۔ پس مسلمانوں کو نیزے میں اس کا خون لگا ہوا دکھائیں گے۔﴾

ف: معلوم ہوا کہ ثواب حاصل کرنے کی غرض سے اپنے ہاتھ سے دجال کو قتل فرمائیں ورنہ وہ تو ویسے بھی نفس کے معجزے سے ہلاک ہو جاتا۔ جیسا کہ پہلے قادر مطلق عزشانہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نفس میں احیاء موتی کا معجزہ ظاہر فرمایا تھا۔ اسی طرح بعد نزول اماتۃ کفار کا معجزہ ان کے نفس سے ظاہر فرما کر اپنی قدرت کاملہ ظاہر فرمائے گا۔

۱۹...... ''عن مجمع بن جارية الانصاری يقول سمعت رسول اللہ ﷺ يقول يقتل ابن مريم الدجال بباب لد (وفی الباب عن عمرانؓ بن حصين ونافعؓ بن عتبه وابی برزه وحذيفة بن اسيد وابی هريرةؓ وكيسان وعثمانؓ بن ابی العاص وجابر وابی امامه وابن مسعودؓ وعبدالله بن عمرؓ وسمرة بن جندبؓ والنواسؓ بن سمعان وعمر بن عوف وحذيفة بن اليمان هذا حديث صحيح ترمذی ج۲ ص۴۰۹، باب ماجاء فی قتل عيسیٰ بن مريم الدجال)'' ﴿مجمع بن جاریۃ الانصاری کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ فرماتے تھے کہ ابن مریم باب لد کے قریب دجال کو قتل کریں گے اور اس باب میں ۱۵ دیگر صحابہؓ سے بھی روایت ہے۔﴾

۲۰...... ''عن ثوبانؓ مولی رسول اللہ ﷺ قال قال رسول اللہ ﷺ عصابتان من امتی حرّرهما الله من النار عصابة تغزو الهند وعصابة تكون مع عيسیٰ بن مريم عليهما السلام (نسائی ج۲ ص۵۲، كتاب الجهاد غزوة الهند)'' ﴿ثوبانؓ مولی رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ میری امت کے دو جماعتوں کو دوزخ سے محفوظ رکھے گا۔ ایک وہ جماعت جو ہند پر غزوہ کرے گی اور دوسری وہ جماعت جو عیسیٰ علیہ السلام بیٹے مریم علیہما السلام کے ساتھ ہوگی۔﴾

ف: خلفاء اربعہؓ اور صحابہؓ کے اجماع میں دو حدیثیں ایک (مشکوٰۃ ص۴۷۸، ۴۷۹) میں متفق علیہ حدیث بخاری و مسلم سے اور شرح السنہ سے اور دوسری (مسلم ج۲ ص۳۹۳ وابوداؤد ج۲ ص۲۴۴) سے نقل کر چکا ہوں۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام کے منکر کا شرعی حکم

بحث ماتقدم سے خوب واضح ہو چکا ہے کہ قرآن کریم کی کئی آیات سے حیات و نزول مسیح علیہ السلام منصوص قطعی ہے اور جس قدر آیات میں احتمالات رکیکہ نکالے جاتے ہیں۔ سب مدفوع ہیں۔ اگر بالفرض ہم ان آیات کو محتمل المعانی بھی مان لیں تو بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ کیوں کہ احادیث متواترہ اور اجماع صحابہؓ اور اجماع امت سے یہ آیات اپنے معنی منصوصہ میں قطعی الدلالۃ

ہوگئیں۔ یعنی حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام قرآن مجید سے قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ ہے قطعی الدلالۃ نہیں۔ لیکن احادیث متواترۃ المعنی جو سب دراصل آیت وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته (نساء:۱۵۹) اور آیت انه لعلم للساعة (زخرف:٦١) اور آیت بل رفعه الله اليه (نساء:۱۵۸) اور آیت انی متوفیك ورافعك الی (آل عمران:۵۵) وغیرہ کی تفسیریں ہیں اور اجماع امت سے قطعی الدلالۃ بھی ہوگیا۔

۱...... ’’وكذلك وقع الاجماع على تكفير كل من دافع نص الكتاب اوخص حديثا مجمعاً على نقله مقطوعابه مجمعا على حمله على ظاهره (شفاء ج۲ ص۲٤۷، فصل فی بیان ماهو من المقالات كفر)‘‘ ﴿اور ایسے ہی اس شخص کی تکفیر پر بھی اجماع واقع ہے جو نص قرآن کی مدافعت کرے یا ایسی حدیث کی تخصیص کرے جس کے نقل پر اجماع قطعی ہو۔ اس کے ظاہر معنی پر حمل کرنے پر اتفاق ہو۔﴾

۲...... علامہ ابن حزم لکھتے ہیں کہ: ’’صح الاجماع على ان كل من جحد شيأ مع عنده بالاجماع ان رسول اللهﷺ اتىٰ به فقد كفر (كتاب الفصل ج۲ ص۲۷۵، فصل الكلام ليمن يكفر ولا يكفر)‘‘ ﴿اس پر اجماع ہوچکا ہے کہ ہر وہ شخص جس نے ایسی شئے کا انکار کیا جو ہمارے نزدیک اجماعاً ثابت ہوچکا ہو کہ اس شے کو حضورﷺ لائے ہیں وہ کافر ہوگیا۔﴾

۳...... شیخ عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں کہ: ’’فقد ثبت نزوله عليه السلام بالكتاب والسنة وزعمت النصارىٰ ان ناسوته صلب ولا هوته رفع والحق انه رفع بجسده الى السماء والايمان بذلك واجب قال تعالىٰ بل رفعه الله اليه (يواقيت ج۲ ص١٤٦)‘‘ ﴿پس عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کتاب اللہ اور سنت رسول اللہﷺ سے ثابت ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ان کے ناسوت کو سولی دی گئی اور ان کی لاہوت کو اٹھالیا گیا اور حق یہ ہے کہ ان کو بجسدہ آسمان پر اٹھالیا گیا اور اس پر ایمان واجب ہے۔ بقوله تعالىٰ بل رفعه الله اليه۔﴾

۴...... ’’ولا يقدح فى ذلك ما اجمعت الامة عليه واشتهرت فيه الاخبار ولعلها بلغت مبلغ التواتر المعنوى ونطق به الكتاب على قول ووجب الايمان به واكفر منكره كالفلا سفة من نزول عيسىٰ عليه السلام اخر الزمان لا نه كان نبياً قبل تحلى نبيناﷺ فى هذه االنشاة

(تفسیر روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۲، زیر آیت ولکن رسول الله وخاتم النّبیین) ’’

﴿اور آپ کا آخر الانبیاء ہونا اس عقیدے کے ہرگز معارض نہیں جس پر قرآن کریم نے ایک قول پر تصریح کی اور جس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کے منکر مثلاً فلاسفہ کو کافر سمجھا گیا ہے۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا آخر زمانہ میں نازل ہونا کیونکہ حضور ﷺ کی نبوت سے پہلے اس عالم میں ان کو نبوت مل چکی ہے۔﴾

فائدہ جلیلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر میں از روئے احادیث

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر کے چار حصے ہیں۔ بعثت نبوت سے پہلے، زمانہ بعثت نبوت، زمانہ رفع، زمانہ بعد نزول، قبل از بعثت کا زمانہ اور اس کی تعیین کا ذکر حدیثوں میں کہیں نہیں اور زمانہ رفع کا بھی بوجہ غیر متعلق ہونے کے احادیث میں مذکور نہیں اور زمانہ بعثت نبوت کا ذکر احادیث میں آیا ہے کہ: ’’اخرج ابن سعد عن ابراهیم النخعی قال قال رسول اللهﷺ یعیش کل نبی نصف عمر الذی قبله وان عیسیٰ مکث فی قومه اربعین عاماً (خصائص الکبریٰ وکنز العمال ج ۱۱ ص۴۷۸ حدیث نمبر ۳۲۲۶۰) یا فاطمةؓ انه لم یبعث نبی الا عمر الذی بعده نصف عمره وان عیسیٰ بن مریم بعث رسولاً لاربعین وانی بعثت لعشرین (کنزالعمال ج ۱۱ ص ۴۷۸ حدیث نمبر ۳۲۲۵۹)‘‘ یعنی ہر نبی کی عمر بعثت پہلے نبی کی عمر بعثت سے نصف ہوتی ہے۔ چنانچہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام مبعوث ہوکر چالیس برس اپنی قوم میں ٹھہرے اور میں بیس برس کے لئے مبعوث ہوا ہوں اور نزول کے بعد کا زمانہ بھی احادیث میں مذکور ہے۔ ’’عن ابی هریرةؓ مرفوعاً وانه نازل…… فیمکث فی الارض اربعین سنة ثم یتوفیٰ (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۵، باب خروج الدجال) عن عبدالله بن عمرؓ قال قال رسول اللهﷺ ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض…… ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت (رواه ابن الجوزی فی کتاب الوفاء ص ۸۳۲، باب فی حشر عیسیٰ بن مریم، مشکوٰة ص ۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیه السلام)‘‘

اور حضرت ابن عمرؓ سے ایک دوسری روایت بھی ہے۔ ’’عن ابن عمرؓ فیبعث الله عیسیٰ ابن مریم…… ثم یمکث فی الناس بعد نزوله سبع سنین لیس بین اثنین عداوة (مشکوٰة ص ۴۸۱، باب لاتقوم الساعة الاعلیٰ شرار الناس، مسلم ج ۲

ص ۴۰۳ باب ذکر الدجال) ''یعنی عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول بحساب شمسی ۴۰ برس اور حساب قمری سے جبر کسر کے ساتھ ۴۵ برس زمین پر رہیں گے اور ان چالیس میں ۷ برس دجال کے قتل کرنے کے بعد اور ملتہ واحدہ ہونے کے بعد جیسا کہ صفت لیس بین اثنین عداوۃ دلالت کرتی ہے۔ زمین پر رہیں گے جیسے کہ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ بعثت ۴۰ برس تھا اور حضور ﷺ کا اس کے نصف ۲۰۔ کیونکہ بعد کے نبی کا زمانہ بعثت پہلے نبی کے زمانہ بعثت سے نصف ہوتا ہے۔ ایسے ہی کل عمر کے متعلق بھی جو زمین پر گذری اور گذرے گی احادیث میں ہے جو یہی اختلاط بین الناس کا زمانہ ہے۔'' انہ لم یکن نبی کان بعدہ نبی الا عاش نصف عمر الذی قبلہ وان عیسیٰ بن مریم عاش عشرین ومائۃ وانی لارانی الاذاہباً علی رأس الستین (کنز العمال ج ۱۱ ص ۴۷۹ حدیث نمبر ۳۲۲۶۲) ''یعنی بعد کے نبی کا زمانہ بعثت پہلے نبی کے زمانہ بعثت سے نصف ہوتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ بعثت ایک سو بیس برس ہوا اور میرا خیال ہے کہ میں ۶۰ برس کے شروع پر انتقال کرنے والا ہوں اور عمر عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ۳۳ برس کی روایت تو مرفوعاً کہیں ثابت نہیں۔ بلکہ اس کو قول نصاریٰ بتلایا گیا ہے۔ چنانچہ (شرح مواہب جلد ۱ ص ۵ وزادالمعاد وجمل) میں صاف لکھا ہے اور جلال الدین سیوطیؒ نے جلالین میں ۳۳ برس لکھا اور مرقاۃ الصعود میں اپنا رجوع نقل کرتے ہیں اور لفظ عاش ماضی لانے کی یہ وجہ ہوئی کہ دیگر انبیاء کے حق میں تو ماضی ہی صادق تھا اور بحق عیسیٰ علیہ السلام دو حصوں یعنی زمانہ قبل از بعثت اور زمانہ بعثت قبل از رفع کے اعتبار سے تو صادق ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضور ﷺ کو صرف تنصیف عمر بیان کرنی منظور تھی۔ لہٰذا حصہ ثالثہ یعنی زمانہ بعد نزول کو ماضی ہی میں لپیٹ دیا تاکہ بیان تنصیف عمر میں تطویل لاطائل نہ اختیار کرنی پڑے اور تنصیف کل عمر اور تنصیف عمر نبوت ہر دو اعتبار سے معہ رعایت اختصار مستقیم ہو جائے اور سلسلہ نظم عبارت بھی بحال رہے۔ سبحان اللہ کس قدر بلاغت ہے۔ جب کہ یہ بات صاف ہوگئی کہ کل عمر جو زمین پر گذرے گی وہ ایک سو بیس برس ہے اور چالیس برس بحذف کسر بعد نزول زمین پر رہنے کی مدت ثابت ہے اور چالیس برس بعثت کے زمانہ کی بھی ثابت ہے۔ یہ ۸۰ برس تو احادیث سے معلوم ہو گئے باقی رہے چالیس معلوم ہوا کہ یہ زمانہ قبل بعثت کا ہے۔ کیونکہ آپ کی چالیس برس کی میں بعثت ہوئی ہے جو کہ یہی عمر انبیاء ورسل کے بعثت کے متقرر ہے۔ جیسا کہ (شرح مواہب ص ۶۴ ج ۱) پر مذکور ہے اور جب یہ معلوم ہو گیا تو اب یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ کا رفع اسی (۸۰) برس کی عمر

میں ہوا۔ چنانچہ صحابہ میں سعیدؓ بن میتب سے اسی طرح مذکور ہے اور چالیس برس بعد نزول رہ کر ۱۲۰ برس ہوئے یہ سب عمریں بحذف کسر ہیں اور بعض علماء نے ۱۲۰ برس میں رفع فرمایا ہے اور ۴۰ برس جو بعد نزول ہوگا اس کو نظر انداز کیا۔ کیونکہ یہ حصہ عمر بحیثیت خلافت وامامت گذرے گا رسالت ونبوت کی ڈیوٹی پر نہ ہوں گے۔ افسوس مرزائی امت جس حدیث کو پیش کیا کرتے ہیں وہ توانہی کی جڑ کاٹ رہی ہے۔ کیونکہ جب کہ بعد کے نبی کی عمر پہلے نبی کی عمر سے نصف ہوتی ہے تو مرزاقادیانی کدھر سے نبی ہوگئے۔ کیونکہ مرزاقادیانی کی عمر تو بجائے نصف کے حضورﷺ کی عمر سے زیادہ ہے۔ بلکہ ان حدیثوں سے ہی یہ معلوم ہوگیا کہ حضورﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اگر کوئی نبی مبعوث ہوگا تو اس کی عمر حضورﷺ کی عمر کے نصف یعنی ۳۰ برس کی ہوگی۔ حالانکہ یہ عمر عمر بعثت ہی نہیں بلکہ ۱۰ برس زمانہ مدت بعثت نکال کر ۲۰ برس کی عمر میں بعثت ہوگی۔ وھو باطل!

مرزائیوں کے بعض شبہات کے جوابات

شبہ اوّل...... ''ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل فان مات اوقتل انقلبتم علیٰ اعقابکم (آل عمران:۱۴۴)'' ﴿نہیں محمد مگر ایک رسول ان سے پہلے بہت سے رسول ہوچکے۔ پس اگر مرجائیں یا قتل کئے جائیں تو کیا تم اپنے پچھلے قدموں لوٹ جاؤ گے۔﴾

جواب! معلوم ہو کہ یہ آیت جنگ احد میں نازل ہوئی تھی۔ رسول کریمﷺ اس جنگ میں زخمی ہوکر کشمکش کے اندر ایک غار میں گر پڑے تھے۔ شیطان نے پکار دیا کہ محمدﷺ مارے گئے یہ سنتے ہی مسلمانوں کا تمام لشکر بجز خواص اصحابؓ کے بھاگ نکلا اور جہاد کرنے سے رک گئے کہ اب محمدﷺ تو رہے نہیں جہاد کس لئے کیا جائے؟۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھاتا ہے کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ احکام شریعت کی تعمیل صرف اس وقت تک کی جاتی ہے جب تک نبی اپنی امت میں بہ نفس نفیس موجود ہے۔ یہ تمہارا خیال غلط ہے۔ ذرا خیال کرو کہ کس قدر نبی اور رسول ہوچکے ہیں۔ کیا وہ سب اپنی امت میں موجود ہیں؟۔ یا ان کی امت نے اپنا دین محض اس وجہ سے ترک کردیا ہے؟۔ اور جب کسی نے بھی ایسا نہیں کیا تو کیا تم ایسا کرو گے؟۔ اس میں موت مسیح علیہ السلام کی کون سی دلیل ہے؟۔ ''ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل ۰ فسیخلو کما خلوا وکما أن اتباعهم یقوا متمسکین بدینهم بعد خلوهم فعلیکم ان تتمسکوا بدینه بعد

خلوه لان الغرض من بعثة الرسل تبليغ الرسالة والزام الحجة لا وجودهم بين اظهر قومهم ابدا...... فان محمد مات اوقتل...... ان هذا وردعلى سبيل الالزام فان موسیٰ علیه السلام مات ولم ترجع امته من ذلك والنصاریٰ زعموا ان عیسیٰ علیه السلام قتل وهم لا یرجعون عن دینه فکذاههنا (تفسیر کبیر ج۹ ص۲۱...... وهکذافی الخازن ج۱ ص۳۰۸...... والمدارك ج۱ ص۱٤٤...... فتح البیان ج۲ ص۱۱۷...... ابن کثیر ج۲ ص۱۱۲...... کشاف ج۱ ص٤۲۳...... ابن جریر ج٤ ص۱۱۰،۱۱۱)" ﴿پس آپ بھی ان میں موجود نہ رہیں گے۔ جیسے کہ دوسرے رسول ان میں موجود نہیں رہے اور جیسے کہ ان کے اتباع ان کی عدم موجودگی میں اپنے دین پر تمسک پکڑتے رہے تم پر بھی لازم ہے کہ حضورﷺ کی عدم موجودگی میں اپنے دین پر تمسک پکڑو۔ کیونکہ بعثت رسل سے غرض تبلیغ رسالت اور الزام حجت ہے نہ خود رسولوں کا اپنی قوم میں ہمیشہ رہنا آفان مات اوقتل یہ بطریق الزام کے وارد ہوا ہے۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام مر گئے۔ ان کی امت اپنے دین سے نہیں لوٹ گئی اور نصاریٰ کے اعتقاد کے بموجب عیسیٰ علیہ السلام قتل کئے گئے۔ لیکن وہ ان کے دین سے نہیں پھرے۔﴾ پس یہاں بھی اسی طرح ہونا چاہئے۔

دوسرے قد خلت من قبله الرسل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام داخل ہی نہیں کیونکہ یہی "قد خلت من قبله الرسل آیت ما المسیح ابن مریم الا رسول ۰ قد خلت من قبله الرسل "میں بھی موجود ہے۔ اگر الف لام استغراق کے لئے لیا جائے تو یہ معنی ہوں گے کہ سارے رسول عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے مر چکے ہیں اور خود عیسیٰ علیہ السلام ان سے مستثنیٰ ہیں۔ حالانکہ ان سارے رسولوں میں حضورﷺ بھی ہیں۔ جو عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تشریف لائے۔ معلوم ہوا الرسل جمیع افراد رسل کو محیط نہیں اور صحابہؓ اہل لسان کا جرح نہ کرنا اس پر دلیل ہے کہ صدیق اکبرؓ اور کل صحابہ متفق تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام خارج ہیں۔ ورنہ اسقدر متواتر احادیث نزول عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق صحابہؓ روایت نہ کرتے۔ طرفہ یہ کہ ابن عباسؓ کی قرأت میں رسل ہے۔

خلت کا مردوں زندوں دونوں میں استعمال ہے

۱...... "اذا خلوا الیٰ شیا طینهم (بقره:۱٤)"

۲...... "سنة الله التی قد خلت فی عباده (مؤمن:۸۵)"

۳...... "واذا خلوا عضوا علیکم الا نامل من الغیظ (آل عمران:۱۱۹)"

۴...... ’’قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ قال ادخلوا فی امم قد خلت من قبلکم من الجن والانس فی النار (اعراف:۳۸)‘‘

۵...... ’’قد خلت من قبلکم سنن (آل عمران:۱۳۷)‘‘

۶...... ’’قرون خالیه ، خلت یاخلون من شهر رمضان عرب کا محاورہ ہے۔ غرض لغت عرب میں زمانہ کی صفت کے لئے آتا ہے اور اہل زمانہ کے لئے مجازاً۔ پس آیت قد خلت من قبله الرسل میں خلت کا سیدھا اثر رسالت پر ہے۔ نہ ذات رسولوں پر یعنی آپؐ سے پہلے بہت سے رسول بنفسہ رسالت کر چکے ہیں ورنہ قد ماتت من قبله الرسل ہوتا۔‘‘

۷...... ’’قد خلت القرون من قبلی (احقاف:۱۷)‘‘

۸...... ’’تلك امة قد خلت (بقره:۱۳٤)‘‘

۹...... ’’فی امم قد خلت (اعراف:۳۸)‘‘

۱۰...... ’’قد خلت من قبلها امم (رعد:۳۰)‘‘ وغیرہ میں بھی یہ معنی ہیں کہ اس امت سے پہلے جو امتیں ہو چکی ہیں نہ یہ کہ وہ سب مر چکے ہیں حالانکہ پہلے بعض نبیوں کی امتیں اب بھی موجود ہیں۔

شبہ دوم...... حضرت رسول کریم ﷺ کے انتقال پر شدت قلق کی وجہ سے صحابہؓ کا یہ عالم ہو گیا تھا کہ کوئی کہتا تھا کہ یہ موت نہیں بلکہ وحی کی وہ حالت ہے جو ہمیشہ سے پیش آتی رہتی تھی۔ کوئی کہتا تھا کہ حضور ﷺ ہرگز نہیں مرے۔ موت نبوت کے منافی ہے اور حضرت عمرؓ کی یہ حالت تھی کہ تلوار اٹھائے پھرتے تھے کہ جس شخص نے کہا کہ حضور ﷺ مر گئے ہیں۔ اس کو قتل کر دوں گا اور چونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا رفع سب کا تسلیم شدہ تھا۔ اس لئے حضور ﷺ کی عدم موت پر بوجہ اضطراب وقلق اور کچھ نہیں بن پڑتا تھا۔ مگر یہی کلمہ رفع کما رفع عیسیٰ بن مریم اور اصل منشاء عدم موت تھا۔ یہ صرف اس وجہ سے کہ شدت قلق سے ان میں یہ حالت پیدا ہو گئی تھی کہ حضور ﷺ ہرگز نہیں مرے بھلا انبیاء بھی کیا مرتے ہیں اور جو شخص موت کا قائل ہوا اس نے حضور ﷺ کی نبوت کا انکار کیا۔ اس وجہ سے واجب القتل ہے۔ چنانچہ (ازالۃ الخفاء کے مقصد دوم) میں ہے۔ چوں آنحضرت ﷺ از عالم دنیا برفیق اعلیٰ انتقال فرمود تشویشها بیشمار بخاطر مردم راه یافت ظن بعضے آنکه ایں موت نیست

حالتیست که عند الوحی پیش می آید وگمان بعضے انکه موت منافی مرتبه نبوت است حضرت عمرؓ کے اس خیال طاریہ کی تردید کے لئے اور تشویش اور قلق کو زائل کر کے اطمینان قلب وتسکین خاطر کی غرض سے صدیق اکبرؓ نے ایها الرجل اربع علی نفسك یعنی اے شخص اپنے نفس پر آسانی کر، کہہ کر فرمایا ''فان رسول اللهﷺ قد مات الم تسمع الله یقول انك میت وانهم میتون۰ وما جعلنا لبشرٍ من قبلك الخلد ''حضورﷺ وفات پا چکے، کیا نہیں سنا کہ اللہ فرماتا ہے کہ تو بھی مرنے والا ہے اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔ ہم نے تم سے پہلے کسی کو ہیشگی نہیں دی۔ پھر منبر پر چڑھ کر بعد حمد وثناء فرمایا ''ایها الناس ان کان محمد الهکم الذین تعبدون فانه قد مات وان کان الهکم الذی فی السماء فان الهکم لم یمت '' اے لوگو! اگر محمد تمہارا خدا ہے جس کی تم عبادت کرتے ہو وہ تو مر چکے اور اگر تمہارا خدا وہ ہے جو آسمان میں ہے وہ تمہارا خدا نہیں مرا۔ پھر یہ آیت پڑھی '' ومعا محمد الا رسول۰ قد خلت من قبله الرسل فان مات اوقتل انقلبتم علی اعقابکم (کنز العمال ج۷ ص ۲۳٤ حدیث نمبر۱۸۷۵۸) ''پس عمرؓ کا خیال کہ حضورﷺ مرے نہیں۔ فانه قد مات سے زائل فرمایا اور یہ خیال کہ موت منافی نبوت ہے۔ انك میت وانهم میتون سے زائل کیا اور اس آیت میں فلئن مات او قتل سے موت اور قتل کو منافی نبوت نہ ہونے پر استدلال لائے ہیں۔ کہ دیکھو حضورﷺ کی موت یا قتل نبوت کے منافی نہیں اور قد خلت سے تو کچھ بھی استدلال نہیں فرمایا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔'' حتی اهویت الی الارض وعرفت جین سمعته تلها ان النبیﷺ قد مات (کنز العمال ج۷ ص۲۲٦) ''یعنی میں یہ سن کر کہ حضورﷺ مر گئے۔ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ غرض حضورﷺ کے رفع کی نفی فرماتے ہیں۔ نہ رفع عیسیٰ علیہ السلام کی اور فرجع القوم الی قوله کے یہ معنی ہیں کہ سب صحابہؓ نے صدیق اکبرؓ کی طرح موت کو منافی رسالت نہ سمجھا اور حضورﷺ کی وفات شریف کو تسلیم کر لیا اور اس آیت کے معنی وہی ہیں جو پہلے بیان کر چکا کہ آپﷺ سے پہلے بہت سے رسول رسالت کر چکے ہیں۔ آپﷺ کوئی نئے رسول نہیں ہوئے۔ یہ آیت پہلے کے سب نبیوں کے مر جانے پر ہرگز دلالت نہیں کرتی۔ بلکہ ممکن ہے کہ پہلے کے بعض رسول زندہ تو ہوں۔ مگر حضورﷺ کی بعثت عامہ سے ان کی ڈیوٹی ختم ہو چکی ہو۔ (اس کے بعد زریت بن برثملا کا قصہ جو پہلے گذر چکا ہے مدنظر رہے۔)

شبہ سوم...... ''انه یجاء برجال من امتی فیوخذبهم ذات

الشمال فاقول یارب اصحابی فیقال انك لاتدری ما احدثوا بعدك فاقول كما قال العبد الصالح وكنت علیهم شهیداً مادمت فیهم فلما توفیتنی كنت انت الرقیب علیهم (بخاری ج۱ ص۶۶۵، باب قوله وكنت علیهم شهیدا مادمت فیهم)"

﴿میری امت کے بعض لوگ پکڑے جائیں گے اور بائیں طرف یعنی جہنم کی طرف ان کو چلایا جائے گا۔ میں کہوں گا اے میرے رب یہ تو میرے صحابہ ہیں۔ کہا جائے گا کہ آپ کو اس کا علم نہیں کہ انہوں نے آپؐ کے بعد کیا کچھ کیا۔ پس میں ویسے ہی کہوں گا۔ جیسا کہ عبد صالح یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ جب تک میں ان میں موجود تھا ان پر گواہ تھا اور جب تو نے مجھے یہ تمامہ بھر پورے لیا تھا اس وقت آپ نگہبان تھے۔﴾

یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی توفی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی کی ایک ہی صورت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ حضور ﷺ تو مدینہ منورہ میں مدفون ہیں۔ آپ ﷺ کا آسمان پر رفع نہیں ہوا تو پھر عیسیٰ علیہ السلام بھی اسی طرح وفات پاچکے اور دوسرے آپ ﷺ نے اقول کما قال العبد یعنی ماضی کے صیغہ سے فرمایا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس حدیث کے بیان کے وقت یہ قول عیسیٰ علیہ السلام کا ہو چکا ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں۔

جواب! یہ تو پہلے قرآن کے اس رکوع سے اور حدیث رسول اللہ ﷺ سے حتیٰ کہ مرزا قادیانی کے قول سے معلوم ہو چکا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ واقعہ قیامت کے دن ہوگا اور عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن فرمائیں گے اور حضور ﷺ کا یہ فرمان بھی اسی حدیث میں ظاہر ہے کہ قیامت کے دن حوض پر فرمائیں گے۔ اب رہا کہ یہ صیغہ ماضی کا ہے۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے لئے قال اور اپنے لئے اقول۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا قول قیامت میں پہلے ہو چکے گا اور حضور ﷺ کا یہ واقعہ بعد کو پیش آئے گا۔ تو حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں ویسے ہی کہوں گا جیسا کہ اس سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا یعنی قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام کے قول کی ماضی حضور ﷺ کے قول کے اعتبار سے ہے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے جب یہ حدیث بیان فرمائی تھی تو سورۂ مائدہ جس میں یہ حکایت مذکور ہے پہلے نازل ہو چکی تھی اور تمام صحابہؓ نے اس حکایت کو سن لیا تھا۔ اب حضور ﷺ اس حکایت کو محکی عنہ بنا کر بیان فرماتے ہیں۔ یعنی فاقول کما قال العبد الصالح فی سورة المائدة ...... یہ غلط ہے کہ حضور ﷺ کی توفی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی ایک ہی صورت کی ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو حضور ﷺ یہ فرماتے

فاقول ماقال العبد الصالح حالانکہ فاقول کما قال حضورﷺ نے فرمایا ہے۔ یعنی اسی قسم کا قول میں بھی کہوں گا نہ یہ کہ وہی قول کہوں گا۔ مشبہ اور مشبہ بہ میں تغائر ضروری ہے۔ اس حدیث کا صرف یہ مطلب ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی غیر حاضری کا عذر کریں گے میں بھی اپنی غیر حاضری کا عذر کروں گا نہ کہ وہی الفاظ کہوں گا۔ جو کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہے ہوں گے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، بقول مرزا قادیانی جس سوال کا یہ جواب ہے یہ سوال ہوگا۔ انت قلت للناس اتخذونی وامی الھین اور حضورﷺ سے ہرگز یہ سوال نہ ہوگا۔ تو پھر یہ بعینہ جواب بھی نہیں ہوسکتا۔ بلکہ حضورﷺ عیسیٰ علیہ السلام کے قول کے مانند کہیں گے اور غیر حاضری کا عذر دونوں فرمائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی یعنی غیر حاضری وعدم موجودگی بطور اصعاد الی السماء ہوئی اور حضورﷺ کی توفی یعنی غیر حاضری وعدم موجودگی بطور توفی بالموت کے، تشبیہ کے لئے اس قدر بھی تغائر کافی ہے۔ اگر کوئی عیسائی اعتراض کرے کہ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کو کوڑے پٹوائے گئے اور طمانچے مارے گئے۔ صلیب پر چار میخ کر کے عذاب دئے گئے اور صلیب پر اس کی جان نکلی تھی جیسا کہ اناجیل میں ہے کہ یسوع نے بڑے زور سے چلا کر جان دی اور اس کی توفی وقوع میں آئی اسی طرح نعوذ باللہ محمدﷺ کی توفی ہوئی ہوگی اور یہی آپ کی دلیل پیش کرے کہ جیسے کہ مسیح علیہ السلام کی توفی ہوئی۔ اسی طرح محمدﷺ کی توفی وقوع میں آئی۔ کیونکہ محمدﷺ کی توفی اور عیسیٰ علیہ السلام کی توفی ایک ہی صورت کی تھی۔ تو مرزا قادیانی اور مرزائی بتادیں کہ اس عیسائی کو وہ کیا جواب دیں گے؟۔ آیا ایسی تذلیل اور عذاب جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہوئے ویسے ہی حضرت خلاصۂ موجودات افضل الرسل کے واسطے ہونے قبول کریں گے۔ یا اپنی اس دلیل کی اصلاح کریں گے کہ دونوں کی توفی ایک ہی قسم کی نہ تھی۔

شبہ چہارم...... ’’اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اصالتاً تشریف لائیں گے تو وحی نبوت لائیں گے یا نہ لائیں گے۔ اگر لائیں گے تو ختم نبوت ٹوٹے گی اور اگر وحی نبوت نہ لائیں گے تو نبوت اور وحی سے معزول ہوں گے۔

جواب! حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو وحی نبوت نہ لائیں گے۔ کیونکہ بحکم قرآنی اکملت لکم دینکم دین کامل ہے اور وحی نبوت کی حاجت نہیں۔ بلاضرورت وحی نبوت بھیجنا شان خداوندی کے خلاف ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معزولی آپ لوگوں نے خوب سمجھی کہ اگر کسی نبی پر وحی رسالت نہ آوے تو وہ نبوت سے معزول سمجھا جاتا ہے۔ نعوذ باللہ آپ کی اس

ایجاد بندہ سے تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بھی کبھی عہدہ نبوت پر بحال اور کبھی اس سے معزول ہوں گے۔ کیونکہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ کتنی کتنی مدت تک وحی کا آنا موقوف رہتا تھا۔ اس وقت مرزا قادیانی حضور ﷺ کو نبوت کے عہدہ سے معزول سمجھتے ہوں گے؟۔ افسوس

رئیس المکاشفین حضرت شیخ اکبر لکھتے ہیں کہ: ''اعلم انه لم یجئ لنا خبر الیٰ ان بعد رسول اللہ ﷺ وحی تشریع ابدا انما لنا وحی الا لہام قال تعالیٰ ولقدا وحی الیك والیٰ الذین من قبلك ولم یذکران بعدہ وحیاً ابداً وقد جاء الخبر الصحیح فی عیسیٰ علیه السلام وکان ممن اوحی الیه قبل رسول اللہ ﷺ انه اذا نزل اخرالزمان لا یومنا الا بنا اے بشریعتنا وسنتنا مع ان له الکشف التام اذا نزل زیادة علی الالہام الذی یکون له کما لخواص هذه الامة (از یواقیت مبحث٤٦ ج٢ ص٨٤...... فتوحات ج٣ ص٢٣٨، باب٣٥٣)''

اور لکھتے ہیں کہ: '' وکذلك عیسیٰ علیه الصلوٰة والسلام اذ انزل الی الارض لا یحکم فینا الا بشریعة نبینا محمد ﷺ یعرفه الحق تعالیٰ بها علی طریق التعریف وان کان نبیاً (یواقیت مبحث٣٥ ج٢ ص٣٨)'' حاصل یہ ہے کہ قرآن کی نص سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کبھی وحی نبوت نہ ہوگی۔ ہاں وحی الہام باقی ہے اور حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب آخر زمانہ میں زمین پر نازل ہوں گے تو ہمارے نبی ﷺ کی شریعت پر چلیں گے۔ حالانکہ حضور ﷺ سے پہلے ان پر وحی کی جاتی تھی۔ اور نزول کے بعد صرف ان کو کشف تام ہوگا اور حق تعالیٰ بطریق تعریف احکام شریعت محمدیہ ﷺ کی معرفت کرائے گا۔ اگرچہ وہ اپنے زمانہ کے نبی ہیں۔ اس کی مفصل بحث گذر چکی۔

شبہ پنجم...... کیا اس بات میں امت محمدیہ کی جو خیرالامت ہے اور اس کی شان میں ہے۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ہتک نہیں ہے کہ اصلاح امت محمدیہ ﷺ کے لئے ایک نبی کو محفوظ رکھا جائے اور امت میں کوئی لائق نہیں کہ اصلاح کرے اور خدا کو نبی بھیجنا پڑے۔ کیا یہ کام امت محمدیہ ﷺ کا مجدد نہیں کرسکتا۔

جواب! چونکہ نبی امتی بن کر آتا ہے۔ جیسا کہ حدیثوں میں مذکور ہے۔ یہ امت محمدی کا فخر اور عزت ہے کہ اس میں ایک اولوالعزم پیغمبر شامل ہوتا ہے اور دعا سے شامل ہوتا ہے۔ دیکھو انجیل برنباس ''اے رب بخشش کرنے والے اور رحمت میں غنی تو اپنے خادم (عیسیٰ علیہ السلام) کو قیامت کے دن اپنے رسول کی امت میں ہونا نصیب فرما۔'' (فصل۲۱۲ ص۱۹۴)

اب بتاؤ کہ یہ امت محمدیہ کی ہتک ہے یا علو درجہ کا ثبوت ہے؟۔ کہ ایک نبی دعا کرتا ہے کہ اے خدا مجھ کو امت محمدی میں ہونا نصیب فرما۔ دوم کسقدر عالی مرتبہ اس امت کا ہے کہ عیسائیوں کا خدا اس کا ایک فرد ہو کر آتا ہے۔ مگر تعصب بھری آنکھ کو یہ عزت ہتک نظر آتی ہے۔ یہ نظر کا قصور ہے۔ آہ! کس قدر کج فہمی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے تو ہتک ہے اور مرزا قادیانی کو حضور ﷺ کے بعد نبی بنانے سے ہتک نہیں؟۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی علت غائی احکام دین اسلام کی تنسیخ یا شریعت محمدی کی کمی پوری کرنا نہیں۔ حدیثوں میں بصراحت موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کے قتل کے واسطے اور صلیب کے توڑنے کے لئے آئیں گے۔ جس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود اور نصاریٰ کی اصلاح کے واسطے آئیں گے۔ نہ کہ دین اسلام اور امت محمدی کی اصلاح کے واسطے دیکھو قرآن مجید فرما رہا ہے کہ: ’’وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته (نساء:۱۵۹)‘‘ یعنی مسیح کی موت سے پہلے اہل کتاب اس پر ایمان لائیں گے۔ چونکہ مجدد اسلامی امت کا وہ صرف ایک فرد ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا کہنا صرف مسلمانوں پر اثر کر سکتا ہے اور ارادہ خداوندی میں کسر صلیب اور اصلاح یہود ہے۔ اس لئے اسی پیغمبر کو جسے ایک گروہ ان کو خدا بنا کر گمراہ ہوا اور دوسرے گروہ نے نبوت سے انکار کر کے ان کو جھوٹا نبی کہا اور اپنی دانست میں ان کو طرح طرح کے عذاب دے کر صلیب پر قتل کر چکے۔ خداوند تعالیٰ نے ان دونوں گروہوں کے زعم توڑنے اور کذب ظاہر کرنے اور امت محمدی کا رتبہ بڑھانے اور ان کی دعا قبول کرنے اور لیؤمننہ ولینصرنہ کا مصداق بنانے کے لئے ان کو مقدر کیا کہ جب وہ خود ہی زندہ اتر کر ان کے سب زعم باطل کر دے گا تو آسانی سے سمجھ جائیں گے اور ایسا کھلا معجزہ اور کرشمہ قدرت دیکھ کر اور دجال کو اور اس کے ہمراہیوں کو قتل کرنے کے بعد آخر کار سب اہل کتاب یہود اور نصاریٰ ایمان لے آئیں گے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ امت محمدی کی اصلاح کے واسطے آئیں گے۔ علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل کا صرف یہ مطلب ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل کے نبی تبلیغ دین کرتے تھے۔ اسی طرح میرے علماء امت تبلیغ دین کیا کریں گے۔ کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ نہیں کہ علماء امت بنی اسرائیل کے نبیوں کے ہم رتبہ ہوں گے یا کسی قسم کی نبوت کے مدعی ہوں گے۔

شبہ ششم...... یہ اعتراض بالکل بے بنیاد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

آسمان پر زندہ ہونے کی وجہ سے ہمارے رسول خاتم النبیین ﷺ سے افضل ہوگئے۔ کیونکہ یہ فضیلت جزئی فضیلت کلی کو مانع نہیں ورنہ اس کے علاوہ عیسیٰ علیہ السلام میں اور کئی فضیلتیں ہیں۔ جو آنحضرت ﷺ کو ثابت نہیں آپؐ جو تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں تو منصب اور مرتبہ اور قرب الٰہی میں افضل ہیں۔ نہ ہر ہر خصوصیات ذاتیہ میں مثلاً حضرت مریم والدہ مسیح افضل نساء العالمین ہیں نہ حضور ﷺ کی والدہ، حضرت مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے نہ حضور ﷺ، حضرت مسیح علیہ السلام پر مائدہ آسمان سے اتارا گیا۔ حضور ﷺ پر نہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی کلام فرمائی اور اپنی نبوت کی خبر دی۔ لیکن حضور ﷺ سے یہ ثابت نہیں۔ ایسے ہی طول عمر بھی کوئی افضلیت کی دلیل نہیں۔ ہاں تعجب یہ تھا کہ حضور ﷺ کے لئے تو موت ہو اور دیگر انبیاء موت سے مستثنیٰ ہوں اور وہ ہمیشہ ہمیش زندہ رہیں۔ ’’وما جعلنا لبشرٍ من قبلك الخلدا فان مت فهم خالدون (انبياء:٣٤)‘‘ مگر کیا کسی مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے خلد ہے وہ موت سے مستثنیٰ ہیں۔ بھلا یہ تو بتلایئے کہ آپ کے بزرگ آپ کو یا کسی ادنیٰ آدمی کو چھت وغیرہ پر چڑھائیں تو اس میں آپ کے بزرگ کی توہین ہوگی یا نہیں۔ کعبہ شریف میں جب حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنے کاندھے پر چڑھایا تھا اور نیز جب صحابہؓ نے حضور ﷺ کو قبر میں رکھا اور آپ سب اوپر رہے تو اس میں حضور ﷺ کی توہین ہوئی یا نہیں؟۔ بھلا یہ تو بتایئے کہ آپ خود بھی کبھی اونچی جگہ پر چڑھے ہیں یا نہیں۔ اگر چڑھے ہیں تو تمام پیغمبروں کی جو زیر زمین مدفون ہیں توہین ہوئی یا نہیں؟۔ خدارا ایسا اعتراض نہ کیا کرو جو مضحکہ خیز ہو۔

شبہ ہفتم ...... حضور ﷺ نے شب معراج میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوسرے انبیاء جو مردے تھے ان میں شامل دیکھا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ بھی مردے ہیں۔

جواب! سبحان اللہ کیا استدلال ہے کس نے دیکھا حضور ﷺ نے، تو پھر حضور ﷺ بھی اس جماعت مردوں میں شامل تھے تو کیا آپ بھی مردے تھے؟۔ جب آپؐ مردے نہیں تھے تو عیسیٰ علیہ السلام کی موت بھی اس سے ثابت نہیں ہوسکتی۔

شبہ ہشتم ...... كانا ياكلان الطعام یعنی وہ دونوں ماں بیٹے عیسیٰ علیہ السلام و مریم علیہ السلام کھانا کھایا کرتے تھے اور "ماجعلنا هم جسداً لاياكلون الطعام (انبياء:٨)" یعنی ہم نے انبیاء علیہم السلام کو ایسا جسم نہیں بنایا۔ جو کھانا نہ کھائیں۔ پس اگر وہ زندہ ہیں تو آسمان پر کیا کھاتے ہیں۔

جواب! کان تو ماضی کے لئے ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ کھانا کھایا کرتے تھے جو منافی الوہیت ہے اور اسی لئے یہ دوسری آیت بھی ہے جو الوہیت کو باطل کرنے کے لئے ہے۔ یعنی جو کھانے پینے کے محتاج رہ چکے ہوں وہ کیسے خدا ہو سکتے ہیں۔ غرض یہ آیتیں الوہیت عیسیٰ علیہ السلام کو باطل کرنے کے لئے ہیں۔ ان کو موت وحیات عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی تعلق نہیں۔ دوسرے اصحاب کہف کا قصہ یاد کرو کہ بغیر کھائے پیئے کس طرح زندہ ہیں۔ اصحاب کہف کے بارے میں ہے۔ ''ولبثوافی کهفهم ثلاث مائة سنين وزدادوا تسعا (کهف:۲۵)'' یعنی ۳۰۹ برس غار میں سوتے رہے اور ان کی زیست اور خواب کا حال اور بھی زیادہ قانون قدرت کلیہ کو پاش پاش کرتا ہے۔ ''وترى الشمس اذا طلعت تزاور عن كهفهم ذات اليمين وانما غربت تقرضهم ذات الشمال وهم فى فجوة منه · ذلك من آيات الله · من يهدى الله فهو المهتد · ومن يضلل فمن تجدله ولياً مرشدا · وتحسبهم ايقاظا وهم رقود ونقلبهم ذات اليمين وذات الشمال (کهف:۱۷)'' ﴿اور دیکھے تو سورج کو کہ جب طلوع کرتا ہے تو ان کے غار سے دائیں جانب ہٹ کر طلوع کرتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو بائیں جانب کترا جاتا ہے اور وہ غار کے کشادہ میدان میں ہیں یہ اللہ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ جس کو اللہ ہدایت دیتا ہے۔ وہی ہدایت یافتہ ہے اور جس کو گمراہ کرتا ہے۔ اس کے لئے کوئی ولی اور رہبر نہ پائے گا اور تو ان کو جاگتا ہوا گمان کرے۔ حالانکہ وہ سورہے ہیں اور ہم ان کو دائیں بائیں کروٹ بھی دلوا دیتے ہیں۔﴾ تیسرے یہ کیسے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر کھاتے پیتے نہیں۔ اول تو ان کی غذا تسبیح اور تحلیل ہے۔

رئیس المکاشفین حضرت عبدالوہاب شعرانی اس کا جواب لکھتے ہیں کہ: ''فان قيل فما الجواب عن استغنائه عن الطعام والشراب مدة رفعه فان الله تعالىٰ قال وما جعلنا هم جسدً الا ياكلون الطعام فالجواب ان الطعام انما جعل قوتاً ان يعيش فى الارض لانه مسلط عليه الهواء الحار والبارد فينحل بدنه فاذا انحل عوضه الله تعالىٰ بالغذاء اجراء لعادته فى هذه الخطة الغبراء واما من رفعه الله الى السماء فانه يلطفه بقدرته ويغنيه عن الطعام والشراب كما اغنى الملئكة عنهما فيكون حينئذ طعامه التسبيح وشرابه التهليل كما قال ﷺ انى ابيت عند ربى يطعمنى ويسقينى وفى الحديث مرفوعاً ان بين

یدی الدجال ثلاث سنین ۰ فکیف بالمؤمنین حینئذ فقال یجزئهم مایجزی اهل السماء من التسبیح والتقدیس (الیواقیت والجواهر ج۲ ص۱٤٦)'' ﴿اگر کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ رفع میں کھانے پینے سے مستغنی ہونے کا کیا جواب ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔''ماجعلنا هم جسدا لایاکلون الطعام (انبیاء:۸)''جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طعام کو زمین پر معیشت پوری کرنے کے لئے قوت بنایا ہے۔ کیونکہ یہاں اس پر ہوا گرم اور سرد مسلط ہے۔ اس کے بدن کو تحلیل کرتی ہے۔ جب تحلیل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ غذا سے اس کا عوض پیدا کرتا ہے۔ اس زمین میں اس کی یہ عادت جاری ہے۔ لیکن وہ شخص جس کو اللہ نے آسمان پر اٹھالیا اس کو اپنی قدرت سے نوازتا ہے اور کھانے پینے سے بے پرواہ کرتا ہے۔ جیسے فرشتوں کو بے پراوہ کیا۔ پس اس وقت اس کا طعام تسبیح اور پانی اس کا تحلیل ہوگا۔ جیسے حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے رب کے پاس رات گذارتا ہوں کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کھلا پلا دیتا ہے۔ اور حدیث میں مرفوعاً روایت ہے کہ دجال سے تین برس پہلے قحط پڑے گا اسی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ سے عرض کیا گیا کہ اس وقت جب مسلمانوں کے پاس کھانے پینے کو کچھ نہ ہوگا کیا حال ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ان کو کفایت کرے گا وہ کھانا جو آسمان والوں کو کفایت کرتا ہے۔ یعنی تسبیح اور تقدیس۔﴾ حضرت شیخ نے پہلے فلسفی دلیل سے سمجھا دیا اور پھر حدیث مرفوع بھی بیان کر دی کہ دجال کے زمانہ میں مومنین کو اہل سماء کی طرح صرف تسبیح وتقدیس ہی غذا کا کام دے گی۔

حضرت شیخ نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ ایک بزرگ خلیفۃ الخراط نامی کا جو بلاد مشرق کے شہروں میں ایک شہر ابہر میں رہتے تھے ذکر فرمایا کہ اس نے ۲۳ سال سے برابر کچھ نہیں کھایا تھا اور دن اور رات عبادت الٰہی میں مشغول رہتا تھا اور کسی طرح کا ضعف بھی لاحق نہیں ہوا تھا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تسبیح وتہلیل کی غذا ہونے میں کیا تعجب ہے۔''قال الشیخ ابوالطاهر وقد شاهدنا رجلاً اسمه خلیفة الخراط کان مقیماً بابهر من بلاد المشرق مکث لایطعم طعاماً منذثلاث وعشرین سنة وکان یعبد الله لیلا ونهاراً من غیر ضعف فاذا علمت ذلك یبعد ان یکون قوت عیسیٰ علیه السلام التسبیح والتهلیل والله اعلم جمیع ذلك (یواقیت ج۲ ص۱٤٦)''

مرزا قادیانی نے یہ کیونکر سمجھ لیا کہ ایک غذا کے بدلنے سے فوت ہونا لازم آتا ہے۔ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ تمام حیوان ماں کے پیٹ میں خون سے پرورش پاتے ہیں اور خون ہی طعام

ان کا ہوتا ہے۔ جب ماں کے پیٹ سے باہر آتے ہیں تو صرف دودھ ان کی غذا وطعام اور وجہ پرورش ہوتی ہے اور جب اس سے بھی بڑے ہوتے ہیں تو اناج وگھاس ومیوجات ان کا طعام وغذا ہوتے ہیں۔ کیا کوئی باحواس آدمی کہہ سکتا ہے کہ ماں کے پیٹ سے باہر آ کر انسان یا دیگر حیوانات فوت ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ کانا یاکلان الطعام نہیں رہتے۔ اس لئے کہ خون کی غذا بند ہوجاتی ہے اور صرف دودھ ہی ملتا ہے۔ جب دودھ ملتا ہے تو کیا مرجاتے ہیں۔ یا دودھ کا موقوف ہونا وفات کی دلیل ہے۔ ہرگز نہیں کیونکہ مشاہدہ ہے کہ غذا کے بدلنے سے کوئی فوت نہیں ہوتا۔ جب یہ امر ثابت ہے کہ غذا کے بدلنے سے کوئی فوت نہیں ہوتا۔ جب یہ امر ثابت ہے کہ غذا کے بدلنے سے موت لازم نہیں ہوتی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غذائے زمینی سے غذائے آسمانی کیونکر باعث موت ہوسکتی ہے؟۔ یہ کیونکر مرزا قادیانی کو معلوم ہوا کہ آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو طعام وغذا نہیں ملتی۔ جب قرآن کریم سے ثابت ہے کہ لگا لگایا خوان آسمان سے بنی اسرائیل کی درخواست اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اترا دیکھو قرآن میں کس طرح مفصل ذکر ہے۔ تو پھر مومن قرآن کریم تو انکار نہیں کرسکتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی آسمانوں پر کھانا ملنا محال ہو۔ کیا ان کو میوجات جنت بھی خدا تعالیٰ نہیں پہنچا سکتا۔

شبہ نہم...... ''ومنکم من یتوفیٰ ومنکم من یرد الیٰ ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئاً (حج:۵)'' اور نیز دیگر آیات ہم معنی۔

جواب! یہ آیت بھی وفات مسیح پر ہرگز دلالت نہیں کرتی اور نہ مسیح سے یہ متعلق ہے۔ قرآن کریم کا ۱۴ پارہ رکوع ۸ دیکھنا چاہئے۔ یہ آیت قیامت کے منکرین کو سمجھا رہی ہے کہ وہ خدا جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفہ سے، پھر علقہ بنایا، پھر مضغہ بنایا، پھر ماں کے پیٹ میں جگہ دی اور پھر اپنے ارادے سے وہاں سے طفل بنا کر نکالا۔ پھر جوان کیا پھر تم میں سے کوئی تو موت دیا جاتا ہے اور کوئی بڑھاپے کی طرف لوٹا کر لایا جاتا ہے کہ پھر اس کو کوئی علم نہیں رہتا۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو جو عقلی دلائل کے نقصان سے قیامت کا انکار کرتے اور عقلاً محال سمجھتے ہیں ان کو سمجھاتا ہے کہ تم پہلے اپنی ہی پیدائش کے حالات اور مختلف منازل کی طرف دیکھو کس طرح ہم نے تم کو نیست سے ہست کیا اور جب ہم نے تم کو مختلف منازل طے کراتے ہوئے عدم سے بنا کھڑا کیا۔ تو اب تمہارا دوبارہ زندہ کرنا کیا مشکل ہے۔ جیسے ہم پہلے عدم سے وجود میں لائے۔ ایسے ہی ہم دوبارہ بھی کرسکتے ہیں۔ اگر کوئی مرزائی صاحبان کہیں کہ یہ آیات حضرت مسیح کے حالات پر

حاوی ہیں اور حضرت مسیح بھی اسی سنت اللہ اور قانون فطرۃ کے تابع ہیں تو ہم زور سے کہتے ہیں کہ کوئی مرزائی اپنے مرشد کی حمایت میں حضرت مسیح علیہ السلام کو قانون فطرۃ کلیہ کے ماتحت نہیں لاسکتا۔ خداتعالیٰ نے ان آیات میں قانون فطرۃ عامہ بتایا ہے۔ مگر مسیح علیہ السلام باتفاق فریقین بغیر نطفہ باپ کے پیدا ہوئے جب پہلے ہی مسیح علیہ السلام کو اس قانون فطرۃ سے مستثنیٰ کر کے بغیر مس مرد کے صدیقہ مریم علیہا السلام کے پیٹ میں خلاف قانون فطرۃ متذکرہ بالا آیات پیدا کیا تو پھر یہ آیت مسیح کے حق میں ہرگز صادق نہیں آسکتی۔ دوسرے نطفۂ انسان کی یہ صفت ہے کہ وہ عمر کی درازی سے ضعیف ہو جاتا ہے۔ یعنی مادی ہونے کے باعث زمین کی تاثیرات سے متاثر ہو کر ضعیف ہو جاتا ہے۔ مگر آسمان کی تاثیرات ایسی ہیں کہ اجراء فلکی کا بدل ما یتحلل ساتھ ہی ساتھ ہوتا جاتا ہے اور وہ ضعیف نہیں ہوتے۔ پس مسیح علیہ السلام بھی تاثیرات فلکی سے ارذل عمر کے ضعف سے بچے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ فرشتے، ستارے، آفتاب، مہتاب وغیرہ ایک ہی حالت پر رہتے ہیں۔ لہٰذا حضرت مسیح بھی آسمان پر درازی عمر سے نکمے نہیں ہو سکتے اور نہ زمین کی آب وہوا کی طرح آسمان کی آب وہوا ہے کہ مسیح علیہ السلام کو ارذل عمر ملے اور چونکہ مسیح علیہ السلام کی پیدائش نفخ روح سے تھی اور روح درازی عمر سے ضعیف اور ارذل نہیں ہوتی۔ اس لئے مسیح علیہ السلام کے واسطے ارذل عمر کا ضعف لازم بھی نہیں۔ کیونکہ وہ روح مجسم تھے۔ صرف وہ جسم ضعیف وارذل ہوتا ہے۔ جو نطفہ امشاج وغیرہ کی ترکیب سے بنایا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ”رائیت عیسیٰ بن مریم شاباً (مسند احمد ج۱ ص۳۷۴...... کنز العمال ج۵، ص۳۲۳ ج۶ ص۳۰۷...... الخصائص ج۱ ص۳۹۸)“ یعنی حضورﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو جوان دیکھا۔ تیسرے جب خداتعالیٰ قرآن کریم میں حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں فرماتے ہیں کہ وہ نہ صلیب دیئے گئے اور نہ قتل کئے گئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا تو کیا وہ قادر مطلق ان کو انسانی ارذل عمر اور ضعف پیری سے ایسا ہی مستغنی نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ ان کو ان کی ولادت میں قانون فطرۃ عامہ سے مستثنیٰ کر دیا تھا۔ کہ بغیر نطفہ مرد کے پیدا کیا۔ دیکھو اصحاب کہف کا قصہ کہ ۳۰۹ برس سوتے رہے نہ بھوک لگی نہ پیاس۔ جب خود بیدار ہوئے تب بھوک محسوس ہوئی اور ان کے جسم میں کسی طرح کا تغیر بھی پیدا نہ ہوا تھا اور حضرت عزیز علیہ السلام کا قصہ پڑھو کہ سو برس کے بعد زندہ کئے گئے۔ بیضاوی شریف میں لکھا ہے کہ جب اپنے گھر لوٹ کر آئے تو آپ جوان تھے اور ان کی اولاد بوڑھے تھے۔ ”لما رجع الیٰ منزله کان

شاباً واولادہ شیوخاً (انوار التنزیل واسرار التاویل ج۱ ص۱۱۹ مستدرك ج۲ ص۶۷۸ حدیث نمبر ۳۱۷۱) ’’میں حدیث علیؓ میں ہے کہ سب سے پہلے ان کی آنکھیں پیدا کی گئیں۔ وہ اپنی ہڈیوں کو گوشت پہناتے اور پیدا ہوتے ہوئے دیکھتے تھے اور اسی قصہ میں خداتعالیٰ فرماتے ہیں کہ ’’فانظر الیٰ طعامك وشرابك لم یتسنہ ‘‘یعنی دیکھ اپنے کھانے اور پانی کو کہ وہ سو برس کی مدت تک سڑے نہیں۔ افسوس جب اسی جگہ یہ قدرت کے کرشمے دکھلائے گئے اور ہم کو قرآن کریم میں سنائے گئے تو مومن قرآن کے دل میں تو یہ شبہ ہی نہیں آ سکتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتنی عمر پا کر بالکل نکمے ہو جائیں گے۔ وہ آ کر کیا خدمت کریں گے۔ الٹا ہم سے خدمت لیں گے۔ معاذ اللہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی درازی عمر سے کیوں گھبراتے ہو۔ عوج بن عنق کی عمر ۳ ہزار کے قریب تھی۔ (مطلع العلوم ص۳۰۸)

اور قرآن کریم میں ثابت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قریب ایک ہزار برس کے عمر تھی۔

شبہ دہم...... ’’وما ارسلنا من قبلك من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق (فرقان:۲۰)‘‘ ﴿اور نہیں بھیجے ہم نے آپؐ سے پہلے رسول مگر وہ کھانا بھی کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے۔﴾

جواب! یہ منکرین رسالت کو جواب ہے کہ جو کہا کرتے تھے کہ ’’وما لہذا الرسول یأکل الطعام ویمشی فی الاسواق ‘‘یعنی کھانا کھانا اور اپنی حوائج کے لئے بازاروں میں بغرض خرید وفروخت چلنا پھرنا رسالت کے منافی نہیں۔ پہلے سب رسولوں میں یہ بات تھی کیا وہ رسول نہ تھے۔ بااین ہمہ بعض کی نبوت کا یقین بھی رکھتے ہیں۔ جیسے یہود اور نصاریٰ اور بعض قبیلے عرب کے، مرزا قادیانی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ طعام کھانا اور بازاروں میں اپنی حوائج کے لئے جانا مرسلین کو لازم حال نہیں ورنہ ہر وقت ہر لحظہ بازاروں میں چلنے اور کھانا کھانے سے منفک نہ ہوں گے۔ بلکہ یہ من جملہ صفات بشری کے ایک صفت ہے۔ جو بعض اوقات نہیں بھی پایا جاتا۔ علاوہ اس کے تسبیح اور تحلیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غذا ہے۔ غرض ان آیات میں موت مسیح علیہ السلام پر کچھ بھی دلیل نہیں ہے۔

شبہ یازدہم...... ’’فازلہما الشیطن عنہا فاخرجہما مما کانا فیہ وقلنا اہبطوا بعضکم لبعضٍ عدو۰ ولکم فی الارض مستقر ومتاع الیٰ حین (بقرہ:۳۶)‘‘ ﴿پس شیطان نے آدم علیہ السلام کو جنت سے پھسلایا اور ان دونوں کو اس اکرام

اور عزت سے جس میں وہ تھے نکالا اور ہم نے ان تینوں کو کہا کہ اتر جاؤ درانحالیکہ تمہارا بعض بعض کا دشمن ہوگا۔ اور زمین میں تمہارے لئے قرارگاہ اور نفع ہے ایک زمانہ تک۔﴾

جواب اس آیت میں ولکم کے مخاطب آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام اور شیطان ہیں۔ اگر لام تخصیص کے لئے ہے تو انہیں تینوں کی تخصیص ہوسکتی ہے۔ مستقر کے معنے ہیڈکواٹر اور صدر مقام کے ہیں۔ اسی لئے تخت گاہ کو مستقر الخلافۃ کہتے ہیں۔ پس زمین کا مستقر اور ہیڈکواٹر ہونا اس کا مانع نہیں کہ دوسری جگہ عارضی طور پر بھی نہ جاسکے اور نیز بنا بر تخصیص یہ لازم آئے گا کہ بجز انسان کے اور کوئی مخلوق زمین پر نہیں رہتی اور بطلان اس کا ظاہر ہے۔ کیونکہ بالتخصیص زمین انسان ہی کے لئے مستقر نہیں ہے۔ بلکہ جمیع حیوانات ونباتات وجمادات کے لئے ہے۔

شبہ دوازدھم...... ’’فیها تحیون وفیها تموتون ومنها تخرجون (اعراف:۲۵)‘‘ ﴿زمین میں تم زندہ رہوگے اور اسی میں تم مروگے اور پھر اسی سے نکالے جاؤ گے۔﴾

جواب! اس میں بھی مخاطب آدم علیہ السلام، حوا علیہا السلام، شیطان تینوں ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کا کچھ بھی ذکر نہیں اور نیز اگر مطلقاً حصر مانا جائے تو لازم آتا ہے کہ انسان کی حیات جنت اور دوزخ میں بھی نہ ہوسکے۔ کیونکہ جنت دوزخ زمین سے خارج ہیں۔ حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ اگر کہا جائے کہ اس حصر سے زمان آخرۃ مستثنیٰ ہے ہم کہیں گے۔ تم پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی بوجہ نصوص واجماع حیات آسمان مستثنیٰ ہے۔ صحیح یہ ہے کہ فیها میں تقدیم الارض بوجہ اہتمام ارض ہے۔ جو یہاں بوجہ عتاب وبعد عن الملکوت کے مہتم بالشان ہے۔ لا غیر، مرزا قادیانی نے ان چند آیتوں میں تعمیم پر بہت زور دیا ہے۔ اگر دوسری آیت تخصیص بھی کردے تو بھی ہرگز اعتبار نہیں کریں گے۔ ’’انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج (الدھر:۲)‘‘ یعنی ہم نے انسان کو مرد اور عورت کے نطفہ مختلط سے پیدا کیا ہے۔ ’’خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب (طارق:۶)‘‘ یعنی انسان کو ٹپکنے والے پانی سے جو پیٹھ اور پسلیوں کے درمیان سے نکلتا ہے پیدا کیا گیا ہے۔ ’’اولم یرا الانسان انا خلقناه من نطفة فاذا هو خصیم مبین (یٰسین:۷۷)‘‘ یعنی کیا انسان دیکھتا نہیں کہ ہم نے اس کو نطفہ سے پیدا کیا۔ پس اچانک وہ کھلا جھگڑالو ہے۔ کیا ان آیات میں بھی تعمیم مان کر آدم علیہ السلام، حوا علیہا السلام، عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش خارقہ سے انکار کریں گے اور کیا نبیوں کو بھی خصیم مبین قرار دیں گے۔ اگر تخصیص کی یہاں کوئی وجہ ہے تو ان میں بھی وہی وجہ ہے۔

شبہ سیزدھم...... ’’والذین یدعون من دون اللّٰہ لایخلقون شیئاً وھم یخلقون ۰ اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون ۰ الھکم الہ واحد ۰ فالذین لایؤمنون بالاخرۃ قلوبھم منکرۃ (نحل:۲۰تا۲۲)‘‘ ﴿اور وہ لوگ جن کو کفار مکہ خدا کے سواپکارتے ہیں وہ کسی شے کو پیدا نہیں کر سکتے۔وہ خود پیدا کئے جاتے ہیں۔وہ بالکل مردے ہیں نہ ذی روح اور وہ نہیں جان سکتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔تمہارا معبود ایک معبود ہے۔پس وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل انکاری ہیں۔﴾

جواب! یہ آیت کفار عرب کے حق میں ہے اور کفار عرب مخاطب ہیں جو آخرت کے قائل نہیں تھے کہتے تھے کہ’’ان ھیی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحییٰ وما نحن بمبعوبین (المؤمنون:۳۷)‘‘یعنی ہماری یہی دنیا کی زندگی ہے اور بس جب مر گئے مٹی ہوگئے۔قصہ ختم ہوگیا۔لہٰذا سباق سیاق سے صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت بتوں کے بارے میں نازل ہے۔ اموات غیر احیاء ان کی صفت ہے۔یعنی مردے ہیں۔کبھی زندہ اور ذی روح نہ تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحب حیات تھے اصنام میں شامل ہی نہیں تھے۔کیونکہ یہ کفار مکہ کے حق میں ہے اور کفار مکہ بت پوجتے تھے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلکہ کسی انسان کی بھی پرستش نہیں کرتے تھے۔

دوسرے اس آیت کے بعد فرمایا ہے۔لایؤمنون بالاخرۃ کہ وہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اب سوچو کہ مسیحی مسیح علیہ السلام کے پوجنے والے آخرت کے قائل تھے۔

تیسرے لا یخلقون شیئاً مضارع کے ساتھ ہے کہ وہ فی الحال یا آئندہ پیدا نہیں کر سکتے۔اگر مر چکے تھے تو ان کی نسبت یہ فرمانا سیاق کلام کے خلاف ہے اور نیز جب وہ مر چکے تھے پھر ان کی نسبت یہ فرمانا کیسے صحیح ہوگا کہ وہ پیدا نہیں کر سکتے وہ ہیں کہاں جو پیدا کریں۔

چوتھے وھم یخلقون جملہ اسمیہ سے بیان کیا۔جو باعتبار استمرار کے تینوں زمانوں پر دلالت کرتا ہے۔بتاؤ کیا کسی مرزائی کا یہ مذہب ہے کہ مسیح پیدا کئے جائیں گے اور پیدا ہوتے رہیں گے۔

پانچویں اموات فرمایا یہ بھی جملہ اسمیہ ہے۔یعنی ھم اموات یعنی وہ ہمیشہ سے بے شعور وبے حس ہیں اور رہیں گے،موت ان کے واسطے بالدوام ہے۔بھلا کیا مسیح علیہ السلام کبھی زندہ نہ تھے۔ہمیشہ سے مردہ ہیں اور ہمیشہ مردہ رہیں گے۔معاذ اللہ!

چھٹے یہ کہ اموات کی تفسیر غیر احیاء کے ساتھ فرمائی کہ موت کی نوعیت متعین ہو جائے کہ موت سے وہ موت مراد ہے۔ جس سے پہلے اور پیچھے زندگی نہیں ورنہ اگر ایسی موت مراد نہ ہوتی تو غیر احیاء کے بیان فرمانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ یہ مقصود تو اموات سے بھی حاصل تھا کہ وہ مردہ ہیں۔ پس اگر ان معبودوں سے مراد انسان ہوتے اور ان کا مردہ ہونا بیان فرمانا مقصود ہوتا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی اور مرزائی کہتے ہیں تو یوں فرمایا جاتا: ''ان الذین یدعون من دون اللّٰہ لم یخلقوا شیئاً وھم خلقوا ۰ وما تواولیسو احیاء '' یعنی جن کو کفار مکہ خدا کے سوا پکارتے ہیں انہوں نے کسی چیز کو پیدا نہیں کیا یا نہیں کر سکے۔ وہ خود پیدا کئے گئے تھے اور مر گئے زندہ نہیں ہیں۔

اور آیت کلام اللہ کے یہ معنی ہیں کہ وہ بت جن کو کفار مکہ خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ ہرگز کسی شے کو پیدا نہ کر سکتے اور نہ پیدا کر سکیں گے اور وہ خود پیدا کئے جاتے ہیں۔ (پوجاری ان کو تراش کر بناتے ہیں) اور ہوتے بھی رہیں گے۔ وہ بالکل ہمیشہ سے مردے ہیں۔ نہ ذی روح (یعنی بالکل بے جان ہیں کہ کبھی زندہ ہی نہ تھے ان میں حیات رکھی ہی نہیں گئی تھی) وہ وقت بعث ان کے سے بالکل بے خبر ہیں۔ (پھر اپنے عابدین کو کیا خاک جزا و سزا دے سکتے ہیں۔ یا خود کفار اپنے بعث کے وقت سے بالکل بے خبر ہیں۔ کیونکہ قیامت کے منکر ہیں) بھلا اس آیت میں وفات مسیح علیہ السلام کی کون سی دلیل ہے؟۔ مرزا قادیانی نے کفار مکہ کا طرز اختیار کیا ہے۔ کیونکہ جب قرآن کریم میں یہ آیت نازل ہوئی: ''انکم وما تعبدون من دون اللّٰہ حصب جھنم (انبیاء:۹۸)'' یعنی تم اور اللہ کے سوا تمہارے معبود سب دوزخ کا ایندھن ہیں۔ تو کفار نے کہا لیجئے اس میں تو ان کے عیسیٰ علیہ السلام نبی بھی داخل ہیں۔ وہ بھی جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا: ''ماضربوہ لک الا جدلا بل ھم قوم خصمون ان ھو الا عبد انعمنا علیہ (زخرف:۵۹،۵۸)'' یعنی وہ لوگ جن کو ہم پہلے سے ہی مستثنیٰ کر چکے وہ کیوں جہنم میں داخل کئے جائیں گے۔ یہ قوم محض جھگڑالو ہے۔ بطور جدل کے کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ہمارے نیک بندے ہیں۔ جن پر ہم نے انعام کئے۔ تمہاری ندامت اور حسرت بڑھانے کو ڈالے جائیں گے۔ دوسرے اموات جمع میت بھی ہوسکتا ہے۔ یعنی سب مرنے والے فناء ہونے والے ہیں۔ لائق عبادت نہیں۔ یعنی سوائے اللہ کے سب معبود خواہ فرشتے ہوں خواہ روح القدس خواہ کوئی جن یا انسان سب مرنے والے ہیں اور زندہ رہنے والے

نہیں ہیں۔ ورنہ اگر یہ معنی کئے جائیں کہ سوا اللہ کے سب معبود مر چکے تو چاہئے کہ فرشتے اور روح القدس بلکہ چاند اور سورج بھی سب فنا ہوگئے ہوتے؟۔

تنبیہ! قرآن کریم میں بتوں کے لئے صیغے اور ضمائر ذوی العقول کے بھی آتے ہیں۔ تاکہ کلام بت پرستوں کے معتقدات کے مطابق جاری کی جائے۔

شبہ چہاردھم...... ’’واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیاً (مریم:۳۱) ‘‘یعنی مجھ کو خدا تعالیٰ نے صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا امر کیا ہے۔ جب تک میں زندہ رہوں۔

جواب! ہر شخص جانتا ہے کہ نماز کے لئے اور زکوٰۃ کے لئے چند شرطیں بھی ہیں۔ ان کو اپنی شرطوں اور اوقات اور محل اور تفاصیل کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے۔ دیکھو ہم بھی صلوٰۃ اور زکوٰۃ کے مامور ہیں۔ کیا ہم ہر وقت ہر آن ادا کرتے رہتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ پس اوّل یہ کہ جو جو وہاں شرطیں پائی جاتیں ہیں۔ ان شرطوں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر نماز پڑھتے ہیں۔ بلکہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کا بھی قبروں میں نماز پڑھنا ثابت ہے۔ دیکھو(صحیح مسلم ج۱ ص۹۶، باب الاسراء برسول اللہ ﷺ الی السموات وفرض الصلوٰت)۔ اور معراج میں بیت المقدس میں آپؐ نے سب انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھائی ہے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کے نماز پڑھنے سے کیوں تعجب ہوتا ہے۔ اب چونکہ حضور ﷺ خاتم النّبیین کی بعثت عامہ ہے۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر شرائع محمدی کے پابند ہیں اور آپ کی امت میں داخل ہیں۔ بلکہ حضور ﷺ کے بوجہ زیارت وصحبت لیلۃ المعراج کے صحابیؓ بھی ہیں اور ایمان لاکر حضور ﷺ کو ’’واذا اخذ اللہ میثاق النّبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ (آل عمران:۸۱) ‘‘کے مصداق بننے والے ہیں۔

اور زکوٰۃ کے لئے شرط ہے کہ نصاب کے قدر صاحب مال ہو اور اس پر ایک سال گذر جائے اور یہ شرط آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں نہیں ہے۔ بلکہ وہ تو زمین پر بھی بوجہ فرض نہ ہونے کے زکوٰۃ نہ دیتے تھے۔ ’’فقال لہم عمرؓ انشدکم باللہ الم تعلموا ان رسول اللہ ﷺ قال ان کل مال النبی صدقۃ الا ما اطعمہ اھلہا وکساھم (کنز العمال ج۱۲ ص۴۵۱ حدیث نمبر۳۵۰۴۲) ‘‘یعنی عمرؓ نے کہا تمہیں اللہ کی قسم کیا تم نہیں جانتے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ نبی کا مال سب صدقہ ہوتا ہے۔ مگر جس قدر اپنے اہل کو کھلائے پہنائے دوسرے صلوٰۃ اور زکوٰۃ کی صورتیں عرف قرآن میں ہر عالم اور ہر مخلوق اور

بحسب مواقع اور محل کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ دیکھو پرندوں کے لئے صلوٰۃ ثابت ہے۔ ’’والطیر صافات کل قد علم صلوته وتسبیحه (النور:۴۱)‘‘ کیا یہاں نماز عرفی کے معنی ہیں؟۔ ہرگز نہیں اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حق میں ہے۔’’واتیناه الحکم صبیاً وحنانا من لدنا وزکوٰۃ (مریم:۱۲،۱۳)‘‘ یعنی ہم نے ان کو بچپن میں ہی حکم اور نرم دلی اور پاکیزگی عنایت کی۔ کیا یہاں بھی کوئی زکوٰۃ عرفی کے معنی لے سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں صلوٰۃ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اس محل کے اعتبار سے اور مناسب مقام کے جیسے فرشتے ادا کرتے ہیں۔ یعنی تسبیح وتحلیل وحمد وثناء وغیرہ اس مقام اور محل کی صلوٰۃ ہے اور تطہیر نفس وہاں کی زکوٰۃ ہے۔

(بیضاوی ج۲ص۲۶) میں ہے۔’’ای زکوة المال ان ملکته اوتطهیر النفس عن الرذائل (وهکذافی مدارك ج۲ ص۲۷..... ابن کثیر ج۵ ص۱۹۲..... فتح البیان ج۶ ص۱۸..... ابوالسعود ج۲ ص۲۰۹)‘‘ وغیرہ۔ تیسرے نبی باعتبار تبلیغ امت کے بھی مخاطب ہوتے ہیں۔ جیسے حضورﷺ کو حکم ہوا’’والرجز فاهجر‘‘

شبہ پانزدھم..... مرزاقادیانی کے نزدیک کسی جسم عنصری کا آسمان پر جانا محال اور ناممکن ہے۔ ایک جسم عنصری طبقہ ناریہ اور زمہریریہ سے کس طرح صحیح وسالم گذر سکتا ہے۔ جیسا کہ (ازالہ اوہام ص۴۷، خزائن ج۳ص۱۲۶) میں ہے۔’’از انجملہ ایک یہ اعتراض ہے کہ نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریر تک بھی پہنچ سکے۔‘‘

جواب! اہل علم پر پوشیدہ نہیں کہ محققین فلاسفہ کی ایک جماعت طبقہ ناریہ کے متعلق ہلیلجی یا شبیہ ہلیلجی کی قائل ہے۔ یعنی دونوں قطبین کے متصل کچھ فاصلہ تک آگ کی حرارت کا کچھ اثر نہیں ہے۔ تسلی کے لئے تصریح اور شرح چغمینی دیکھو۔ دوسرے عقلاء خوب جانتے ہیں کہ اوّل تو ایک عنصر کا دوسرے عنصر کی طرف احالہ بھی جائز ہے اور پھر طبقوں کی حرارت اور برودت کی کوئی خاص مقدار ذاتیات سے نہیں ہے۔ جس کا انفکاک محال ہو۔ بلکہ عوارض میں سے ہے اور عوارض کا سلب باتفاق عقلاء ممکن ہے۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ سے حرارت سلب کر لی گئی تھی۔’’قلنا یانارکونی بردا وسلاما علی ابراهیم (انبیاء:۶۹)‘‘ اور موسموں کے اعتبار سے ان میں تشکیک شدۃ وضعف ہونا ذاتیات کے نہ ہونے پر کھلی دلیل ہے۔ تیسرے علاوہ اس کے اگر حرکت اسقدر سریع ہو کہ یہ طبقے اپنی برودت اور حرارت کا اثر نہ ڈال سکیں۔ بلکہ جسم

تیزی سے گذر جائے تو ہرگز کوئی استحالہ نہیں۔ بلکہ صحیح تجربہ کے موافق ہے۔ باقی رہا اس قدر سریع الحرکت ہونا کسی جسم کا ممکن بھی ہے یا نہیں۔ تو حکماء کی تحقیق سنئے جتنی دیر میں شمس اس کنارے سے دوسرے کنارے تک طلوع کرتا ہے اتنی دیر میں فلک اعظم کی حرکت (۵۱۹۶۰۰) لاکھ فرسخ ہے۔ یعنی ۱۵۵۸۸۰۰ میل، (روح المعانی ج ۴ ص ۱۷۴) اور حکماء جدید کی تحقیق ہے کہ بجلی ایک منٹ میں ۵۰۰ سو مرتبہ زمین کے گرد گھوم سکتی ہے اور بعض ستارے ایک ساعت میں آٹھ لاکھ اسی ہزار میل حرکت کرتے ہیں۔ (پیسہ اخبار ۹ رجمادی الثانی ۱۳۲۰ھ) دور کیوں جاؤ مرزا قادیانی ہی کا تلون دیکھو کہ ازالہ اوہام میں تو محال اور ناممکن بتاتے ہیں اور (چشمہ معرفت کے حصہ دوم میں ص ۲۱۹، خزائن ج ۲۳ ص ۲۲۷) پر لکھتے ہیں کہ: ''پھر مضمون پڑھنے والے نے قرآن کریم پر یہ اعتراض کیا کہ اس میں لکھا ہے کہ عیسیٰ مسیح مع گوشت پوست آسمان پر چڑھ گیا تھا۔ ہماری طرف سے یہ جواب کافی ہے کہ اوّل تو خدا تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں کہ انسان مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ جائے۔''

اور (ازالہ اوہام ص ۲۷۲، خزائن ج ۳ ص ۲۳۸) میں اپنے ایک مطلب کے ثبوت میں تورات کی عبارت استدلالاً پیش کرتے ہیں۔ جس میں یہ بھی لکھا ہے کہ: ''ایلیا نبی جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور چادر اس کی زمین پر گر پڑی۔''

اور (ازالہ اوہام ص ۲۸۹، خزائن ج ۳ ص ۲۴۷) میں لکھتے ہیں کہ: ''باوجود یہ کہ آنحضرت ﷺ کے رفع جسمی کے بارہ میں کہ وہ جسم سمیت شب معراج میں آسمان کی طرف اٹھائے گئے تھے۔ تقریباً تمام صحابہؓ کا یہی اعتقاد تھا۔ لیکن پھر بھی حضرت عائشہؓ اس بات کو تسلیم نہیں کرتیں اور کہتی ہیں کہ رویاء صالحہ تھی۔''

حضرت عائشہؓ ہرگز معراج جسمی کی منکر نہیں۔ معراج کا مفصل بیان معراج کے بیان میں مذکور ہو چکا۔ کیا صحابہ کرامؓ معاذ اللہ اس قدر بے عقل تھے کہ محال عقلی اور ممکن میں بھی تمیز نہ کر سکتے تھے۔ ایک باطل ناممکن بات پر عقیدہ جمالیا اور پھر صحابہ کرامؓ نے قرآن کریم کے خلاف کیسے عقیدہ جمالیا۔ قرآن کریم تو بقول مرزا قادیانی اس کو خلاف سنت اللہ فرماتا ہے۔ اب مرزا قادیانی کے کچھ فہم میں آیا کہ بے شک آسمان پر اٹھایا جانا ممکن ہے۔ لیکن یہ تو دعوے کی جڑ کاٹ دے گا۔ لہٰذا ایک دوسری پخ لگائی۔ یعنی (ازالہ اوہام ص ۶۲۵، خزائن ج ۳ ص ۴۳۷) میں لکھتے ہیں۔ ''یہ عادت اللہ نہیں کہ کسی جسم خاکی کو آسمان پر لے جائے۔'' اور آیت ''او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیك حتیٰ تنزل علینا کتابا نقراہ قل سبحان ربی هل کنت الا بشراء رسولا (الاسراء:۹۳)'' کو اپنی حجت ٹھہرایا ہے۔ یعنی یا کہ آپ آسمان پر

چڑھ جائیں اور صرف ہم آپ کے چڑھ جانے پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ جب تک کہ آپ ہم پر نوشتہ لے کر نہ آئیں۔ جس کو ہم پڑھ لیں۔ فرمادیجئے کہ میں بذات خود تو بشر اور رسول ہوں ایسے امور کی مجھ میں قدرت نہیں۔ مگر خداوند عالم اور میرا رب عجز سے منزہ ہے۔ مرزا قادیانی سے کوئی پوچھے صاحب اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ آسمان پر لے جانا عادت اللہ نہیں؟۔ بلکہ اس آیت سے تو یہ معلوم ہوا کہ آسمان پر چلا جانا انسانی قدرت سے تو بالاتر ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ قادر ہے۔ اگر کسی نبی کو چاہے آسمان پر لے جاسکتا ہے بھلا یہ مسلمان کب کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے آپ آسمان پر جابیٹھے۔ مسلمانوں کا تو یہ عقیدہ ہے۔ بل رفعه الله اليه اللہ نے ان کو اپنی قدرت کاملہ سے اٹھایا ہے۔ ہاں شاید یہ شبہ ہو کہ تو پھر کیوں کفار کے مطالبہ کے موافق یہ معجزہ حضور ﷺ سے ظاہر نہ کیا گیا تا کہ وہ ایمان لے آتے۔ کفار کے مطالبہ کو کیوں روکا گیا۔ کیا وہ یہ کہتے تھے کہ تم اپنی ہی قدرت سے یہ کرشمہ دکھلاؤ ان کا ہرگز یہ خیال نہ تھا کہ یہ جواب دے دیا جاتا کہ بذات خود مجھ میں یہ قدرت نہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ کفار مکہ کے یہ سوالات کسی غرض صحیح اور تحقیق حق پر مبنی نہ تھے۔ بلکہ محض لعنت اور عناد پر مبنی تھے ان کے ظاہر ہونے پر ایمان لانا ہرگز مقصود نہ تھا۔ چنانچہ سوال ہوتا ہے کہ: ’’ اوتاتى بالله والملئكة قبيلا (الاسراء:۹۲) ‘‘یعنی اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے گواہ لاؤ۔ جو محال قطعی ہے۔ پھر سوال ہوتا ہے کہ ہمارے سامنے سیڑھی لگا کر آسمان پر چڑھیں۔ لیکن کفار ہمارے رسول کے آسمان پر چڑھ جانے کے معجزے کی درخواست پر جمے نہیں رہے۔ بلکہ اس کے ساتھ یہ چاہا کہ پھر ہمارے سامنے آسمان سے اترو اور ہر ایک کے نام خدا کی طرف سے نوشتہ اور کتاب لے کر آؤ کہ ہم اس کو پڑھیں۔ یعنی ہم پر بھی خدا کی کتاب نازل کر، کہ اے فلاں بن فلاں محمدؐ پر ایمان لاؤ۔ یعنی گویا رسول بنادے۔ حالانکہ یہ خدا کا کام ہے۔ کہہ دے کہ میں تو بشر اور خود اس کا رسول ہوں۔ کسی کو نبی اور رسول بنانا اور خدا کی طرف سے اس کے نام کتاب نازل کرنا میرا کام نہیں ہے۔ یہ تو اللہ کے اختیار میں ہے۔ مگر میرا اللہ پاک ہے کہ ایسے گندے اور ناپاک روحوں کو اپنا نوشتہ اور اپنی کتاب بھیج کر رسول بنائے یا ان کے سامنے شہادت دینے آئے معاذ اللہ! جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ ’’قالوا لن نؤمن لك حتىٰ نوتىٰ مثل ما اوتى رسل الله قل الله يعلم حيث يجعل رسالته ‘‘یعنی کفار مکہ نے کہا ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ یہاں تک کہ ہم کو بھی دیا جائے مثل اس کے جو اللہ کے رسولوں کو دیا گیا ہے۔ یعنی رسالت و وحی و کتاب و معجزے وغیرہ۔ فرمادیجئے کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ کہاں اپنی رسالت کو رکھے۔ یعنی تمہارے جیسے گندے اور ناپاک

اور خبیث النفس رسالت کے کب قابل ہیں؟۔ اور بعض سوال ممکن بھی تھے اور وہی معجزے طلب کئے تھے جو پہلے رسولوں سے ظاہر ہو چکے۔ لیکن محض تعنت اور عناد پر مبنی تھے۔ ان کے ظاہر ہونے پر ایمان لانا ہرگز مقصود نہ تھا۔ جیسے شق القمر کا معجزہ ظاہر کیا گیا۔ مگر انہوں نے پھر بھی جھٹلایا۔ چنانچہ خود ارشاد خداوندی ہے۔''ما منعنا ان نرسل بالایات الا ان کذب بھا الاولون (الاسرا:۵۹)''

''قولہ تعالیٰ واقسموا باللہ جھد ایمانھم لان جاء تھم ایۃ لیؤمنن بھا قل انما الایات عند اللہ وما یشعرکم انھا اذا جاء ت لا یؤمنون ونقلب افئدتھم وابصارھم کما لم یؤمنوا بہ اوّل مرۃ (انعام:۱۰۹،۱۱۰)'' ﴿نہیں روکا ہم کو کہ ہم معجزوں کو بھیجیں۔ مگر اس بات نے کہ پہلے لوگ جھٹلا چکے ہیں اور قسمیں کھاتے ہیں۔ اللہ کی تاکید سے، کہ اگر ان کو ایک معجزہ پہنچے تو البتہ اس پر ایمان لائیں۔ فرمادیجئے کہ معجزے تو اللہ کے پاس ہیں اور تم مسلمان کیا خبر رکھتے ہو کہ جب معجزے آئیں گے تو ہرگز ایمان نہ لائیں گے اور ہم الٹ دیں گے ان کے دل اور آنکھیں جیسے ایمان نہیں لائے۔ پہلی بار﴾ غرض یہ سوال محض عناد پر مبنی تھے۔ لیکن اگر ان فرمائشی معجزات کو پورا بھی کر دیا جاتا تب بھی وہ ایمان نہ لاتے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ پھر وہ بالکل تباہ اور برباد کر دئے جاتے۔ کیونکہ اقتراحی معجزے کے بعد امہال اور استدراج نہیں ہوتا۔ جیسا کہ پہلی امتوں کے ساتھ پیش آچکا ہے۔

اگر کہا جائے گو آسمانی پر چڑھایا جانا ممکن تو ہے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے آسمان پر پہنچا سکتا ہے۔ کیونکہ خدا کے نزدیک کوئی چیز انہونی نہیں۔ لیکن یہ عام سنت جاریہ اور عام عادت اللہ کے خلاف ہے۔ مگر یہ مرزا قادیانی ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ (حقیقت الوحی ص۴۹،۵۰، خزائن ج۲۲ ص۵۲) میں لکھتے ہیں کہ:''اس قدر زور سے صدق اور وفا کی راہوں پر چلتے ہیں کہ ان کے ساتھ خدا کی ایک الگ عادت ہو جاتی ہے۔ گویا ان کا خدا ایک الگ خدا ہے۔ جس سے دنیا بے خبر ہے اور ان سے خداتعالیٰ کے وہ معاملات ہوتے ہیں جو دوسروں سے وہ ہرگز نہیں کرتا۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام۔'' پس جب انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خداتعالیٰ کے وہ معاملات ہوتے ہیں جو دوسروں سے نہیں۔ ان کے ساتھ خدا کی ایک الگ عادت ہوتی ہے۔ تو پھر رفع عیسیٰ علیہ السلام وزیادتی عمر بلا ارذل عمر پر کیوں تعجب ہے؟۔''ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل ادم (آل عمران:۵۹)'' جب آدم علیہ السلام زمین سے جنت میں پھر جنت سے زمین پر آچکے ہیں۔ ایسے عیسیٰ علیہ السلام کا زمین سے آسمان پر پھر آسمان سے زمین پر آنا ہوگا۔

حیات مسیح اور عقل؟

بعض نیم مرزائی کہتے ہیں کہ گوقرآن کی چند آیتوں سے اور ۳۷حدیثوں سے اور ۲۷ آثار صحابہؓ وتابعینؒ سے اور اجماع امت سے یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور اصالتاً نزول فرمائیں گے۔ لیکن عام عقلوں میں نہیں سماتا۔ اس کے جواب میں ان کے مرشد کا یہ حکم سنادینا چاہئے کہ (ازالہ اوہام ص۸۳۵، خزائن ج۳ ص۵۵۲) میں ہے کہ: ''اگر قرآن وحدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو ہرگز اسکو قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۴۷۲، خزائن ج۳ ص۲۹۳) میں ہے کہ: ''سلف خلف کے لئے بطور وکیل کے ہوتے ہیں اور ان کی شہادتیں آنے والی ذریت کو ماننی پڑتی ہیں۔'' اگر کہا جائے کہ خدا نے خود فرمایا ہے۔ ''لن تجدلسنة الله تبديلا (فاطر:٤٣)'' ہم اپنی سنت جاریہ کے خلاف نہیں کرتے تو میں کہوں گا کہ اگر سنتہ اللہ کے یہ معنی ہیں تو بتائیے کہ پہلے سب مخلوق محض عدم میں تھے۔ پھر پیدا کر کے کیوں سنت کو بدلا؟۔ اور پھر پیدا کر کے مار ڈالنے سے سنت کو بدلا اور پھر قیامت کو زندہ کر کے اپنی سنت کو بدل ڈالے گا اور نیز آدم علیہ السلام وحوا کو بے ماں وباپ کے پیدا کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو بے باپ کے جو یہ بھی سنت جاریہ کے خلاف ہے اور انبیاء علیہم السلام کے معجزات سب خارق عادت ہی ہوتے ہیں۔ اگر کہا جائے کہ یہ مجموعہ حالت کا من حیث المجموع سنت اللہ ہے تو میں کہوں گا کہ کسی کو مار کر زندہ نہ کرنا اور بعض کو بطور خرق عادت زندہ کرنا اور کسی کو آسمان پر نہ اٹھانا اور بعض کسی کو اٹھا لینا یہ مجموعہ بھی سنت اللہ ہے۔ چنانچہ (بخاری شریف ج۲ ص۵۸۷) میں عامر بن فہیرہؓ کا بیر معونہ کے دن شہید ہونے کے بعد بجسد عنصری آسمان کی طرف اٹھ جانا پھر زمین پر آجانا درج ہے۔ ''قال لقد رائيته بعد ما قتل رفع الیٰ السماء حتیٰ انی لانظر الیٰ السماء بينه وبين الارض ثم وضع'' اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ تو سنتہ اللہ کے بدل دینے کو نہیں پاسکتا۔ یعنی ہماری سنت کو کوئی نہیں بدل سکتا۔ ''لا مبدل لكلمات الله (انعام:٣٤)'' ہاں وہ خود بدل سکتا ہے اور سنت سے مراد سنت قولی یعنی وعدۂ نصرت بھی ہوسکتا ہے۔ یعنی ہم اپنے وعدہ نصرت کو نہیں بدلتے۔ ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کو نصرت ہی دی ہے۔ ''فلا تحسبن الله مخلف وعده رسله (ابراهيم:٤٧)'' اور نیز آیات اللہ اور سنت اللہ میں فرق ہے۔ آیات اللہ جس جگہ قرآن کریم میں آیا ہے خارق عادت ہے اور سنت اللہ عادت اکثر یہ مراد ہے۔ فافہم!

شبہ ششدھم...... جیسے کہ حضرت الیاس علیہ السلام کے نزول کی پیشین گوئی

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بعثت سے پوری ہوئی تھی۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی پیشین گوئی کسی دوسرے مدعی کی بعثت سے ہو سکتی ہے۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ وہی عیسیٰ علیہ السلام اسرائیلی ہی نازل ہوں۔ بلکہ مثیل مراد ہے۔ کیونکہ پیشین گوئی میں اکثر استعارہ ہوتا ہے۔

جواب! اوّل تو یہی غلط ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق پیشین گوئی کی ہے۔ کیونکہ پیش گوئی اس کو کہتے ہیں جو کسی وجود کی ظہور سے پہلے خبر دی جائے۔ چونکہ یہود اور نصاریٰ کا باہمی اختلاف تھا۔ عیسائی کہتے تھے کہ مسیح علیہ السلام اب آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ دوبارہ اخیر زمانہ میں نزول فرمائیں گے اور یہود کہتے تھے کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے۔ خداتعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ: ’’ماقتلوه وما صلبوه بل رفعه الله اليه (نساء:۱۵۷)‘‘ ’’ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته (نساء:۱۵۹)‘‘ اور ایسا ہی احادیث میں بکثرت موجود ہے۔ یہ بالکل غلط ہے کہ حیات ونزول مسیح علیہ السلام کا مسئلہ پیش گوئی ہے اور پیش گوئیاں استعارہ کے رنگ میں ہوتی ہیں۔ بلکہ حضور ﷺ نے حیات ونزول مسیح کا فیصلہ فرمایا ہے نہ کہ پیشین گوئی کی ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو حضور سرور عالم ﷺ سے چھ سو برس پہلے دنیا میں آکر آسمان پر جاچکے تھے اور یہود اس کے منکر تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے ان کو قتل کر ڈالا ہے۔ یہود اور نصاریٰ میں یہی جھگڑا تھا۔ اس لئے حضور ﷺ اللہ تعالیٰ سے وحی پاکر یہ فیصلہ دیا کہ بے شک عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں وہ اخیر زمانہ میں دوبارہ آئیں گے۔ پس اس فیصلہ نبوی ﷺ کے سامنے تمام امت کا سرخم چلا آیا ہے اور تیرہ سو برس سے اس پر اجماع امت ہے۔ اگر نصاریٰ کا عقیدہ اصالتاً نزول عیسیٰ علیہ السلام کا شرک تھا یا کم از کم غیر صحیح تھا تو قرآن کریم دوسرے عقائد ابن اللہ وغیرہ کی طرح اس کو بھی خوب صراحتاً رد فرمادیتا، اور حضور ﷺ کی حدیث میں اس کا رد بکثرت پایا جاتا نہ کہ برعکس قران کریم اور احادیث اس عقیدے کے ہم نوا ہوں، اور یہ بھی خوب کہی کہ پیشین گوئیاں استعارہ کے رنگ میں ہوتی ہیں۔ تاکہ کوئی کاذب متنبی بھی جھوٹا نہ ہو سکے۔ جب چاہے جس پر چاہے گڑبڑ کر کے مرسکے۔ دمشق سے مراد قادیان لے سکے۔ حالانکہ خود حضور ﷺ نے بتاکید منع فرمایا ہے کہ: ’’ان النبی ﷺ نهى عن الاغلوطات (رواه ابوداؤد، مشكوٰة ص٣٥، كتاب العلم فصل ثانى)‘‘ ہاں خوابوں کی تعبیر ہوا کرتی ہے نہ صریح وحی کی۔ دوسرا تعجب یہ ہے کہ مرزاقادیانی شریعت محمدی میں تو کوئی نظیر پیش نہیں کر سکتے محرف کتابوں سے اپنی تائید کرنا چاہتے ہیں کہ شاید کوئی اسی سے دھوکہ میں آجائے۔ حالانکہ وہ خود اس کو رد بھی کر چکے ہیں۔

چنانچہ (حصہ پنجم براہین احمدیہ ص۴۱،۴۲، خزائن ج۲۱ ص۴۲،۴۳) میں لکھتے ہیں کہ: ’’پہلے نبیوں نے مسیح کی نسبت یہ پیشین گوئی کی تھی کہ وہ نہیں آئے گا۔ جب تک کہ الیاس دوبارہ دنیا میں نہ آ جائے۔ مگر الیاس نہ آیا اور یسوع بن مریم نے یونہی مسیح معہود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ حالانکہ الیاس دوبارہ دنیا میں نہ آیا اور جب پوچھا گیا تو الیاس موعود کی جگہ یوحنا یعنی یحییٰ نبی کو الیاس ٹھہرا دیا تا کسی طرح موعود بن جائے۔ پہلے نبیوں اور تمام راست بازوں کے اجماع کے برخلاف الیاس آنے والے سے مراد یوحنا اپنے مرشد کو قرار دے دیا اور عجیب یہ کہ یوحنا اپنے الیاس ہونے سے خود منکر ہے۔ مگر تاہم یسوع بن مریم نے زبردستی اس کو الیاس ٹھہرا ہی دیا۔‘‘

اب ہم مرزا قادیانی سے پوچھتے ہیں کہ آپ کے نزدیک معاذ اللہ ان دو نبیوں میں کون جھوٹا ہے۔ یوحنا خود منکر ہیں کہ میں ہرگز الیاس نہیں ہوں اور عیسیٰ زبردستی ان کو الیاس ٹھہراتے ہیں کہ تو ہی وہ الیاس ہے۔ یہاں پر مرزا قادیانی کا رُوئے سخن اور التفات جس طرف بھی ہو مگر اہل حق جانتے ہیں کہ دونوں سچے نبی ہیں۔ قصہ جھوٹا ہے کتاب اللہ میں تحریف کر دی ہے۔ اسی وجہ سے حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ ’’لا تصدقوا اهل الكتاب ولا تكذبوهم (بخاری ج۲ ص۱۰۹۴، باب قول النبی ﷺ لا تسئلوا اهل الكتاب ان اهل الكتاب بدلوا كتاب الله وغيروه وكتبوا بايديهم الكتاب وقالوا هو من عند الله، بخاری ایضاً)‘‘

اور حکیم نور الدین صاحب جو مرزا قادیانی کے اول جانشین تھے۔ (فصل الخطاب ج۲ ص۱۱۵، بار دوم ۱۹۲۴) میں لکھتے ہیں کہ: ’’یوحنا اصطباغی کا ایلیا میں ہونا بالکل ہندوؤں کے مسئلہ آواگون کے ہم معنی یا اسی کا نتیجہ ہے۔‘‘ افسوس یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو اپنے دعوے کے اثبات میں اس قدر شوق ہے کہ جس بات کو ایک جگہ ثابت کرتے ہیں۔ دوسری جگہ خود ہی اس کو رد کر دیتے ہیں۔ جیسا موقعہ مناسب سمجھتے ہیں۔ اسی پر زور دیتے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی مومن قرآن کریم اس قصہ کی تصدیق کے لئے آمادہ بھی ہو۔ کیونکہ قرآن نے خود اس قصہ کی تکذیب کر دی ہے۔ قرآن شریف میں ہے کہ: ’’يا زكريا انا نبشرك بغلام اسمه يحيىٰ لم نجعل له من قبل سمياً (مریم:۷)‘‘ ترجمہ مرزا قادیانی...... ’’یعنی یحییٰ علیہ السلام سے پہلے ہم نے کوئی اس کا مثیل یعنی جس کا نام یحییٰ پر بوجہ مماثلت اطلاق کر سکیں دنیا میں نہیں بھیجا۔ (ازالہ ص۵۳۹، خزائن ج۳ ص۳۹۰) تو پھر کیسے پہلے نبی کا نام یعنی ایلیا کا نام یحییٰ پر اطلاق کیا جا سکتا ہے؟‘‘

بروز کا بیان

اوّل بروز کے معنی ہدیہ ناظرین ہیں۔ بعد اس کے خود ہی انصاف فرما سکتے ہیں۔ اہل

کموں اور بروز کی اصطلاح میں بروز اس کو کہتے ہیں کہ ایک شخص کامل کی روح دوسرے شخص مبروز فیہ میں بصفات خود ظہور کرے۔ چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانی جلد دوم مکتوب ۵۸ ص۱۶۵، ۱۶۶ میں فرماتے ہیں کہ ”دربروز تعلق نفس بہ بدن دیگر ازبرائے حصول حیات نیست کہ ایں مستلزم تناسخ است بلکہ مقصود ازیں تعلق حصول کمالات است مرآں بدن را...... چنانکہ جنے بفرد انسانی تعلق پیدا کندو درمشخص اوبروز نماید...... چیز یکہ ازیں تعلق دروے حادث میشود ظہور صفات وحرکات ایں جن است ومشائخ مستقیم الاحوال بعبارت کمون وبروز ہم سب نمی کشایند وناقصاں زادر بلاو فتنہ نمے انداز ند مختصراً...... بعضے دیگر بنقل ارواح قائل اند...... وآنکہ بنقل روح قائل است...... نزد فقیر قول بنقل روح از قول بتناسخ ہم ساقط تراست...... اہل کمال تماشائی نیستند...... وایضاً درنقل روح اماتت بدن اوّل است واحیا بدن ثانی است پس بدن اوّل را از حصول احکام برزخ چارہ نبود از عذاب وثواب قبر گذرند وبدن ثانی راچوں حیات ثانی اثبات نمایند حشر درحق اودردنیا ثابت گشت نہ انکارم کہ معتقداں نقل روح معلوم نیست کہ بعذاب وثواب قبر قائل باشند وبحشر ونشر معتقد بودند افسوس ہزار افسوس ایں قسم بطلان خودر ابمسند شیخ گرفتہ اندو متقدائے اہل اسلام گشتہ، ضلوا فاضلوا“

پس اوّل صورت کے رو سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت خاتم النبیین ﷺ کے صفات وحرکات مرزا قادیانی میں بالکل مفقود تھے۔ کیونکہ مجدد صاحبؒ نے جن کی مثال دے کر یہ لکھا ہے کہ: ”چیزے کہ ازیں تعلق دروے حادث میشود ظہور صفات وحرکات آں جن است“ اور پھر جب مشائخ مستقیم لاحوال اس کو مکروہ جانتے ہیں۔ تو کجا انبیاء علیہم السلام خصوصاً عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام وخاتم الانبیاء علیہم السلام۔ فتدبر!

پھر اس پر سوال یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام میں سے صرف عیسیٰ علیہ السلام ہی اس بروز کے لئے مختص ہیں۔ تو کیوں؟۔ اور اگر مختص نہیں تو کیوں؟۔ احادیث متواترہ میں ذکراً ولفظاً انہی کو خاص کیا گیا۔ کسی دوسرے نبی اور رسول کا کیوں ذکر نہیں آیا کہ وہ بھی فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے دمشق کے شرقی منارے کے قریب یا کسی اور جگہ نازل ہوں گے اور نزول کے

بعد اسلام کی اس طرح امداد فرمائیں گے اور زمین پر اتنی مدت ٹھہریں گے اور حج کریں گے۔ یا نہیں اور کہاں مدفن ہوں گے وغیرہ وغیرہ۔

اور نیز یہ سب کچھ سہی لیکن پھر بھی بروز مظہر اتم ہو کر بھی مبروز فیہ نبوت کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور نبوت کا دعویٰ کفر اور صریح غلط ہے۔ شیخ اکبر فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں کہ: ''ویمکن ان بعض الاولیاء یکشف الله عنٌ قلبه الحجاب ویقیم الله تعالیٰ له مظهرا محمدیاً فیسمع فیه امر الحق ونهیه لمحمدﷺ فیظن ان الحق تعالیٰ کلمه هووانما کلم روح محمدﷺ فیکون ذلك من باب التعریف بالاحکام الشرعیة لاشرعاً جدیداً فان ذالك باب قدا غلق بموت رسول اللهﷺ (الیواقیت مبحث٤٦ ج٢ ص٨٥)'' ﴿ہاں یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض اولیاؒ کے قلب سے پردہ کھولدے اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے مظہر محمدی کو قائم کرے اور امر و نہی الٰہی کو جو محمدﷺ کو ہو رہے ہیں۔ ان کو سنے اور یہ گمان کرے کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے کلام کی حالانکہ روح محمدﷺ سے کلام کی ہے۔ پس یہ باب تعریف سے ہے۔ جس میں احکام شرعیہ کی معرفت ہوتی ہے۔ نہ شرع جدید اس لئے کہ اس کا دروازہ حضورﷺ کی موت کے بعد بند ہو چکا۔﴾

اور مرزا قادیانی ایجاد بندہ بروز بالکل تناسخ ہے۔ ملاحظہ ہو عبارت (تریاق القلوب ص۵۷، خزائن ج۱۵ ص۴۸۰) ''آدم صفی اللہ کے لئے جس قدر بروزات کا دور ممکن تھا وہ تمام مراتب بروزی وجود کے طے کر کے آخری آدم پیدا ہوا ہے اور اس میں اتم واکمل بروزی حالت دکھائی گئی ہے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ کے ص۵۰۵ میں میری نسبت ایک یہ خدا تعالیٰ کا کلام اور الہام ہے کہ خلق آدم فاکرمہ یعنی خدا نے آخری آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے پہلے آدمیوں پر ایک وجہ کی اس کو فضیلت بخشی۔ اس الہام اور کلام الٰہی کے بھی یہی معنی ہیں کہ گو آدم صفی اللہ کے لئے کئی بروزات تھے جن میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔ لیکن یہ آخری بروز اکمل واتم ہے۔''

شبہ ہفتدہم...... مرزائی ایک حدیث لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعهما الا اتباعی زیادتی ذکر عیسیٰ کے ساتھ (تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۵۹ اور الیواقیت ج۲ ص۲۲) سے نقل کرتے ہیں۔

جواب! تمام طرق اور متابعات اور شواہد دلالت کرتے ہیں کہ اس حدیث میں ذکر عیسیٰ علیہ السلام کی کچھ اصل نہیں ہے اور کتب حدیث میں جہاں مسند روایتیں روایت کے ساتھ نقل کی جاتی ہیں۔ کہیں اس لفظ کا پتہ نہیں۔ صرف موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔'' (فتح الباری ج۱۳

ص۲۸۱، باب قوله ﷺ لا تسألوا اهل الکتاب عن شئی...... وھو فی المسند احمد ج۳ ص۳۳۸...... عن جابرؓ واخرجه ابونعیم عن عمرؓ ذکره فی الخصائص ج۳ ص۱۳۲...... وکنز العمال ج۱ ص۲۰۱ حدیث نمبر۱۰۱۰...... عن کتب عدیدة وحاشیة ابی داؤد للمغربی من الملاحم وشرح المواهب ج۵ ص۲۶۹...... وشرح الشفاء للقاری فی مواضع ج۱ ص۱۱۵...... والدر المنثور ج۲ ص۴۸...... تحت ایة المیثاق...... مسند الدارمی، مشکوٰة ص۳۰، باب الاعتصام بالکتاب والسنة) ''پس یہ قطعاً سهونا سخین اورزلة قلم اورسبقت السنه سے ہے۔ جیسے (کتاب الابریز کے ص۹۵ میں فتح الباری) کے حوالہ سے ہے۔ حالانکہ اس میں پتہ نہیں اور یواقیت للشعرانی میں فتوحات کے دسویں باب سے ہے اور فتوحات کے اس باب میں پتہ نہیں۔ ایسا ہی جس میں باب ۶۹ اور باب ۴۲ سے نقل کیا۔ حالانکہ ان میں اس کا پتہ نہیں اور شعرانی کی کتاب الجواہر والدرص ۲۱۲ میں اس کے خلاف ذکر ہے۔ غرض یہ لفظ زیادہ عیسیٰ بے سند وارد ہے۔ زلة قلم ناسخین سے نقل ہوا ہے۔ اس کا مسند احادیث میں کہیں پتہ نہیں۔ مرزائیوں کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ اپنے دعوے کے خلاف بخاری ومسلم کی مسند روایتوں کو بھی رد کر دیتے ہیں اور اپنے دعویٰ کے موافق بے سند روایتوں سے بھی حجت پکڑتے ہیں۔ اور علامہ ابن القیم کی عبارت (مدارج السالکین ج۴ ص۲۴۳) میں اس طرح مذکور ہے۔ یہ حدیث نہیں ہے۔ بلکہ علامہ کی عبارت ہے۔ ''ومحمد ﷺ مبعوث الیٰ جمیع الثقلین فرسالته عامة للجن والانس فی کل زمان ولوکان موسیٰ وعیسیٰ علیهما السلام حیین لکانا من اتباعه واذا نزل عیسیٰ بن مریم علیهما السلام فانما یحکم بشریعة محمد ﷺ فمن ادعیٰ انه مع محمد ﷺ کالخضر مع موسیٰ اوجوز ذلك لاحد من الامة فلیجدد اسلامه والیتشهد شهادة الحق فانه مفارق لدین الاسلام بالکلیة فضلا عن ان یکون من خاصة اولیاء الله وانما هو من اولیاء الشیطان وخلفائه ونوابه وهذا الموضع مقطع ومفرق بین زنادقة القوم وبین اهل الاستقامة منهم'' ﴿اور محمد ﷺ جمیع ثقلین کی طرف مبعوث ہیں۔ پس آپ کی رسالت تمام جن وانس کے لئے ہر زمانہ میں عام ہے اور اگر موسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو آپ کے متبعین میں ہوتے اور جب عیسیٰ، مریم کے بیٹے اتریں گے تو شریعت محمدیہ ہی کے ساتھ حکم فرمائیں گے۔ پس جو شخص دعویٰ کرے کہ وہ محمد ﷺ کے ساتھ ایسے ہوں گے جیسے خضر، موسیٰ کے ساتھ یا امت میں سے کسی کے لئے یہ جائز رکھے تو نئے

سرے سے اسلام لائے اور سچ کی گواہی دے۔ کیونکہ یہ دین اسلام سے بالکل جدا ہوگیا۔ چہ جائیکہ وہ خاص اولیاء اللہ میں سے ہو۔ بلکہ وہ اولیاء شیطان میں سے ہے اور اس کا خلیفہ اور اس کا نائب ہے اور اسی جگہ سے زندیق اور مستقیم کا پتہ چلتا ہے۔ غرض اس سے مراد یہ ہے کہ لوکان موسیٰ حیا وعیسیٰ موجوداً علی الارض !یعنی اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور عیسیٰ زمین پر موجود ہوتے۔ ان دونوں کو ایک لفظ میں اختصاراً علی وجہ التغلیب جمع کر دیا ہے۔ جیسے عمرین اور قمرین میں جمع کر دیا جاتا ہے۔ ﴾

۱۸...... (تاریخ طبریٰ ج۱ص۲۵۵، باب ذکر الاحداث التی کانت فی ایام ملوک الطوائف) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قبر کے کتبہ کی یہ عبارت نقل کی گئی ہے کہ ”ھذا قبر رسول اللہ عیسیٰ ابن مریم الی اھل ھذہ البلاد“

(جواب کتاب الوفا باب۳) میں قصہ حجر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: فاخرجت الیھما الحجر فقراہ فاذافیہ انا عبداللہ الاسود رسول رسول اللہ عیسیٰ بن مریم الی اھل قری عرینة۔ اور باب ۷ فصل ۴ میں ہے کہ: روی الزبیر عن موسیٰ بن محمد عن ابیہ قال وجد قبرادمی علی راس جماء ام خالد مکتوب فیہ انا اسود بن سوادة رسول رسول اللہ عیسیٰ بن مریم الی اھل ھذہ القریة وعن ابن شھاب قال وجد قبر علی جماء ام خالد اربعون ذرا عافی اربعین ذرا عامکتوب فی حجر فیہ انا عبداللہ من اھل نینوی رسول رسول اللہ عیسیٰ بن مریم علیھما السلام الی اھل ھذہ القریة فادرکنی الموت فاوصیت ان ادفن فی جماء ام خالد! پس معلوم ہوا کہ یہ کسی حواری عیسیٰ علیہ السلام اسود بن سوادہ نامی کی قبر ہے اور اس پتھر پر رسول رسول اللہ عیسیٰ بن مریم لکھا ہے۔ لیکن تاریخ طبری میں قلم ناسخ سے لفظ رسول مضاف ساقط ہوگیا ہے اور مرزائیوں کا اس سے ایمان ساقط ہوگیا اور اس کو موت عیسیٰ پر حجت بنالیا۔ العجب کل العجب!

قادیانی عقیدہ نمبر۱۹...... حیات مسیح کا عقیدہ شرک

مرزا قادیانی اور مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرچکے ان کو زندہ سمجھنا شرک ہے۔ اور قیامت کے قریب وہ ہرگز تشریف نہ لائیں گے اور جو عیسیٰ بن مریم نازل ہونے

والے ہیں۔وہ میں عیسیٰ علیہ السلام بن مریم ہوں۔

۱...... ’’ابن مریم مرگیا حق کی قسم! داخل جنت ہوا وہ محترم‘‘

(ازالہ ص۷۶۴، خزائن ج۳ ص۵۱۴)

۲...... ’’تم یقیناً سمجھو کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہوگیا ہے اور کشمیر سرینگر محلہ خانیار میں اس کی قبر ہے‘‘ (کشتی نوح ص۱۵، خزائن ج۱۹ ص۱۶)

۳...... ’’اور آخر ۱۲۰ برس کی عمر میں سری نگر میں انتقال فرمایا اور محلہ خانیار میں مدفون ہوئے۔‘‘ (حاشیہ راز حقیقت ص۹، خزائن ج۱۴ ص۱۶۱)

۴...... ’’دو چور جو مسیح کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے‘‘

(حاشیہ ازالہ ص۳۰۹، خزائن ج۳ ص۲۵۷)

یہ صریح ماصلبوہ کے خلاف ہے۔

مرزا قادیانی کے نزدیک حیات مسیح کا عقیدہ شرک عظیم ہے

۱...... ’’اس جگہ مولوی احمد حسن صاحب امروہی کو ہمارے مقابلہ کے لئے خوب موقعہ مل گیا ہے۔ہم نے سنا ہے کہ وہ بھی دوسرے مولویوں کی طرح اپنے مشرکانہ عقیدہ کی حمایت میں کہ تا کسی طرح حضرت مسیح بن مریم کو موت سے بچائیں اور دوبارہ اتار کر خاتم الانبیاء بناویں۔ بڑی جان کاہی سے کوشش کر رہے ہیں۔‘‘ (دافع البلاء ص۱۵، خزائن ج۱۸ ص۲۳۵)

(اور خود نبوت کا دعویٰ کر کے خاتم الانبیا بن بیٹھے۔)

۲...... اور ان کے جانشین صاحبزادے مرزا محمود قادیانی (حقیقت النبوۃ ص۵۳) میں لکھتے ہیں کہ: ’’حضرت اقدس نے پہلے خود مسیح کے آسمان سے آنے کا عقیدہ ظاہر فرمایا اور بعد کی تحریروں میں لکھا ہے کہ یہ ایک شرک ہے۔‘‘

اور (حقیقت النبوۃ ص۱۴۲) پر لکھتے ہیں کہ: ’’جب حضرت مسیح موعود نے قرآن کریم سے وفات مسیح ثابت کردی اور حیات مسیح کے عقیدے کو مشرکانہ ثابت کر دیا تو اب جو شخص حیات مسیح کا قائل ہو وہ مشرک اور قابل مواخذہ ہے۔‘‘

اور مرزا قادیانی (الاستفتا ضمیمہ حقیقت الوحی ص۳۹، خزائن ج۲۲ ص۶۶۰) میں لکھتے ہیں کہ: ’’فمن سوء الادب ان یقال ان عیسیٰ مامات ان هو الاشرك عظیم ‘‘یعنی حیات مسیح کا عقیدہ تو ایک شرک عظیم ہے۔

مرزا قادیانی نے ۱۸۹۱ء میں دعویٰ مسیحیت کیا اس سے پہلے حیات مسیح کے قائل تھے یعنی مشرک تھے

۱...... ''اور جب حضرت مسیح دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔''

(براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳ ص ۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج۱ ص ۵۹۳)

۲...... ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو انجیل کو ناقص کی ناقص چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے'' (براہین احمدیہ حاشیہ نمبر۳ ص ۳۶۱، خزائن ج۱ ص ۴۳۱)

۳...... خود اقرار کرتے ہیں کہ: ''براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح بن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۴۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳)

۴...... اور مرزا محمود قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''حضرت نے پہلے خود مسیح کے آسمان سے آنے کا عقیدہ ظاہر کیا اور بعد کی تحریروں میں لکھا ہے کہ یہ ایک شرک ہے۔''

(حقیقت النبوۃ ص ۵۳)

''اب یہ سخت شرک ہو گیا۔'' (حقیقت النبوۃ ص ۵۳)

۵...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''خدا تعالیٰ نے میری نظر کو پھیر دیا اور میں ۱۲ برس براہین احمدیہ کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا کہ مجھے مسیح موعود بناتی تھی...... اور خدا تعالیٰ کی وحی کے مخالف لکھ دیا۔'' (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۴)

''درحقیقت میرے دل کو اس وحی الٰہی کی طرف سے غفلت سی رہی۔ جو میرے مسیح موعود ہونے کے بارے میں براہین احمدیہ میں موجود تھی۔ اس لئے میں نے ان متناقض باتوں کو براہین احمدیہ میں جمع کر دیا۔'' (اعجاز احمدی ص ۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۴)

۶...... ''واللّٰہ قد کنت اعلم من ایام مدیدہ انی جعلت المسیح بن مریم انی نازل فی منزلہ ولاکن اخفیتہ نظراً الی تاویلہ بل مابدلت عقیدتی وکنت علیہا من المتمسکین وتوقفت فی الاظہار عشر سنین'' ﴿اللہ کی قسم میں بہت عرصہ سے جانتا تھا کہ مجھ کو مسیح بن مریم بنایا گیا ہے اور میں ان کی جگہ پر نازل ہوا ہوں۔ لیکن میں تاویل کر کے چھپاتا رہا بلکہ میں نے اپنا عقیدہ نہیں بدلا اور اسی پر تمسک کرتا رہا اور اس دعوے کے اظہار میں میں نے دس برس توقف کیا۔﴾ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۵۱، خزائن ج ۱۵ ص ایضاً)

۷...... مرزا محمود قادیانی لکھتے ہیں کہ:''حضرت مسیح موعود باوجود مسیح کا خطاب پانے کے دس سال تک یہی خیال کرتے رہے کہ مسیح آسمان پر زندہ ہے۔ حالانکہ آپ کو اللہ تعالیٰ مسیح بنا چکا تھا۔ جیسا کہ براہین احمدیہ کے الہامات سے ثابت ہے۔ لیکن آپ کے اس فعل کو مشرکانہ نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ یہ ایک نبیوں کی سی احتیاط ہے۔'' (حقیقت النبوۃ ص۱۴۲)

نوٹ! قرآن کریم میں ہے کہ:''لا ینال عهدی الظلمین (بقرہ:۱۲٤)'' یعنی یہ نبوت کا عہد ظالموں کو حاصل نہ ہوگا اور شرک تو سب سے بڑا ظلم ہے۔''ان الشرك لظلم عظيم (لقمان:۱۳)'' جب مرزا قادیانی سن بلوغ سے ۱۸۹۱ء تک ظالم مشرک حیات مسیح کے معتقد تھے تو اللہ تعالیٰ ایسے ظالم مشرک کو عہدہ نبوت کے لئے ہرگز پسند نہیں فرماتا اور پھر ایسے غبی کہ ۱۰ سال وحی الٰہی کو جو مسیح موعود بناتی تھی نہ سمجھ سکے۔ بلکہ وحی الٰہی کی مخالفت کرتے رہے اور شرک میں مبتلا رہے۔ کوئی ایسا نبی نہیں ہوا اور نہ ہوسکتا ہے۔ جو مشرک رہا ہو اور نہ ایسا غبی اور نہ صریح وحی الٰہی کی مخالفت کرنے والا۔ صاحبزادے نے اپنے نبی کی کیا اچھی احتیاط ظاہر فرمائی ہے۔ معاذ اللہ! نبی عقیدہ شرک سے مبرا ہوتے ہیں۔ ہاں البتہ احکام عملی میں ایسا ہوسکتا ہے کہ جب تک کسی خاص فعل کے متعلق نبی پر وحی نہ آئی ہو اس فعل میں پہلے نبی کے حکم وشریعت پر عمل کرے۔

مسیح بن مریم کیسے بنے؟۔

''خدا تعالیٰ نے اس الہام میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گذر گئے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا...... پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے۔ درد زہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی۔'' (کشتی نوح ص۴۶،۴۷، خزائن ج۱۹ص۵۰)

''میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ص۱۹۲)

مرزا قادیانی کے دعویٰ میں متعارض اقوال اور اضطراب

۱...... ''اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ ناموجود ہونے کسی نمونے کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت

کھلی ہو اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کما ہی ظاہر فرمائی گئی..... تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔" (ازالہ اوہام ص۶۹۱، خزائن ج۳ ص۴۷۳)

اور لکھتے ہیں کہ: "انبیاء غلطی پر نہیں رکھے جاتے ہیں۔"

(اعجاز احمدی ص۲۴، خزائن ج۱۹ ص۱۳۳)

۲..... "نزول عیسیٰ کی پیشگوئی پر اجماع امت نہیں ہوا۔"

(ازالہ ص۱۴۲، خزائن ج۳ ص۱۷۲)

۳..... "امت کا کورانہ اتفاق یا اجماع کیا چیز ہے۔"

(ازالہ ص۱۴۲، خزائن ج۳ ص۱۷۲)

۴..... "یہ بیان کہ صحابہ کرامؓ کا دجال معہود اور مسیح بن مریم کے آخری زمانہ میں ظہور فرمانے کا ایک اجماعی اعتقاد تھا۔ کس قدر ان بزرگوں پر تہمت ہے۔"

(ازالہ ص۲۳۹، خزائن ج۳ ص۲۲۱)

۵..... "مسیح بن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اوّل درجہ کی پیش گوئی ہے۔ جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں کہی گئی ہیں کوئی پیش گوئی اس کے ہم پلہ اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے۔"

(ازالہ ص۵۵۷، خزائن ج۳ ص۴۰۰)

۶..... "اس کے (یعنی مسیح ومہدی کے) مرنے کے بعد نوع انسان میں علت عقم سرایت کرے گی۔ یعنی پیدا ہونے والے حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھیں گے اور انسانیت حقیقی صفحہ عالم سے مفقود ہو جائے گی۔ وہ حلال کو حلال نہیں سمجھیں گے نہ حرام کو حرام۔ پس ان پر قیامت قائم ہوگی۔" (تریاق القلوب ضمیمہ نمبر۲ ص۱۵۹، خزائن ج۱۵ ص۴۸۳)

۷..... "گو میں اس بات کو تو مانتا ہوں کہ ممکن ہے کہ میرے بعد کوئی اور ابن مریم بھی آئے اور بعض احادیث کے رو سے وہ موجود بھی ہو اور کوئی ایسا دجال بھی آئے جو مسلمانوں میں فتنہ ڈالے۔ مگر میرا مذہب یہ ہے کہ اس زمانہ کے پادریوں کی مانند کوئی اب تک دجال پیدا نہیں ہوا اور نہ قیامت تک ہوگا۔" (ازالہ ص۴۸۸، خزائن ج۳ ص۳۶۲)

۸..... "میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں ہے کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار مثیل مسیح بھی آجائیں۔ ہاں اس زمانہ کے لئے میں مثیل مسیح ہوں اور

دوسرے کی انتظار بے سود ہے...... ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے۔ جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں۔" (ازالہ ص۱۹۹،۲۰۰، خزائن ج۳ ص۱۹۷)

۹...... "اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔" (ازالہ ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

۱۰...... اور لکھتے ہیں کہ: "عیسیٰ گلیل میں فوت ہوئے۔"

(ازالہ ص۴۷۳، خزائن ج۳ ص۳۵۳)

اور لکھتے ہیں کہ: "کشمیر محلہ خانیار سری نگر میں مدفون ہیں۔" (حاشیہ راز حقیقت ص۹، خزائن ج۱۴ ص۱۶۱، کشتی نوح ص۱۵، خزائن ج۱۹ ص۱۶، ضمیمہ براہین حصہ پنجم ص۱۰۰، خزائن ج۲۱ ص۲۶۲)

اور حاشیہ (اتمام الحجۃ ص۱۹، خزائن ج۸ ص۲۹۷) میں ہے کہ: "بیت المقدس کے کنیسہ عظیمہ میں دفن کئے گئے۔"

تکملہ

مرزا قادیانی اپنے بیان سے مسیح موعود بھی نہیں ہوسکتے۔ بلکہ اپنے اقوال سے جھوٹے ثابت ہوئے۔

۱...... مرزا قادیانی قبل دعویٰ مسیحیت لکھتے ہیں کہ: "اور جب حضرت مسیح دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔"

(براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳ ص۴۹۸،۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳)

۲...... اور لکھتے ہیں کہ: "اس پر اتفاق ہوگیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر کثرت سے پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گے اور راستبازی ترقی کرے گی۔"

(ایام الصلح ص۱۳۶، خزائن ج۱۴ ص۳۸۱)

۳...... (چشمہ معرفت ص۸۲،۸۳، خزائن ج۲۳ ص۹۰،۹۱) میں لکھتے ہیں کہ: "چونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپؐ خاتم الانبیاء ہیں۔ اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے۔ کیونکہ یہ صورت آپؐ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی۔ یعنی شبہ گذرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہوگیا۔ کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخر حصہ میں ڈال دی جو قریب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اسی امت میں سے

ایک نائب مقرر کیا۔ جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام، خاتم الخلفاء ہے۔ پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت ﷺ ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو۔ جب تک وہ پیدا نہ ہولے۔ کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوۃ کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتے ہے اور وہ یہ ہے کہ ”ھو الذی ارسل رسول بالھدیٰ ودین الحق لیظھره علی الدین کله “یعنی خداوہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے۔ یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطاء کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔“

نوٹ! ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نے جو پروگرام مسیح کا قبل دعویٰ بیان کیا تھا۔ جب مرزا قادیانی خود ہی اس عہدہ پر فائز ہو کر انچارج ہوئے تو اس پروگرام میں کوئی تبدیلی کمی وبیشی کی نہیں فرمائی بلکہ اس کی مزید تشریح کر کے صاف اعلان فرمایا۔

۴...... (ضمیمہ انجام آتھم ص۳۰ تا ۳۵، خزائن ج۱۱ ص۳۱۴ تا ۳۱۹) میں لکھتے ہیں کہ:

”اگر سات سال میں میری طرف سے خداتعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہو اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مرنا ضروری ہے۔ یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آئے۔ یعنی خداتعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ شان ظاہر نہ کرے جس سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خداتعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنی تئیں کاذب خیال کرلوں گا۔“

۵...... (شہادۃ القرآن ص۱۶، خزائن ج۶ ص۳۱۲) پر لکھتے ہیں کہ: ”ایسے زمانہ میں یعنی مسیح موعود کے زمانہ میں صور پھونک کر تمام قوموں کو دین اسلام پر جمع کیا جائے گا۔“

اور پھر اسی کتاب (شہادۃ القرآن ص۸۵، خزائن ج۶ ص۳۸۱، اشتہار گورنمنٹ کی توجہ کے لائق) لکھتے ہیں کہ: ”ہاں مسیح آ گیا اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ زمین پر نہ رام چندر پوجا جائے گا نہ کرشن اور نہ حضرت مسیح۔“

۶...... (اخبار البدر ج۲ نمبر۲۹ ص۴، ۱۹ر جولائی ۱۹۰۶ء) میں لکھتے ہیں کہ: ”میرا کام

جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور شان دنیا پر ظاہر کروں پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے اور وہ انجام کو نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود مہدی موعود کو کرنا چاہئے تو پھر میں سچا ہوں اور اگر نہ ہوا اور مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔“

۷...... مرزا قادیانی کا اپنے (الہامی اعلان ص۱۶،۱۷، خزائن ج۲۲ ص۴۲۷،۴۲۸) کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ: ”جس کو انہوں نے اپنی کتاب حقیقت الوحی مطبوعہ ۱۵/مئی ۱۹۰۷ء کے آخر میں مشتہر کیا ہے تتمہ سے پہلے۔“ ”میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ جب تک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں مقرر ہے پوری نہ ہو اس دنیا سے اٹھایا نہ جائے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل نہیں جاتے اور اس کا ارادہ رک نہیں سکتا۔“

نوٹ! ان عبارتوں نے کامل طور سے فیصلہ کر دیا کہ مسیح موعود کا جو کام ہے یعنی ان کے ذریعہ سے تمام دنیا میں اسلام کا پھیل جانا ملل باطلہ کا ہلاک ہو جانا تمام قوموں کو دین اسلام پر جمع کیا جانا اور عیسائیت رام چندر وکرشن پرستی سب کا فنا ہو جانا بس اسلام ہی کا بول بالا ہونا مرزا قادیانی کی زندگی میں پورا ہو جائے گا۔ مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ پورا نہ ہوا اور ثابت ہو گیا کہ مسیح موعود کی جو علامت انہوں نے بیان کی اور خاص علت غائی بتلائی وہ ان میں نہیں پائی گئی اور اپنے قول سے جھوٹے ثابت ہوئے اور مرزا قادیانی نے اسلام کو ایسی ترقی دی کہ تقریباً ۴۰ کروڑ مسلمانوں کو بھی کافر بنایا جو مرزا قادیانی کو نبی اور مسیح موعود نہیں مانتے اور ہندو اور عیسائی قوم نے تو مرزا قادیانی کو مطلقاً مانا ہی نہیں نہ ہندوؤں نے مرزا قادیانی کو کرشن تسلیم کیا۔ نہ عیسائیوں نے مسیح تسلیم کیا۔ ہاں کچھ مسلمانوں کو دام تزویر میں پھانسا ہے۔ افسوس کس قدر افسوس ہے کہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ اور دو چار عیسائیوں کا بھی تو مسلمان نہ بنا سکے۔ مگر چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر بنا دیا۔ مسیح موعود اسی لئے آئے تھے؟۔

اسلامی عقیدہ نمبر ۲۰...... مسیح و مہدی علیحدہ علیحدہ دو شخصیات

جمہور مسلمانان عالم کا از روئے احادیث صحیحہ متواترہ یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم اور امام مہدی محمد بن عبداللہ دو الگ الگ مقدس ہستیاں ہیں۔

۱...... ’’عن جعفر عن ابیه عن جده قال قال رسول اللهﷺ...... کیف تهلك امة انا اولها والمهدی وسطها والمسیح اخرها (رواه رزین مشکوٰۃ ص۵۸۳، باب ثواب هذه الامة، ویسمی مثل هذا السند سلسلة الذهب، ازمرقاة برحاشیه ج۱۱ ص۴۶۷) ‘‘ ﴿حضرت امام جعفر صادقؒ نے اپنے والد حضرت امام باقرؒ سے اور انہوں نے اپنے دادا حضرت امام حسنؓ سے روایت کی ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا۔ کیوں کر ہلاک ہو سکتی ہے امت۔ اس کے اوّل میں ہوں اور درمیان میں مہدی اور آخر میں مسیح علیہ السلام اس حدیث کی سند کو سلسلہ الذہب کہا جاتا ہے۔ یعنی سونے کی لڑی۔﴾

۲...... (مسلم ج۱ ص۸۷، باب نزول المسیح بن مریم، ابن ماجه ص۲۹۸، باب فتنة الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم، عمدة القاری ج۷ ص۴۵۳) سے تین حدیثیں نقل کر چکا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ایک رجل صالح امیر المسلمین یعنی امام مہدی صبح کی نماز کی امامت کے لئے آگے بڑھے گا۔ اچانک عیسیٰ علیہ السلام اتر آئیں گے۔

۳...... ’’عن ام سلمةؓ قالت سمعت رسول اللهﷺ یقول المهدی من عترتی من ولد فاطمةؓ (ابوداؤد ج۲ ص۱۳۱، کتاب المهدی، ابن ماجه ص۳۰۰، باب خروج المهدی، مشکوٰۃ ص۴۷۰، باب اشراط الساعة) ‘‘ ﴿ام سلمہؓ سے ہے کہ میں نے رسول اللہﷺ کو سنا کہ فرماتے تھے کہ مہدی میری عترت سے ہوگا۔ یعنی اولاد فاطمہؓ سے۔﴾

۴...... ’’عن علیؓ قال قال رسول اللهﷺ سیخرج من صلبه رجل یسمّی باسم نبیکم یشبهه فی الخُلق ولا یشبهه فی الخَلق ثم ذکر یملاء الارض عدلاً (ابوداؤد ج۲ ص۱۳۱، کتاب المهدی، مشکوٰۃ ص۴۷۱، باب اشراط الساعة) ‘‘ ﴿حضرت علیؓ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہﷺ نے کہ اس کی صلب سے ایک شخص نکلے گا تمہارے نبیﷺ کے نام سے موسوم ہوگا اور خلق میں مشابہ ہوگا۔ مگر خلقت میں نہیں زمین کو عدل سے بھر دے گا۔﴾

۵...... ’’فی روایة عن عبدالله بن مسعودؓ یملك العرب رجل من اهل بیتی یواطی اسمه اسمی واسم ابیه ابی هذا الحدیث حسن صحیح (ترمذی ج۲ ص۴۷، باب ماجاء فی المهدی، ابوداؤد ج۲ ص۱۳۱، باب کتاب المهدی، مشکوٰۃ ص۴۷۰، باب اشراط الساعة) ‘‘ ﴿حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ میری اہل بیت میں سے ایک شخص عرب کا مالک اور بادشاہ ہوگا۔ اس کا نام میرے نام کے

اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا۔﴾

۶...... • ’’عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہﷺ لا تقوم الساعة حتیٰ تملاء الارض ظلماً وجورًا وعدواناً ثم یخرج من اهل بیتی من یملأها قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وعدواناً (رواه الحاکم فی المستدرک ج۵ ص۷۷۱، باب حلیة المهدی علیه السلام وقال صحیح علی شرط الشیخین)‘‘ ﴿ابوسعید خدریؓ سے ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ قیامت نہ آئے گی۔ یہاں تک کہ زمین ظلم سے بھر جائے گی۔ پھر میرے اہل بیت میں سے ایک شخص نکلے گا۔ جو زمین کو عدل سے بھر دے گا۔ جیسے کہ وہ ظلم سے بھری ہوئی تھی۔﴾

۷...... ’’یملك وفی روایة فیلبث سبع سنین (ابوداؤد ج۲ ص۱۳۱، کتاب المهدی، مشکوٰة ص۴۷۱، باب اشراط الساعة)‘‘ ﴿یعنی سات برس سلطنت کرے گا اور دو برس عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہیں گے۔ اسی وجہ سے بعض روایات میں ۹ برس بھی ہے۔﴾

۸...... ’’عن ام سلمةؓ عن النبیﷺ قال یکون اختلاف عند موت خلیفة فیخرج رجل من اهل المدینة هارباً الی مکة فیاتیه ناس من اهل مکة فیخرجونه وهو کارح فیبا یعونه بین الرکن والمقام ویبعث الیه بعث من الشام فیخسف بهم بالبیداء بین مکة والمدینة فاذارای الناس ذالك اتاه ابدال الشام وعصائب اهل العراق فیبا یعنونه (ابوداؤد ج۲ ص۱۳۱، کتاب المهدی، مشکوٰة ص۴۷۱، باب الشراط الساعة)‘‘ ﴿ام سلمہؓ سے ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ ایک خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف واقع ہوگا۔ پس اہل مدینہ سے ایک شخص مدینہ سے نکل کر مکہ کو بھاگے گا۔ پس مکہ کے لوگ اس کے پاس آئیں گے اور رکن اور مقام کے درمیان اس سے بیعت کریں گے اور وہ اپنے خلیفہ ہونے کو مکروہ سمجھے گا۔ پھر شام سے اسی کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا۔ پس وہ مکہ اور مدینہ کے درمیان خسف کر دیا جائے گا اور جب لوگ اس واقعہ کو دیکھیں گے تو شام کے ابدال اور عراق کے سردار کے پاس آئیں گے اور بیعت کریں گے۔﴾

۹...... ’’اذارأیتم الرأیات السود قدجاء ت من قبل خراسان فاتوها فان فیها خلیفته اللہ المهدی (رواه احمد ج۵ ص۲۷۷ والبیهقی فی دلائل

النبوة ج٦ ص٥١٦، باب ماجاء في الاخبار عن ملل، مشكوٰة ص٤٧١، باب الشراط الساعة) ’’ ﴿حضورﷺ نے فرمایا کہ جب تم سیاہ جھنڈے خراسان کی جانب سے اٹھتے دیکھو۔ پس آؤ کیونکہ ان میں خلیفۃ اللہ مہدی ہوں گے۔یعنی ابتداء میں مدینہ میں ہوں گے پھر مکہ میں اور خراسان میں بھی تشریف لائیں گے۔یا یہ لوگ متبعین مہدی ہوں گے۔کماسیاتی!﴾

۱۰...... ’’عن علیؓ قال قال رسول اللّٰہﷺ یخرج رجل من وراء النهریقال له الحارث حراث علی مقدمته رجل یقال له منصور یوطن اویمکن لال محمد کما مکنت قریش لرسول اللّٰہ وجب علی کل مؤمن نصره اوقال اجابته (رواه ابوداؤد ج٢ ص١٣١، کتاب المهدی، مشکوٰة ص٤٧١، باب الشراط الساعة) ’’ ﴿حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص ماوراءالنہر سے ظاہر ہوگا۔جس کا نام حارث حراث ہوگا اور اس کے مقدمۃ الجیش پر ایک شخص جس کا نام منصور ہوگا وہ آل محمدﷺ یعنی مہدی علیہ السلام کی مدد کرے گا۔جیسے قریش نے رسول اللہﷺ کی مدد کی ہر مومن پر اس کی مدد واجب ہے۔﴾

وہ احادیث جو مہدی موعود کے بارے میں وارد ہیں متواتر ہیں

۱...... ’’فتقرران الاحادیث الواردة فی المهدی المنتظر متواترة والاحادیث الواردة فی نزول عیسیٰ بن مریم متواترة (الشوکانی کتاب الاذاعه ص٧٧)۔’’ ﴿پس ثابت ہو چکا کہ وہ احادیث جو مہدی موعود کے بارے میں وارد ہیں۔متواتر ہیں اور وہ احادیث جو نزول عیسیٰ بن مریم کے بارے میں وارد ہیں متواتر ہیں۔﴾

۲...... ’’قال ابوالحسن الخسعی الابدی فی مناقب الشافعی تواترت الاخبار بان المهدی من هذاه الامة وان عیسیٰ یصلی خلفه ذکر ذالك ردالـلحدیث الذی اخرجه ابن ماجه عن انسؓ وفیه ولا مهدی الا عیسیٰ (فتح الباری شرح بخاری ج٦ ص٣٥٨، باب قول اللّٰہ تعالیٰ واذکر فی الکتاب مریم، مطبوعه بیروت) ’’ ﴿ابوالحسن الخسعی الابدی نے مناقب شافعیؒ میں فرمایا ہے کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ مہدی اس امت میں سے ہوگا اور عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے (ایک دفعہ نزول کیوقت) نماز پڑھیں گے۔یہ اس حدیث کے رد کرنے کو ذکر کیا ہے۔جس کو ابن ماجہ نے انسؓ سے روایت کیا ہے۔لا مهدی الا عیسیٰ!﴾

حدیث لا مهدی الا عیسیٰ موضوع اور منکر ہے احادیث متواترہ کے خلاف ہے

قابل حجت نہیں۔

یہ حدیث ابن ماجہ میں اس طرح مذکور ہے۔ ”حدثنا یونس بن عبدالاعلی حدثنا محمد بن ادریس الشافعی حدثنی محمد بن خالد الجندی عن ابان بن صالح عن الحسن عن انسؓ بن مالك ان رسول اللهﷺ قال لا تقوم الساعة الا علی شرار الناس ولا مهدی الا عیسیٰ بن مریم (ابن ماجه ص۲۹۲، باب شدة الزمان)“

ا...... اوّل تو یہ حدیث موضوع ومنکر احادیث متواترہ کے خلاف ہے۔ قابل حجت نہیں۔ ”قال الصنعانی لا مهدی الاعیسیٰ بن مریم موضوع (مجمع البحار ج۵ ص۲٤۷)“

علامہ ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ: ”هذا خبر منکر تفردبه یونس بن عبدالاعلی عن الشافعیؒ ومحمد بن خالد قال الازدی منکر الحدیث وقال الحاکم مجهول وکذاقال ابن الصلاح فی امالیه وقد وثقه یحییٰ بن معین وروی ثلاثة رجال سوی الشافعی...... قال محمد بن الحسین الابزیٰ الحافظ فی مناقب الشافعیؒ قد توارت الاخبار...... فی المهدی وانه من اهل بیته وانه یملك سبع سنین...... وانه یخرج مع عیسیٰ بن مریم فیساعده علی قتل الدجال بباب لد...... ومحمد بن خالد الجندی وان کان یذکر عن یحی بن معین انه وثقه فانه غیر معروف عنداهل الصناعة من اهل العلم والنقل (میزان الاعتدال ج۷ ص۳۱۷، هکذاقال الشاه عبدالغنی المحدث الدهلوی فی حاشیة علی ابن ماجه ص۲۹۲)“ ﴿یہ حدیث منکر ہے۔ اس حدیث کو صرف یونس بن عبدالاعلیٰ ہی نے شافعیؒ سے روایت کیا ہے اور محمد بن خالد ازدی نے کہا کہ یہ منکر الحدیث ہے اور حاکم نے کہا مجہول ہے اور ایسا ہی ابن الصلاح نے کہا ہے اور یحییٰ بن معین نے اس کی توثیق کی ہے۔ شافعیؒ کے سوا صرف تین اور آدمی اس سے روایت کرتے ہیں اور بس۔ محمد بن حسین آبزی حافظ نے مناقب شافعیؒ میں کہا ہے کہ مہدی کے ذکر میں حدیثیں متواتر ہیں کہ وہ حضورﷺ کے اہل بیت میں سے ہوگا۔ سات برس سلطنت کرے گا اور عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نکلے گا۔ پس قتل دجال میں باب لد پران کے ساتھ موافقت کرے گا...... اور محمد بن خالد جندی اگرچہ ذکر کیا جاتا ہے کہ اس کی یحییٰ بن معین نے توثیق کی ہے۔ لیکن اس فن کے اہل علم اور اہل نقل کے نزدیک یہ شخص غیر معروف

ہے۔﴿دوسرے اس حدیث میں مہدی کے لغوی معنی مراد ہیں۔ لاتقوم الساعة الا علیٰ شرار الناس !اس پر قرینہ ہے۔ یعنی شرار الناس پر قیامت قائم ہوگی اور سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی اس زمانہ میں ہدایت یافتہ نہ ہوگا۔ چنانچہ ان کے بعد شرار الناس پر قیامت آ جائے گی۔ تیسرے اہل اسلام کے نزدیک جیسے محمد بن عبداللہ مہدی ہوں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام بھی اس امت کے مہدی اکبر ہوں گے۔ چنانچہ اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ مہدی اکبر اور کامل عیسیٰ علیہ السلام ہی ہوں گے۔ چوتھے لامہدی الاعیسیٰ کا عمل کمال قرب واتحاد زمانہ کے ثابت کرنے کے لئے ہے۔ جیسے کہ حدیث میں ہے کہ:''عمران بیت المقدس خراب یثرب وخراب یثرب خروج الملحمه وخروج الملحمه فتح القسطنطنیه وفتح القسطنطنیه خروج الدجال (رواه ابوداؤد ج۲ ص۱۳۲، باب فی امارات الملاحم، مشکوٰة ص۴۶۷، باب الملاحم) ''یعنی زمانہ مہدی اور زمانہ عیسیٰ علیہ السلام گویا بالکل ایک ہی ہے۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی شیخ عبدالوہاب شعرانی اور شیخ محمد اکرم صابری کا مذہب

۱...... شیخ اکبر محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں کہ:''واعلموا انه لا بدمن خروج المهدی علیه السلام...... من ولدفاطمةؓ...... واعلم ان المهدی اذا خرج یفرح به جمیع المسلمین خاصتهم وعامتهم (فتوحات مکیه ج۳ ص۳۲۷، باب ۳۶۶، از یواقیت للشعرانی ج۲ ص۱۴۳) ''﴿جان لو کہ مہدی علیہ السلام کا خروج ضروری ہے...... اور وہ اولاد فاطمہؓ سے ہوگا...... اور جان لو کہ جب مہدی علیہ السلام کا خروج ہوگا تو تمام مسلمان خاص وعام خوش وخرم ہوں گے۔﴾

اور ہے کہ:''ثم قال واعلم ان ظهور المهدی علیه السلام من اشراط (قرب الساعة یواقیت ج۲ ص۱۴۴) ''یعنی جان تو کہ مہدی علیہ السلام کا ظہور علامات قرب قیامت سے ہے۔

۲...... شیخ محمد اکرم صابریؒ (اقتباس الانوار ص۲۷) میں تحریر فرماتے ہیں کہ:
''یك فرقه برآں رفته اندکه مهدی آخرالزمان عیسیٰ بن مریم است وایں روایة بغایة ضعیف است زیراکه اکثر احادیث صحیح ومتواتر از حضرت رسالت پناه ﷺ ورود یافته که مهدی علیه السلام از بنی

فاطمۃؓ خواهد بود وعیسیٰ علیه السلام بوے اقتدا کرده نماز خواهد گذارد وجمیع عارفان صاحب تمکین بریں متفق اند چنانچه شیخ محی الدین بن عربی قدس سره درفتوحات مکی مفصل نوشته است که مهدی آخرالزماں از آل رسول ﷺ من اولاد فاطمه زهراءؓ ظاهر شودواسم اواسم رسول اللهﷺ باشد‘‘

مرزائی صرف دجل کی روسے ص۵۲ سے صرف اتنا نقل کرتے ہیں کہ:’’بعضے برآنند که روح عیسیٰ درمهدی بروز کندونزول عبارت ازیں بروز است مطابق ایں حدیث لا مهدی الا عیسیٰ بن مریم!‘‘

حالانکہ اس کے بعد یہ بھی لکھا ہے کہ:’’وایں مقدمه بغایت ضعیف است‘‘

مرزائی عقیدہ نمبر۲۰......مسیح......مہدی......دونوں ایک

۱...... ’’بلکہ ایک یہ بھی وجہ ہے کہ میں نے خداتعالیٰ سے الہام پاکر اس بات کا عام طور پر اعلان کیا ہے کہ وہ حقیقی اور واقعی مسیح موعود جو وہی درحقیقت مہدی بھی ہے۔ جس کے آنے کی بشارت انجیل اور قرآن کریم میں پائی جاتی ہے اور احادیث میں بھی ان کے آنے کے لئے وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ میں ہی ہوں۔ مگر بغیر تلواروں اور بندوقوں کے۔‘‘

(مسیح ہندوستان میں ص۱۳، خزائن ج۱۵ص ایضاً)

۲...... ’’اس آخری قول کے مصدق وہ اقوال محدثین ہیں جس میں یہ بیان کیا ہے کہ مہدی کے بارے میں جس قدر احادیث ہیں بجز حدیث عیسیٰ مہدی کے کوئی ان حدیثوں میں سے جرح سے خالی نہیں۔‘‘ (حاشیہ چشمہ معرفت مقدمہ، خزائن ج۲۳ص۲)

نوٹ! یہ بالکل غلط ہے کیونکہ مہدی کی اکثر احادیث اعلیٰ درجہ کی صحیح علیٰ شرط الشیخین ہیں۔ بلکہ اس حدیث پر بہت ہی جرح ہے اور منکر ہے۔

اور مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:’’اور ممکن ہے امام محمد کے نام پر بھی کوئی مہدی ظاہر ہو۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۵۱۹، خزائن ج۳ص۳۷۹)

۳...... مرزا قادیانی (حقیقت المہدی ص۴، خزائن ج۱۴ص۴۳۰) پر سب کی سب احادیث مہدی کو مجروح ضعیف بلکہ اکثر کو موضوع اور افترائی ٹھہراتے ہیں اور کہتا ہے کہ:’’بخاری

ومسلم نے ان احادیث کا ذکر نہ کر کے اس امر کی گواہی دی ہے۔’’وان فی ھذا الثبوتاً لاولی النھیٰ وتلك شھادة عظمی‘‘یعنی عقلمندوں کے لئے اس میں بڑا ثبوت ہے اور یہ بڑی بھاری گواہی ہے۔‘‘

نوٹ! مگر افسوس حدیث لا مھدی الا عیسیٰ کا بھی بخاری ومسلم میں ذکر تک نہیں ہے۔

۴...... ’’خاص کر وہ خلیفہ کہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی۔ھذا خلیفة اللہ المھدی! اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ یا مرتبہ کی ہے۔ جو ایسی کتاب میں درج ہے۔ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔‘‘

(شہادت القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷)

نوٹ! خیر حدیث مہدی صحیح بخاری میں تو نکلی۔

اسلامی عقیدہ نمبر۲۱...... دربارہ دجال

جمہور اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ دجال معہود ایک کانا شخص یہودی النسل ہوگا اور یہودی اس کی اتباع کریں گے جو آخر زمانہ میں بڑا فتنہ برپا کرے گا۔ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر اسے قتل کریں گے اور یاجوج ماجوج دو مخصوص قومیں ہیں۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے سب یک لخت مر جائیں گے۔ تمام جہان میں تعفن اوران کی لاشوں کی بدبو پھیل جائے گی۔ (الیٰ آخر الحدیث مسلم ج۲ ص۴۰۲)

۱...... ’’عن عبادة بن صامتؓ انه حدثھم ان رسول اللہ ﷺ قال انی قدحدثتکم عن الدجال حتیٰ خشیت ان لاتعقلوا ان مسیح الدجال رجل قصیراً فحج جعد اعور مطموس العین لیس بناتیة ولا حجراء فان لبس علیکم فاعلموا ان ربکم لیس باعور (ابوداؤد ج۲ ص۱۳۴، باب خروج الدجال)‘‘

﴿رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تحقیق میں نے تم کو دجال کے متعلق بہت بیان کیا۔ یہاں تک کہ میں ڈرا کہ تم سمجھ نہ سکو گے۔ تحقیق مسیح دجال ایک آدمی پستہ قد ٹانگیں پھیلا کر چلنے والا گھنگر والے بال، کانا، سپاٹ آنکھ والا، نہ اٹھی ہوگی نہ بیٹھی۔ اگر اشتباہ واقع ہو تو جان لو کہ تمہارا خدا کانا نہیں۔﴾

نوٹ! دجال کی دائیں آنکھ ابھری ہوئی انگور کی طرح ہوگی۔’’اعور عین الیمنی کان علیه طافية (مشکوٰة ص۴۷۶، باب العلامات بین یدی الساعة)‘‘اور بائیں مطموس العین یعنی بالکل سپاٹ ہوگی اس پر ناختہ سا ہوگا۔’’علیه ظفرة غلیظة (مشکوٰة

ص٤٧٣، باب العلامات بین یدی الساعة)"

۲...... "قال رسول اللہ ﷺ یتبع الدجال من یهود اصبهان سبعون الفا علیهم الطیالسة (مسلم ج۲ ص٤٠٥، باب فی بقیة من احادیث الدجال)" یعنی ستر ہزار یہودی صرف اصفہان سے دجال کے ساتھ ہوں گے اور احادیث علامات قیامت میں مذکور ہے کہ مسلمان اور یہودیوں میں جنگ ہوگی۔ مسلمان ان پر غلبہ حاصل کریں گے اور ان کو قتل کریں گے۔

"لاتقوم الساعة حتیٰ یقاتل المسلمون الیهود فیقتلهم المسلمون (رواه مسلم ج۲ ص٣٩٦، کتاب الفتن واشراط الساعة، مشکوٰة ص٤٦٦، باب الملاحم، بخاری ج۱ ص٤١٠، باب قتال الیهود)" اور دجال بھی یہودی قوم سے ہوگا۔

"عن ابی سعید الخدریؓ قال قال لی ابن صیاد...... مالی ولکم یااصحاب محمدا لم یقل نبی اللہ ﷺ انه یهودی وقد اسلمت ولا یولدله وقد ولد لی (مسلم ج۲ ص٣٩٨، باب ذکر ابن صیاد)" یعنی ابوسعید خدریؓ نے کہا کہ مجھ سے ابن صیاد نے کہا کہ اے اصحاب محمد ﷺ تم کو کیا ہوا کہ مجھ کو دجال خیال کرتے ہو۔ کیا نبی اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا کہ وہ یہودی ہوگا اور میں تو مسلمان ہوگیا ہوں اور کیا نہیں فرمایا کہ اس کے اولاد نہ ہوگی اور میرے تو اولاد ہے۔

"نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بیان میں ہے۔ فید رکه عند باب لد الشرقی فیقتله فیهزم اللہ الیهود (ابن ماجه ص٢٩٨، باب فتنة الدجال وخرج عیسیٰ بن مریم)" یعنی عیسیٰ علیہ السلام دجال کو لد کے دروازہ شرقی کے قریب قتل کریں گے۔ پس اللہ تعالیٰ یہود کو ہزیمت دے گا۔ جیسا کہ وعدہ ہے۔ "جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروٓا الیٰ یوم القیٰمة (آل عمران:٥٥)" یہودی عقائد سے نکل کر خدائی دعویٰ کرے گا۔

"ان من فتنة ان یقول للاعرابی ارأیت ان بعثت لك اباك وامك اتشهدانی ربك (ابن ماجه ص٢٩٨، باب فتنة الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم)" یعنی دجال کے فتنوں میں سے ایک فتنہ یہ ہے کہ گنوار لوگوں سے کہے گا کہ اگر تیرے ماں باپ کو زندہ کردوں تو پھر گواہی دے گا کہ میں تیرا رب ہوں۔

"فیمثل له الشیاطین نحوابیه ونحواخیه (مشکوٰة ص٤٧٧، باب لایدخل الدجال المدینة، باب الدجال)" یعنی پھر شیاطین کو اس کے ماں باپ بھائی وغیرہ

کی شکل میں سامنے لاکھڑا کرے گا اور ایسے ہی اور دیگر تصرفات شیاطین کے ذریعہ سے کر دکھلائے گا۔

اور ہے کہ: ''فیقتله ثم یحییه (بخاری ج۲ ص۱۰۵٦...... مسلم ج۲ ص۴۰۲، باب ذکر الدجال) ''یعنی ایک مسلمان کو قتل کر کے زندہ کرے گا۔ثم لا یسلط علیه لیکن دوبارہ پھر اس پر قادر نہ ہو سکے گا۔

۳...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول فرمانا اور دجال کو قتل کرنا پہلے مفصل مذکور ہو چکا۔

رئیس المکاشفین شیخ اکبر کا دجال کے بارے میں کشف اوران کی تحقیق

۱...... ''ثم قال واعلم ان ظهور المهدی علیه السلام من اشراط قرب الساعة كذلك خروج الدجال فیخرج من خراسان من ارض الشرق موضع الفتن یتبعه الاتراك والیهود ویخرج الیه من اصبهان وحدها سبعون الفاطیلسین وهورجل كهل اعور العین الیمنی كان عینه عنبة طافیة مكتوب بین عینیه ك،ف،ر (منقول از یواقیت ج۲ ص۱٤٤) '' ﴿پھر شیخ نے کہا جان تو کہ مہدی علیہ السلام کا ظہور علامات قرب قیامت سے ہے اور ایسا ہی دجال کا نکلنا ہے اور وہ جانب مشرق فتنوں کی جگہ سے خراساں سے نکلے گا۔ ترک اور یہود اس کی اتباع کریں گے اور صرف اصفہان سے ستر ہزار یہودی طیاسان پہنے ہوئے اس کے ساتھ ہوں گے اور وہ ایک ادھیڑ آدمی ہے۔ دائیں آنکھ کانی ہے۔ گویا آنکھ اس کی انگور کی طرح اٹھی ہوئی ہے۔ اس کی پیشانی پر کافر لکھا ہے۔﴾

۲...... ''قال الشیخ وهی الان فی جزیرة من البحر الذی یلی جهة الشمال وهی الجزیرة التی فیها الدجال (از یواقیت ج۲ ص۱۳۷) '' ﴿شیخ نے کہا وہ اس وقت سمندر جو جانب شمال کے متصل ہے اس کے ایک جزیرہ میں ہے یہ وہ جزیرہ ہے جس میں دجال ہے۔﴾

۳...... ''جمیع مایقع علی ید الدجال لیس هو بامور حقیقیة وانما هی امور متخیلة یفتن بها ضعفاء العقول بخلاف ما یقع علی یدالانبیاء فانها امور حقیقیة (از یواقیت ج۱ ص۱۵۷) '' ﴿دجال کے ہاتھ سے جس قدر شعبدات ظاہر ہوں گے امور حقیقت نہ ہوں گے۔ بلکہ وہ محض امور متخیلہ ہوں گے۔ ان سے ضعیف العقل

لوگ فتنہ میں پڑیں گے۔ کیونکہ معمولی عقل رکھنے والے کے لئے اس کا حلیہ ہی اس کے دعویٰ خدائی کو رد کردے گا۔ بخلاف معجزات کے جو انبیاء علیہم السلام سے ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ امور حقیقیہ واقعیہ ہوتے ہیں۔

مرزائی عقیدہ نمبر ۲۱...... درباره دجال

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ دجال عیسائی پادریوں کا گروہ ہے اور یاجوج ماجوج انگریز اور روس ہیں اور مسیح موعود میں ہوں۔

۱...... ''مسیح دجال جس کے آنے کی انتظار تھی۔ یہی پادریوں کا گروہ ہے جو ٹڈی کی طرح تمام دنیا میں پھیل گیا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۴۹۶، خزائن ج۳ ص۳۶۶)

۲...... ''فان یاجوج وماجوج هم النصاریٰ من الروس والا قوام البرطانیة'' (حاشیہ حمامۃ البشریٰ ص۲۸، خزائن ج۷ ص۲۰۹)

''تحقیق یاجوج ماجوج نصاریٰ ہیں۔ روس اور قوم برطانیہ سے۔''

۳...... ''سو وہ دجال جس کا ذکر حدیثوں میں ہے۔ وہ شیطان ہی ہے۔ جو آخری زمانہ میں قتل کیا جائے گا۔'' (حقیقت الوحی ص۳۹، خزائن ج۲۲ ص۴۱)

مرزا قادیانی کی دجال کے متعلق عجیب تحقیقات

۱...... ''اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ ناموجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیۃ کماہی ظاہر فرمائی گئی...... تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔'' (ازالہ اوہام ص۶۹۱، خزائن ج۳ ص۴۷۳)

''انبیاء علیہ السلام غلطی پر نہیں رکھے جاتے ہیں۔''

(اعجاز احمدی ص۲۴، خزائن ج۱۹ ص۱۳۳)

۲...... ''صحابہؓ کا اس پر اجماع تھا کہ ابن صیاد دجال معہود ہے۔''

(ازالہ حاشیہ ص۲۲۲، خزائن ج۳ ص۲۱۱)

۳...... ''رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی رائے...... ظاہر کردی کہ دجال معہود ابن صیاد ہی تھا۔'' (ازالہ ص۲۲، خزائن ج۳ ص۲۱۰)

۴...... ''عیسائی واعظوں کا گروہ بلاشبہ دجال معہود ہے۔''
(ازالہ ص۷۲۳، خزائن ج۳ ص۴۸۹)

۵...... ''آخری زمانہ میں دجال معہود کا آنا سراسر غلط ہے۔''
(ازالہ ص۷۲۷، خزائن ج۳ ص۲۲۰)

۶...... ''یہ ایک واقعہ مسلمہ ہے کہ دجال معہود کے خروج کے بعد آنے والا وہی سچا مسیح ہے جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے۔'' (ازالہ ص۷۲۱، خزائن ج۳ ص۴۸۸)

۷...... ''صحابہ نے قسمیں کھا کر کہا کہ ہمیں اس بات میں اب شک نہیں کہ یہی دجال معہود ہے اور آنحضرت ﷺ نے بھی آخر کار یقین کر لیا۔'' (ازالہ ص۲۲۵، خزائن ج۳ ص۲۱۳)

۸...... ''آنحضرت ﷺ کا اوّل اوّل یہی خیال تھا کہ ابن صیاد دجال ہے۔ مگر آخر میں یہ رائے بدل گئی تھی۔'' (ازالہ ص۶۸۹، خزائن ج۳ ص۴۷۲)

۹...... ''گو میں اس بات کو تو مانتا ہوں کہ ممکن ہے میرے بعد کوئی اور ابن مریم بھی ہو اور بعض احادیث کی رو سے وہ موجود بھی ہو اور کوئی ایسا دجال بھی آوے جو مسلمانوں میں فتنہ ڈالے۔ مگر میرا مذہب یہ ہے کہ اس زمانہ کے پادریوں کی مانند کوئی اب تک دجال پیدا نہیں ہوا اور نہ قیامت تک ہوگا۔'' (ازالہ ص۴۸۸، خزائن ج۳ ص۳۶۲)

۱۰...... ''لدان لوگوں کو کہتے ہیں جو بے جا جھگڑنے والے ہوں یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب دجال کے بے جا جھگڑے کمال تک پہنچ جائیں گے۔ تب مسیح موعود ظہور کرے گا اور اس کے تمام جھگڑوں کا خاتمہ کر دے گا۔ (ازالہ ص۷۳۰، خزائن ج۳ ص۴۹۲)

۱۱...... ''دجال خدا نہیں کہلائے گا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا قائل ہوگا۔ بلکہ بعض انبیاء کا بھی۔'' (ازالہ ص۷۳۰، خزائن ج۳ ص۴۹۳)

۱۲...... ''بالاتفاق سلف وخلف یہ بھی کہتے آئے ہیں کہ دجال معہود آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں موجود تھا اور پھر آخری زمانہ میں بڑی قوت کے ساتھ خروج کرے گا اور اب تک وہ زندہ کسی جزیرہ میں موجود ہے۔ مگر یہ خیال کہ اب تک وہ زندہ ہے۔ ہرگز صحیح نہیں ہے۔'' (ازالہ ص۴۸۰، خزائن ج۳ ص۳۵۸)

بعض مرزائی شبہات کے مختصر جوابات

۱...... ''دجال خلة بين الشام والعراق (ابن ماجه ص۲۹۷، باب فتنة الدجال وخروج عيسىٰ بن مريم مشكوٰة ص۴۷۳، باب ذكر الدجال) ''یعنی شام

دعراق کے درمیان سے وملتقی بحرین یعنی دجلہ وفرات کے ملتقی سے جو دونوں ایک ہی ہیں اور جانب مشرق ہے اور اس کے بعد خراسان سے گذرتا ہوا خروج کرے گا۔

۲...... ''مکتوب بین عینیه کافر یقرا کاتب وغیر کاتب (بخاری ج۲ ص۱۰۵٦، باب ذکر الدجال) ''یعنی اس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوگا۔ ہر پڑھا بے پڑھا اس کو پڑھ لے گا۔ یہ بخاری ومسلم کی متفق علیہ حدیث ہے۔ بے شک خداوند عالم ہر مومن کو دجال کے فتنہ سے بچانے کے لئے علم وجدانی پیدا کر دے گا۔ کیا معلوم نہیں ہے۔ ہاتھ پاؤں کو زبان کی طرح گویا کر کے شہادت لے گا اور دجال کی پیشانی پر قدرتی طور پر لفظ کافر کا لکھا ہونا کہ ہر مومن اپنے علم وجدانی سے پڑھ سکے۔ کوئی مستبعد نہیں۔

۳...... دجال کے پاس تمام عیش کے سامان مہیا ہوں گے۔ کھانے اور پینے کی چیزیں وافر ہوں گی۔ یہاں تک کہ: ''معه بمثل الجنة والنار (مشکوٰۃ ص۴۷۳، باب ذکر الدجال) ''اس کا بہشت اور دوزخ بھی ہوگا۔ چونکہ لوگ کئی سال سے سخت قحط زدہ ہوں گے۔ یہ سب چیزیں باعث فتنہ ہوں گی۔ مگر جب اپنے مصدقین کو اپنے بہشت میں داخل کرے گا تو اس کے لئے وہ حقیقتاً عذاب ہوگا اور جب منکرین کو اپنے دوزخ میں ڈالے گا تو اس کے لئے وہ حقیقتاً آرام دہ ہوگا۔ غرض حقیقتاً تو اس کا بہشت مثل دوزخ اور دوزخ اس کا مثل بہشت ہوگا۔ لیکن اس کے برعکس متخیل ہوں گے اور اس کے علاوہ اس کے ہاتھ سے طرح طرح کی خرق عادات ظاہر ہوں گی۔ حالانکہ وہ محض شعبدے اور امور متخیلہ ہوں گے۔ نہ امور حقیقیہ واقعیہ اور وہ زمانہ بھی خرق عادات کا ہوگا۔ اکثر عادت مستمرہ کے خلاف اللہ تعالیٰ واقعات کو ظاہر فرمائے گا۔ یتخرق العادات الحدیث۔ اسی وجہ سے نوح علیہ السلام سے لے کر ہمارے حضورﷺ تک تمام انبیاء علیہم السلام دجال سے ڈراتے آئے ہیں۔ باوجود اس کے وہ کانا بدشکل ہوگا۔ جو اس کے دعویٰ کے بطلان پر بدیہی حجت ہوگی۔ حضورﷺ نے فرمایا ہے کہ ابتداء دنیا سے قیامت تک دجال سے بڑھ کو کوئی فتنہ نہیں ہے۔ پادری لوگ تمہارے دجال صدیوں سے برابر اسلام کے ساتھ معاندانہ مقابلہ کرتے چلے آئے ہیں۔ سپین، غرناطہ، شام میں ان پادریوں کے طفیل لاکھوں مسلمانوں کی گردنیں ماری گئیں۔ صدیاں گذر گئیں اس کا گدھا بھی چل نکلا۔ یاجوج ماجوج آپ کے روس وانگریز یہ دونوں سلطنتیں ہزاروں برس سے قائم ہیں اور ان کی سطوۃ اور غلبہ قائم ہونے کے زمانہ کو بھی سینکڑوں سال ہو چکے۔ مگر تعجب ہے اس وقت مسیح نہ نکلا۔

۴...... ابن صیاد اور دجال چونکہ پہلے آپ کو دجال کا علم بذریعہ بعض اوصاف دیا

گیا تھا۔ یعنی پہلے صرف اتنا بتلایا گیا تھا کہ وہ یہودی النسل ہوگا۔ فتنہ برپا کرے گا۔ تیس برس تک اس کے ماں باپ کے اولاد نہ ہوگی۔ وغیرہ وغیرہ اور یہ چند اوصاف ابن صیاد یہودی میں بھی پائے گئے۔ جیسا کہ (ترمذی ج۲ص۵۰، باب ماجاء فی ذکر ابن صیاد) میں یہ قصہ مذکور ہے۔ صحابہ کرامؓ کو جب ابن صیاد کا پتہ چلا تو وہ علامتیں دیکھ کر خیال کیا کہ شاید دجال یہی ہو کہ عمر طویل پا کر آخر زمانہ میں خروج کرے۔ کیونکہ خارق عادت بعض امور بھی اس میں تھے۔ مثلاً (صحیح مسلم ج۲ص۳۹۹، باب ذکر ابن صیاد) میں ہے کہ ایک دفعہ خفا ہوا اور اتنا پھولا کہ گلی بھر گئی۔ مگر حضورﷺ نے کبھی اپنی زبان سے ہی نہیں فرمایا کہ یہ وہی دجال ہے۔ بلکہ بالکل ساکت رہے۔ جس سے محتمل رہا۔ پہلے حضرت عمرؓ کو ظن غالب ہو گیا تھا اور چونکہ حضورﷺ نے بھی بالکل صراحتہ انکار نہیں فرمایا تھا۔ اسی ظن غالب پر عمرؓ نے قسم کھائی جو جائز تھی۔ لیکن اس کے بعد ایک دفعہ حضورﷺ اور شیخینؓ اور کچھ صحابہؓ ابن صیاد کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے ابن صیاد کی شناخت کر کے فرمایا کہ: ''اخسا فلن تعدوا قدرك (مسلم ج۲ ص۳۹۷، باب ذکر ابن صیاد) '' ذلیل رہ ہرگز کبھی اپنے اندازے سے نہیں بڑھے گا۔ کہانت کو نبوت سے متلبس نہیں کر سکے گا۔ یعنی اشارے سے فرمایا کہ وہ دجال نہیں یہ تو ذلیل رہے گا۔ کوئی فتنہ برپا نہ کر سکے گا اور جب حضرت عمرؓ نے قتل کے لئے اجازت چاہی تو آپﷺ نے فرمایا ''ان یکن ھو فلست صاحبه انما صاحبه عیسیٰ بن مریم (شرح السنة ج۷ ص۴۰٤، باب ذکر ابن صیاد) '' یعنی اگر یہ دجال معہود ہے تو اس کو قتل نہیں کر سکتا۔ اس کے قاتل عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے اور اگر یہ دجال نہیں تو ایک نابالغ ذمی کے قتل میں خیر نہیں۔ حضورﷺ نے جب ان لفظوں سے حضرت عمرؓ اور سب صحابہ کرامؓ کو یہ فرمان سنا دیا تو حضرت عمرؓ اور سب کا ظن غالب ٹوٹ گیا۔ ہاں بعضوں کا خیال شک کے درجہ میں رہا کہ حضورﷺ نے صراحتہ نفی نہیں فرمائی۔ بلکہ ایک احتمال دجال ہونے کا بھی قائم رکھا۔ لیکن اس کے بعد جب حضورﷺ نے باطلاع الٰہی اور بہت سی علامتیں بتلائیں جو پہلے یہ علامتیں نہیں بتلائی گئی تھیں۔ مثلاً زمین مشرق شام و عراق کے درمیان سے خراسان ہوتا ہوا نکلنا۔ اولاد کا نہ ہونا، مکہ مدینہ داخل نہ ہو سکنا، پیشانی پر کافر لکھا ہونا، دائیں آنکھ انگور کی طرح اوپر اٹھی ہوئی، بائیں آنکھ ممسوح یعنی سپاٹ ہوگی وغیرہ وغیرہ اور پھر تمیم داریؓ کے قصے اور حضورﷺ کی تصدیق نے اور آپﷺ کے صریح فرمان نے کہ آپﷺ نے منبر پر خطبہ میں عام اعلان فرمایا۔ سب کو یقین دلایا کہ ابن صیاد ہرگز دجال معہود نہیں ہے۔ بلکہ وہ دجال معہود ایک جزیرہ میں ہے۔ وقت معینہ پر خروج کرے گا۔

ہاں یہ بہت ممکن ہے کہ صرف دو صحابی جابرؓ وعبداللہ بن عمرؓ جو اس وقت حاضر نہ ہوں گے۔ وہ اسی خیال پر قائم رہے ہوں کہ ابن صیاد دجال ہے۔ دیکھو (ابوداؤد ج۲ ص۱۳۶، باب فی خبر ابن صیاد) اور حضرت عمرؓ کی قسم سے جو بحضور ﷺ سن چکے تھے۔ استدلال کرتے رہے ہوں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ابن صیاد ہرگز نہیں مرا۔ بلکہ وہ تو یوم الحرہ میں کہیں لاپتہ ہوگیا اور وہ وقت معینہ پر خروج کرے گا۔

۵..... اور ستر باع کا گدھا یہی شیطان مجسم متشکل ہو جائے گا اور دجال اس پر سوار ہوگا اور یہ کیا ناممکن ہے کہ قادر مطلق اس زمانہ میں ایک عجیب الخلقت ایسا گدھا قد وقامت والا اور تیز رفتار دجال کے لئے پیدا کرے اور ریل کی سواری تو کوئی پادریوں کے لئے مخصوص نہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی اور مرزائی بھی دجال کے گدھے پر خوب سوار ہوتے ہیں۔

۶..... ''عن ابن عمرؓ ماعلی الارض من نفس منفوسة یاتی علیها مائة سنة وهی حیا یومئذ (مسلم، مشکوٰة ص۴۸۰) ''الارض میں الف لام تخصیص کے لئے ہے۔ یعنی زمین عرب میں آج کے دن سے سو برس تک کوئی نفس موجود زندہ نہ رہے گا۔ دجال زمین عرب سے خارج ہے۔ دوسرے ہوسکتا ہے کہ اس وقت دجال پانی پر ہو نہ زمین پر۔ حدیث اس کو مشتمل ہو اور نیز اس کے یہ معنی ہیں کہ سو برس تک یہ قرن ختم ہو جائے گا اور زمانہ کا نیا رنگ ہو جائے گا۔ گو شاذ و نادر اور بہت قلیل بعض لوگ اس قرن کے زندہ بھی رہیں۔ چنانچہ اس حدیث کے راوی نے خود یہی مطلب بیان کیا ہے۔''یرید بل انك انها تخرم ذلك القرن (بخاری ج۱ ص۸۴، باب السمرفی الفقه والخیر بعد العشاء)''

۷..... ''مالبثه فی الارض قال اربعون یوما یوم کسنة ویوم کشهر ویوم کجمعة وسائر ایامه کایا مکم قلنا یارسول الله فذلك الیوم الذی کسنة اتکفینا فیه صلوٰة یوم قال لا اقدر واله قدره (صحیح مسلم ج۲ ص۴۰۱، باب ذکر الدجال، ابوداؤد ج۲ ص۱۳۵، باب خروج الدجال، ترمذی ج۲ ص۴۸، باب ماجاء فی فتنة الدجال اور ابن ماجه ص۲۹۶،۲۹۷، باب فتنة الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم) ''یعنی صحابہؓ نے عرض کیا کہ دجال کا کتنی مدت ٹھہرنا ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا چالیس دن، ایک دن مثل ایک برس کے ہوگا اور دوسرا دن مثل ایک مہینے کے اور تیسرا دن مثل ایک ہفتہ کے اور باقی دن مثل ایام معروفہ کے۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ دن جو مثل برس کے ہوگا۔ کیا اس میں ایک دن کی نماز کافی ہوگی۔ حضور ﷺ نے

فرمایا نہیں اندازہ کر کے نماز پڑھو۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ ایام کی طوالت واقعی اور حقیقتاً متخیل ہوگی ورنہ ایک دن کی نماز ایک دن میں کافی ہوتی۔ اندازہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم نہ فرماتے اور بے شک ایام طوال باعتبار تخیل تاخیر کثیرہ مدت طلوع وغروب شمس کے چالیس متخیل ہوں گے۔ لیکن ایک سال ڈھائی مہینے کی نمازیں پڑھی جائیں گی اور (مشکوٰۃ ص ۴۷۷، باب العلامات بین یدی الساعۃ میں شرح السنۃ ج ۷ ص ۴۴۲ حدیث نمبر ۴۱۵۹) سے اسماء بنت یزید بن السکنؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دجال زمین پر چالیس برس ٹھہرے گا۔ سال مثل مہینے کے اور مہینہ مثل ہفتہ کے اور ہفتہ مثل ایک دن کے اور دن مثل شعلہ آگ کے ہوگا اور یہی مضمون (مشکوٰۃ ص ۴۷۰، باب اشراط الساعۃ) میں بروایت ترمذی انسؓ سے مرفوعاً قرب قیامت کی علامت بتلائی گئی ہے اور (ابن ماجہ ص ۲۹۸، باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم) میں ان الفاظ سے مروی ہے کہ: ''ان ایامہ اربعون سنۃ السنۃ کنصف السنۃ والسنۃ کالشہر والشہر کالجمعۃ واخر ایامہ کالشررہ یصبح احدکم علی باب المدینۃ فلا یبلغ بابہا الاخر حتیٰ یمسیٰ...... یارسول اللّٰہ کیف نصلیٰ فی تلک الایام القصار قال تقدرون فیہا الصلوٰۃ کما تقدرون فی ہذہ الایام الطوال '' یعنی دجال کا زمانہ چالیس برس کا ہوگا۔ سال مثل نصف سال کے اور سال مثل مہینہ کے اور مہینہ مثل ہفتہ کے اور اس کا آخری دن مثل شعلہ آگ کے ہوگا کہ ایک تمہارا شہر کے اس دروازہ پر صبح کرے گا۔ پس دوسرے دروازہ پر نہ پہنچنے پائے گا کہ شام ہو جائے گی...... حضور ﷺ سے عرض کیا گیا کہ رسول اللّٰہ ﷺ ہم ان ایام قصار میں کیسے نماز پڑھیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جیسے کہ ایام طوال میں تم نماز کے وقتوں کا اندازہ کر کے پڑھو گے۔ ایسے ہی ایام قصار میں اندازہ کر کے پڑھنا۔ یعنی یہ دن باعتبار تخیل سرعت طلوع وغروب آفتاب کے چالیس برس متخیل ہوں گے۔ یعنی تخیل میں دنوں کی یہ درازی اور ایسا ہی دوسرے وقت میں یہ کمی بطور خرق عادت متخیل ہوگی۔ نمازوں میں ان کی درازی اور کمی کا کچھ اعتبار نہیں۔ بلکہ معہود دنوں کا اور وقتوں کا اندازہ کر کے نماز پڑھنا ہوگی۔ غرض ان ایام قصار کا وقت اور ہوگا۔ یعنی شروع خروج سے دعویٰ خدائی تک۔ اور ایام طوال دوسرے وقت یعنی دعویٰ خدائی سے قتل تک فقط۔

احقر محمد عبدالغنی غفرلہ مدرس مدرسہ عربیہ عین العلم شاہجہانپور (یو۔پی) ۱۹۲۷ء

عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نویدِ مسرت

تقریباً 40 سال بعد پہلی مرتبہ مجاہدین وشہدائے ختم نبوت کی لازوال قربانیوں کا ثمرہ منظر عام پر!



★ قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی 21 روزہ کاروائی کی رپورٹ جسے حرف بہ حرف حکومت نے 21 حصوں میں شائع کیا

★ یہ سرکاری مستند دستاویز اپنے قاری کو حق وباطل کے معرکہ سے اسطرح روشناس کرتی ہے کہ مرزا غلام قادیانی کے پیروکاروں کے گرو مرزا ناصر اور لاہوری گروپ کے گروؤں کی ذلت آمیز شکست کا عبرت ناک نظارہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔

★ یہ رپورٹ مرزا غلام قادیانی اور قادیانیت کے کذب اور دجل پر مہر اور ہر قادیانی ولاہوری کے لئے ''اتمام حجت'' ہے۔

★ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے پہلی مرتبہ انتہائی کاوش وعرق ریزی سے تحقیق وتخریج سے آراستہ کر کے سرکاری رپورٹ کو 5 جلدوں (2952 صفحات) میں شائع کر دیا ہے۔ جو کہ مجلس کے ہر دفتر سے صرف لاگت کے خرچہ -/1000 روپے پر دستیاب ہے علاوہ ڈاک خرچہ، نیز vp کی سہولت حاصل نہ ہوگی۔

★ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سارے عالم میں اس ''اتمام حجت'' کو قائم کرنے کیلئے یہ پانچ جلدیں انٹرنیٹ پر ملاحظہ کرنے اور مفت محفوظ download کرنے کی سہولت بھی بہم پہنچا دی ہے۔

صرف ایک کلک سے ملاحظہ اور ڈاؤن لوڈ فرمائیں

www.amtkn.com
www.khatm-e-nubuwwat.com
www.khatm-e-nubuwwat.info
www.laulak.info
www.facebook.com/amtkn313

www.amtkn.com/nareportv1.pdf
www.amtkn.com/nareportv2.pdf
www.amtkn.com/nareportv3.pdf
www.amtkn.com/nareportv4.pdf
www.amtkn.com/nareportv5.pdf

ameer@khatm-e-nubuwwat.com, popalzai@amtkn.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان
061- 4783486
0300-4304277

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

قادیانیوں سے فیصلہ کُن

مناظرے

شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب
اور قادیانی مبلغین کے مابین علمی مناظروں کی دلچسپ رُوداد

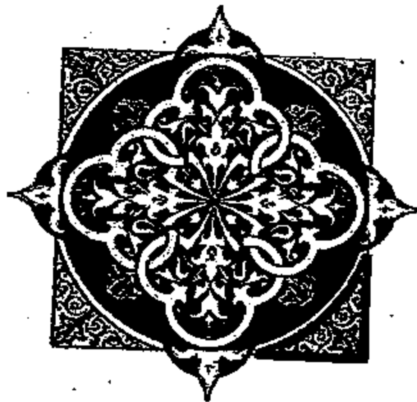
شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ، ملتان
061-4783486

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (الحدیث)

میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

قادیانی شبہات کے جوابات

(کامل)





مناظر ختم نبوت حضرت مولانا

اللہ وسایا صاحب مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

مشاہیر کے خطباتِ ختمِ نبوت





عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان۔ 061-4783486

انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی (رواہ مسلم)

ائمہ تلبیس

یعنی ان مشہور دجالوں کی مذموم زندگی جنہوں نے عہد رسالت سے لے کر آج تک
لوہیت، نبوت، مسیحیت، مہدویت اور اس قسم کے دوسرے جھوٹے دعوے کر کے ملت
حنفی میں رخنہ اندازیاں کیں اور اسلام کے حق میں مار ہائے آستین ثابت ہوئے

حضرت مولانا ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری رحمۃ اللہ علیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ • ملتان • فون: 4783486

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ • ملتان - فون : 061-4783486